عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

فتاویٰ محمودیہ

جلد ۷

از

فقیہ الامت حضرت اقدس مفتی محمود حسن گنگوہی قدس سرہٗ

مفتی اعظم ہند دار العلوم دیوبند

ترتیب جدید

محمد فاروق غفرلہٗ

خادم جامعہ محمودیہ علی پور ہاپوڑ روڈ میرٹھ الہند

مکتبہ محمودیہ

جامعہ محمودیہ علی پور ہاپوڑ روڈ میرٹھ (یوپی) الہند 245206

Design by: M.Rahman Qaasmi 9758814654

F.M.Fainal\Jild-1\S.R.Waraq

مقدمہ فتاوی محمودیہ

از

فقیہ الامت حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی قدس سرہٗ

مفتی اعظم ہند و دار العلوم دیوبند

ترتیب جدید

محمد فاروق غفرلہٗ

ناشر

مکتبہ محمودیہ

جامعہ محمودیہ علی پور ہاپوڑ روڈ میرٹھ، یوپی ۲۴۵۲۰۶

انتباہ

کوئی صاحب فتاویٰ محمودیہ کو کلاً یا جزاً بلا اجازتِ مرتب شائع نہ فرمائیں۔

تفصیلات

نام کتاب	:	**فتاویٰ محمودیہ......۷**
صاحب فتاویٰ	:	فقیہ الامت حضرت اقدس مفتی محمود حسن گنگوہی قدس سرہ (مفتی اعظم ہند و دار العلوم دیوبند)
مرتب	:	محمد فاروق غفرلہٗ
کمپوزنگ	:	مجیب الرحمٰن قاسمی جامعہ محمودیہ علی پور 7895786325
سن اشاعت	:	سنہ ۱۴۳۰ھ-سنہ ۲۰۰۹ء
صفحات	:	۴۲۷
قیمت	:	

ناشر

مکتبہ محمودیہ

جامعہ محمودیہ علی پور ہاپوڑ روڈ میرٹھ (یوپی) پن کوڈ: ۲۴۵۲۰۶

اجمالی فہرست

تفصیلی فہرست

مضامین فتاویٰ محمودیہ جلد ۷

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
	☆......**باب اول**......☆	
	تفسیر قرآن	
۱	شرائط تفسیر	۲۲
۲	تفسیر و تاویل میں فرق	۲۲
۳	شرح جامی پڑھنے والے کا تفسیر بیان کرنا	۲۳
۴	نسخ کی تفصیل اور حکمت	۲۵
۵	کیا قرآن کریم میں ناسخ ومنسوخ ہیں	۲۷
۶	حکم قرآنی کیا حدیث سے منسوخ ہوسکتا ہے؟	۳۲
۷	آیات منسوخہ کی تلاوت کا حکم	۳۴
۸	حضرت آدم علیہ السلام اور ابلیس کی نافرمانی میں فرق	۳۵
۹	اسجدوا لآدم کا خطاب کیا شیطان کو بھی ہے	۳۶

☆......باب سوم......☆

آدابِ تلاوت

باب اول: تفسیر قرآن

شرائط تفسیر

سوال: -قرآن پاک کی تفسیر کے لئے کیا شرائط ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

لفظ کو معنی حقیقی یا مجاز متعارف پر حمل کرنا۔ سیاق وسباق کے خلاف نہ ہونا۔ شاہدان وحی کی شہادت سے مؤید ہونا۔ تفسیر فتح العزیز[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

تفسیر وتاویل میں فرق

سوال: -تفسیر وتاویل میں کیا فرق ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر جملہ امور مذکورہ بالا ملحوظ ہوں تو تفسیر ہے اگر بعض مفقود ہوں تو تاویل ہے۔ تفسیر

---

[1] تفسیر کلام اللہ عبارت ازاں است کہ سہ چیز دراں مرعی باشد اول حمل ہر کلمہ از کلمات آں بر معنی حقیقی خود یا مجاز متعارف خود دوم ملاحظہ سیاق وسباق آں کلمہ ونظم کلام از اول تا آخر تا بےنسق ومختل نشود سوم آنکہ فہم شاہداں نزول وحی کہ حضرت پیغمبر علیہ السلام وصحابہ کرام رضی اللہ اند مخالف آں واقع نشدہ باشد وہرگاہ یکی ازیں امور سہ گانہ فوت شود ودو دیگر باقی مانند آنرا تاویل نامند تفسیر فتح العزیز ص ۲۹۶ رسورۂ قیامہ، مطبوعہ بمبئی کلام اللہ کی تفسیر اس کو کہتے ہیں کہ تین چیزوں کی رعایت اس میں پائی جاوے اول یہ کہ ہر کلمہ کو قرآن شریف کے اس کے حقیقی معنی پر حمل کرنا چاہئے یا مجاز متعارف اور مشہور پر دوسرے یہ کہ اس کلمے کے سیاق وسباق اور کلام کے نظم کو اول سے آخر تک ملاحظہ کرنا اور نگاہ رکھنا چاہئے تاکہ کلام بےنسق اور بے ربط نہ ہوجائے تیسرے یہ کہ نزول وحی کے وقت موجود حضرات یعنی حضورؐ اور صحابہ کرامؓ کا فہم اس تفسیر کے خلاف واقع نہ ہو جب ان تینوں میں سے کوئی ایک فوت ہوجائے اور دوسری باقی رہیں تو اس کو تاویل کہیں گے الخ۔

فتح العزیز[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم
حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

شرح جامی پڑھنے والے کا تفسیر بیان کرنا

سوال:- کوئی طالب علم شرح جامی وکنز الدقائق وغیرہ پڑھتا ہے کیا ان کے لئے یہ جائز ہے کہ قرآن مجید تلاوت کرتے وقت قرآن کا ترجمہ کرنا خود سمجھتا ہے اور دوسروں کو سمجھاتا ہے۔ اگر یہ امر جائز ہو تو اس تقدیر پر حرام ہے یا مکروہ؟

مولوی ولی اللہ احمد ارکانی فرماتے ہیں یہ امر جائز ہے اور وہ فرماتے ہیں اگر قرآن مجید کے معنی سمجھتا ہو تو میرے خیال میں عدم جواز نہ ہوگا کیونکہ تفسیر پڑھنے کی غرض قرآن کے معنی سمجھنا ہے۔ جب اس شخص کو تفصیل خود سمجھنے کی توفیق ہے فلا حاجۃ الی التفسیر۔ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ صحابہ کرامؓ کون سی تفسیر پڑھے ہوئے تھے وہ حضرات کیا قرآن کا ترجمہ کرکے تبلیغ دین نہیں فرماتے تھے۔

عبدالحفیظ اس امر کو ناجائز سمجھتا ہے اور کہتا ہے ہزار بلیغ فصیح کیوں نہ ہو جب تک تفسیر نہیں پڑھی ہو یہ امر جائز نہیں ہوسکتا۔ یہ طالب علم معنی سمجھتا ہے تسلیم کرتا ہوں۔ لیکن ظن غالب

---

[1] تفسیر کلام اللہ عبارت ازاں است کہ سہ چیز دراں مرعی باشد اول حمل ہر کلمہ از کلمات آں بر معنی حقیقی خود یا مجاز متعارف خود دوم ملاحظہ سیاق وسباق آں کلمہ ونظم کلام از اول تا آخر تا بے نسق ومختل نشود سوم آنکہ فہم شاہداں نزول وحی کہ حضرت پیغمبر علیہ السلام وصحابہ کرام رضی اللہ اند مخالف آں واقع نشدہ باشد وہرگاہ یکی ازیں امور سہ گانہ فوت شود ودو دیگر باقی مانند آنرا تاویل نامند تفسیر فتح العزیز ص ۲۹۶ /سورۂ قیامہ، مطبوعہ بمبئی کلام اللہ کی تفسیر اس کو کہتے ہیں کہ تین چیزوں کی رعایت اس میں پائی جاوے اول یہ کہ ہر کلمہ کو قرآن شریف کے اس کے حقیقی معنی پر حمل کرنا چاہئے یا مجاز متعارف اور مشہور پر دوسرے یہ کہ اس کلمے کے سیاق وسباق اور کلام کے نظم کو اول سے آخر تک ملاحظہ کرنا اور نگاہ رکھنا چاہئے تا کہ کلام بے نسق اور بے ربط نہ ہوجائے تیسرے یہ کہ نزول وحی کے وقت موجود حضرات یعنی حضورؐ اور صحابہ کرامؓ کا فہم اس تفسیر کے خلاف واقع نہ ہو جب ان تینوں میں سے کوئی ایک فوت ہوجائے اور دوسری باقی رہیں تو اس کو تاویل کہیں گے الخ۔

ہے کہ غلط سمجھا ہو، اس لئے کہ قرآن شریف میں اکثر جگہ مجاز پر حمل کرلیا ہے، مجاز مراد ہے ظاہری معنی مراد نہیں۔ بتایئے اس طالبعلم کو کیا خبر کہاں معنی مجازی پر محمول ہے کہاں معنی حقیقی پر اور قرآن شریف ایسی شئی ہے بلاغت فصاحت سے پر ہے طاقت بشریہ سے خارج ہے۔

الجواب حامداًومصلیاً

لغوی معنی، صرفی صیغہ، نحوی ترکیب، اپنی معلومات کے مطابق بیان کرنا جائز ہے۔ لیکن مرادِ خداوندی کو بیان کرنا حرام ہے۔ کیونکہ اس کا مدار بہت سے علوم پر ہے شرح جامی اور کنز پڑھنے والے عامۃً ان علوم سے واقف نہیں ہوتے۔ تفسیر اتقان[۱] ص ۱۸۰؍ج ۲؍ پر ان علوم کو شمار کیا ہے۔ اپنی رائے سے قرآن شریف کی تفسیر کرنے والے کے متعلق صحاح میں بہت سخت وعید آئی ہے[۲]۔ اس لئے اس سے اجتناب واجب ہے صحابہ کرامؓ کے قلوب واذہان کی مثالیں آج موجود نہیں وہ حضرات اہل لسان ہونے کی وجہ سے مستغنی تھے۔ نیز نبی کریم ﷺ کی صحبت سے ان پر علوم کثیرہ فائض ہوتے تھے بایں ہمہ وہ حضرات مرادِ خداوندی کو اپنی رائے سے نہیں بیان فرماتے تھے۔ بلکہ آنحضرت ﷺ سے دریافت کرکے اور سنکر بیان فرماتے تھے[۳] ان کو آیات کا شانِ نزول۔ قصہ کا محمل، مطلب سب کچھ معلوم تھا صحابہ کرامؓ نے جو کچھ

---

[۱] الاتقان فی علوم القرآن ص ۱۷۵؍ج ۲؍ النوع الثامن والسبعون فی معرفة شروط المفسر مطبوعه دار الفكر بيروت.

[۲] عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من قال فى القرآن برأيه فليتبوأ مقعده من النار (مشكوٰة المفاتيح ص ۳۵؍) كتاب العلم، ترمذی شریف ص ۱۲۳؍ج ۲؍ابواب تفسير القرآن، باب ماجاء فى الذى يفسر القرآن برآيه۔

ترجمہ: ابن عباسؓ نے کہا فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جس نے قرآن میں اپنی عقل سے کچھ کہا پس چاہئے کہ اپنا ٹھکانا آگ میں بنالے۔

[۳] الذين كانوا يقرؤ ن القرآن كعثمان بن عفانؓ وعبدالله بن مسعودؓ وغيرهما انهم كانوا اذا تعلموا من النبى صلى الله عليه وسلم عشر آيات لم يتجاوزوها حتى يعلموا فيها من العلم والعمل قالوا فتعلمنا القرآن والعلم والعمل جميعا الخ الاتقان فى علوم القرآن ص ۱۷۶؍ج ۲؍النوع الثامن والسبعون فى معرفة شروط المفسر، مطبوعه دار الفكر بيروت.

حضور ﷺ سے سنکر مطلب بیان فرمایا ہے، نیز احادیث سے ثابت ہے وہی مرادِ خداوندی ہے[۱]۔ آج کل شرح جامی، کنز، پڑھنے والوں کو قرآن شریف پڑھنا بھی صحیح نہیں آتا۔ اگر اعراب موجود نہ ہوں تو خدا جانے نفس عبارت میں کس قدر غلطیاں کریں۔ پھر اپنے آپ کو صحابہؓ پر قیاس کرنا انتہائی جسارت ہے۔

چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔

اس لئے محض عبارت کلام اللہ شریف پڑھ کر تفسیر کرنا ہرگز ہرگز جائز نہیں۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم ۵۸/۸/۲۰ھ

الجواب صحیح۔ سعید احمد غفرلہٗ۔ صحیح عبد اللطیف ۲۱/ شعبان ۵۸ھ

نسخ کی تفصیل اور حکمت

سوال:- نسخ آیات قرآنی کے متعلق شریعت کیا کہتی ہے اور اکابرین کا اس کے بارے میں کیا خیال ہے۔ (ب) کتنی اور کونسی آیتیں منسوخ ہیں؟ (ج) کیا نسخ آیات سے حکمت باری تعالیٰ میں نقص یا اس کی حکمت میں کسی قسم کا الزام عائد ہوتا ہے۔ (د) نسخ آیات قرآنی کی تعداد کے بارے میں علماء اسلام بتدریج کمی کی طرف مائل نظر آتے ہیں۔ چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے غالباً پانچ آیتیں منسوخ مانی ہیں آخر یہ کس خیال کے ماتحت ایسا ہو رہا ہے، اگر چندے یہی رہا تو وہ دن دور نہیں جب کہ نسخ کا مسئلہ ختم ہو جاوے۔

---

[۱] قال صلی اللہ علیہ وسلم الانی اوتیت القرآن ومثلہ معہ یعنی السنة فإن لم یجدہ من السنة رجع الی اقوال الصحابة فانھم ادری بذلک لما شاھدوہ من القرآئن والاحوال عندنزولہ ولما اختصوا بہ من الفھم التام والعلم الصحیح والعمل الصالح الی قولہ ان تفسیر الصحابی الذی شھد الوحی والتنزیل لہ حکم المرفوع (الاتقان فی علوم القرآن ص ۱۷۶/ ج ۲/ النوع الثامن والسبعون فی معرفة شروط المفسر) مطبوعہ دار الفکر بیروت.

(ہ) نسخ کی کتنی صورتیں ہیں اور وہ کیا کیا ہیں۔(و) منکرین نسخ کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

نسخ جائز ہے عقلاً اور واقع ہے سمعاً بلا اختلاف۔صرف ابومسلم اصفہانیؒ سے یہ منقول ہے کہ نسخ واقع نہیں النسخ جائز عقلاً واقع سمعاً بلاخلاف فی ذٰلک بین المسلمین الا مایروی عن ابی مسلم الاصفھانی فانه قال انه جائز غیر واقع (ارشاد الفحول[1])

(ب) اس میں مختلف اقوال ہیں اس مختصر تحریر میں تفصیل کی گنجائش نہیں ''الفوز الکبیر[2]'' وغیرہ کا مطالعہ کیجئے۔(ج) نہیں[3] (د) بالکل مسئلہ نسخ کو ختم کرنا نص قرآنی،اجماع امت کے خلاف ہے[4] اس لئے وہ ہرگز قابل قبول نہیں۔تقلیل نسخ کی مصلحت ظاہر ہے نفس نسخ کی مصلحت بتدریج وتمرین وعرف تعلیم احکام ہے کما صرح بہ علامہ رازیؒ۔فی المطالب العالیہ[5] (ہ) علامہ

---

[1] ارشاد الفحول ص ۱۷۲/،الباب التاسع فی النسخ.

[2] علوم القرآن ص ۱۳۹/ (الفوز الکبیر ص ۵۲،۶۰/عددالآیات المنسوخة عند المتقدمین، مطبوعه حجاز دیوبند)الاتقان ص ۲۰/ج۲/النوع السابع الاربعون فی ناسخه ومنسوخه.

[3] ولیس هذا من باب البداء بل هو نقل العباد من عبادة الی عبادة وحکم الی حکم لضرب من المصلحة إظهاراً لحکمته وکمال مملکته ولا خلاف بین العقلاء ان شرائع الانبیاء قصد بها مصالح الخلق الدینیة والدنیویة (تفسیر قرطبی ص ۶۲/ج ۱/الجزء الثانی،سورۂ بقره تحت آیت ۱۰۶/مطبوعه دارالفکر بیروت)

[4] والحاصل ان النسخ جائز عقلاً واقع شرعامن غیر فرق بین کونه فی الکتاب اوالسنة وقد حکی جماعة من اهل العلم اتفاق اهل الشرائع علیه فلم یبق فی المقام مایقتضی تطویل المرام (ارشاد الفحول ص ۱۷۲/الباب التاسع فی النسخ)

[5] (فان قلت) ماالحکمة فی النسخ (قلت) قال الفخر الرازی فی المطالب العالیة الخ تفصیل سے نسخ کی حکمتیں ذکر کی ہیں ملاحظہ ہو(ارشادالفحول ص ۱۷۲/تا۱۷۳/)المطالب العالمیه ص ۷۴/ ج۳/ الجزء الثامن ،الفصل الخامس فی بیان ان اثبات النبوة بهٰذه الطریق اقوی واکمل من اثباتها بالمعجزات ،مطبوعه عباس احمدالباز مکه مکرمه.

نسفی نے منار[1] میں یہ صورتیں ذکر کی ہیں۔ **التلاوۃ والحکم جمیعاً و الحکم دون التلاوۃ والتلاوۃ دون الحکم** (و)، سب سے پہلے اور سب کے خلاف اصفہانی ہے جس نے نسخ کا انکار کیا ہے۔ امام رازی، ابواسحاق شیرازی، سلیم رازی، ابن دقیق العید وغیرہ نے اس کے انکار کی توجیہہ کی ہے[2] اور علامہ شوکانی نے لکھا ہے۔ **واذا صح ھذا عنہ فھو دلیل علیٰ انہ جاھل بھذا الشریعۃ جھلا**[3] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

کیا قرآن کریم میں ناسخ ومنسوخ ہیں؟

سوال: -زید وبکر کے اقوال مندرجہ ذیل ہیں۔

(ا) زید کا قول ہے کہ متقدمین علماء بھی اس امر کے قائل رہے ہیں کہ قرآن شریف میں بعض منسوخ الحکم آیاتِ شریفہ موجود ہیں اوران کی ناسخ آیاتِ شریفہ بھی اور علماء متاخرین کا بھی یہی مذہب ہے اور اکثر کتب اہل سنتِ والجماعت مثلاً بخاری شریف اور دیگر کتبِ احادیث میں بھی یہی امر موجود ہے اور کتبِ تفاسیر اہل سنت میں بھی یہی ہے کہ منسوخ الحکم آیات شریفہ قرآن مجید میں موجود ہیں۔ ایسی آیات کی تعداد کے متعلق تو علماء کرام اہل سنت

---

[1] المنار علی نورالانوار ص ۲۱۵، ۲۱۶ /مبحث اقسام البیان،اقسام المنسوخ مطبوعه یاسر ندیم اینڈ کمپنی دیوبند.

[2] وقداول جماعة خلاف ابی مسلم الاصفهانی المذکورسابقابمایوجب ان یکون الخلاف لفظیا قال ابن دقیق العید نقل عن بعض المسلمین انکارالنسخ لابمعنی ان الحکم الثابت لایرتفع بل بمعنی انه ینتهی بنص دل علی انتهائه فلایکون نسخاونقل عنه ابو اسحاق الشیرازی والفخرالرازی وسلیم الرازی انه انماانکرالجواز وان خلافه فی القرآن خاصة لاکمانقل عنه آمدی وابن الحاجب انه انکرالوقوع وعلی کلاالتقدیرین فذلک جهالة منه عظیمة للکتاب والسنة ولاحکام العقل الخ (ارشادالفحول ص ۱۷۳/)الباب التاسع فی النسخ.

[3] ارشاد الفحول ص ۱۷۲/الباب التاسع فی النسخ.

میں ضرور اختلاف پایا جاتا ہے، کسی نے ان کی تعداد کم بتلائی ہے کسی نے زیادہ، لیکن ان آیتوں کے موجود فی القرآن ہونے میں کوئی اختلاف نہیں۔ علماء متقدمین ومتأخرین سب کا اتفاق ہے۔ موجودۃ الوقت علماء اہل سنت بھی یہی فرماتے ہیں کہ منسوخ الحکم آیاتِ شریفہ قرآن شریف میں موجود ہیں۔ کتاب مستطاب، اتقان میں ایسی آیتوں کی تعداد بیس لکھی ہے اورامام الہند حجۃ اللہ حضرت مولانا شاہ ولی اللہؒ کے نزدیک ان کی تعداد پانچ سے زیادہ نہیں اور یہ دونوں باتیں تفسیر فوزالکبیر کے ص ۱۸ /وص ۲۰/ میں موجود ہیں۔ غرض کچھ منسوخ الحکم آیات کے قرآن شریف میں موجود ہونے کے حضرت شاہ صاحبؒ جیسے جلیل القدر عالم اہل سنت بھی قائل ہیں اور معتبر ومسلم علماء میں سے ایک ایسا نہیں جو اس امر کا قائل نہ ہو کہ قرآن شریف میں کوئی منسوخ الحکم آیت موجود نہیں۔ کتبِ حدیث بخاری شریف وغیرہ اور کتبِ تفسیر مسلم اہل سنت والجماعت میں ہرگز یہ نہیں ہے کہ قرآن شریف میں ایک آیت بھی منسوخ الحکم آیت موجود نہیں برخلاف اس کے بکر کہتا ہے کہ قرآن شریف میں ایک آیت بھی منسوخ الحکم نہیں اور بکر کے ہم خیالوں میں سے ایک شخص یہ بھی کہتا ہے کہ ہم شاہ ولی اللہ کے پیرو نہیں۔ ہمارے سامنے ان کے اقوال کا ذکر فضول ہے۔ ہم تو امام اعظم حضرت امام ابوحنیفہؒ کے پیرو ہیں۔ ہم کو آنجناب اور امام محمدؒ وامام ابویوسفؒ وامام زفرؒ کا ارشاد دیکھنا چاہیے کہ ان میں سے کس نے فرمایا ہے کہ قرآن شریف میں منسوخ الحکم آیت موجود ہیں۔ اب ارشاد فرمائیں کہ زید کا قول مطابق مذہب علماء کرام اہل سنت کے ہے یا بکر کا قول؟ اور بکر کے ہم خیال نے حضرت مولانا شاہ ولی اللہؒ کی شان میں جو خیال کیا ہے وہ مناسب اور اہل سنت علماء کرام کے مطابق ہے یا نامناسب اور علماء اہل سنت کے خلاف؟

الجواب حامداً ومصلیاً

آپ نے سوال میں طرفین کے حوالجات کو بہت ہی مجمل ومبہم طور پر ذکر کیا ہے۔ اور خصوصیت سے بکر کا حوالہ تو اکثر ابہاماً ہے اگر کسی قدر تفصیل سے بیان کرتے یعنی ہر کتاب کی

عبارت نقل فرمادیتے کہ زید اس عبارت سے استدلال کرتا ہے اور بکر اس عبارت سے، تو پھر بھی آسان ہوتا معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے نزدیک اور طرفین کے نزدیک صرف کتاب کا نام تحریر کرنا اور بہت سے بہت صفحہ کا حوالہ دینا کافی ہوتا ہے۔ احقر بھی جواب میں اسی طریق کو اختیار کرے گا۔

تفسیر مفاتیح الغیب[۱] ص ۴۴۳؍ ج ا؍ میں اس امر پر اتفاق نقل کیا ہے کہ قرآن کریم میں نسخ واقع ہوا ہے۔ صرف ابومسلم بن بحر کی رائے یہ ہے کہ نسخ واقع نہیں ہوا ہے۔ جمہور کی طرف سے استدلال میں چند آیات نقل کی ہیں۔ مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيةٍ (الآية)[۲] وَاِذَا بَدَّلْنَا اٰيَةً مَّكَانَ اٰيَةٍ (الاٰية)[۳] يَمْحُوْ اللّٰهُ مَايَشَاءُ وَيُثْبِتُ (الاٰية)[۴] وغیرہ پھر ص ۲۰۸؍ پر وہ آیات درج کی ہیں جو منسوخ الحکم ہیں اور قرآن کریم میں موجود ہیں مثلاً متوفی عنہا زوجہا کی عدت اولاً ایک سال تھی جیسا کہ اس آیت میں مذکور ہے۔ وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجاً وَّصِيَّةً لِاَزْوَاجِهِمْ مَتَاعاً اِلَى الْحَوْلِ الاٰية[۵] پھر منسوخ ہو کر چار ماہ دس روز عدت باقی رہ گئی، جیسا کہ اس آیت میں ہے وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجاً يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَعَشْراً (الاٰية)[۶] دیکھئے قرآن شریف میں ناسخ اور منسوخ دونوں آیتیں موجود ہیں اور

---

[۱] اتفقوا على وقوع النسخ في القرآن وقال ابومسلم بن بحرانه لم يقع واحتج الجمهور على وقوعه في القرآن بوجوه احدها هٰذه الآية وهي قوله تعالىٰ ماننسخ من آية الخ تفسير مفاتيح الغيب ص ۴۳۵؍ ج ۱؍ سورۂ بقرہ تحت آیت ۱۰۶؍ مطبوعہ دارالفکر بیروت.

[۲] سورۂ بقرہ آیت ۱۰۶؍۔ **ترجمہ**: ہم کسی آیت کا حکم جو موقوف کر دیتے ہیں (بیان القرآن)

[۳] سورۂ نحل آیت ۱۰۱؍۔ **ترجمہ**: اور جب ہم کسی آیت کو بجائے دوسری آیت کے بدلتے ہیں۔ (بیان القرآن)

[۴] سورۂ رعد آیت ۳۹؍۔ **ترجمہ**: خدا تعالیٰ جس حکم کو چاہیں موقوف کر دیتے ہیں اور جس حکم کو چاہیں قائم رکھتے ہیں۔ (بیان القرآن)

[۵] سورۂ بقرہ آیت ۲۴۰؍۔ **ترجمہ**: اور جو لوگ وفات پا جاتے ہیں تم میں سے اور چھوڑ جاتے ہیں بیبیوں کو وہ وصیت کر جایا کریں اپنی بیبیوں کے واسطے ایک سال منتفع ہونے کی۔ (بیان القرآن)

[۶] سورۂ بقرہ آیت ۲۳۴؍۔ **ترجمہ**: اور جو لوگ تم میں وفات پا جاتے ہیں اور بیبیاں چھوڑ جاتے ہیں وہ بیبیاں اپنے آپ کو روکے رکھیں چار مہینہ اور دس دن۔ (بیان القرآن)

ہردو کی تلاوت ہوتی ہے۔اسی طرح یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَانَاجَیْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْابَیْنَ یَدَیْ نَجْوٰكُمْ صَدَقَةً(الاٰیة)[۱] یہ آیت بھی مابعد کی آیت سے منسوخ ہے۔اسی طرح اِنْ یَّكُنْ مِنْكُمْ عِشْرُوْنَ صَابِرُوْنَ یَغْلِبُوْامِائَتَیْنِ (الاٰیة)[۲] بھی اَلْاٰنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ (الاٰیة)[۳] سے منسوخ ہے۔

افادة الشیوخ[۴] میں اول قرآن سے لے کر اخیر تک ہرسورت کے متعلق بحث کی ہے اورناسخ ومنسوخ کوشمار کیا ہے۔تفسیر احکام القرآن[۵] میں حافظ ابوبکر حنفی رازی نے بھی اس کا اعتراف کیا ہے کہ قرآن شریف میں آیات منسوخ موجود ہیں۔ حافظ ابن کثیرؒ[۶] نے بھی ابومسلم کے قول کی تردید کرکے آیات منسوخہ کو گنایا ہے۔اگر بکر کا ہم خیال کوئی حضرت شاہ ولی اللہؒ کے قول کو تسلیم نہیں کرتا اس بنا پر کہ وہ اس کا اجتہادا ور ذاتی قول ہے اوراس کے پاس ابو

---

۱ سورۂ مجادلہ آیت ۱۲/۔**ترجمہ**:اے ایمان والو جب تم رسول سے سرگوشی کیا کرو،تو اپنی اس سرگوشی سے پہلے کچھ خیرات دے دیا کرو۔(بیان القرآن)

۲ سورۂ انفال آیت ۶۵/۔**ترجمہ**:اگرتم میں کے بیس آدمی ثابت قدم رہنے والے ہوں گے تو دوسو پر غالب آجاویں گے (بیان القرآن)

۳ سورۂ انفال آیت ۶۶/۔**ترجمہ**:اب اللہ تعالیٰ نے تم پر تخفیف کردی۔(بیان القرآن)

۴ افادة الشیوخ بمقدار الناسخ والمنسوخ (ازمولانا نواب سید محمد صدیق حسین)

۵ قد عقلت الامة سلفهاوخلفها من دین اللّٰه وشریعته نسخ کثیرمن شرائعه ونقل ذلک الینا نقلا لایرتابون به ولایجیزون فیه التاویل کماقدعقلت ان فی القرآن عاماً وخاصاً ومحکماً ومتشابها فکان دافع وجود النسخ فی القرآن والسنة کدافع خاصه وعامه ومحکمه ومتشابهه اذکان ورود الجمیع ونقله عن وجه واحد (احکام القرآن لابی بکر جصاص ص ۵۹/ج ۱/) ومن سورة البقرة، باب فی نسخ القرآن بالسنة وذکروجوه النسخ،مطبوعه دارالکتب العربی بیروت.

۶ والمسلون کلهم متفقون علی جواز النسخ فی احکام اللّٰه تعالیٰ لماله فی ذلک من الحکمة البالغة وکلهم قال بوقوعه وقال ابومسلم الاصبهانی المفسرلم یقع شی من ذلک فی القرآن وقوله ضعیف مردودمرذول وقدتعسف فی الاجوبة عماوقع من النسخ فمن ذلک الخ(تفسیر ابن کثیر ص ۲۲۶/ج ۱/سورة البقرة تحت آیت ۱۰۶/مطبوعه مصطفی احمدالبازمکه مکرمه ۔

حنیفہؒ کا صریح جزئیہ اس قول کے معارض ہے تب تو اس کو حق ہے کہ یہ کہہ دے کہ میں حضرت امام ابوحنیفہؒ کا معتقد و مقلد ہوں۔ان کے مقابلہ میں شاہ صاحبؒ کا قول حجت نہیں۔لیکن اگر شاہ صاحبؒ امام صاحبؒ کا مقولہ نقل کرتے ہوں،اور صراحۃً امام صاحبؒ کی طرف نسبت نہ کرتے ہوں مگر تتبع سے معلوم ہوتا ہے کہ صراحۃً امام صاحب سے یہی منقول ہے یا ان کے اصول پر متفرع ہے،خلاف نہیں پھر نہ ماننے کی کوئی وجہ نہیں۔آج امام ابوحنیفہ اور ابو یوسف و محمد و زفر رحمۃ اللہ علیہم ہمارے سامنے موجود نہیں،ان میں سے بعض کی تصانیف موجود ہیں پس زید کے قول کی تردید بکر اس صورت میں کرسکتا ہے کہ ان اکابر کی تصانیف سے جزئیات یا کلیات و نظائر مقابلہ میں پیش کرے محض اتنا کہہ دینا کہ میں شاہ ولی اللہ کا پیرو نہیں کافی نہیں کیوں کہ شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے اس مسئلہ میں جو کچھ تحریر فرمایا ہے وہ ان اکابر کے خلاف نہیں فرمایا بلکہ ان حضرات کی تصانیف میں جزئیات وکلیات و نظائر سے ہی بیان فرمایا ہے،جیسا کہ دیگر کتب سے ہی اتفاق جمہور نقل کیا گیا ہے۔دیکھئے اصولِ فقہ کی کتاب ''المنار'' اس کی شرح نور الانوار[1] ص ۲۱۱/ وحسامی[2] دوسرے علماء نے مستقل کتابیں اس مسئلہ پر تصنیف فرمائی ہیں۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفی عنہٗ

الجواب صحیح: جمہور کا مسلک یہی ہے کہ قرآن شریف میں بعض آیات ایسی موجود ہیں جو منسوخ الحکم ہیں۔اگرچہ بعض علماء ان کو منسوخ نہیں کہتے اور یہ بحث کتب تفسیر و اصولِ فقہ میں تفصیل سے مذکور ہے جیسا کہ مفتی صاحب نے اجمالی حوالہ لکھ دیا ہے۔

فقط سعید احمد غفرلہٗ مفتی مظاہر علوم سہارنپور

صحیح عبد اللطیف ۱۴/ شعبان ۱۳۶۰ھ

---

[1] وانما یجوز النسخ بالکتاب والسنة متفقاً ومختلفاً الخ (نور الانوار ص ۲۱۴/ مبحث اقسام البیان،النسخ بالکتاب والسنة الخ مطبوعه یاسر ندیم دیوبند)

[2] حسامی ص ۸۲/ باب بیان التبدیل،مطبوعه دار العلوم دیوبند.

حکم قرآنی کیا حدیث سے منسوخ ہوسکتا ہے

سوال: -ایک شخص جس کا عقیدہ یہ ہے کہ حدیث نبوی ﷺ قرآن پاک کے واسطہ ہرگز ناسخ نہیں ہوسکتی اور اگر کوئی حدیث ایسی ہو جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حدیث بھی قرآن مجید کے لئے ناسخ بن سکتی ہے تو ہم ایسی حدیث کو کسی انسان کا کلام نہیں سمجھیں گے بلکہ ہم اسے شیطان کا کلام سمجھیں گے۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ اہل حق کا ایسے نسخ کے متعلق کیا عقیدہ ہے اور اگر اس میں اختلاف ہو تو راجح اور مفتی بہ مذہب کیا ہے۔ نیز وہی شخص یہ بھی کہتا ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام آسمان پر زندہ نہیں اٹھائے گئے بلکہ دوسرے لوگوں کی طرح ان کی وفات ہوچکی ہے اور ان کی روح اٹھائی گئی ایسے شخص کا جس کا مذکورہ بالا عقیدہ ہو شرعاً کیا حکم ہے مومن رہا یا کافر ہوگیا اور عامۃ المسلمین کو اس کے ساتھ کیا برتاؤ کرنا چاہیے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

نسخ الکتاب بالسنۃ میں اختلاف ہے حنفیہ کے نزدیک جائز ہے، شافعیہ کے نزدیک جائز نہیں ہے۔ انمایجوز النسخ بالكتاب والسنة متفقاً ومختلفاً فيجوز نسخ الكتاب بالكتاب والسنة وكذايجوز نسخ السنة بالسنة والكتاب فهى اربع صور عندنا خلافاً للشافعیؒ فى المختلف فلايجوز عنده الانسخ الكتاب بالكتاب والسنة بالسنة اھ نور الانوار[1]۔

امام فخر الدین رازی شافعیؒ نے کہا ہے کہ جواز نسخ الکتاب بالسنۃ جمہور کا قول ہے اور عدم جواز نسخ الکتاب بالسنۃ امام شافعیؒ کا قول ہے پھر طرفین کے دلائل بیان کرکے جمہور کی طرف سے

[1] نور الانوار ص ۲۱۴/النسخ بالكتاب والسنة الخ مطبوعه ياسر نديم ديوبند.

امام شافعی کے دلائل کا جواب دیا ہے[۱] جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی جمہور کے قول کو راجح سمجھتے ہیں جو شخص اس نسخ کے انکار میں اس قدر متشدد ہے وہ جاہل بلکہ معاند ہے چونکہ حضور ﷺ جو کچھ احادیث شریفہ میں احکام بیان فرماتے ہیں وہ بھی بذریعہ وحی ہوتا ہے اگر کوئی حکم اجتہاداً فرمایا تو اس کی بھی وحی کے ذریعہ تائید ہوگئی۔ ورنہ تبدیلی ہوگئی۔ وَمَایَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی[۲] اگر حدیث شریف کے ذریعہ کسی حکم قرآن کو منسوخ قرار دینا بالکل محال ہے تو مَا اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَانَھَاکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا (الایۃ[۳]) اور اَطِیْعُو اللّٰہَ وَاَطِیْعُو الرَّسُوْلَ (الایۃ[۴]) قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ (الایۃ[۵]) مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ[۶] وغیرہ آیات میں تخصیص کے بغیر چارہ نہ ہوگا یعنی یہ کہ فرمان رسول اللہ ﷺ وہ قابل قبول اور واجب العمل ہے جس میں قرآن کریم کی کسی آیت کا منسوخ ہونا نہ بتایا گیا ہو، اگر بتایا گیا ہے تو وہ قابل قبول نہیں حالانکہ آیات مذکورہ عام ہیں۔ کسی جگہ سے تخصیص کا ثبوت نہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام زندہ موجود ہیں آسمان پر، جو شخص یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ دوسرے لوگوں کی

۱؎ المسئلة الثالثة قال الشافعی رضی الله عنه الکتاب لاینسخ بالسنة المتواترة واستدل علیه بھذه الأیة من وجوه (ثم بعدذکر الوجوه الاربعة قال) والجواب عن الوجوه الاربعة باسرھا ان قوله تعالیٰ (نأت بخیرمنھا) لیس فیه ان ذلک الخیریجب ان یکون ناسخاً (الی قوله) ثم احتج الجمهور علی وقوع الکتاب بالسنة الخ تفسیر مفاتیح الغیب ص ۲۱۰/ج ۲/، ص ۲۳۶، ۴۳۷، ۴۳۷/ ج ۱/سورۂ بقره تحت آیت ۱۰۶/مطبوعه دارالفکر بیروت.

۲؎ سورۂ نجم آیت ۳/۔ **ترجمہ**: اور نہ آپ اپنی نفسانی خواہش سے باتیں بناتے ہیں۔ ان کا ارشاد نری وحی ہے جو ان پر بھیجی جاتی ہے (بیان القرآن)

۳؎ سورۂ حشر آیت ۷/۔ **ترجمہ**: اور رسول تم کو جو کچھ دیدیا کریں وہ لے لیا کرو اور جس چیز سے تم کو روک دیں تم رک جایا کرو (بیان القرآن)

۴؎ سورۂ نور آیت ۵۴/۔ **ترجمہ**: اور اللہ کا کہنا مانو اور رسول کا کہنا مانو (بیان القرآن)

۵؎ سورۂ آل عمران آیت ۳۱/۔ **ترجمہ**: آپ فرمادیجئے کہ اگر تم خداتعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو تم لوگ میرا اتباع کرو (بیان القرآن)

۶؎ سورۂ نساء آیت ۸۰/۔ **ترجمہ**: جس شخص نے رسول کی اطاعت کی اس نے خداتعالیٰ کی اطاعت کی (بیان القرآن)

طرح وفات پاگئے اور انکا جسم زمین میں مدفون ہوگیا اور روح آسمان پر اٹھالی گئی وہ شخص خلافِ اسلام عقیدہ رکھتا ہے[۱] وہ اسلام سے خارج ہے اس مسئلہ میں مستقل کتابیں تصنیف ہوچکی ہیں[۲] دلائل اور تفصیل کی ضرورت ہوتو ان کا مطالعہ کریں ایسا عقیدہ رکھنے والے سے تعلق ممنوع ہے۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر العلوم ۵۹/۶/۲۶ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور

آیات منسوخہ کی تلاوت کا حکم

سوال:- (۱) کیا کلام مجید میں ایسی آیت بھی ہے جس کا حکم منسوخ ہوچکا ہو مگر صرف تلاوت کی جاتی ہو؟

(۲) کیا بعض آیات ایسی بھی ہیں جو موجودہ قرآن مجید میں درج نہیں ہیں مگر ان کا حکم جائز اور باقی ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس مسئلہ میں مستقل کتابیں تصنیف کی گئی ہیں[۳] جن میں نسخ کی تعریف، منسوخ کے اقسام، ناسخ کے اقسام و منسوخ کے احکام درج ہیں۔بطور مثال ایک آیت درج کرتا ہوں۔

كُتِبَ عَلَيْكُمْ اِذَاحَضَرَاَحَدَكُمُ الْمَوْتُ اِنْ تَرَكَ خَيْرَ اۨلْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ

[۱] فالایمان بھاواجب والانکار عنھا کفر والتاویل فیھا زیغ وضلال والحاد، نزل اھل الاسلام فی حیاۃ عیسی علیہ السلام ص ۳۳/ مقدمۃ عقیدۃ الاسلام طبع ڈابھیل.

[۲] عقیدۃ الاسلام از حضرت مولانا انور شاہ کشمیری رحمتہ اللہ علیہ، حیات عیسیٰ علیہ السلام از مولانا ادریس کاندھلویؒ، حیات مسیح علیہ السلام از مفتی شفیع صاحبؒ۔

[۳] الاتقان فی علوم القرآن ص ۲۰/النوع السابع والاربعون فی ناسخہ ومنسوخہ دارالفکر الفوز الکبیر ص ۱۵/فصل دوم مطبوعہ دھلی.

والاقربین (الآیة)[1] پہلے والدین کے حق میں مال کی وصیت کی جاتی تھی۔ پھر وہ وصیت منسوخ ہوگئی اور والدین کا حصہ بطور میراث متعین کردیا گیا، اس کے باوجود یہ آیت باعتبار تلاوت منسوخ نہیں ہوئی، بلکہ تلاوت باقی ہے[2]۔

(۲) الشیخ والشیخة اذازنیافارجموهما نکالاً من اللّٰه الأیة اس آیت کی تلاوت منسوخ ہوگئی مگر حکم باقی ہے[3]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۷/۶/۸۸ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین دارالعلوم دیوبند ۱۹/۶/۸۸ھ

حضرت آدم علیہ السلام اور ابلیس کی نافرمانی میں فرق

سوال:- آج تک واعظ صاحب نے یہ کہا کہ ابلیس اور آدم دونوں مرتکب حرام ہیں، دونوں سے غلطی ہوئی ہے۔ میری معلومات یہ ہے کہ پیغمبر معصوم ہوتے ہیں، میں اس کی تشریح چاہتا ہوں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کوفرمایا گیا تھا وَلَاتَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ[4] اس

---

[1] سورۂ بقرہ آیت ۱۸۰/۔ **ترجمہ**: تم پر فرض کیا جاتا ہے کہ جب کسی کو موت نزدیک معلوم ہونے لگے بشرطیکہ کچھ مال بھی ترکہ میں چھوڑا ہو تو والدین اور اقارب کے لئے معقول طور پر کچھ کچھ بتلا جاوے (بیان القرآن)

[2] الضرب الثانی مانسخ حکمه دون تلاوته وهذاالضرب هوالذی فیه الکتب المؤلفة (الی قوله) فمن البقرة قوله تعالیٰ کتب علیکم اذاحضراحدکم الموت الآیة منسوخة قیل بأیة المیراث وقیل بحدیث الالاوصیة لوارث وقیل بالاجماع حکاه ابن العربی (الاتقان ص ۶۳/ تا ۶۵/ ج۳/، ص ۲۲/ ج۲/ النوع السابع والاربعون فی ناسخه ومنسوخه، مطبوعه دارالفکر بیروت)

[3] والتلاوة دون الحکم قوله تعالیٰ الشیخ والشیخة اذازنیافارجموهمانکالا من اللّٰه (نورالانوار ص ۲۱۲/ مبحث اقسام البیان اقسام المنسوخ)

[4] سورۂ بقرہ آیت ۳۵/۔ **ترجمہ**: اور نزدیک نہ جائیو اس درخت کے (بیان القرآن)

درخت کے پاس نہ جانا، مگراس کی پابندی نہ ہوسکی، بھول ہوئی۔ ابلیس نے سجدہ کرنے سے انکار کردیا اور تکبر کیا۔ خدائے پاک کا مقابلہ کیا۔ اَبٰی وَاسْتَكْبَرَ[۱] قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ[۲] اس لئے ابلیس اس تکبر اور مقابلہ کی وجہ سے کافر ہوا اور توبہ کی توفیق ہی سلب ہوگئی۔ بخلاف حضرت آدم علیہ السلام کے کہ وہ اپنی بھول پر ساری عمر روئے اور توبہ فرماتے رہے۔ رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ[۳] اور ابلیس کا عمل اس کے مقابلہ میں یہ ہوا۔ قَالَ فَبِمَا اَغْوَيْتَنِیْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَائِلِهِمْ وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شَاكِرِيْنَ[۴] اس لئے حضرت آدم علیہ السلام کو مغفرت سے نوازا گیا۔ اور ابلیس کی سرکشی پر لعنت اور جہنم کی وعید ہے۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

اُسْجُدُوْا لِاٰدَمَ کا خطاب کیا شیطان کو بھی ہے

سوال: – جب ابلیس مطابق آیت خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ قوم جن سے ہوا تو وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ کا مخاطب ہوکر کیسے خاطی بنا؟

---

[۱] سورۂ بقرہ آیت ۳۴ / ۔ **ترجمہ:** اس نے کہنا نہ مانا اور غرور میں آ گیا (بیان القرآن)

[۲] سورۂ اعراف آیت ۱۲ / ۔ **ترجمہ:** کہنے لگا میں اس سے بہتر ہوں آپ نے مجھ کو آگ سے پیدا کیا ہے اور اس کو آپ نے خاک سے پیدا کیا ہے۔ (بیان القرآن)

[۳] سورۂ اعراف آیت ۲۳ / ۔ **ترجمہ:** اے ہمارے رب ہم نے اپنا بڑا نقصان کیا اور اگر آپ ہماری مغفرت نہ کریں گے اور ہم پر رحم نہ کریں گے تو واقعی ہمارا بڑا نقصان ہوجاویگا (بیان القرآن)

[۴] وہ کہنے لگا کہ بہ سبب اس کے کہ آپ نے مجھ کو گمراہ کیا ہے میں قسم کھاتا ہوں کہ میں ان کے لئے آپ کی سیدھی راہ پر بیٹھوں گا پھران پر حملہ کروں گا ان کے آگے سے بھی اور ان کے پیچھے سے بھی اور ان کے داھنی جانب سے بھی اور ان کے بائیں جانب سے بھی اور آپ ان میں اکثروں کو احسان ماننے والا نہ پایئے گا (بیان القرآن)

الجواب حامداًومصلیاً

اس آیت کی متعدد تفسیریں ہیں اورابلیس کے بارے میں مختلف اقوال ہیں ایک قول یہ ہے کہ ابلیس قوم جن سے ہے پھر خاطی کیوں ہوا جواب یہ ہے کہ سجدہ کا حکم جنات کو بھی تھا اور ملائکہ کی تخصیص خطاب میں شرافت کی وجہ سے تھی یہ قاعدہ ہے کہ جب کسی کی تعظیم کے لئے حکم کیا جاتا ہے تو بڑوں کو خطاب کیا جاتا ہے اور چھوٹے تبعاً اس میں داخل ہوجاتے ہیں اوراپنے آپ کو تعظیم کے لئے بڑوں کا خودبخود مامور سمجھتے ہیں اگر چہ خصوصیت سے چھوٹوں کو خطاب نہ کیا جاوے[۱] جیسا کہ ”اَقِیْمُو الصَّلوٰةَ وَاٰتُو الزَّکوٰةَ“ وغیرہ مذکر کے صیغے ہیں۔حالانکہ حکم عورتوں کو بھی ہے(بیضاوی[۲] ص۶۴/ج۱/مطبوعہ نظامی دہلی)اگر وہ ملائکہ میں سے ہے تو واسجدوا کا مخاطب ہونا ظاہر ہے۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

یُسَبِّحُ لِلّٰہِ مَافِی السَّمٰوٰاتِ وَمَافِی الْاَرْض کی تشریح

سوال:-قرآن پاک کی آیت یُسَبِّحُ لِلّٰہِ مَافِی السَّمٰوٰات وَمَافِی الارْض ہے۔ اوراس کےاندر بول و براز بھی ہے،تو کیا یہ بھی تسبیح کرتے ہیں؟ لیکن اگر یہ کہا جائے کہ ان کی تسبیح ان کی شان کے مناسب ہے تو بہرحال تسبیح کی نسبت ان کی طرف کرنا ذرا اچھا معلوم

---

[۱] ان ابلیس کان من الملائکة لصحة الاستثناء کمامرعن ابن عباس فعلی هذالایکون الملائکة کلهم معصومین بل الغالب منهم العصمة کماان بعضامن الانس معصومون والغالب منهم عدم العصمة وقیل کان جنیانشأ بین الملائکة ومکث فیهم الوف سنین فغلبوا علیه ویحتمل کون الجن ایضاً مامورین بالسجود مع الملائکة لکنه استغنی عن ذکرهم بذکرالملائکة لان الاکابر کماأمروابالسجود فالاصاغراولی (تفسیر مظهری ص۵۶/ج۱/سورهٔ بقره تحت آیت ۳۴/ مطبوعه نعمانیه دیوبند)

[۲] بیضاوی شریف ص۶۴/ج۱/مطبوعه دهلی سورهٔ بقره تحت آیت ۳۴/.

نہیں ہوتا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

سور بھی تسبیح کرتا ہے یا نہیں؟ اس کی طرف تسبیح کی نسبت کرنے کے متعلق کیا خیال ہے[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

فَتَلَقّٰی آدَمُ مِنْ رَّبِّہٖ کَلِمَاتٍ کی تشریح

سوال: -سورۃ البقرۃ کے بارے میں آیت نمبر ۳۷ ترجمہ روشن چراغ ص ۷/۔

ترجمہ: (پھر آدم نے اپنے پروردگار سے کچھ کلمات سیکھے اور معافی مانگی) تو اس نے ان کا قصور معاف کر دیا بے شک وہ معاف کرنے والا اور صاحب رحم ہے۔

(نوٹ) لوگ کہتے ہیں کہ آدم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعایوں کی کہ اللہ تیرے نام کے برابر نام جو نام نامی تحریر تھا عرش اعظم لوح محفوظ پر اس کے صدقہ میرا قصور معاف فرمادے تو اللہ تعالیٰ نے قصور معاف فرمادیا تو کیا یہ روایت درست ہے، اور قرآن پاک کی آیت اس بات کا پتہ دیتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کچھ خاص کلمات یاد کرائے آدم علیہ السلام نے ان کلمات کو ادا کیا تو اللہ نے ان کی دعا قبول کی؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس آیت سے متعلق یہ بھی ایک قول ہے جس کو روح المعانی[2] ص ۲۳۷ میں قیل کے ساتھ نقل کیا ہے۔ **قیل رأی مکتوباً علی ساق العرش محمدرسول اللّٰہ فتشفع بہ**

---

[1] مطلب یہ ہے کہ سائل کا یہ کہنا کہ تسبیح کی نسبت ان کی طرف کرنا ذرا اچھا معلوم نہیں ہوتا۔ یہ خیال غلط ہے۔ نص قرآنی کے خلاف ہے۔

[2] روح المعانی ص ۲۳۷ ج ۱ سورہ بقرہ تحت آیت ۳۷ مطبوعہ دارالفکر بیروت۔

حضرت ابن عباسؓ[۱] سے جو قول مشہور ہے وہ یہ ہے کہ اس کا مصداق رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا الأية حضرت ابن مسعود سے مروی ہے کہ اس کا مصداق سبحانک اللھم وبحمدک وتبارک اسمک وتعالیٰ جدک لااله الا انت ظلمت نفسی فاغفرلی فانه لایغفر الذنوب الاانت ہے۔ تفسیر ابن کثیر[۲] اور دیگر تفاسیر میں دوسرے اقوال بھی منقول ہیں۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۷/۷/۹۴ھ

”مَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَااَنْزَلَ اللّٰهُ“ کی تشریح

سوال:- اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں یہ فرماتا ہے کہ جو اس کے اتارے ہوئے کلام کے مطابق عمل نہیں کرتا ہے وہ کافر ہے، ظالم ہے، فاسق ہے۔ قرآن پاک میں کافرون، ظالمون، فاسقون ہی عام طور سے کافر کے بارے میں سمجھا جاتا ہے کہ وہ خدا کا قرآن کی روشنی میں منکر ہوتا ہے۔ رسالت کا منکر ہوتا ہے، مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے پر ایمان نہیں رکھتا ہے۔ ظاہر ہے کہ اللہ کے احکام کے تابع نہیں رہیں گے۔ مگر جو ایمان لاچکے ہیں اگر وہ خدا کے اتارے ہوئے احکام کے مطابق عمل نہیں کرتے ہیں تو وہ ظالم اور فاسق ضرور ہیں۔ جو ایمان ہی نہیں لایا وہ احکام خداوندی کے تابع کیونکر ہوگا۔ اس کے لئے قیامت کے دن عذاب ہے جس کا وعدہ ہے۔ بات یہاں اس لئے میرے نزدیک دشوار ہوگئی ہے کہ جو ایمان لانے کے بعد اللہ کے اتارے ہوئے احکام کے مطابق عمل نہیں کرتا ہے کیا وہ بھی کافر ہے۔ امید ہے کہ آپ مجھے خط کے ذریعہ روشنی بخشیں گے جہاں تک میں نے قرآن کے مطالعہ سے سیکھا ہے

[۱] روح المعانی ص ۳۷۷/ ج ۱/ سورہ بقرہ تحت آیت ۳۷/ مطبوعہ دارالفکر بیروت۔

[۲] تفسیر ابن کثیر ص ۱۲۴/ سورہ بقرہ تحت آیت ۳۷/ المکتبه التجارية مکه مکرمه . الدر المنثور ص ۱۴۲/ ج ۱/ جزء اول سورہ بقرہ تحت آیت ۳۷ مطبوعه دارالفکر بیروت. روح المعانی ص ۳۷۷/ ج ۱/ سورہ بقرہ تحت آیت ۳۷/ مطبوعه دارالفکر بیروت.

کہ ایمان لانے کے بعد اگر وہ احکام خداوندی اور طریقہ رسول اللہ ﷺ کے مطابق اپنی زندگی کو ڈھال لیتا ہے تو اللہ کے یہاں اس کی قدر ومنزلت ہے نہیں تو پھر اس کا شمار کافروں فاسقوں ظالموں میں ہی ہونا چاہیے پھر بھی اپنے علم کی کمی کی بنا پر مجھے یہ جرأت نہیں ہوتی کہ ایسے شخص کو کافر کہوں۔ فقط

الجواب حامداً ومصلیاً

اللہ تعالیٰ نے کتنی جگہ پر فرمایا ہے کہ جو اس کے اتارے ہوئے احکام کے مطابق عمل نہیں کرتا ہے وہ کافر ہے۔ اس آیت کو اصل الفاظ میں لکھیں اگر آپ کی مراد مَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُوْنَ ہے[1] تو اس کا مطلب مفسرین نے متعدد طریقہ پر بیان کیا ہے۔ ایک مطلب یہ ہے کہ جو شخص کوئی حکم کرے اور کہے کہ اللہ کا حکم ہے اور وہ حقیقتاً اللہ کا حکم نہیں۔ اللہ کے حکم کی جگہ اس نے غلط حکم کو بتایا اس نے کفر کیا تفسیر احکام القرآن[2] ص ۴۳۹/ج ۲/ حضرت ابن مسعودؓ سے حسن بن ابراہیم نے یہی مطلب نقل کیا ہے۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۶/۹/۹۰ھ

تفسیر استویٰ

سوال:- عرض می درام کہ در معنیٰ استواء اختلاف شدید واقع شدہ است الرحمن علی العرش استویٰ جمہور علماء می گویند کہ استویٰ بمعنیٰ غلبہ وقدرت باشد۔ وملا عبد الکریم

---

[1] سورۂ مائدہ آیت ۴۴/۔ **ترجمہ:** اور جو شخص خدا تعالیٰ کے نازل کئے ہوئے کے موافق حکم نہ کرے سو ایسے لوگ بالکل کافر ہیں (بیان القرآن)

[2] قولہٗ تعالیٰ (ومن لم یحکم بماانزل اللّٰہ) قال ابن مسعودؓ والحسن وابراهیم هی عامة یعنی فیمن لم یحکم بماانزل اللّٰہ وحکم بغیرہ مخبراً انه حکم الله تعالی ومن فعل هذافقد کفر (احکام القرآن للجصاص ص ۴۳۹/ج ۲/دارالفکر بیروت)

می گویند کہ استوئ بمعنیٰ سکونت باشد یعنی نعوذ باللہ معنی آیت مذکورہ بقرار ذیل می کند کہ خداوند تعالیٰ برعرش مبارک نشستہ باشد۔ فلہٰذا جمہور علماء بر ملا عبدالکریم فتویٰ کفر کردند از جماعت خود اوراخارج نمودند، فی الحال از علماء دارالعلوم دیوبند درخواست است کہ اصل معنیٰ استویٰ مدلل بحوالہ کتب بیان کنند۔ بینوا توجروا

الجواب حامداً ومصلیاً

تفسیر استویٰ باستیلاء نیز کردہ شدہ است ولٰکن دریں مسئلہ مسلکِ اہل حق این است کہ استویٰ حق است وایمان برآں لازم است وکیفیت آں غیر معلوم است وسوال وتفتیش آں بدعت است وانکارِ آں گمراہی است۔ کذا فی تفاسیر[1] الآیۃ وکتب العقائد وصرح بہ الامام مالکؒ وغیرہ۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۹/۹/۹۱ھ

---

[1] واولت المعتزلہ الاستویٰ بالاستیلاء فاما اھل السنۃ یقولون الاستواء علی العرش صفۃ للہ تعالیٰ بلاکیف یجب علی الرجل الایمان بہ ویکل العلم فیہ الی اللہ عزوجل وسال رجل مالک بن انس عن قولہ الرحمن علی العرش استویٰ کیف استویٰ فاطرق راسہ مَلِیًّا وعلاہ الرحضاء ثم قال الاستواء غیر مجھول والکیف غیر معقول والایمان بہ واجب ثم امر بہ فاخرج (روح المعانی ص ۱۳۴/ ج ۴/ تفسیر البغوی الجزء الثامن ص ۱۶۵/ ج ۲/ تفسیر مظھری ص ۶/ ج ۵/ مطبوعہ رشیدیہ کوئٹہ سورۂ یونس آیت ۳/) شرح فقہ اکبر ص ۷۳/ مطبوعہ رحیمیہ دیوبند

ترجمہ سوال : الرحمن علی العرش استویٰ میں استویٰ کے معنی میں سخت اختلاف واقع ہوگیا ہے جمہور علماء فرماتے ہیں کہ استوی غلبہ وقدرت کے معنی میں ہے اور ملا عبدالکریم کہتا ہے کے استویٰ سکونت کے معنی میں ہے یعنی نعوذ باللہ آیت مذکورہ کے معنی یہ ہوئے کہ اللہ تعالیٰ عرش مبارک پر بیٹھا ہوا ہے۔ اس لئے جمہور علماء نے ملا عبدالکریم پر کفر کا فتویٰ دیا ہے اوراس کو اپنی جماعت سے خارج کردیا ہے فی الحال علماء دارالعلوم دیوبند سے درخواست ہے کہ استویٰ کے اصل معنی مدلل بحوالہ کتب بیان فرمائیں۔

ترجمہ جواب : استویٰ کی تفسیر استیلاء (غلبہ) کے ساتھ بھی کی گئی ہے لیکن اس مسئلہ میں اہل حق کا مسلک یہ ہے کہ استوی حق ہے اس پر ایمان لانا لازم ہے اس کی کیفیت غیر معلوم ہے اس کے بارے میں سوال وتفتیش کرنا بدعت اوراس کا انکار کرنا گمراہی ہے اس آیت کی تفاسیر اور کتب عقائد میں اسی طرح ہے اورامام مالکؒ وغیرہ نے ان کی تصریح فرمائی ہے۔ فقط

تفسیر لَایَمَسُّہٗ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ

سوال: -زید کا کہنا ہے آیۃ کریمہ اِنَّهٗ لَقُرْآنٌ کَرِیْمٌ فِیْ کِتَابٍ مَّکْنُوْنٍ لَایَمَسُّهٗ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ تَنْزِیْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ میں جملہ لایمسہٗ کے متعلق مفسرین کے دو قول ہیں۔ پہلا قول جو حضرت عباسؓ سے مروی ہے کہ جملہ لایمسہٗ۔ کتاب مکنون کی صفت ہے اور کتاب مکنون سے مراد لوح محفوظ ہے اور مطھرون سے مراد ملائکہ ہیں۔ یہی تفسیر حضرت انس، مجاہد، عکرمہ، سعید بن جبیر ضحاک، جابر بن زید، عبدالرحمٰن ابن زید ابونہیک ابوالعالیہ قتادہ وغیرہم سے منقول ہے۔ اس تاویل کا حاصل یہ ہے کہ لوح محفوظ کو سوائے ملائکہ کے اور کوئی نہیں چھوتے اور اس تفسیر وتاویل کے لحاظ سے مصحف مجید کو بے وضو اور جنابت والا بغیر غلاف چھونے کی ممانعت ثابت نہیں ہوتی ہے فقہاء حنبلیہ اسی تفسیر وتاویل کو اختیار کر کے کہتے ہیں کہ مصحف مجید کو بے وضو اور جنابت والے کو بغیر غلاف چھونا جائز ہے دوسرا قول جو عطا طاؤس سالم قاسمؒ سے منقول ہے کہ جملہ لایمسہٗ قرآن کریم کی صفت ہے اور قرآن کریم سے مراد مصحف مجید ہے اور مطھرون سے مراد وہ مومنین ہیں جو با وضو وغسل ہوں اس تفسیر وتاویل کے لحاظ سے مصحف مجید کو بے وضو اور جنابت والے کے لئے بغیر غلاف چھونے کی ممانعت ثابت ہوتی ہے۔ فقہاء حنفیہ، مالکیہ، شافعیہ اسی تفسیر وتاویل کو اختیار کرتے ہیں کہ مصحف مجید کو بے وضو اور جنابت والے کو چھونا بغیر غلاف جائز نہیں صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس آیت کی تفسیر میں دو قول ہیں اول یہ کہ ضمیر منصوب لایمسہٗ میں راجع ہے کتاب مکنون کی جانب اور مطھرون سے مراد ملائکہ ہیں اور دوسرا قول یہ ہے کہ ضمیر منصوب قرآن کریم کی طرف راجع ہے اور مطھرون سے وہ لوگ مراد ہیں جو باغسل اور باوضو ہوں۔ تفسیر مدارک[1] التنزیل ص ۱۶۷/ج ۴/ میں ہے۔

---

[1] مدارک التنزیل علی هامش الخازن ص ۲۲۳/ج ۴/ سوره واقعة آیت ۷۹/.

لایمسهٗ الاالمطهرون من جمیع ادناس الذنوب وغیرها ان جعلت الجملة صفة لکتاب مکنون وهواللوح وان جعلتها صفة للقرآن فالمعنیٰ لاینبغی ان یمسه الامن هوعلیٰ الطهارة من الناس (اھ تفسیر بیضاوی[1] میں ص ۳۴۵/) لایمسه الا المطهرون لایطلع علیٰ اللوح الاالمطهرون من الکدورات الجسمانیة وهم الملٰئکة اولایمس القراٰن الاالمطهرون من الاحداث فیکون نفیابمعنی النهی اھ اکثر کا قول یہ ہے کہ ضمیر منصوب قرآن کریم کی طرف راجع ہے والضمیر فی لایمسه ان عادالیٰ الکتاب المکنون کان المعنیٰ لایمس الکتاب المکنون فی اللوح المحفوظ الاالملائکة المطهرون من الادناس والکدورات وان عادالیٰ القراٰن کان نهیا معنی ای لایمس القراٰن الاالمطهرون من الاحداث الیٰ ان قال والمقصودان قوله لایمسه الاالمطهرون وان کان یحتمل المعانی ولذاترکه صاحب الهدایة ولکن الأکثرین علی انه نفی بمعنی النهی وان الضمیرالمنصوب راجع الیٰ القراٰن وان الطهارة هوالطهارة عن الاحداث ای لایمس هذاالقراٰن الاالمطهرون من الاحداث فلایمسه المحدث والجنب ولاالحائض والنفساء وقد اشتهرفی کتب ابی حنیفة انه لایجوزللمحدث والحائض والنفساء مس المصحف الابغلاف متجاف منفصل عنه واما قرأته فیجوز للمحدث فقط ان کان حافظا لالغیره وان کان ناظراًفلایجوزالقراء ة للمحدث الااذاقلبت الاوراق بقلم اوسکین مع الکراهة هٰکذافی القنیة وذکرفی الحسینی ان الشافعی ومالک لایجوزان مسه للمذکورین ولاحمله والحنابلة یجوزونهماجیمعا للمحدث والجنب دون الحائض والنفساء وابوحنیفة لایجوزمسه للمذکورین الابغلاف متجاف وعن ابن عمرانه قال الاحب الی ان لایقرأ القرآن الا المطهرون وقدقیل لایمسه ای لایقرأ ه تفسیرات احمدیہ ص ۶۸۳[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی ۱۸/۱۱/۵۳ھ

الجواب صحیح: عبداللطیف مظاہرعلوم ۱۹/ ذی قعدہ ۵۳ھ

---

[1] تفسیر بیضاوی علی هامش القونوی ص ۴۲۳/ ج۱۸/ مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت.

[2] تفسیرات احمدیہ ص ۴۵۹/ مطبوعہ رحیمیہ دیوبند۔

لَيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّامَاسَعٰى الآية

سوال: -قوله تعالیٰ لَيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّامَاسَعٰى اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ جس کام میں خود انسان کی سعی نہ ہواس کا ثواب نہیں پہنچتا۔کیا یہ آیت منسوخ ہے یا کسی حدیث سے تخصیص کی گئی ہے؟

الجواب حامداًومصلياً

معتزلہ کا مذہب یہی ہے اور وہ اسی آیت سے استدلال کرتے ہیں[۱] حافظ عینیؒ نے شرح ہدایہ[۲] میں اس کے آٹھ جوابات لکھے ہیں اور ابن قیمؒ نے کتاب الروح[۳] میں بہت تفصیل سے معتزلہ پر رد کیا ہے اموات کو احیاء کے افعال دعا،صوم،صلوٰۃ، حج،صدقہ وغیرہ سے نفع پہنچنا خود قرآن کریم اور احادیث کثیرہ سے ثابت ہے وَالَّذِيْنَ جَاءُ وْامِنْ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِاِخْوَانِنَاالَّذِيْنَ سَبَقُوْنَابِالْاِيْمَانِ الآية[۴]

---

[۱] قال المعتزلة ليس للانسان ان يجعل ثواب عمله لغيره لقوله تعالىٰ وان ليس للانسان الا ماسعى والجواب عنه من ثمانية اوجه(الى قوله) كمافى العينى على البخارى (طحطاوى صعلى المراقى ص ۷۱ ۵/فصل فى زيادة القبور مطبوعه مصرى)

[۲] وامّاالجواب عن الآية بثمانية اوجة البناية فى شرح الهدايةص ۴۲۴/ج ۴/باب الحج عن الغير.

[۳] ملاحظہ ہو کتاب الروح از ص۱۸۸/تا۲۲۸/۔

[۴] **ترجمہ:** آیت کریمہ اوران لوگوں کا جوان کے بعد آئے جودعائیں کرتے ہیں کہ ہمارے پروردگار ہم کو بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں۔(بیان القرآن ۱۲۴/ج ۱۱/سورہ حشر پارہ ۲۴/)

قال السيوطى وقدنقل غيرواحدالاجماع على ان الدعاء ينفع الميت ودليله من القرآن قوله تعالىٰ والذين جاؤا من بعدهم الآية (تفسير مظهرى ص۱۲۷/ج ۹/سورهٔ نجم تحت قوله تعالىٰ وان ليس للانسان الاماسعىٰ مطبوعه رشيديه كوئٹه)

نوٹ: قاضی ثناءاللہ صاحبؒ نے صوم،صلوٰۃ،حج صدقہ وغیرہ کے ایصال ثواب کے ثبوت میں مستقل احادیث ذکر کی ہیں(۱۲۸،۱۲۹/)

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّیَّتُهُمْ بِاِیْمَانٍ اَلْحَقْنَابِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ[۱] الآیۃ صلوٰۃ جنازہ کی مشروعیت اسی غرض کے لئے ہے[۲] من سن سنۃ حسنۃ فلہ اجرھا واجر من عمل بھا الحدیث[۳]۔

قبرستان میں جا کر قل ھو اللہ شریف پڑھ کر ثواب پہنچانا صدقہ جاریہ کا ثواب پہنچتے رہنا وغیرہ وغیرہ بہت سی احادیث سے یہ مسئلہ ثابت ہوتا ہے۔ صحابہ کرامؓ کا عقیدہ اور عمل بھی تھا کہ وہ ثواب پہنچایا کرتے تھے[۴] آیت لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَاسَعٰی کو حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّیَّتُهُمْ بِاِیْمَانٍ اَلْحَقْنَابِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ سے منسوخ ہے[۵]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

ضُرِبَتْ عَلَیْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ کا مطلب

سوال:- قرآن پاک میں ارشاد خداوندی ہے ضُرِبَتْ عَلَیْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ

---

۱ سورۂ طور آیت ۲۱/۔ **ترجمہ:** آیت کریمہ: اور جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد نے بھی ایمان میں ان کا ساتھ دیا ہم ان کی اولاد کو بھی ان کے ساتھ شامل کر دینگے (بیان القرآن)

۲ ان المقصود ای من الصلوٰۃ علی المیت الدعاء (طحطاوی ص۴۸۶/ مصری احکام الجنائز)

۳ مسلم شریف ص۳۲۷/ ج ۱/ مطبوعہ سعد دیوبند کتاب الزکاۃ باب الحث علی الصدقۃ الخ ۔
ترجمہ: جس نے کوئی اچھا طریقہ جاری کیا اس کو اس کا اور اس پر عمل کرنے والوں کا اجر ملے گا۔

۴ واخرج الخلالی عن الشعبی کانت الانصار اذامات لھم المیت اختلفوا الی قبرہ یقرؤن القرآن (تفسیر مظہری ص ۱۳۰/ ج ۹/) مسلم شریف مع نووی ص ۳۲۴/ ج ۱/ باب وصول ثواب الصدقۃ عن المیت الیہ.

۵ قال ابن عباس الایۃ (وان لیس للانسان الاماسعی منسوخ بقولہ تعالیٰ والذین امنوا واتبعتھم ذریتھم بایمان الحقنابھم ذریتھم مظہری ص۱۲۷/ ج ۱/ (مطبوعہ رشیدیہ کوئٹہ) تحت قولہ تعالیٰ وان لیس للانسان الاماسعیٰ.

الآیۃ یہود کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ ہمیشہ ذلیل وخوار رہیں گے ان کو کبھی اقتدار حاصل نہیں ہوگا۔ میرا ایمان یہی ہے اور یقین بھی ہے لیکن آج جب کہ ایک صاحب نے یہ اعتراض کیا کہ جناب والا ان کی آج حکومت ہے فلسطین پر قابض ہیں عرب مسلمان پریشان ہیں یہ اعتراض سن کر میں تو بغلیں جھانکنے لگا اور پسینہ آ گیا۔ میں کم علم کیا کچھ پڑھا لکھا ہی نہیں صرف مولوی نما ہوں۔ کیا جواب دیتا وہی سبق کا سنا ہوا ایک جواب کہ ان کی حکومت مستقل نہیں بلکہ امریکہ کے رحم وکرم پر ہے اور یہاں بالذات حکومت کی نفی ہے لیکن عیسائی معترض نے کہا کہ یہ بتائیے کہ حکومت کونسی مستقل ہے سب ایک دوسرے کے تعاون سے چلتی ہیں کوئی بھی بالذات نہیں۔ آج پاکستان کا ساتھ امریکہ چھوڑ دے تو ہندوستان اسے ہڑپ کر جائے اور ہندوستان کا ساتھ روس چھوڑ دے تو چین اسے جینے نہ دے۔ سعودی عرب مصر، اردن وغیرہ جتنی حکومتیں ہیں سب پر ایک دوسرے کا سایہ ہے اسی طرح کا تعاون امریکہ بھی اسرائیلیوں کا کر رہا ہے۔ اسرئیلی نمائندہ ہر عالمی میٹنگ میں موجود ہوتا ہے ان کو سب تسلیم کر رہے ہیں آخر یہ بھی انسان ہیں ان کا بھی حق ہے یہ بھی اپنے لئے کوئی مستقل جائے قیام چاہتے ہیں اس کے لئے انھوں نے اپنی جگہ تجویز کی اور عربوں کو بھگا کر فلسطین پر قابض ہو گئے آج ان کی حکومت ہے جس کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔ لہٰذا قرآن کی پیشین گوئی درست ثابت نہیں ہوئی۔ برائے مہربانی جلد جواب سے نوازیں تا کہ ان معترض صاحب کو بتایا جاسکے اور مسلمانوں کو اطمینان دلایا جاسکے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ الخ[1] میں سلطنت کی نفی کہاں ہے کہ موجودہ حالات سے معارضہ کیا جائے۔ جب تک کسی آیت یا قوی روایت سے سلطنت یہود کی ہمیشہ کے لئے نفی ثابت نہ ہو قرآن وحدیث کی تکذیب نہیں کی جاسکتی۔ حضرت نبی اکرم ﷺ کے وقت میں جو یہودی تھے اول ان کو معاہدہ میں شریک کیا گیا۔ مگر ان کی کمینہ حرکات ختم نہ ہوئیں

[1] سورۂ بقرہ آیت ۶۱/۔ **ترجمہ:** اور جم گئی ان پر ذلت اور پستی (بیان القرآن)

دو قبیلے بنونضیر۔ بنوقریظہ تھے۔ ان میں آپس میں سخت اختلاف تھا۔ ایک قبیلہ خزرج کا سہارا لیتا تھا اور دوسرا اوس کا۔ حضور اکرم ﷺ کے ساتھ معاہدہ کرنے کے باوجود چپکے چپکے قریش مکہ میں سازباز کی اور ان کو مدینہ طیبہ پر حملہ کرنے کی دعوت دی اور اپنے مسلک کے بالکل خلاف بعض یہود نے مکہ معظمہ پہنچ کر مشرکین کا اعتماد حاصل کرنے کے لئے بت کو سجدہ بھی کیا۔ ادھر کعب بن اشرف نے نبی اکرم ﷺ کے قتل کی سازش کی۔ نیز ابورافع نے بہت ہی کمینہ حرکات کیں نتیجہ یہ ہوا کہ کعب ابن اشرف قتل ہوا[۱] ابورافع قتل ہوا۔

اوس وخزرج کی نگاہوں سے بھی گر گئے۔ عہد شکنی کی بناء پر بنوقریظہ قتل کئے گئے بنونظیر کو جلاوطن کیا گیا۔ سورۂ حشر میں ان کے حالات پڑھئے کس طرح اپنے گھروں کو اجاڑ کر نکلے ہیں[۲] یہ ان کی ذلت ومسکنت سب کی نظروں میں تھی۔ ہوسکتا ہے آیت مذکورہ میں اسی کو بیان کیا

---

[۱] قال ابن اسحاق كان اجلاء بنی نضير عندمرجع النبی ﷺ من احدو فتح قريظة عندمرجعه عن الاحزاب وبينهماسنتان وسبب اخراجهم ان النبی ﷺ لمادخل المدينة صالح بنو النضير على ان لاتقاتلوه ولاتقاتلوهن معه فقبل ذلک رسول الله ﷺ منهم فلما غزارسول الله ﷺ بدراًوظهرعلى المشركين قالت بنوالنضيروالله النبی الذی وجدنانعته فی التوارة لاتردله راية فلماغزااحدوانهزم المسلمون ارتابواواظهروالعدواة لرسول الله ﷺ والمومنين ونقضوا العهدالذی كان بيهنم وبين رسول الله ﷺ وركب كعب بن الاشرف من بنی النضيرفی اربعين راكبا من اليهودالى مكة فاتوا قريشاً فحالفوهم وعاقدوهم على ان يكون كلمتهم واحدة على محمدودخل ابوسفيان فی اربعين من قريش وكعب فی اربعين من اليهودالمسجدواخذبعضهم على بعض الميثاق بين الاستار والكعبة ثم رجع كعب واصحابه الى المدينة نزل جبرئيل فاخبر النبی ﷺ بماتعاقدعليه كعبوابوسفيان وامر النبی ﷺ بقتل كعب بن الاشرف فقتله محمدبن مسلم (تفسیرمظهری ص ۲۲۹ / ج ۹ /) سورة الحشرتحت آيت ۲ / مطبوعه ندوه المصنفين دهلی.

[۲] يُخْرِبُوْنَ بُيُوْتَهُمْ بِاَيْدِيْهِمْ وَاَيْدِی الْمُؤْمِنِيْنَ فَاعْتَبِرُوْايٰاُولِی الْاَبْصَارِ سورۂ حشررکوع اول. وقال ابن زيدكانوايقلعون العمدوينقضون السقوف وينقبون الجدران ويقلعون الخشب حتى الاوتاد ويخرجونهالئلايسكنها المؤمنون حسداً اوبغضاً وقال قتادة كان المسلمون يخربون ما يليهم ويخربهااليهودمن داخلها قال ابن عباس كلما ظهرالمسلمون على د ارمن دورهم هدموها ليتسع لهم المقاتل وجعلوااعداء الله ينقبون دورهم فی (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ کیجئے)

گیا ہو۔نہ کہ آئندہ کے حالات کوجیسا کہ مکہ مکرمہ کو وادغیر ذی زرع ۔[۲] قرآن کریم میں فرمایا گیا کہ جس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی ذریت کولیکر وہاں تشریف لائے اس وقت اس مقام پر یہی حال تھا۔آج وہاں باغات، درخت سب چیز موجود ہے جو کہ آیت کے منافی نہیں۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررۂ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ ھَادُوْا وَالنَّصَارٰیٰ الآیۃ پر اشکال اوراس کا جواب

سوال:-مومن ہونے کے لئے ایمان باللہ اور ایمان بالرسول دونوں ضروری ہیں۔ اللہ ورسول میں سے اگر کسی ایک پر بھی ایمان نہ لائے تو مؤمن نہیں ہوسکتا۔لیکن آیت اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا والَّذِیْنَ ھَادُوْاوَالنَّصارٰیٰ والصَّابِئِیْنَ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالیَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحاً فَلَھُمْ اَجْرُھُمْ عِنْدَ رَبِّھِمْ وَلاخَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلاھُمْ یَحْزَنُون. میں ایمان بالرسول کا کہیں ذکر تک نہیں اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایمان بالرسول ضروری نہیں اگر ضروری ہے تو عدم ذکر کی وجہ تحریر فرمائی جائے؟

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) ادبارھا فیخرجون الی التی بعدھافیتحصنون فیھاویکسرون مایلیھم ویرمون بالتی خرجوامنھااصحاب رسول اللّٰہ علیہ وسلم فذلک قولہ تعالیٰ یخربون بیوتھم الایۃ (مظہری ص۲۳۴ رج ۹ رمطبوعہ رشیدہ کوئٹہ ،سورہ حشر تحت آیت ۲ تفسیر روح المعانی ص ۴۱ رج ۲۸ رمطبوعہ مصطفائی دیوبند)

۲ے سورۂ ابراہیم آیت ۳۷ر۔

الجواب حامداً ومصلیاً

ایمان بالرسول کے ساتھ ایمان بالملائکہ اور ایمان بالکتب بھی ضروری ہے۔ نیز ایمان بالقدر بھی ضروری ہے[۱] لیکن ہر آیت میں تمام چیزوں کو بیان نہیں کیا گیا۔ موقع اور مقام کے لحاظ سے کہیں تمام چیزوں کا ذکر کر دیا گیا۔ کہیں بعض کا۔ اسی طرح یہاں بھی بعض کے بیان پر اکتفا کیا گیا جس کی حکمت بیان کی جاسکتی ہے مثلاً یہ کہ جتنے فرقے اس آیت میں بیان کئے گئے ہیں وہ سب ایمان بالرسول رکھتے تھے یہود و نصاریٰ کا حال تو ظاہر ہے صابئین کے متعلق بھی ایک قول یہی ہے[۲] جس طرح عدم ذکر سے ایمان بالکتاب ایمان بالملائکۃ ایمان بالقدر کی ضرورت کی نفی کرنا صحیح نہیں۔ اسی طرح ایمان بالرسول کی ضرورت کی نفی کرنا بھی درست نہیں۔ ایک کلیہ یاد رکھئے کہ عدم ذکر۔ ذکر عدم کو مستلزم نہیں[۳] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

جَاعِلُ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْکَ کی تفسیر

سوال: —وَجَاعِلُ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْکَ فَوْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ میں ''اَلَّذِیْنَ اتَّبَعُوْکَ'' سے مراد تقریباً سارے مفسرین نے عیسائی اور مسلمان لئے ہیں۔ لیکن آج کل قرآن کی یہ حقیقت اپنی صداقت کھو بیٹھی ہے اور سیاق وسباق میں ''الذین کفروا'' سے اسرائیل ہی کی تخصیص کر دیا ہے۔ اگر کافرین سے مطلق مراد لیا جائے تو عالمگیر پیمانہ پر مسلمانوں کی پستی مسلّم ہے۔ نہیں تو بعد التخصیص اسرائیل سے مسلمانوں کی پستی واضح ہے۔ مفسرین

---

[۱] فی حدیث جبرئیل قال فاخبرنی عن الایمان قال ان تومن باللّٰہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الآخر وتومن بالقدر خیرہ وشرہ مشکوۃ شریف ص ۱۱/کتاب الایمان مسلم شریف ص ۲۷/ ج ۱/۔

[۲] (وصابئین) قیل ھم قوم موحدون یعتقدون تاثیر النجوم ویقرون ببعض الانبیاء کیحیٰی علیہ السلام (روح المعانی ص ۱۴۴/ج ۱/دارالفکر بیروت، سورہ بقرہ آیت ۶۲/)

[۳] الاصل عندنا ان تخصیص الشئی بالذکر لاینفی حکم ماعداہ (قواعد الفقہ ص ۷۴/مطبوعہ دارالکتاب دیوبند)

''الذین کفروا'' سے عیسائی بھی مراد لیتے ہیں۔ یہ بات سمجھ میں نہیں آتی ہے کہ آج کل کے عیسائی حضرت عیسیٰؑ کے کیسے متبع مانے جاسکتے ہیں، جب کہ وہ تثلیث پرستی اور مختلف گمراہ کن نظریات وعقائد کی دنیا میں گم نظر آتے ہیں تو پھر مفسرین کا یہ خیال کیسے صحیح مانا جاسکتا ہے۔ (۱) فوق سے کیا مراد ہے؟ اور حکومت کے معاملہ میں یا کسی اور چیز میں آیت مذکورہ الـذین اتبعوک سے مسلمان مراد لئے جائیں تو حبل من اللّٰہ وحبل من الناس کی آیت اس کے لئے ناسخ مانی جاسکتی ہے یا نہیں؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول کے بعد شادی کریں گے یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

اگر مفسرین کی لکھی ہوئی کوئی بات آپ کی سمجھ میں نہ آئے یا آپ کی معلومات پر منطبق نہ ہو تو اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ ''آج کل قرآن کی حقیقت اپنی صداقت کھوبیٹھی ہے'' کہاں تک درست ہے اور آپ غور کریں کہ اس سے ایک مومن کا ایمان کس حد تک مجروح ہوجاتا ہے۔ قرآنی صداقت جس قلب سے کھوجائے کیا وہ قلب بھی مسکن ایمان رہے گا۔ ایسے کلمات کے کہنے اور لکھنے سے کلی اجتناب لازم ہے۔ یہود ونصاریٰ کے واقعات کی خاطر اپنے ایمان کو ضائع نہ کیا جائے۔ تحقیق کے لئے دوسرا عنوان بھی اختیار کیا جاسکتا ہے۔

اتباع ایک حقیقی ہوتا ہے، ایک ادعائی ہوتا ہے، یعنی دعویٰ یہ ہے کہ ہم حضرت عیسیٰؑ کے متبع ہیں اگر چہ اعتقاداً وعملاً بے شمار امور میں مخالفت کرتے ہیں مگر ادعاءً سب ہی نصرانی ہیں۔ جیسے کہ اسلام کے مدعی بھی دونوں قسم کے ہیں۔ اگر یہاں یہ مراد ہو کہ جو لوگ نصرانی ہونے کے مدعی ہیں ان کو غلبہ ہوگا اس جماعت پر جو ان پر ایمان نہیں رکھتی بلکہ ان کی منکر ہے یعنی یہود پر تو آپ کا اشکال ختم ہوجائے گا۔ یہ قول بھی تفسیر مظہری[1] ص۷۵ رمیں موجود ہے۔ وقیل ارادبھم النصاریٰ فھم فوق الیھود الیٰ یوم القیامۃ۔ اور فوق کی تفسیر کی ہے۔ بـالـحجۃ والسیف فی غالب الاحوال اب حبـل مـن اللّٰہ حبل من الناس سے

[1] تفسیر مظہری ص۷۵رج ۲رسورۂ آل عمران تحت آیت ۵۵رمطبوعہ رشیدیہ کوئٹہ۔

تعرض کی بھی حاجت نہیں۔ حضرت عیسیٰؑ بعد نزول شادی کریں گے۔ فیتزوج بعد النزول ویولدله ویمکث اربعین سنة ثم یتوفی الی اٰخره ۔ عقیدۃ الاسلام[1] ص۲۱/۔ علامہ شوکانیؒ کا ایک مستقل رسالہ ہے[2] جس میں انھوں نے اتباع کی مذکورہ دونوں صورتیں بیان کی ہیں جن کا خلاصہ فتح البیان[3] میں بھی ہے۔ حافظ ابن حجرؒ[4] ابن کثیرؒ[5] ابن تیمیہؒ[6] علامہ آلوسی وغیرہ کی کتابوں میں سیر حاصل بحث موجود ہے[7] حضرت مہتمم صاحب مدظلہٗ کا بھی ایک مضمون مفصل رسالہ دارالعلوم دیوبند میں اسی سال شائع ہوا ہے۔[8] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲/۹/۸۹ھ

اِنَّ الصَّلوٰةَ تَنْهىٰ عَنِ الفَحْشاءِ وَالمُنكرَ کا مطلب

سوال:- اِنَّ الصَّلوٰةَ تَنْهىٰ عَنِ الفَحْشاءِ وَالمُنكر الخ اس کا مطلب یہ ہے کہ نماز منع کرتی ہے تب تو کوئی اشکال نہیں۔ اگر یہ ہے کہ روک دیتی ہے تو کیا اس سے مقبول نماز مراد ہے؟

۱؎ عقیدۃ الاسلام ص۲۱ مطبوعہ قاسمی دیوبند مشکوۃ شریف ص۴۸۰/ کتاب الفتن باب نزول عیسیٰ۔

۲؎ اس کا نام وبل الغمامۃ فی تفسیر جاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ ہے۔

۳؎ ملاحظہ ہو فتح البیان فی مقاصد القرآن ص ۵۰/ ج ۲/ مطبعة الکبریٰ مصر، مطبوعه عصریه، بیروت ص ۲۴۸/ ج ۲/ سوره اٰل عمران تحت آیت ۵/.

۴؎ التلخیص الحبیر ص ۳۱۹/ دارنشر الکتب الاسلام لاهور.

۵؎ تفسیر ابن کثیر ص ۵۴۹/ ج ۱/ مصطفی احمد الباز مکه مکرمه.

۶؎ دقائق التفسیر ص ۳۱۱/ ج ۱/ سورۂ آل عمران فصل موقف الامم من الرسول (موسسة علوم القرآن)

۷؎ روح المعانی ص ۱۸۳/ دار احیاء التراث العربی.

۸؎ ملاحظہ ہو ''اسرائیل کتاب وسنت کی روشنی میں'' از حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمہ مہتمم دارالعلوم دیوبند رسالہ ماہنامہ دارالعلوم جون ۱۹۶۹ء۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر پورے خشوع سے اس کے اوپر ثواب کا تصور کرتے ہوئے اور تاثیرات کا استحضار کر کے پڑھی جائے تو روک دیتی ہے[۱] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ کا مطلب

سوال:-ادعونی اجابت پر مستحکم یقین بہتر ہے یا پھر یہی سوچنا خبر نہیں ہوگا کہ نہیں یعنی کسی دعا پر سفارش پر حفاظت کا وعدہ ہے اس کو پڑھنا ایسا کہ بلاتردد و بلاتامل مطمئن ہو جائے کہ تخلف کا سوال بھی پیدا نہیں ہوتا یا تاہم یہ سوچے کہ خبر نہیں کہ موعود یہ شے ملے گی یا نہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

آداب دعا میں سے یہ بھی ہے کہ استجابت دعا پر پورا وثوق[۲] ہو کہ وعدہ ہے۔ استجب لکم[۳] لیکن اگر باری تعالیٰ کے علم میں اس دعا کا میری منشا کے مطابق پورا نہ ہونا میرے حق میں

---

[۱] فاذا دخل المصلی فی محرابه وخشع واخبت لربه واذکرانه واقف بین یدیه وانه مطلع علیه ویراه صلحت لذلک نفسه وتذللت الی قوله فهذه صلاة تنهی الخ. الجامع لاحکام القرآن المعروف بالقرطبی ص ۳۲۰/ج۷/ الجز الثالث عشر سورۂ عنکبوت تحت آیت ۴۵/ مطبوعه دارالفکر بیروت،روح المعانی ص ۱۶۳/ج ۲۰/دار احیاء التراث العربی.

[۲] قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اُدْعُوااللّٰهَ وَاَنْتُمْ مُوْقِنُوْنَ بِالْاِجَابَةِ، الحدیث مشکوة شریف ص ۱۹۵/ (مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند) کتاب الدعوات الفصل الثانی.

ترجمہ: خدا تعالیٰ سے مانگو قبولیت کا یقین رکھتے ہوئے۔

[۳] **ترجمہ:** تمہاری درخواست کو قبول کروں گا۔ (از بیان القرآن) سورۃ الغافر آیت ۶۰/۔

خیر ہوتو میں اس پر راضی ہوں[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيْدَنَّكُمْ کا مطلب

سوال:-قرآن پاک کی آیت لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيْدَنَّكُمْ ہے۔اورآدمی کو جب تکلیف ہوتی ہے تو وہ بھی ایک نعمت خداوندی ہے ۔ اس پراگر شکر کرے گا تو اس کے اندر زیادتی ہوگی۔حالانکہ انسان یہ نہیں چاہتا کہ میں ہر وقت تکلیف میں مبتلا رہوں۔اس صورت میں اس آیت شریفہ کا کیا مطلب ہوگا؟

الجواب حامداًومصلیاً

اصل نعمت اجر وثواب ہے تکلیف ، رنج، مرض، مشقت پر صبر بھی اس کا ذریعہ ہے۔ راحت، صحت، شادمانی، عافیت پر شکر بھی اسکا ذریعہ ہے ایک ذریعے سے بچ کر دوسرا ذریعہ اختیار کرنا ایسے ہی ہے جیسے ایک مقصد تک پہنچنے کے دوراستے ہوں ایک آسان دوسرا دشوار۔ دشوار کو چھوڑ کر آسان اختیار کرنا مذموم نہیں[۲] لہٰذا تکلیف کا علاج بھی مشروع[۳] بلکہ مسنون ہے۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۴/۳/۹۵ھ

---

[۱] مِنْ سَعَادَةِ ابْنِ آدَمَ رَضَاهُ بِمَا قَضَى اللّٰهُ لَهُ ،مشكوة شريف ص ۴۵۳/باب التوكل والصبر، الفصل الثانی. **ترجمه:** آدمی کی نیک بختی خدا کے فیصلہ پر راضی رہنا ہے۔

[۲] من ابتلى ببليتين وهما متساويتان يأخذ بأيتهما شاء وان اختلفا يختار اهونهما (الأشباه والنظائر ص ۱۴۵/مكتبه دارالعلوم ديوبند.

[۳] الاشتغال بالتداوى لابأس به عالمگيرى ص ۳۵۴/ج۵/ كتاب الكراهية الباب الثامن عشر فى التداوى.

اَلزَّانِیْ لَایَنْکِحُ اِلَّازَانِیَةً الآیة کی تفسیر

سوال: –اَلزَّانِیْ لَایَنْکِحُ اِلَّازَانِیَةً ختم آیت تک کی تفسیر مطلوب ہے۔

الجواب حامداًومصلیاً

ہجرت کے بعد بعض ایسی عورتیں مدینہ طیبہ پہنچ گئیں جن کا کردار خراب تھا، ان سے نکاح کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی تھی، اور اہل ایمان وصالحین کو اس سے منع کیا گیا تھا[1] پھر جب ان عورتوں کے حالات بھی صحیح ہو گئے تو یہ حرمت ختم ہو گئی، اس آیت کے ذریعہ سے وَاَنْکِحُوا الْاَیَامیٰ مِنْکُمْ وَالصَّالِحِیْنَ مِنْ عِبَادِکُمْ وَاِمَائِکُمْ الآیة[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۰/۴/۱۴۰۱ھ

حضرت مسیح کی فضیلت کَلِمَتُہٗ وَرُوْحٌ مِنْہُ سے

سوال: –قرآن کریم میں ارشاد ہے۔اِنَّمَاالْمَسِیْحُ عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ وَکَلِمَتُہٗ اَلْقَاھَااِلیٰ مَرْیَمَ وَرُوْحٌ مِنْہُ ۔اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ایک تو کلمہ کہا گیا ہے یہ تو اس معنی کر کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو کُنْ کہہ کر پیدا فرمایا ہے اور کُنْ اللہ تعالیٰ کا کلمہ تخلیقی ہے۔دوسری بات یہ ہے کہ آپ کے بارے میں یہ روح منہٗ فرمایا گیا ہے اس جملہ سے دو

---

[1] وقال البغوی قال قوم قدم المهاجرون المدينة ومنهم فقراء لامال لهم ولاعشائروفی المدينة نساء بغايا يكرين انفسهم وهن يومئذٍ اخصب اهل المدينة فرغب ناس من فقراء المهاجرين فی نكاحهن لينفقن عليهم فاستأذنوارسول الله صلى الله عليه وسلم فنزلت هذه الآية وحرم ذالک على المؤ منين ان يتزوجوا اتلک البغايالانهن كن مشركات (تفسيرمظهری ج۶/ ص ۴۴۲/ سورة النورالاية ۳/)مطبوعه رشيديه كوئٹه.

[2] روى مالک عن يحيى بن سعيدعن سعيدبن المسيب قال الزانی لاينكح الازانيةً اورمشركة والزانية لاينكحها الازان اومشرک قال نسخت هذه الاية التی بعدها وانكحوا الايامی منكم (سورة النورالاية ۳/ (تفسيرقرطبی ج۶/ص ۱۵۶/الجزء الثانی عشرمطبوعه دارالفكر بيروت .

باتیں مفہوم ہوتی ہیں ایک تو یہ کہ روح بدن کا ایک حصہ ہوا کرتی ہے تو اللہ تعالیٰ کے شایان شان بدن فرض کر کے اس سے روح کو اگر مانا جائے تو شاید (نعوذ باللہ) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ابنیت کی طرف مشیر ہوگا اور یہ بولا بھی جاتا ہے اردو میں بیٹے کے لئے کہ یہ میری روح رواں ہے یا پھر حد درجہ قریب والے کے لئے کہتے ہیں جیسے بیوی کو کہتے ہیں۔ میری روح۔ میری روح کی تسکین وغیرہ۔ دوسری بات یہ ہے کہ روایت ہے جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو تمام ارواح کو آپ کی صلب میں ڈال دیا اور پھر آپ کی صلب سے تمام ارواح پیدا کی گئیں۔ لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روح اللہ تعالیٰ نے الگ رکھ لی تھی۔ جو کہ حضرت آدم علیہ السلام کی صلب سے نہیں نکالی گئی اس معنیٰ کر یہ کہا جائے گا کہ آپ حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے کلمہ سے پیدا شدہ ہیں اللہ کی روح سے ہیں یا روح ہیں بہرصورت اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالی سے خاص گہرا جزء کا سا لگاؤ اور ساتھ ہے تمام مخلوق پر فضیلت حاصل ہے غیر انسان پر تو انسان کو فضیلت ہے ہی غیر انسان چاہے فرشتہ ہی کیوں نہ ہو اور پھر جب کہ انسان نبی اور جلیل القدر نبی ہو تو اس کی فضیلت میں کیا شک ہے لیکن یہاں سے یہ آگ سلگتی ہوئی آقائے مدنی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بھی پہونچتی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آپ ﷺ پر بھی فضیلت ہے۔ کیونکہ آپ نے اپنی فضیلت ابن آدم پر بتائی ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابن آدم نہیں اس لئے اس طرح تو حضرت آدم علیہ السلام پر فضیلت ثابت نہیں ہوتی ہے۔

اب رہ جاتی ہے یہ حدیث قدسی کہ آپ باعث تخلیق کون ومکان ہیں تو اس سے بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر فضیلت ثابت نہیں ہوتی۔ کیونکہ ایسا ہوا کرتا ہے کہ جیسے ہم نے کوئی کارخانہ لگایا اور وہ اپنے دوست کی وجہ سے لگایا یعنی اسے اس کا منیجر یا نگراں بنانے کے لئے تا کہ اس کی عزت اس طرح دوبالا ہو اور دوست کا خرچ پانی بھی نکلتا رہے لیکن اس کی تمام آمدنی کس کے لئے بیٹے کے لئے ہے تو قرب زیادہ بیٹے کو ہوگا اور محبت بھی اس سے زیادہ

ہوگی اور فضیلت بھی زیادہ بیٹے ہی کو ہوگی تو اس معنی کر خاص لگاؤ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے روح ہونے کے ناطے مانا جائے اور حضرت محمد ﷺ کو اس کا نگراں یا منیجر ہونے کے ناطے سے اوروں پر فضیلت کہی جاسکتی ہے اب رہی یہ بات کہ آپ ﷺ کو شفاعت کا بھی حق حاصل ہوگا اس طرح آپ ﷺ کو فضیلت حاصل ہو تو اس کو یوں سمجھئے کہ جب دوست کارخانہ کا منیجر ہے تو کسی کو ملازم رکھے یا اگر مالک کسی سے ناراض ہے تو اس کی سفارش بیٹا یا بیوی یا اور کوئی خاص رشتہ دار تو کرنے سے رہا یہ کام منیجر ہی کرے گا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے یہاں بھی چونکہ کارخانہ میں فضیلت کے اعتبار سے آقائے مدنی ﷺ بڑھے ہوئے ہیں اس لئے آپ گنہگاروں کی سفارش کریں گے کارخانہ کے منیجر کی حیثیت سے۔ لیکن جو منشاء ومبنی فضیلت۔ بڑائی۔ اشرفیت کا ہے وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے ہے۔ غرض کہ آیت مذکورہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی افضیلت پر طرح طرح سے استدلال کیا جاسکتا ہے۔ برائے کرم جلد جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر یہ تقریر عیسائی معترض کی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ قرآن کریم وحدیث شریف کو بھی مانتا ہے پھر اس نے مجتہدانہ استنباط سے اشکال کیا ہے تو اس کو چاہیے کہ قرآن کریم کی جو تفصیل وتشریح حضرت نبی اکرم ﷺ نے فرمائی ہے اور حضرت نبی اکرم کے افضل الرسول ہونے کی جو روایات[1] حدیث میں موجود ہیں ان سب کے ہوتے ہوئے ہرگز ہرگز استنباط و

[1] عن ابن عباس قال ان اللّٰه تعالیٰ فضل محمدا صلی اللّٰه علیه وسلم علی الانبیاء وعلی اهل السماء الحدیث (مشکوٰة شریف ص ۵۱۵/ باب فضائل سید المرسلین، الفصل الثالث، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند.

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو انبیاء علیہم السلام اور آسمان والوں پر فضیلت دی ہے۔ مسند احمد احمد ص ۲۴۸/ ج۵/ حدیث ابی امامه دار الفکر، ترمذی شریف ص ۲۰۲/ ج ۲/ ابواب المناقب.

اجتہاد سے کام نہ لے کیونکہ نص صریح کے مقابلہ میں اجتہاد کی گنجائش نہیں[۱]، یہ بات کونسی روایت میں ہے کہ صلب آدم میں ارواح ڈالتے ونکالتے وقت عیسیٰ علیہ السلام کی روح علیحدہ محافظ خانہ میں رکھ لی تھی۔

معراج میں جب حضور ﷺ تشریف لے گئے تو وہاں بیت المقدس میں تمام انبیاء کو نماز کس[۲] نے پڑھائی۔ کیا عیسیٰ علیہ السلام نے پڑھائی اور حدیث میں ہے[۳] آدم ومن دونہ تحت لوائی.

نیز بغیر باپ کے پیدا ہونے[۴] پر اشکال کیا گیا تھا تو اس کا قرآن کریم میں جواب دیا گیا کہ عیسیٰ علیہ السلام کو بغیر باپ کے صرف ماں سے پیدا کیا گیا۔ مگر آدم علیہ السلام بغیر ماں باپ کے پیدا کئے گئے[۵] نیز عیسیٰ علیہ السلام نے جو بشارت دی مبشرا برسول یأتی

---

[۱] لامساغ للاجتهادفی موردالنص قواعدالفقه ص۱۰۸/دارالکتاب دیوبند اصول الفقه الاسلامی ص۱۰۵۲/ج۲/المبحث الثالث.

[۲] وفی آخرحدیث المعراج فحانت الصلوة فاممتهم الحدیث مشکوة شریف ص۵۳۰/باب فی المعراج.

[۳] وقال علیه الصلوٰة والسلام آدم ومن دونه تحت لوائی یوم القیامة رواه احمد(مرقاة ص۳۵۸/ج۵/مطبوعه اصح المطابع بمبئی باب فضائل سید المرسلین صلی الله علیه وسلم) مسند احمدص۲۸۱/ج۱/وص۲۹۵/ج۱/. مطبوعه دارالفکر ،بیروت۔

ترجمہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا آدم علیہ السلام اوران کےعلاوہ قیامت میں میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔

[۴] نزلت الآیة (ای اَنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَاللّٰهِ کَمَثَلِ آدَمَ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ الایة)فی وفدنجران لما قالوالرسول الله صلی الله علیه وسلم مالک تشتم صاحبنا قال ماأقول قالواتقول انه عبدقال اجل هو عبد الله ورسوله وکلمته القاها الی العذراء البتول فغضبوا وقالواهل رأیت انسانا قط من غیراب فانزل الله تعالیٰ لالزامهم واقحامهم هذه الآیة (تفسیر مظہری ص۵۹/ج۲/مطبوعہ رشیدیہ کوئٹہ سورہ آل عمران،آیت ۵۹/۔

[۵] وان قالو:خلق عیسیٰ علیه السلام من غیرذکرفقدخلقت آدم من تراب بتلک القدرة من غیر انثیٰ ولاذکر فکان کما کان عیسیٰ لحماً ودماً الخ (عقیدة الاسلام ص۱۳۶/مجلس علمی ڈابهیل امرالسیدوالعاقب الخ.

من بعدی اسمه احمد۔[۱] اور عیسیٰ علیہ السلام نے حضرت نبی اکرم کے مناقب وفضائل معلوم ہونے پر درخواست کی کہ یا اللہ مجھے ان کی امت میں بنادے۔ مگر چونکہ وہ نبی تھے امتی کا درجہ نبی سے کم ہوتا ہے اس لئے ان کو یہ اعزاز بخشا گیا کہ زندہ آسمان پر اٹھالیا گیا اور زمانۂ اخیر میں بطور مہمان آسمان سے نازل ہوں گے کہ ان کی خواہش بھی ایک معنی کر پوری ہوجائے گی[۲] کہ وہ امت میں آکر شامل ہوجائیں گے اور ان کی نبوت بھی برقرار رہے گی اس کو ان سے سلب نہیں کیا جائے گا اور جس حدیث[۳] میں ان کے نزول من السماء کی بشارت ہے اس میں یہ بھی ہے۔ امامکم منکم کہ ان کے آنے کے باوجود امامت کی فضیلت اسی امت کو حاصل ہوگی۔

اس سب کے علاوہ غورطلب یہ بات ہے کہ جس عیسیٰ (علیہ السلام) کا تذکرہ قرآن کریم میں ہے عیسائی تو اس کے قائل ہی نہیں ان کو جانتے ہی نہیں بلکہ وہ تو عیسیٰ کو الٰہ مانتے ہیں ابن اللہ مانتے ہیں ایسے عیسیٰ کا تذکرہ تو قرآن وحدیث میں کہیں نہیں بلکہ اس کی پوری پوری تردید موجود ہے جس عیسیٰ کو الٰہ اور ابن اللہ کہا جاتا ہے ان کا جب وجود ہی نہیں تو اس کی فضیلت کا کیا سوال۔ ان عیسائیوں کا تو ایمان ہی نہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اور جس عیسیٰ پر ایمان ہے اس کا وجود نہ کبھی ہوا ہے نہ ہوگا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

۱ سورۂ صف آیت ۶/۔ **ترجمہ**: اور میرے بعد جو ایک رسول آنے والے ہیں جن کا نام محمد ہوگا ان کی بشارت دینے والا ہوں (بیان القرآن)

۲ وقیل انه دعا اللّٰه لما رأی صفة محمد وامته ان یجعله منهم فاستجاب اللّٰه دعائه وابقاه حتی ینزل فی اخر الزمان مجددا الامر والاسلام (فتح الملهم مع مسلم ص ۳۰۰/ج ۱/مطبوعه شرکت علمیه دیوبند، کتاب الایمان، باب نزول عیسٰی بن مریمؑ الخ فتح الباری ص ۱۲۸/ ج۷/ کتاب احادیث الانبیاء، باب نزول عیسٰی بن مریمؑ مطبوعه نزار مصطفی البازمکة المکرمة)

۳ وفی روایة لهما (ای المسلم والبخاری) قال کیف انتم اذانزل ابن مریم فیکم واما مکم منکم (مشکوٰۃ شریف ص ۴۸۰/) باب نزول عیسیٰ علیہ السلام۔

”قال ھی عَصَایَ“ کی عجیب تشریح وتفسیر

سوال:-واعظ زید نے وعظ کرتے ہوئے حسب ذیل آیت وَمَاتِلْکَ بِیَمِیْنِکَ یَامُوْسیٰ قَالَ ھِیَ عَصَایَ اَتَوَکَّؤُا عَلَیْھَا وَاَھُشُّ بِھَا عَلیٰ غَنَمِیْ وَلِیَ فِیْھَا مَاٰرِبُ اُخْرٰی . تَاسِیرتِھَاالاولیٰ (طٰہٰ) کی تفسیر بیان کرتے ہوئے ایک جلیل القدر نبی کے ساتھ ناشائستہ لفظوں کو منسوب کردیا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے کہا موسیٰ تیرے داہنے ہاتھ میں کیا ہے۔موسیٰ نے کہا عصا۔تو اللہ تعالیٰ نے کہا ”دادا ہو دادا گیری کرتے پھرتے ہو“ایسا بہتان عظیم ذات باری تعالیٰ پر باندھنے اوراس طرح تفسیر بالرائے کرنے والے کے متعلق ازروئے شرع شریف کیا حکم ہے؟ اوراس واعظ کواس کے ردعمل کے طور پر کیا کرنا چاہئے؟

الجواب حامداًومصلیاً

جو بات اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمائی اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرنا بڑی غلطی و جرأت ہے، بہتان ہے[۱] آئندہ ہرگز ایسا نہ کیا جائے۔بغیر علم کے وعظ ہرگز نہ کہا جائے ہاں کوئی معتبر کسی عالم حقانی کی کتاب ہو جس کے مضامین بیان کرنے اورسنانے کی واعظ میں صلاحیت ہواور مجمع میں سننے اورسمجھنے کی صلاحیت ہواس کتاب کے سنانے میں مضائقہ نہیں۔مگراس کی کوئی تشریح بغیر علم کے اپنی طرف سے نہ کی جائے ورنہ غلطی کا اندیشہ ہے جس سے نقصان بھی ہوسکتا ہے۔فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹۲/۵/۲۸ھ

---

[۱] ولاتقولوا لما تصف السنتکم الکذب ھٰذا حلالٌ وھٰذاحرامٌ لتفتروا علی اللّٰہ الکذب سورۃ النحل آیت ۱۱۶/.

ترجمہ: اورمت کہو اپنی زبانوں کے جھوٹ بنالینے سے کہ یہ حلال ہے اوریہ حرام ہے کہ اللہ پر بہتان باندھو۔از بیان القرآن۔

آیت قطب

سوال:- قرآن پاک میں آیت قطب کونسی آیت ہے اس کے پڑھنے کا طریقہ اور اس کے اثرات کیا ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

پارہ ۴ ر میں وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدَاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ[1] الخ کو آیت قطب کہتے ہیں ہر نماز کے بعد سات سات مرتبہ درود شریف کے ساتھ اول آخر پڑھنا بعض اکابر سے منقول ہے۔فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۳/۲/۸۹ھ

سبع آیات

سوال:- سورۂ فاتحہ میں سبع آیات تحریر ہیں جن کے معنی سات آیات۔مگر سورۂ فاتحہ میں شمار کرنے سے صرف چھ آیات ہیں جیسے سورۂ اخلاص پر چار آیات لکھی ہیں اور لم یلد کے بعدہٗ ط بھی بنا ہے اگر اس کو شمار کیا جائے تو پانچ آیات ہیں۔اگر سورۂ فاتحہ کو بسم اللّٰہ کا جز قرار دیا جائے اور بسم اللّٰہ کی آیت کو بھی شمار کیا جائے۔مگر نماز میں اگر بسم اللّٰہ کوئی مصلی نہ پڑھے تو نماز تو ہو جاتی ہے اور اگر سورۂ فاتحہ نہ پڑھے محض کوئی سورت پڑھے تو نماز ناقص رہتی ہے۔قرآن کو دیکھ کر بالتفصیل جواب تحریر فرمائیے کہ سورۂ فاتحہ پر سات آیات لکھی ہوئی ہیں مگر شمار میں صرف چھ آیات ہیں ایسا کیوں اور کیا وجہ ہے؟

---

[1] سورۂ آل عمران آیت ۱۲۶۔**ترجمہ**: اور نصرت صرف اللہ ہی کی طرف سے ہے جو کہ زبردست ہیں اور حکیم ہیں۔از بیان القرآن۔

الجواب حامداًومصلیاً

حنفیہ کے نزدیک بسم اللہ جزو فاتحہ نہیں[1] بغیر اس کے بھی سات آیات ہیں[2] سورۂ اخلاص میں خود اختلاف ہے بعض چار آیات مانتے ہیں بعض پانچ۔ کذافی الجلالین[3]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

آیۃ الکرسی کہاں تک ہے

سوال:- آیۃ الکرسی کہاں تک ہے اور کتنی آیتیں ہیں۔ اپنے حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا تو انھوں نے تین آیت فرمائیں یعنی خــالدون تک۔ اب ایک صاحب فرماتے ہیں کہ صرف ایک آیت ہے۔ اس کے بارے میں فرمائیں۔

الجواب حامداًومصلیاً

آیۃ الکرسی العلی العظیم تک ہے شرح حصن حصین اور شرح بخاری شریف میں اسکی تصریح ہے[4] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۰/۶/۸۷ھ

الجواب صحیح بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۲۱/۶/۸۷ھ

---

[1] ذهب قرأء المدينة والبصرة وابو حنيفة وغيره من فقهاء الكوفة الى انهاليست من الفاتحة ولامن غيرهامن السور والافتتاح بهاللتيمن (تفسیر مظهری ص ۳/ج ۱/مطبوعه رشیدیه کوئٹه سورة الفاتحة مجمع الانهر ص ۱۴۳/ج ۱/)

[2] سورة الفاتحة مكية سبع آيات بالبسملة ان كانت منها والسابعة صراط الذين الى آخرهاوان لم تكن منها فالسابعة غير المغضوب الى آخرها ويقدرفی ا ولهاقولوا ليكون ماقبل اياک نعبد مناسباله بكونه من مقول العباد (جلالین شریف ص ۵۰۹/)سورة الفاتحة.

[3] سورة الاخلاص مكية اومدنيه اربع او خمس ایات (جلالین شریف ص ۵۰۸/)سورة الاخلاص۔

[4] (آية الكرسى)هى من قوله تعالیٰ الله لااله الاهوالى قوله تعالیٰ (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو)

حضرت آدم علیہ السلام سے متعلق دو آیتوں میں تعارض

سوال:- خدا تعالیٰ فرماتے ہیں ولو کان من عند غیر اللّٰہِ لَوَجَدُوْا فِیْہِ اِخْتلافاً کَثِیْراً. لیکن ان دو آیتوں میں اختلاف معلوم ہوتا ہے۔ وہو ہٰذا۔ (۱) وَلَقَدْ عَھِدْنَا اِلیٰ اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِیَ وَلَمْ نَجِدْلَہٗ عَزْماً. (۲) قَالَ مَانَھَا کمارَبُّکُمَا عَنْ ھٰذِہِ الشَّجَرَۃِ الَّآ اَنْ تَکُوْنَامَلَکَیْنِ اَوْ تَکُوْنَا مِنَ الخَالِدِیْنَ وَقَاسَمَھُمَااِنِّی لَکُما لَمِنَ النَّاصِحِیْنَ. رکوع ۹/ پارہ ۸/.

آیت ۲/ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت آدم کو دونوں باتیں یاد تھیں کیونکہ خدا تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے دو باتیں فرمائی تھیں ایک یہ کہ اس درخت کے قریب نہ جاؤ دوسری یہ کہ شیطان تمہارا دشمن ہے اور شیطان نے دونوں باتیں بتا دیں کہ اس درخت کے کھانے سے یہ یہ فوائد ہیں اور دوسرے یہ کہ میں تمہارا دشمن نہیں ہوں بلکہ تمہارا دوست ہوں تو صاف ظاہر ہے کہ دونوں باتیں یاد تھیں، ان دونوں میں سے بھولے ایک بھی نہیں تھے۔ خدا کو جھوٹا سمجھا اور شیطان کو سچا اور دوست مان کر درخت ممنوعہ چکھ لیا۔ بینوا توجروا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

حضرت آدم علیہ السلام کو جس وقت شیطان نے اکل شجرہ کی ترغیب دی تو اس وقت یہ باتیں دونوں یاد تھیں۔ ممانعت بھی عداوتِ شیطان بھی۔ لہٰذا اس کے کہنے کو قبول نہیں فرمایا جس پر شیطان نے وجہ ممانعت اپنی خیر خواہی کو بیان کیا اور قسم کھائی مگر اس کی قسم کی بھی تصدیق نہیں فرمائی حتیٰ کہ زمانۂ دراز گذر گیا اور ممانعت کو بھول گئے اتنی بات ذہن میں ضرور رہ گئی کہ

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) العلی العظیم لاالی خالدون کماقیل لانہاآیۃ لاآیتان، دستور العلماء ص ۱۱/ج ۱/ فتح الباری ص ۲۵۸/ج ۵/ باب اذاوکل رجلاً کتاب الوکالۃ مطبوعہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ، عمدۃ القاری ص ۱۴۶/ج ۶/ الجز الثانی عشر باب اذا وکل رجلاً مطبوعہ دار الفکر بیروت۔

ملائکہ کو بہت سی فضیلتیں حاصل ہیں مثلاً ہر وقت عبادت میں مناجات کی لذت میں مشغول رہتے ہیں ضعف وتکان نہیں ہوتا۔ نوم، مرض، ہرم وغیرہ سے محفوظ ہیں اس لئے اکل شجرہ کا میلان طبیعت میں پیدا ہوا اور اس کو چکھ لیا۔ چکھنے کے واقعہ کو آیت۔(۱) میں بیان فرمایا کہ ایسا بھول کر کیا اور ابتداءً ترغیب اور قسم کے واقعہ کو آیت (۲) میں بیان فرمایا ان دونوں کے درمیان ایک لمبا زمانہ ہے۔ اگر ایک ہی وقت کے متعلق دونوں باتیں ہوتیں تو تعارض ہوتا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ حضرت صفی اللہ علیہ السلام نے اللہ جل شانہ کی تکذیب نہیں فرمائی کہ یہ معمولی درجہ کے مسلم عاقل سے بالکل بعید ہے۔ وَمَنْ اَصدَقُ مِنَ اللّٰہِ قیلا[1] اور اللہ پاک کے مقابلہ میں ابلیس لعین کی تصدیق نہیں کی اور اس کو اپنا خیر خواہ نہیں سمجھا۔ اِنَّ الشَّیْطَانَ لِلْاِنْسانِ عدُوٌّ مُّبِیْنٌ الآیۃ[2] اور قرآن کریم کی دو آیتوں میں تعارض یا اختلاف بھی نہیں کہ اس کا مِن عِنْدِ غَیْرِ اللّٰہ ہونا لازم آئے۔ جواب مذکور کی اگر تفصیل مطلوب ہو تو شیخ زادہ علی البیضاوی[3] دیکھئے ص ۲۷۸ ر ج ۱ ر۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ ۲۶/۱۱/۵۹ھ
صحیح: سعید احمد مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور
صحیح: عبد اللطیف

۱؎ سورۂ نساء آیت ۱۲۲ ر۔ **ترجمہ**: اور خدا تعالیٰ سے زیادہ کس کا کہنا صحیح ہوگا (بیان القران)

۲؎ سورۂ یوسف آیت ۵ ر۔ **ترجمہ**: بلاشبہ شیطان آدمی کا صریح دشمن ہے (بیان القرآن)

۳؎ الظاهر انه رد كلامه ولم يصدقه فى القسم لكونه عالمابتمرده عن سجوده له وكونه مبغضاً له وحاسداً له على مااتاه الله تعالىٰ من ا لنعم (الى ان قال)فعلم لهذه القرآئن انهمالم يقبلامنه ولم يصدقاه لكن لمامرزمان مزيد بعدقول اللعين نسى آدم النهى وكان عليه السلام لماسمع مقالة اللعين فى حق تلك الشجرة مال طبعه الى التناول لعلمه بفضائل الملائكة من حيث انهم لايحتاجون فى بقاء صحتهم وقوتهم الى الاكل والشرب المؤديين الى دفع الفضلات من البصاق والمخاط ونحوهما انه لايعرض لهم النوم والضعف والهرم والامراض والاوجاع والكسل والفتورعن عبادة ربهم ولذيذمناجاته وغيرذلك من الفضائل الخ (شیخ زادہ علی البیضاوی ص ۲۷۸ ر ج ۱ ر)

استخلاف فی الارض کا وعدہ

سوال:-سورۂ نور میں استخلاف فی الارض کا وعدہ ہے یہ وعدہ امت محمدیہ ﷺ جو احکام خداوندی کو پورا پورا بجالاتے ہیں ان کے ساتھ ہے یا کوئی بھی امت ہو جو احکام خداوندی کو پورا پورا بجا لاتے ہیں ان کے ساتھ رہا ہے یعنی یہ آیت تعمیم کا حکم رکھتی ہے یا مقید کا اس شرط کے ساتھ جو قوم رائج الوقت احکام خداوندی کو پورا پورا بجالائیں گی اس کو تمکن فی الارض حاصل ہوگا یا صرف امت محمدیہؐ۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اس آیت میں جو مخصوص وعدہ ہے وہ اکثر مفسرین کے قول کے موافق شیخینؓ کے زمانہ میں پورا ہو چکا۔جیسا کہ خطاب منکم اس پر شاہد ہے اور کما استخلف الذین من قبلهم سے اشارہ ہے اس طرف کہ موسیٰ علیہ السلام کی قوم کو بھی استخلاف فی الارض جبارین کے مقابلہ میں حاصل ہوا تھا[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح: عبد اللطیف عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ ہذا، ۱۹ر شعبان ۵۲ھ

---

[1] لمامات رسول اللّٰه ﷺ واختار اللّٰه له ماعنده من الكرامة قام بالامر بعده خليفته ابوبكر الصديق فلمّ شعث ماوهى بعدموته ﷺ واخذ جزيرة العرب ومهدها وبعث جيوش الاسلام الى بلاد فارس صحبة خالد بن الوليد رضى اللّٰه عنه ففتحوا طرفا منها وقتلوا خلقاً من اهلها وجيشا آخر صحبة ابى عبيدة رضى اللّٰه عنه ومن اتبعه من الامراء الى ارض الشام وثالثا صحبة عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ الى بلاد مصر ففتح اللّٰه للجيش الشامى فى ايامه بصرى ودمشق ومخاليفهما من بلاد حوران وما والا هاوتو فاه اللّٰه عزوجل واختار له ماعنده من الكرامة ومنّ على اهل الاسلام بان الهم الصديق ان يستخلف عمر الفاروق فقام الامر بعده قياما تامالم يدر الفلك بعد الانبياء على مثله فى قوة سيرته وكمال عدله وتم فى ايامه فتح البلاد الشامية بكمالها وديار مصر الى آخرها واكثر اقليم فارس وكسر كسرىٰ (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

عبادت واطاعت میں فرق

سوال:- آیت وَمَاخَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّالِيَعْبُدُوْنَ . کے سلسلہ میں بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ عبادت انسان وجنات کی امتیازی خصوصیت ہے اور باقی مخلوقات اطاعت کرتی ہیں۔ تو کیا عبادت واطاعت کی حقیقت الگ الگ ہے؟ دونوں کا مفہوم جدا جدا ہے یا ایک ہے؟ کیا دونوں میں عموم خصوص مطلق کی نسبت ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

عبادت غایت تذلل کے ساتھ تعظیم حسبُ الامر صرف اللہ تعالیٰ کی کی جاتی ہے اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ[۱] الآیۃ اطاعت (بات ماننا) دوسروں کی بھی کی جاتی ہے۔ اَطِيْعُوا اللّٰهَ

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) واهانه غاية الهوان وتقهقر الى اقصى مملكته وقصر قيصر وانتزع يدهٔ من بلاد الشام وانحدر إلى القسطنطينية وانفق اموالهما في سبيل الله كما اخبر بذلك ووعدبه رسول الله عليه من ربه اتم سلام وازكى صلاة تفسير ابن كثير ص ۴۸۱/ ج۳/ سوره نور تحت آیت ۵۵/ مطبوعه تجاريه مكة المكرمة)

ان المراد بهذا الوعد بعد الرسول هو لاء لان استخلاف غيره لايكون الا بعد المعلوم ان بعد الرسول الاستخلاف الذى هذا وصفه انما كان في ايام ابى بكر وعمر وعثمان لان في ايامهم كانت الفتوح العظيمة وحصل التمكين وظهور الدين والامن (تفسیر مفاتیح الغیب ص ۲۲/ ج ۱۲/ دار الفکر بیروت، روح المعانی ص ۳۰۰/ ج ۱۰/ الجزء الثامن عشر۔ مطبوعہ دار الفکر بیروت۔ سورۂ نور، آیت ۵۵/) (كما استخلف الذين من قبلهم) وهم بنو اسرائيل استخلفهم الله عزوجل فى الشام بعد اهلاك الجبابرة وكذا فى مصر على ماقيل من انها صارت تحت تصرفهم بعد هلاك فرعون الخ (روح المعانی ص ۲۹۷/ ج ۱۰/ تفسیر مدارک ص ۳۳۷/ ج ۳/ سورہ ایضاً، دار الفکر بیروت)

[۱] سورۂ فاتحہ آیت ۴/۔ **ترجمہ:** ہم آپ ہی کی عبادت کرتے ہیں اور آپ ہی سے درخواست اعانت کی کرتے ہیں (بیان القرآن)

وَاَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ وَاُولِی الۡاَمۡرِ مِنۡکُمۡ[۱] الآیۃ عبادت اخص مطلق ہے اور اطاعت اعم مطلق ہے[۲]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹۲/۵/۱۸ھ

اَطِیۡعُوا اللّٰہَ و اَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ کا مطلب

سوال: -اَطِیۡعُوا اللّٰہَ و اَطِیۡعُوا الرسُول کا کیا مطلب ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت لازم ہے اور ہر ایک کی اطاعت پر مقدم ہے۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹۲/۵/۲۸ھ

ارض کی جمع قرآن کریم میں کیوں نہیں

سوال: -قرآن مجید کے اندر جمع کا لفظ ارض یعنی زمین کے متعلق وارد نہیں ہوا بلکہ واحد آیا ہے اور آسمان کے لئے جمع کا لفظ آیا ہے جیسے آیۃ الکرسی میں ہے لہ مافی السمٰوٰت ومافی الارض کیا زمین کے طبقات نہیں ہیں۔ جیسے سات طبق آسمان کے ہیں۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ زمین صرف ایک اور جز سات ہیں یا علیحدہ علیحدہ سات طبق ہیں مثل آسمان کے شعراء وعوام عام طور سے چودہ طبق کہتے ہیں مثلاً:

کئے چودہ طبق پیدا خدا نے   دکھائے معجزے خیر الوریٰ نے

---

[۱] سورۂ نساء آیت ۵۹۔ **ترجمہ**: اللہ کا کہنا مانو اور رسول کا کہنا مانو اور تم میں جو لوگ اہل حکومت ہیں ان کا بھی (بیان القرآن)

[۲] ان الطاعة فعل مايثاب عليه توقف على نية أوَلا: العبادة مايثاب على فعله ويتوقف على نية الشامي كراچي ص ۱۰۶/ ص ۱/ مطلب الفرق بين الطاعة والقربة والعبادة كتاب الطهارة.

اوراحادیث میں ہے کہ سات دوزخیں زمین میں ہیں اور سات جنت آسمان میں۔

الجواب حامداًومصلیاً

سات زمین ہونا حدیث[۱] سے صراحۃً ثابت ہے اورقرآن کریم میں بھی سورۂ طلاق کے آخر میں ہے۔ واللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَمِنَ الاَرْضِ مِثْلَهُنَّ[۲] اس کی تفسیر جلالین شریف[۳] میں ہے سَبْعَ ارضین سات اجزاء نہیں بلکہ سات طبق آسمان کی طرح ہیں بعض روایات میں ہر زمین کے کچھ حالات بھی علیحدہ علیحدہ منقول ہیں۔ کذافی العرائس وبدائع الظھور ومجموعة الفتاویٰ[۴].

جمع کا لفظ ذکر نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ لفظ فصیح نہیں اورقرآن کریم میں اعلیٰ درجہ

۱؎ ترمذی شریف میں ہے حتی عدسبع ارضین بین کل ارضین مسیرة خمسمأة سنة ص ۱۶۲/ ج ۲/) سورة الحدید، مطبوعه رشیدیه دهلی.

۲؎ سورۂ طلاق آیت ۱۲/۔ ترجمہ: اللہ ایسا ہے کہ جس نے سات آسمان پیدا کئے اوران ہی کی طرح زمین بھی (بیان القرآن)

۳؎ الله الذی خلق سبع سمٰوٰت ومن الارض مثلهن یعنی سبع ارضین (جلالین شریف ص ۴۶۴/) کتب خانه رشیدیه.(قوله یعنی سبع ارضین) اعلم ان العلماء اجمعوا علی ان السموات سبع طباق بعضها فوق بعض (الی قوله) وفی کل ارض سکان من خلق الله وعلیه (صاوی ص ۲۰۸/ج ۴/ سورہ طلاق آیت ۱۲/۔

۴؎ ثعلبی عرائس میں تحریر کرتے ہیں روی عن عبدالله بن عمر عن رسول الله صلی الله علیه وسلم انه قال بین کل ارض الی التی یلیها مسیرة خمس مأة عام وفی سبع طبقات الارض الثانیه سبح الریح ومنها یخرج الریاح المتخلفه وفی الارض الثالثه خلق وجوههم کوجوه بنی آدم وافواههم کافواه الکلاب وأیدیهم کأیدالانس وارجلهم کأرجل البقرواذانهم کأذان البقرواشعارهم کصوف الضأن الخ (بدائع الظھور ص ۱۸۸/ج ۱/) تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو مجموعۃ الفتاویٰ ص ۱۵/تا ۲۲/ج ۱/۔

(نوٹ) اس حوالہ میں کذافی العرائس وبدائع الظھور لکھا ہے یہ مختصر ہے اس کا صحیح پورا نام یہ ہے عرائس المجالس فی قصص الانبیاء لابی اسحاق احمدبن محمد الثعلبی (کشف الظنون ص ۱۱۱/ ج ۲/بدائع الظھور فی وقائع الدھور لمحمدبن اباس المصری)

کے فصیح الفاظ آئے ہیں۔ غیر فصیح نہیں آئے[۱] نیز لفظ ارض اسم جنس ہے قلیل کثیر سب کے لئے مستعمل ہوتا ہے اور بعض کا قول ہے کہ لفظ ارض خود جمع ہے۔ جس کا واحد نہیں آتا ہے۔ کذا فی منتہی الارب[۲] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

ام کی جمع اُمہات ہے امام نہیں، اوریَوْمَ نَدْعُوْ کُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ کی تفسیر

سوال:- وَيَوْمَ نَدْعُوْ كُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ۔ امام اُم کی جمع بتلا کر ایک عالم صاحب ترجمہ یوں فرماتے ہیں۔ کہ لوگ اپنی ماؤں کے نام سے پکارے جائیں گے۔ کیا ام کی جمع بھی کہنا درست ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اُم کی جمع اُمہات آتی ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ہے حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهَاتُكُمْ الآیۃ[۳] بعض لوگ اس کی جمع اُمات بغیر ہاء کے بھی بولتے ہیں۔ فاماالجمع فاکثر العرب علیٰ امهات ومنهم من يقول اُمات، لسان العرب[۴] ص ۳۰/ج ۱۲/ امام راغب اصفہانی نے یہ فرق بیان کیا ہے کہ جانوروں کے حق میں اُمات اور انسانوں کے حق میں اُمہات۔ والام قیل

۱؎ الثالث. اختلف فی تفاوت القرآن فی مراتب الفصاحة بعداتفاقهم علی انه فی اعلی مراتب البلاغة والی قوله وكذاقال غيره فی القران الافصح والفصيح (الاتقان فی علوم القرآن ص ۱۸/ج ۴/)

۲؎ ارض زمین ومؤنث است واسم جنس با جمع بدون واحد وارضۃ نمی گویند ارضات وارضون واروض وآراض واراضی جمع واخیر غیر قیاسی ست (منتہی الارب ص ۲۷/ج ۱/)

۳؎ سورة النساء آیت ۲۳/.

۴؎ مطبوعه دارصادربیروت تحت کلمة امم.

اصلہ امھۃ لقو لھم جمعاًامھات وامیھۃ وقیل اصلہ من المضاعف لقولھم امات وامیئۃ قال بعضھم اکثرمایقال اُمات فی البھائم ونحوھا وامھات فی الانسان . المفردات فی غریب القرآن[1] تفسیر وشروح حدیث، لغت ومحاورات ادب میں ام کی جمع امام آئی ہوتو اس کا حوالہ دیا جائے۔ یَوْمَ نَدْعُوا کُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ[2] میں لفظ امام سے مراد نبی ہیں یا وہ کتاب ہے جوان پر نازل ہوئی یا نامۂ اعمال کی کتاب ہے یا ہر جماعت کا مقتدیٰ مراد ہے۔

یہ سب اقوال محدث کبیر حافظ ابن کثیر نے اپنی تفسیر[3] میں لکھے ہیں۔ امام سے والدہ مراد لینا اور ماں کی طرف منسوب کر کے بلایا جانا کس تفسیر میں ہے اوراس کا ماخذ کیا ہے۔ وہ دریافت کر کے آپ ہمیں بھی مطلع کریں[4] بلا دلیل ایسی بات کہنا قرآن کریم کا ترجمہ یا تفسیر نہیں بلکہ تحریف ہے جس پر سخت وعید ہے۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیو بند ۲۱/۶/۹۲ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیو بند ۲۲/۶/۹۲ھ

۱؎ المفردات فی غریب القرآن ص ۲۱/مصری۔

۲؎ سورۂ بنی اسرائیل آیت ۷۱/۔ **ترجمہ**: جس روز ہم تمام آدمیوں کو ان کے نامہ اعمال سمیت بلاوینگے۔

۳؎ ای بکتاب اعمالھم وکذاقال ابوالعالیہ والحسن والضحاک وھذاالقول ھوالارجح قال مجاھدوقتادۃای بنبیھم وقال ابوصالح صالح والضحاک بکتابھم الذی انزل الیھم الخ (تفسیر مظھری ص ۴۶۰/ج۵/مطبوعہ رشیدیہ کوئٹہ، تفسیرابن کثیر ۸۶/ج۳/مطبوعہ تجاریہ مکۃ المکرمۃ سورۃ الاسراء تحت آیت ۷۱/)

۴؎ وفی الکشف ان من بدع التفاسیر ان الامام جمع ام کخف وخفاف وان الناس یدعون یوم القیامۃ بامھاتھم وان الحکمۃ فی الدعاء بھن دون الآباء رعایۃ حق عیسی علیہ السلام وشرف الحسن والحسین ولایفتضح اولادالزنا(التفسیرالکبیرللرازی ص ۴۲۲/ ج۵/ سورۂ اسراء . الجامع لاحکام القرآن للقرطبی ص ۲۶۶/ج۵/سورہ اسراء طبع دارالفکربیروت تفصیلی دیکھنے کے ملاحظہ ہو روح المعانی ص ۱۷۵/ج ۹/سورہ اسراء آیت ۷۰/طبع دارالفکربیروت.

کیا مغفرت فتح سے مربوط ہے؟

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تشبیہ کس چیز میں ہے؟

سوال: -سورہ فتحنا میں اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ کو لِیَغْفِرَ لَکَ اللّٰہُ الاٰیة کے ساتھ کیا ربط ہے؟ کیا آنحضرت ﷺ کی مغفرت اس فتح کی وجہ سے ہوئی؟ اور سورۂ مزمل میں آنحضرت ﷺ کے متعلق ارشاد ہے "اِنَّا اَرْسَلْنَاکَ کَمَا اَرْسَلْنَا اِلٰی فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا" میں کس امر میں آنحضرت ﷺ کو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تشبیہ دی ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس ربط کو امام رازیؒ نے مفاتیح الغیب[1] میں چار طرح بیان کیا ہے۔

ان الفتح لم یجعله سبباً للمغفرة وحدها بل هو سبب لاجتماع الامور المذکورة وهی المغفرة واتمام النعمة والهدایة والنصرة کانه تعالیٰ قال لیغفرلک اللّٰه ویتم نعمته ویهدیک و ینصرک ولاشک ان الاجتماع لم یثبت الابالفتح فان النعمة به تمت والنصرة بعده قد عمت اھ۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بعثت اور فرعون کی تکذیب پھر اس کے ہلاک کا قصہ اہل مکہ کے نزدیک مشہور و مسلم تھا اسی بناء پر فرمایا کہ اسی طرح رسول برحق کو تمہاری طرف بھیجا جارہا ہے اگر تم تکذیب کروگے تو عذاب کے منتظر رہو۔ هکذا فی حاشیة الجلالین[2].

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

---

[1] مفاتیح الغیب ص ۵۳۳ رج ۷ رسورۃ الفتح آیت ا رمطبوعہ دار الفکر بیروت۔

[2] (قوله کماارسلناالی فرعون الخ) خص موسی وفرعون بالذکر لان قصتها مشهورة عنداهل مكة (حاشیہ صاوی علی جلالین شریف ص ۲۶۰ رج ۴ رسورۃ المزمل و مطبوعہ اشرفیہ دیوبند ص ۲۴۷ رج ۴ ر)

اِنَّا اَرْسَلْنَا اِلَیْکُمْ یا اَهْلَ مَکَّةَ رَسُوْلاً (الی ان قال) فَعَصٰی فِرْعَوْنُ (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

وقت شام سے کیا مراد ہے؟

سوال:- قران شریف میں متعدد جگہ اللہ تعالیٰ نے صبح شام اپنی تسبیح وتحمید کا حکم دیا ہے تو شام سے کونسا وقت مراد ہے؟ عصر اور مغرب کے درمیان کا وقت یا غروب کے بعد کا وقت؟

الجواب حامداً ومصلیاً

عصر کے بعد غروب سے پہلے کا وقت مراد ہے[۱] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۳۰/۱/۹۳ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دار العلوم دیوبند

کیا جنت اور دوزخ بھی فنا ہوں گی

سوال:- آیت کُلُّ شَیْءٍ هَالِکٌ اِلَّا وَجْهَهٗ سے معلوم ہوتا ہے کہ جنت اور دوزخ اور حاملانِ عرش فرشتے بھی فنا ہوں گے تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ ان کے فنا ہونے کی کیا صورت ہوگی اور کتنے عرصہ تک ان پر عدم طاری رہے گا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر اشکال صرف آیت سے ہے تو تفسیر بن عباس[۲] رضی اللہ عنہ دیکھئے انشاء اللہ تعالیٰ

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) الرَّسُوْلَ مُوْسٰی علیه السلام فَاَخَذْنَاهُ اَخْذًاوَّ بِیْلاً شدیداً ثقیلاً بعدطعام وبیل ای ثقیل لایستمرئی ومنه الوابل للمطر العظیم اغرقه اللّٰه تعالیٰ فی البحر ثم ادخله فی النار فکذایفعل بکم ان تعصوا رسولکم فَکَیْفَ تَتَّقُوْنَ اِنْ کَفَرْتُمْ یَااَهْلَ مَکَّةَ بِرسولکم یوماً ای عذاب یوم الخ (تفسیر مظہری ص۱۱۳/ ج۱۰/ مطبوعہ رشیدیہ کوئٹہ سورۃ المزمل)

[۱] المساء من الزوال الی الغروب ،مجمع بحار الانوار ص ۵۹۹/ ج۴/ مطبوعه دار الایمان مکة المکرمة تحت لفظ مسی ولسان العرب ص ۲۸۱/ ج۱۵/ مطبوعه دارصادر بیروت۔

[۲] (تنویر المقیاس من تفسیر ابن عباس ص۲۴۵/ مطبوعہ مصر، سورۃ القصص آیت ۸۸/)

رفع ہوجائیگا اس میں لکھا ہے کل شی کل عمل لغیر وجه الله هالک مردود الا وجهه الا ما ابتغی به وجهه و کل ملک زائل الا ملکه له الحکم القضاء بین خلقه و الیه ترجعون بعد الموت فیجازیکم باعمالکم اھ[۱] اس تفسیر کو حافظ ابن کثیرؒ نے بھی مجاہد اور ثوری سے نقل کیا ہے اگر اشکال کسی اور شئی سے مثلاً لفظ کے معنی میں لغوی یا اصطلاحی یا کسی تفسیر کی عبارت سے پیدا ہوا ہے تو اس کے معلوم ہونے پر جواب دیا جاسکتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

انسان افضل ہے جنات سے

سوال:- وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ۔ کیا جن انسان سے افضل ہیں؟ کیونکہ جن کو اول ذکر کیا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

انسان کو اللہ پاک نے جنات سے اشرف واکرم بنایا ہے، جیسا کہ تفسیر کبیر[۲] شرح عقائد[۳] وغیرہ میں ہے۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸۸/۸/۸ھ

---

[۱] وقال مجاهد والثوری فی قوله (کل شی هالک الا وجهه) ای إلا ما ارید به وجهه (الیٰ قولہ) فان هذا إخبار عن کل الاعمال بانها باطلة إلا ما ارید به وجه الله تعالیٰ من الاعمال الصالحة المطابقة للشریعة (تفسیر ابن کثیر ص ۶۴۳ / ج ۳ / مطبوعہ تجاریۃ مکۃ المکرّمۃ سورۃ القصص آیت ۸۸)

[۲] و لاشک أن الانس أفضل من الجن و الشیاطین الخ (تفسیر کبیر جزء ثانی ص ۲۰۵ / ج ۱ / ص ۲۸۹ / ج ۱ / سورۃ بقرہ تحت آیت ۳۴ / مطبوعہ دار الفکر بیروت)

[۳] شرح عقائد میں صراحۃً نہیں ملا البتہ مذکورہ ذیل عبارت سے تفضیل بشر علی الجن کا مفہوم مترشح ہوتا ہے وهو هذا اما تفضیل رسل البشر علی رسل الملائکة و عامة البشر علی عامة الملائکة فبوجوه الاول ان الله تعالیٰ امر الملائکة بالسجود لادم علیه السلام علی وجه التعظیم و التکریم بدلیل قوله تعالیٰ حکایة عن ابلیس ارأیتک هذا الذی کرمت علّی و انا خیر منه خلقتنی من نار و خلقته من طین و مقتضی الحکمة الامر للادنی بالسجود للاعلی دون العکس الخ (شرح عقائد نسفی ص ۱۲۶ / مبحث رسل البشر افضل من رسل الملائکۃ الخ ص ۱۷۶ / طبع یاسر ندیم دیوبند)

نفخ صور کتنی مرتبہ ہے

سوال:- ایک سوال کے جواب میں تفسیر ابن کثیر ۶۳ر سے آپ نقل فرماتے ہیں کہ نفخ صور تین مرتبہ ہوگا (انتہی) حالانکہ شاہ عبدالقادرؒ موضح القرآن میں آیت فَصَعِقَ مَنْ فِی السَّمٰوٰت وَمَن فِی الْاَرْضِ کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں کہ نفخ صور ایک بار ہے سارے عالم کے فنا کا۔ دوسرا ہے زندہ ہونے کا۔ تیسرا ہے بیہوشی کا بعد حشر کے چوتھا خبردار ہونے کا۔ اس کے بعد اللہ کے سامنے حاضر ہوجائیں گے (انتہی) مکرر نظر ثانی فرما کر تصحیح فرما دیجئے میری ناقص سمجھ میں یہ آتا ہے کہ فصعق کے معنی بے ہوشی کے لئے ہیں اگر مرنے کے ہیں جیسا کہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں (پس بمیرد ہر کہ درآسمانہا؟ فتح الرحمٰن) تو چار کا عدد پورا نہیں ہوتا آپ یہ بھی ارشاد فرمادیں کہ تفسیر ابن کثیر میں تین مرتبہ لکھا ہے تو اول کب ہوگا، دوم کب، سوم کب، اس کو بھی نقل فرمادیجئے۔

الجواب حامداً مصلیاً

تفسیر ابن کثیر ص ۳۷۷ر ج ۳ر سورۂ نمل یوم یُنْفَخُ فِی الصُّورففزعَ مَنْ فِی السَّمٰوٰت[1] (الآیۃ) کے ذیل میں نفخ صور کی حدیث کی شرح کرتے ہوئے لکھا ہے وَقوله یوم یُنْفَخُ فِی الصُّورِ فهذهٖ نفخة الفزع ثم بعدذٰلک نفخة الصعق وهو الموت ثم بعدذٰلک نفخة القيام لرب العالمين وهو النشور من القبور لجميع الخلائق اھ[2]

وَنُفِخَ فِی الصُّوْرِ هذه هی نفخة الثالثة وهی نفخة البعث والنشور للقيام من الاجداث والقبور[3] سورۂ زمر کے ذیل میں ہے۔ وَنُفِخَ فِی الصُّورِ هٰذه النفخة هی الثانية

---

[1] اورجس دن صور میں پھونک ماری جاوے گی سو جتنے آسمان زمین میں ہیں سب گھبرا جاویں گے مگر جس کو خدا چاہے (بیان القرآن) سورۂ نمل آیت ۸۷ر۔

[2] ابن کثیر ص ۲۰۳ر ج ۳ر طبع المكتبة التجارية مكه مكرمه .

[3] ابن کثیر ۵۱۹ر ج ۳ر سورۂ یٰسین تحت آیت ۵۱ر طبع مکتبۂ تجاریہ مکہ مکرمہ.

وهى نفخة الصعق وهى اللتى يموت بهاالاحياء من اهل السمٰوٰت والارض الامن شاء اللّٰه الىٰ قوله يحيىٰ اول من يحيٰى اسرافيلُ يامره ان ينفخ فى الصُّور اخرىٰ وهى نفخة الثالثة نفخة البعث[1] نفخۂ رابعہ کا اس تفسیر میں کہیں بھی ذکر نہیں۔ امام رازیؒ نے تفسیر کبیر ص ۱۹۱ر جلد ۴ر[2] میں سورۂ زمر فَزِعَ اور صَعِقَ کے متعلق دو قول نقل کئے ہیں۔ ایک قول پر نفخ صور صرف دو مرتبہ ثابت ہوتا ہے۔ ایک قول پر تین مرتبہ واختلفوا فى الصعقة منهم من قال انها غير الموت بدليل قوله تعالىٰ فى موسىٰ عليه السلام وَخَرَّ مُوْسىٰ صَعِقًا مع انه لم يمت فهٰذا هو النفخ الذى يورث الفزع الشديدوعلىٰ هٰذا التقديرفالمرادمن نفخ الصعقة ومن نفخ الفزع واحدوهوالمذكورفى سورة النمل فى قوله يَوْمَ يُنْفَخُ فِى الصُّورففزِعَ مَنْ فِى السَّمٰوٰت وَمَنْ فِى الارضِ وعلىٰ هٰذاالقول فنفخ فى الصور ليس الامرتين والقول الثانى ان الصعقة عبارة عن الموت والقائلون بهٰذاالقول قالواانهم يموتون من الفزع وشدة الصوت وعلىٰ التقديرفالنفخة تحصل ثلاث مرات اولها نفخة الفزع وهى المذكورة فى سورة النمل والثانية نفخة الصعق والثالثة نفخة القيام وهمامذكورتان فى هٰذه السورة اھ[3]۔

سورۂ نمل اور سورۂ یٰسین میں دو مرتبہ سے زیادہ کا ذکر امام رازی نے بھی نہیں کیا قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے تذکرۃ المعاد[4] ص ۱۰ر میں ایک قول کی بناء پر دو مرتبہ اور ایک قول کی بناء

---

[1] ابن کثیر ص ۹۶ر ج ۴ر سورۂ زمر تحت آیت ۶۸ر ج ۴ر طبع مکتبہ تجاریہ۔

[2] جدید ۱۶ر تا ۱۷ر ج ۱۴ر۔

[3] تفسیر کبیر ۲۷۳ر ج ۷ر تحت آیت ۶۸ر من سورۂ زمر طبع دار الفکر بیروت۔

[4] بعد نفخۂ ثانیہ یا اولی علی اختلاف الروایتین چون چہل سال بگزرند (الی قولہ) پستر حق تعالیٰ اسرافیل را زندہ کند او صور از عرش بگیرد و برلب نہد پستر جبرئیل و میکائیل و دیگر فرشتگان را زندہ کند و ارواح را طلب فرماید ارواح مومنان بنور ایمان تابان و درخشان و ارواح کافران بظلمت کفر و معاصی سیاہ ہمہ را حق تعالیٰ در صور انداز د پس بحکم خدا اسرافیل صور بدمد ارواح بایں نفخہ کہ دوم باشد یا سوم مانند نخل از صور برایند الخ (تذکرۃ المعاد ص ۱۰ر تا ۱۱ر)

پر تین مرتبہ نفخ تحریر فرمایا ہے چوتھی مرتبہ کا ذکر نہیں فرمایا۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اشعۃ اللمعات[۱] ص۲۹/ ج۴/ میں صرف دو مرتبہ ذکر کیا ہے اسی طرح امام غزالیؒ نے احیاء العلوم[۲] ص۴۳۵/ ج۴/ میں شیخ عبدالوہاب شعرانی نے الیواقیت والجواہر[۳] ص۱۵۱/ ج۲/ اور مختصر تذکرہ قرطبی ص۲۰/ میں دو ہی مرتبہ کا ذکر کیا ہے۔ یہاں موضح القرآن بغیر حاشیہ کی ہے۔ خود موضح القرآن میں بھی چار مرتبہ کا ذکر نہیں[۴] تفسیر ابن جریر ص۱۹/ ج۲۴/ میں حدیث مرفوع ہے۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رسول اللّٰه ﷺ يُنْفَخُ فِی الصُّوْرِ ثَلَاثُ نَفَخَاتٍ اَلْاُوْلٰى نَفْخَةُ الْفَزَعِ الثَّانِيَةُ نَفْخَةُ الصَّعْقِ اَلثَّالِثَةُ نَفْخَةُ الْقِيَامِ لِرَبِّ الْعَالَمِيْنَ[۵] اھ اکلیل حاشیہ مدارک[۶]

۱۔ نفخ دمیدن وصور بضم شاخ کہ در وے بدمند ومراد اینجا شاخیست کہ در وے اسرافیل بدمد وآن دو نفخ ست یکے برائے ہلاک گردانیدن ومیرانیدن زندگان ودیگر برائے زندہ گردانیدن وبرانگیختن مردگان (اشعۃ اللمعات ص۳۸۳/ ج۴/)

۲۔ قال مقاتل الصورهوالقرن وذلک ان اسرافيل عليه السلام واضع فاه على القرن كهيئة البوق ودائرةرأس القرن كعرض السماوات والارض وهو شاخص بصره نحو العرش ينتظرمتى يؤمر فينفح النفخة الاولىٰ فاذانفخ صعق من فى السماوات والارض اى مات كل حيوان من شدة الفزع الامن شاء اللّٰه وهوجبرئيل وميكائيل واسرافيل وملک الموت ثم يأمرملک الموت ان يقبض روح جبرئيل ثم روح ميكائيل ثم روح اسرافيل ثم يأمرملک الموت فيموت ثم يلبث الحق بعدالنفخة الاولى فى البرزخ اربعين سنة ثم يحيىٰ اللّٰه اسرافيل فيأمره ان ينفخ الثانية الخ (احياء العلوم ص۴۳۵/ ج۴/ المطبعة العثمانية المصرية)

۳۔ وفى حديث آخر انه ذوثقب بقدركل انسان ثقبة فيهاروحه وينفخ اسرافيل فى الصورمرتين الاولى نفخة الصعق والثانية نفخة الاحياء الخ (الیواقیت والجواہر ص۱۵۱/ ج۲/)

۴۔ بلکہ موضح القرآن میں صرف تین مرتبہ کا ذکر ہے چنانچہ آیت کریمہ وَنُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَاِذَاهُمْ مِنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰى رَبِّهِمْ يَنْسِلُوْنَ کے ذیل میں لکھا ہے تیسری بار نرسنگھ پھر اس وقت یہ لوگ قبروں سے باہر آ کر اپنے پروردگار کی طرف دوڑیں گے (موضح القرآن منزل ۵/ ص۱۶۰/ از دیوبند)

۵۔ تفسیر ابن جریر طبری ص۳۰/ ج۱۲/ جزء۲۴/ سورۂ زمر آیت ۶۸/ مطبوعہ دار الفکر بیروت۔

۶۔ وايضاً تكون النفخات اربعاولم ينقله الثقات فمن حمل قول المصنف اومغشياعليه على غشى يكون من نفخة بعدنفخة البعث للارهاب والارعاب فكلامه مردودبماعرفت وقد سمعنا بمن زادفى الطبنورنفخةولم نسمع لمن زاد فى الصورنفخة (الاکلیل علی مدارک التنزیل ص۱۱۷/ ج۶/ تحت آیت ۶۸/)

ص ۱۱۷ رج ۶ ر میں چار مرتبہ نفخہ کے متعلق لکھا ہے ولم ینقلہ الثقات پانچ مرتبہ کا قول بھی لکھ کر تردید کی ہے۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررۂ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

اللہ کے لئے تعظیمی لفظ بولنے سے جمع کا شبہ

سوال:- ایک صاحب قرآن شریف مترجم حضرت تھانویؒ لائے مگر جب کلام پاک منگوانے والے نے دیکھا کہ ترجمہ حضرت تھانویؒ کا ہے اور بسم اللہ کا ترجمہ یہ ہے شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں، بس فوراً کہہ دیا کہ یہ ترجمہ غلط ہے۔اب آپ فرمادیں کہ یہ ترجمہ غلط ہے یا صحیح؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ ترجمہ صحیح ہے۔مقام ادب میں اس طرح بولتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں۔اس سے جمعیت یا تعداد مقصود نہیں ہوتی۔فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررۂ العبد محمود غفرلہٗ ۸۶/۱/۲۸ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین دارالعلوم دیوبند

اسماء الٰہی میں الحاد کا مطلب

سوال:- اسماء الٰہی میں الحاد کی تعریف کیا ہے؟ کیا ملحد دائرہ اسلام سے خارج ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ملحد کہتے ہیں سیدھے راستہ سے ہٹنے والے کو جو شخص شریعت اور اسلام کا سیدھا راستہ

چھوڑ کر کسی دوسری طرف چلے۔ اگر وہ بالکل حدود اسلام سے باہر نکل جائے تو دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا[۱] بت پرست کہتے تھے کہ لات (بت) لفظ اللہ سے بنا ہے اور عزّیٰ (بت) لفظ عزیز سے بنا ہے اور منات (بت) لفظ منان سے[۲]۔

قرآن کریم نے کہا کہ یہ اسماء الٰہی میں الحاد ہے، کیونکہ یہ اللہ کے ناموں کا بگاڑنا ہے۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

کیا ارتداد سے عمل حبط ہو جاتے ہیں؟

سوال:- آیت (۱) وَمَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَاُولٰئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ الخ . ترجمہ: جو تم میں سے پھر جائے گا اور کفر کی حالت میں ہو جائے گا تو ایسے لوگوں کے عمل ضائع ہو جائیں گے۔

آیت (۲) وَمَنْ يَّكْفُرْ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُه ۔ترجمہ: جو کوئی ایمان سے پھر گیا تو اس کے عمل ضائع ہو گئے۔

---

[۱] والملحد وهو من مال عن الشرع القويم الى جهة من جهات الكفر من الحد في الدين حاد وعدل لايشترط فيه الاعتراف بنبوة نبينا ﷺ ولا بوجود الصانع تعالیٰ (الی قوله) فالملحد أوسع فرق الكفر حدا أي هو أعم من الكل اھ مخلصا (الشامی النعمانیہ ص ۲۹۶ / ج ۳ / مطلب فی الفرق بین الزندیق الخ)

[۲] والذين يلحدون فی اسمائه هم المشركون عدلوا باسماء الله عماهی علیه فسموا اوثانهم فزادوا ونقصوا فاشتقوا اللات من الله والعزی من العزيز ومناة من المنان هذا قول ابن عباس ومجاهد (تفسیر مظهری ص ۴۳۸ / ج ۳ / سورۂ اعراف آیت ۱۸۰ / مطبوعه رشیدیه کوئٹه، تفسیر قرطبی ص ۳۲۸ / ج ۷ / ، ص ۲۹۳ / ج ۴ / جزء ۷ / طبع دارالفكر بيروت، تفسير ابن كثير ص ۲۶۹ / ج ۲ / ، ص ۲۲۶ / ج ۴ / طبع مكتبه تجاريه مكه مكرمه ، تفسير روح المعاني ص ۱۲۵ / ج ۵ / ، ص ۱۲۵ / ج ۹ / ادارة الطباعة المصطفائيه ديوبند.

امام شافعیؒ کا استدلال:

آیت نمبر(۱) سے امام شافعیؒ نے استدلال کیا ہے کہ جو شخص مرتد ہو جائے اور جب تک وہ کفر کی حالت پر نہ مرے اس کے عمل ضائع نہیں ہوتے کیونکہ مثلاً جیسے ظہر کی نماز پڑھی اور پھر مرتد ہو گیا اور ابھی نماز کا وقت باقی تھا کہ وہ پھر مسلمان ہو گیا تو اب اس کو ظہر کی نماز مکرر پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ نماز اس کی ضائع نہیں ہوئی۔ اسی طرح اگر کوئی شخص حج کر کے مرتد ہو جائے اور وہ پھر مسلمان ہو جائے تو اس پر دوبارہ حج کرنا واجب نہیں ہے۔

امام ابوحنیفہؒ کا استدلال:

آیت (۲) سے امام صاحبؒ نے استدلال کیا ہے کہ جو کوئی ایمان سے پھر جائے اس کے عمل ضائع ہو گئے۔ اس آیت کو دلیل بنا کر وہ فرماتے ہیں کہ جو بھی ایمان سے پھر جائے اس کے عمل ضائع ہو جائینگے، مثلاً اگر وہ مسلمان ہو جائے اور نماز کا وقت باقی ہے تو اسکو دوبارہ نماز پڑھنی ہوگی۔ کیونکہ بوجہ ارتداد کے اس کی پہلی نماز ضائع ہو گئی۔ اسی طرح اس نے حج کیا ہے تو اس کا وہ حج ضائع ہو گیا اس کو دوبارہ حج کرنا پڑے گا۔ گذارش ہے کہ اگر امام شافعیؒ نے آیت (۱) کو عمل نہ ضائع ہونے کی دلیل بنایا ہے تو آیت (۲) کا مطلب ان کے پاس کیا ہے اور اگر امام صاحب نے آیت (۲) سے عمل ضائع ہونے کا مطلب لیا ہے تو آیت (۱) کا ان کے پاس کیا مطلب ہے وضاحت کے ساتھ ایماء فرمائیں تو باعث شکریہ ہے اور یہ بھی ایماء فرمائیں کہ کافر اگر مسلمان ہو جائے تو بزمانۂ کفر جو اس نے نیکیاں کی ہیں جس کو اسلام بھی نیکیاں مانتا ہے بحال رہیں گی یا نہیں۔ کیونکہ روایت میں آتا ہے کہ اگر بیوی اور خاوند دونوں ایک وقت میں مسلمان ہو جائیں تو زمانۂ کفر کا نکاح بحال رہے گا۔ ان کو جدید نکاح کی ضرورت نہ رہے گی۔

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ اختلاف ایک اصولی اختلاف پر مبنی ہے۔ وہ یہ ہے کہ مفہوم صفت امام شافعیؒ کے نزدیک حجت ہے اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک حجت نہیں جیسے کہ وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلاً اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ فَمِنْ مَّامَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَيَاتِكُمُ الْمُؤْمِنَاتِ[۱] اصولیین نے اس کو مثال میں پیش کیا ہے کمافی ارشادالفحول[۲] وحصول المامول[۳] والتحرير وغيرها[۴] تفسیر مظہری[۵] میں ہے۔

وَمَنْ يَرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَاُولٰئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ استدلّ الشافعی بهٰذه الاٰية على ان المرتد لايحبط عمله مالم يمت على الكفر فان صلى رجل الظهر مثلاً ثم ارتد نعوذ بالله منها ثم اٰمن والوقت باق لايجب عليه اعادة الصَّلوٰة وكذا من حج ثم ارتد ثم اسلم لايجب عليه الحج وهذا احتجاج بمفهوم الصفة وهو غير معتبر عند ابى حنيفة رحمه الله تعالىٰ قال ابوحنيفة رحمه الله تعالىٰ يجب عليه اعادة الصلوٰة ان اسلم والوقت باقٍ وكذا يجب عليه الحج لنا قوله تعالىٰ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ وهذا مطلق والمطلق لايحمل على المقيد عندنا. والله اعلم

جن نیکیوں کے لئے ایمان شرط نہیں وہ ایسے نومسلم کی باقی رہیں گی[۶] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۳/۱۰/۸۸ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

۱؎ سورۂ نساء آیت ۲۵/۔ ترجمہ: اور جو شخص تم میں پوری مقدرت نہ رکھتا ہو آزاد مسلمان عورتوں سے نکاح کرنے کی تو وہ اپنے آپس کی مسلمان لونڈیوں سے جو کہ تم لوگوں کی مملوکہ ہیں نکاح کرے۔ (بیان القرآن)

۲؎ (ارشاد الفحول ص ۱۶۸/) ۳؎ (حصول المامول من علم الاصول ص ۷۷/) ۴؎ (التحریر فی اصول الفقہ ص ۳۰/)

۵؎ (تفسیر مظہری ص ۲۶۳/ تا ۲۶۴/ ج ۱/ سورۂ بقرہ آیت ۲۱۷/ مطبوعہ ندوۃ المصنفین دہلی)

۶؎ اذااسلم الكافر ومات على الاسلام يثاب على مافعله من الخير فى حال الكفر الخ عمدة القارى ص ۳۰۳/ ج ۴/ كتاب الزكاة باب من تصدق فى الشرك. مطبوعه دارالفكر بيروت. وفتح البارى ص ۵۵/ ج ۴/ مطبوعه نزار مصطفىٰ الباز مكه مكرمه.

طعام اہل کتاب سے متعلق ایک شبہ

سوال:-قرآن مجید کی اس آیت کا مطلب تو سمجھ میں آ گیا کہ کتاب والوں کا کھانا تمہارے لئے حلال ہے یعنی کتاب والے جو جائز کھانا اپنے ہاتھ سے پکا کر یا اپنے ہاتھ سے ذبح کر کے کھلائیں تو تم اس کو کھالیا کرو کیونکہ چھوت چھات ٹھیک نہیں یہ آیت اگر قرآن شریف میں نہ ہوتی تو اہل کتاب کے کھانے کے متعلق مسلمان لوگ شک میں پڑے رہتے اس لئے اس آیت سے وہ شک رفع ہو گیا۔ مگر مندرجہ ذیل مطلب والی آیت شریفہ کا مفہوم سمجھا دیجئے (تمہارا کھانا اہل کتاب کے لئے حلال ہے) یعنی تمہارے ہاتھ کے پکے ہوئے کھانے یا تمہارے ذبح کئے ہوئے کو اہل کتاب کو حلال سمجھنا چاہیے سمجھ میں نہیں آتا کہ جب اہل کتاب قرآن مجید کو نہیں مانتے تو یہ حکم یا خبر قرآن مجید میں کیوں ہے۔ اگر محض مسلمانوں کے لئے یہ خبر ہے تو تحصیل حاصل ہے کیونکہ مسلمانوں کو یہ بات ان لوگوں کے طرز عمل ہی سے معلوم ہو سکتی ہے جیسے کوئی اہل کتاب مسلمان کے گھر آئے اور مسلمان اس سے کھانے کے لئے کہے تو اگر وہ حلال سمجھتا ہے مسلمان کے پکے ہوئے کھانے کو ضرور کھالیگا اور اگر مسلمان کے ہاتھ کے کھانے کو حلال نہیں سمجھتا تو جواب دے گا کہ ہمارے مذہب میں آپ کے ہاتھ کا کھانا جائز نہیں اور اگر مسلمان کہے بھی کہ ہمارے قرآن مجید میں لکھا ہے کہ تمہارا کھانا اہل کتاب کے لئے حلال ہے پس تم ضرور کھاؤ تو وہ جواب دے گا کہ ہم قرآن مجید نہیں مانتے ضرور سمجھا دیجئے کہ اس کا کیا مفہوم ہے اور یہ بھی عرض ہے کہ اگر دونوں کو اکٹھا کر کے یوں کہیں کہ اہل کتاب کے لئے حلال ہو یعنی اگر اہل کتاب تمہارے ہاتھ کے کھانے کو حلال سمجھیں تو تم کو بھی ان کے ہاتھوں کے پکے ہوئے کھانے سے پرہیز نہ کرنا چاہیے وہ اس صورت میں تمہارے لئے حلال ہے البتہ پاک کھانا شرط ہے۔ صورت مرقومہ بالا پر واؤ حالیہ ہوگی جیسے کہ لَاتَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ وَاَنْتُمْ سُکَارٰی ہے اور اگر طَعَامُ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتَابَ حِلٌّ لَّکُمْ وَطَعَامُکُمْ حِلٌّ لَّهُمْ واؤ حالیہ ہونے میں کوئی محال از روئے قواعد عربیہ ہو تو تحریر فرمائیے کیونکہ

مدرسہ مظاہرعلوم سہارنپور کے ایک طالب علم نے مجھ سے فرمایا تھا کہ اس جگہ واؤ حالیہ ہونے میں کوئی مانع نہیں ہے لہٰذا عرض ہے کہ جواب مرحمت فرمایا جائے۔

احقر اللہ دیا ہیڈ مدرس ورنا کیوس مڈل اسکول سکھوڑہ سہارنپور مکرر عرض ہے کہ بخاری شریف میں حضرت ابی ثعلبہؓ سے روایت ہے کہ اگر مسلمان کے برتن ملیں تو اہل کتاب کے برتنوں میں مت کھاؤ لیکن اگر مسلمان کے برتن نہ ملیں تو مجبوراً اہل کتاب کے برتنوں ہی کو دھوکر اس میں کھالو اس حدیث شریف کو بھی ملحوظ رکھا جائے اور یہ ظاہر ہے کہ ظرف کے حکم سے مظروف کا حکم بدلتا نہیں یعنی جس صورت میں ظرف کا استعمال ممنوع ہے اس صورت میں اس ظرف میں کھانا کھانا بھی ممنوع ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

تفسیر مظہری میں لکھا ہے کہ اشیاء دو قسم کی ہیں بعض تو سب کے لئے بلاشرط حلال ہیں جیسے دریا کا پانی اور بعض کی حلت کے لئے کچھ شروط ہیں جیسے حلتِ صلوٰۃ کے لئے وضو شرط ہے اور تمام عبادات کے لئے ایمان شرط ہے اور حلتِ مال کے لئے ملک یا مالک کی اجازت شرط ہے تو آیۃ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ میں یہ فرمایا ہے کہ مسلمانوں کا ذبیحہ غیر مسلموں کے لئے بلا شرط حلال ہے جیسا کہ دوسرے جائز کاموں کی وجہ سے ان کو عذاب نہ ہوگا تو اسی طرح مسلمانوں کا ذبیحہ کھانے کی وجہ سے بھی ان کو عذاب نہ ہوگا اور اس کے بیان کرنے سے مقصود فرق بیان کرنا ہے مسلمان عورتوں اور مسلمانوں کے ذبیحہ کے درمیان کہ ذبیحہ مسلمان کا بلاشرط ایمان بھی غیر مسلم کے لئے حلال ہے اور مسلم عورتوں سے نکاح کرنا غیر مسلم کے لئے بغیر اس کے مسلمان ہوئے جائز نہیں مجوس وغیرہ کا ذبیحہ غیر مسلموں کے لئے بھی حلال نہیں جیسا کہ مسلمانوں کے لئے وہ حلال نہیں اس کو مسلم یا غیر مسلم جو بھی کھائے گا وہ عذاب کا مستحق ہوگا۔[۱]

[۱] قلت معناه ان من الاشياء ماهو حلال على كافة الناس من غير شرط كحل ماء البحر ومنها ماهو مشروط حلها بشرائط كا لصلوٰة مشروط جوازها بالوضؤ وسائر العبادات مشروط اتيانها بالايمان بالله و رسولهٗ واخلاصالنية واكلالاموال (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

تفسیر مدارک[1] اور تفسیر بیضاوی[2] میں لکھا ہے کہ مسلمان کو بتایا جارہا ہے کہ اگر تم اپنا ذبیحہ غیر مسلموں کو کھلا دو گے تو اس پر تم سے کوئی مؤاخذہ نہ ہوگا کیونکہ وہ ان کے لئے حلال ہے اگر وہ ان کے لئے حرام ہوتا تو تمہارے لئے ان کو کھلانا جائز نہ ہوتا۔ان دونوں تفسیروں سے شبہ رفع ہوسکتا ہے اور اس سے پہلی آیت سے مقصود یہ ہے کہ چونکہ اہل کتاب اللہ کے نام پر جانوروں کو ذبح کرتے ہیں اس لئے انکا ذبیحہ تمہارے لئے جائز ہے۔اگر معلوم ہوجائے کہ انہوں نے اللہ کے علاوہ کسی اور کے نام پر ذبح کیا ہے تو وہ جائز نہیں[3] جیسا کہ ایک دوسری آیت سے معلوم ہوتا ہے۔

واؤ حالیہ مان کر مطلب مذکور فی السوال بیان کرنے میں تامل ہے کیونکہ جب خدا کے نام پر جانور ذبح کر دیا گیا تو وہ حلال ہوگیا خواہ اہل کتاب مسلمانوں کے ذبیحہ کو حلال سمجھیں یا نہ اس سے کچھ اثر نہیں پڑتا۔شریعت کا مسئلہ ان کے سمجھنے پر موقوف نہیں۔

کفار کے برتنوں میں کھانیکے متعلق یہ ہے کہ اگر ان کی پاکی کا یقین ہو تو بلا کراہت ان میں کھانا درست ہے۔اگر ناپاکی کا یقین ہو تو ان میں کھانا بالکل ناجائز ہے[4] اگر کچھ علم نہ ہو

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) مشروط حلها بالملک واذا منالمالک فذبائح المومنين حلال على الكفار حتى لا يعذبون فى الاخرة باكلها كمالا يعذبون باتيان امور مباحة للعالمين الخ (تفسیر مظہری ص۴۰، ج ۳، سورۂ مائدہ آیت ۵، طبع رشیدیہ کوئٹہ)

[1] (وطعامكم حل لهم) فلاجناح عليكم ان تطعموهم لانه لوكان حراماً عليهم طعام المومنين لما ساغ لهم اطعامهم الخ (تفسیر مدارک التنزیل ص۲۱۱، ج ۱)

[2] وطعامكم حل لهم فلاعليكم ان تطعموهم وتبيعوه منهم ولوحرم عليهم لم يجز ذلک (بیضاوی شریف ص۸۸، مکتبہ رحیمیہ دیوبند)

[3] لوذبح يهودى على اسم عزير ونصرانى على اسم عيسىٰ لايحل اكله عندناالخ (مظہری ص۳۹، ج ۳، سورۂ مائدہ آیت ۵، طبع رشیدیہ دہلی)

[4] قال محمدؒ ويكره الاكل والشرب فى اوانى المشركين قبل الغسل ومع هذالوأكل اوشرب فيها قبل الغسل جازولايكون آكلاولاشاربا حراماً وهذااذالم يعلم بنجاسة الاوانى فامااذاعلم فانه لايجوز ان يشرب وياكل منهاقبل الغسل ولوشرب اواكل كان شارباً وآكلاحراماً الخ (الہندیہ ص۳۴۷، ج ۵، کتاب الکراہیۃ، الباب الرابع عشر فی اھل الذمۃ طبع کوئٹہ)

اور مسلمان کا پاک برتن موجود ہوتو احوط یہ ہے کہ مسلمان کے برتن میں کھائے اگر مسلمان کا برتن موجود نہ ہوتو کافر کے برتن میں بھی کھانا جائز ہے حرام نہیں اور آیت وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ حِلٌّ لَّكُمْ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ میں ذبیحہ مراد ہے کما صرح بہ الرازی فی احکام القرآن[1]۔

حدیث شریف سے خود دیکھ کر بغیر استاذ سے پڑھے ہر شخص مسئلہ نہیں نکال سکتا جیسا کہ بغیر استاد سے پڑھے طب کی کتاب دیکھ کر ہر شخص اس سے اپنا یا دوسرے مریض کا علاج نہیں[2] کرسکتا اس لئے یا تو حدیث شریف کو باقاعدہ کسی ماہر استاد سے پڑھنا چاہیے تاکہ ہر حدیث کا مطلب خوب واضح طور پر سمجھ میں آجائے اور کوئی شبہ ہوتو استاد حل کردے یا علماء نے احادیث کو سمجھ کر جو مسائل اور مطالب بیان فرمائے ہیں ان پر اکتفا کرنا چاہیے نیز حضرت مولانا تھانویؒ کا ایک رسالہ'' الاقتصاد فی التقلید و الاجتهاد''ضرور مطالعہ کرنا چاہیے۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۵۵/۲/۱۲ ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم ۵۵/۲/۱۲ ھ

حضرت ایوب علیہ السلام کی بیماری کی حالت

سوال:- (۱) قصص الانبیاء (اردو) میں حضرت ایوب علیہ السلام کے جسم اطہر میں کیڑے ہو جانے کا واقعہ درج ہے۔ حالانکہ تفسیر بیضاوی، جلالین، مدارک اور کشاف اور دیگر

---

[1] (وطعام الذين اوتوا الكتاب حل لكم) روى ابن عباس وابى الدرداء والحسن ومجاهد و ابراهيم وقتادة والسدى انه ذبائحهم وظاهره يقتضى ذلك لان ذبائحهم من طعامهم الخ (احکام القرآن للجصاص ص ۳۲۲ / ج ۲ / مطبوعہ دار الکتاب العربیہ بیروت)

[2] تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو معارف القرآن ص ۵۳ / تا ۵۵ / ، ۴۷ / تا ۶۴ / ج ۳ / طبع معراج بکڈپو دیوبند۔

مستند تفاسیر میں اس قسم کے واقعہ کا ذکر نہیں۔ اکابر علماء حضرت شیخ الہند وفوائد از شیخ الہند رحمہ اللہ علیہ وغیرہ نے اس کی تردید فرمائی ہے ملاحظہ ہو ترجمہ قرآن پاک حضرت شیخ الہندؒ اور حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ ص ۵۹۲ / وَاذْكُرْ عَبْدَنَآ اَيُّوْبَ اِذْنَادىٰ رَبَّهٗ الخ .

فائدہ (تنبیہ) واضح رہے کہ قصہ گویوں نے حضرت ایوب علیہ السلام کی بیماری کے متعلق جو افسانے بیان کئے ہیں اس میں مبالغہ بہت ہے۔ ایسا مرض جو عام طور پر لوگوں کے حق میں تنفر اور استقذار کا موجب ہو انبیاء علیہم السلام کے منصب کے منافی ہے کما قال اللہ تعالیٰ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اٰذَوْا مُوْسىٰ فَبَرَّاَهُ الخ (سورہ احزاب) لہٰذا اسی قدر بیان قبول کرنا چاہیے جو منصبِ نبوت کے منافی نہ ہو۔ آیت مبارکہ کے فوائد میں اسی ترجمہ کے ص ۵۵۳، ۵۵۴ / میں یوں ارشاد فرمایا ہے۔ لہٰذا موسیٰ علیہ السلام پر ان کی قوم نے برص وغیرہ جسمانی مرض کا عیب لگایا تھا اللہ تعالیٰ نے بطور خرقِ عادت ظاہر کر دیا کہ موسیٰ علیہ السلام جسمانی طور پر بے عیب ہیں۔ اس واقعہ سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کو انبیاء علیہم السلام کو جسمانی اور روحانی عیوب سے پاک ثابت کرنے کا کس قدر اہتمام ہے تاکہ لوگوں کے دلوں میں ان کی طرف سے تنفر واستخفاف کے جذبات پیدا ہو کر قبولِ حق میں رُکاوٹ نہ ہو۔ اسی طرح حضرت ایوب علیہ السلام کے جسم اقدس میں کیڑے پڑنے کی تردید حضرت مولانا حفظ الرحمٰن صاحب نے بھی کی ہے۔ ملاحظہ ہو ان کی کتاب قصص القرآن وحال ایوب علیہ السلام۔ ایسی صورتوں میں قصص الانبیاء وغیرہ معمولی کتاب کے بیان کو من جملہ خرافات اسرائیلی سمجھنا چاہیے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

قصص الانبیاء اردو میں دیر سے ہندوستان میں چھپی ہوئی موجود ہے اور عوام کے لئے کافی جاذب کتاب ہے۔ بعض جگہ مجلس منعقد کر کے اس کتاب کو پڑھا اور سنا جاتا ہے مگر سند اور حجت کے اعتبار سے یہ اس پایہ کی نہیں کہ اس پر کلی اعتماد کر لیا جائے۔ اس میں بہت سی

غیر معتبر ضعیف مرجوح روایتیں موجود درج ہیں بلکہ موضوع اور صریح غلط باتیں بھی درج ہیں، اسرائیلیات بھی درج ہیں۔ متبحر عالم ہی اس کی صحیح اور غلط بات کا پتہ چلا سکتا ہے۔ عوام کو پتہ نہیں چل سکتا۔ اس میں بہت سی باتیں صحیح اور کارآمد بھی ہیں[۱] حضرت ایوب علیہ السلام کے بیمار ہونے کے متعلق بعض کتابوں میں مبالغہ سے کام لیا گیا ہے۔ البدایۃ والنہایۃ میں کیڑے پڑنے کا تو ذکر نہیں اور دوسری حالت اس سے زیادہ موحش لکھی ہے۔ چیچک کا نکلنا بھی بعض کتب میں مذکور ہے۔ بعض کتب میں لکھا ہے کہ سر اور تمام جسم میں زخم ہو گئے تھے[۲] مستند چیز تو وہی ہے جو کتاب وسنت سے ثابت ہے اور جس چیز کی کتاب وسنت میں نفی کر دی گئی ہو وہ قابل اعتبار نہیں بلکہ قابل رد ہے۔ انبیاء علیہم السلام کو حق تعالیٰ شانہٗ متنفر اشیاء سے یقیناً محفوظ رکھتے ہیں[۳] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۸۷/۹/۱۶ھ

الجواب صحیح بندہ محمد نظام الدین دارالعلوم دیوبند ۸۷/۹/۱۸ھ

۱؎ چونکہ قصص الانبیاء، ثعلبی کی کتاب عرائس المجالس فی قصص الانبیاء سے ماخوذ ہے چنانچہ کاتب چلپیؒ رقمطراز ہیں قصص الانبیاء فارسی لمحمد بن حسن الداندورمی (الدیرومی) اقتضیٰ فیہ اثر الثعلبی (کشف الظنون ص ۱۳۲۸/ ج ۲/ باب القاف طبع دارالفکر بیروت) اس لئے ثعلبی کی مذکورہ کتاب کا حال ذکر کر دینا کافی ہے حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں ولہ کتاب العرائس فی قصص الانبیاء علیہم السلام وغیر ذلک وکان کثیر الحدیث واسع السماع ولھذا یوجد فی کتبہ من الغرائب شئی کثیر الخ (البدایۃ والنہایۃ ص ۴۴/ ج ۶/ جزء ۱۲/ طبع مکتبہ تجاریہ مکۃ المکرّمہ، ہامش سیر اعلاء النبلاء ص ۴۳۶/ ج ۱۷/)

۲؎ وحکی ابن عساکر انہا کلہا کانت لہ وکان لہ اولاد وأھلون کثیر فسلب من ذلک جمیعہ وابتلی فی جسدہ بانواع البلاء ولم یبق منہ عضو سلیم سوی قلبہ ولسانہ یذکر اللّٰہ عزوجل بہا. وعن مجاھد أنہ قال کان ایوب علیہ السلام اول من اصابہ الجدری وقال انس ابتلی سبع سنین وأشھراً والقی علی مزبلۃ لبنی اسرائیل تختلف الدواب فی جسدہ الخ (البدایۃ والنہایۃ ص ۲۰۷/ ج ۱/، ۲۲۷/ تا ۲۲۸/ ج ۱/ جزء ۱/ قصۃ نبی اللّٰہ ایوبؑ طبع مکتبہ تجاریہ مکۃ المکرّمہ)

۳؎ ومنہا ماقالہ القاضی وغیرہ ان الانبیاء صلوات اللّٰہ وسلامہ علیہم منزھون عن النقائص فی الخلق سالمون من العاھات والمعائب قالوا ولاالتفات الی ماقالہ (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو)

اللہ کو وکیل کیسے بنایا جائے؟

سوال: -(۱) رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَاإِلٰهَ إِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيلاً یہ بتایئے کہ اس کو وکیل کیسے بنایا جائے اس کی کچھ تشریح فرمائیں غالباً صرف زبان سے تو کہنا کافی نہیں ہوگا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اپنے معاملات کو اللہ کے سپرد کردیا جائے اور دل سے پورا بھروسہ رکھے کہ میرا حقیقی کارساز وہی ہے جس طرح چاہے وہ کام بنادے[۱] ظاہری اسباب مؤثر حقیقی نہیں ہے۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

ہجر جمیل کیا ہے

سوال: -وَاهْجُرْهُمْ هَجْراً جَمِيْلاً[۲] کا کیا مطلب ہے؟ کیا رہبانیت ہے۔ اگر یہ

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) من لاتحقيق له من اهل التاريخ فى اضافة بعض العاهات الى بعضهم بل نزههم اللّٰه تعالىٰ من كل عيب وكل مايغض العيون اوينفر القلوب (مسلم مع شرحه للنووى ص۲۶۷/ ج۲/كتاب الفضائل باب من فضائل موسى عليه الصلوة والسلام، مطبع اصح المطابع سعد بكڈپو ديوبند عمدة القارى ص ۲۳۱/ ج۲/ جزء ۳/ كتاب الغسل ،باب من اغتسل عرياناً وحدة فى الخلوة الخ طبع دارالفكر بيروت ،فتح البارى ص ۹۹/ ج۷/ كتاب احاديث الانبياء ،باب بعدباب حديث الخضرمع موسىٰؑ طبع بيروت)

[۱] (فاتخذه وكيلاً) لترتيب الامروموجبه على اختصاص الالوهيةو الربوبية به عزوجل ووكيل فعيل بمعنى مفعول اى موكول اليه والمرادمن اتخاذه سبحانه وكيلاً ان يعتمدعليه سبحانه ويفوض كل امراليه عزوجل (الى قوله)(واهجرهم هجرا جميلا)بان تجانبهم وتداريهم ولاتكافئهم وتكل امور هم الى ربهم الخ (روح المعانی ص۱۳۳/ج۱۰/۱۰۶،ج۲۹/سورۂ مزمل آیت ۸/ مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المصطفائیہ دیوبند)

[۲] **ترجمہ:** اور خوبصورتی کے ساتھ ان سے الگ ہوجاؤ (بیان القرآن) سورۂ مزمل آیت ۱۰/۔

اختیار کرتے ہیں تو پھر تبلیغ دین وفرائض رسالت کیسے ادا ہوسکتے ہیں؟ کیا اس آیت کے دوسرے لوگ بھی مصداق ہوسکتے ہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

اپنے حقوق کا مطالبہ نہ کرنے ، درگذر کرنے ، انتقام نہ لینے سے اس پر بخوبی عمل ہوجائے گا۔[1] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ گنگوہی دارالعلوم دیوبند

جواب امر بھی مجزوم ہوتا ہے

سوال:- سورہ ملک میں لفظ ''ینقلب'' کی ب پر جزم کیوں آیا ہے جب کہ عامل جازم نہیں ہے؟

الجواب حامداًمصلیاً

یہ جواب امر ہے جو امر کی طرح مجزوم ہوتا ہے۔[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۶/۷/۸۷ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ ۱۸/۷/۸۷ھ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نور بھی دیا گیا

سوال:- قَدْ جَاءَ كُمْ مِنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتَابٌ مُّبِيْنٌ کا شانِ نزول کیا ہے؟

---

[1] تاکید للامر بالصبر ای واترکھم ترکا حسنابان تجابنھم بقلبک وھواک وتداریھم ولا تکافئھم وتکل امورھم الی ربھم الخ تفسیر روح البیان ص ۲۱۳ ج ۱۰ مطبوعہ دار الفکر بیروت روح المعانی ص ۱۸۴ / ج ۱۶ / مطبوعہ دار الفکر بیروت۔ سورۃ مزمل آیت ۱۰/۔

[2] (یَنْقَلِبْ اِلَیْکَ الْبَصَرُ خَاسِئًا) فانه جواب الامر والجوابیة تقتضی الملازمة الخ (روح المعانی ص ۷ / ج ۲۹ / مطبوعہ مصطفائی دیوبند) سورۂ ملک۔

الجواب حامداً ومصلیاً

یہودی لوگ اپنی کتاب کی کچھ باتیں چھپاتے تھے اور کچھ ظاہر کرتے تھے اس کی اطلاع اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کو دی اور آپ کو نورِ نبوت کے ذریعہ وہ چیز خوب ظاہر ہوگئی اسی کو آیت میں فرمایا ہے[1] کہ اللہ کی طرف سے حضور ﷺ کو کتاب (قرآن مجید) عطا ہوئی اور نورِ نبوت بھی عطا ہوا جس سے یہود کی دسیسہ کاریاں آپ پر ظاہر ہوگئیں۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

املاہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

حیات طیبہ کونسی زندگی ہے؟

سوال:- دنیاوی زندگی سے پہلے کی حالت موت سے تعبیر کی گئی ہے جس کے بعد یہ زندگی ملی ہے، پھر موت آئے گی، پھر اس کے بعد دوسری زندگی ملے گی جس کیلئے موت نہیں، یہ زندگی حشر کے دن ملے گی۔ اب رہی یہ بات کہ جو زندگی عالم برزخی میں مل رہی ہے۔ یہ تیسری زندگی کہلائے گی۔ یہ تیسری زندگی ہم لوگ تسلیم کریں گے تو کیا قرآن کے خلاف ہوگا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

قرآن کریم کی ایک آیت مَنْ عَمِلَ صَالِحاً مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰی وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ

---

[1] عظیم وھو نور الانوار والنبی المختار ﷺ والی ھذا ذھب قتادۃ و اختارہ الزجاج وقال ابو علی الجبائی عنی بالنور القرآن لکشفہ واظہار طرق الھدی والیقین الخ (روح المعانی ص۹۷/ج۶/ سورۂ مائدہ آیت ۱۵/ طبع مصطفائی دیوبند) یعنی محمد ﷺ او الاسلام و کتاب مبین للاحکام او بین الاعجاز وھو القرآن وجاز ان یکون العطف تفسیریا وسمی محمد ﷺ والقرآن نورا لکونھما کاشفین لظلمات الخ (تفسیر مظہری ص ۶۸/ج۳/ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

حَیَاۃً طَیِّبَۃً الایۃ[1] میں حیات طیبہ کا مصداق حیات برزخی بھی ہے جیسا کہ تفسیر مفاتیح الغیب میں مذکور ہے[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹/۵/۹۱ھ

کیا ظالم کے لئے ہدایت ہے؟

سوال: -قرآن شریف میں ''اِنَّ اللّٰہَ لَایَھْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ'' اس میں مسلمان ظالم بھی شامل ہیں ظالم مسلمان یا ظالم کافر کی ہدایت کے لئے دعا مقبول ہوتی ہے یا نہیں؟ یہاں ہدایت کی نفی سے کیا مراد ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اصل ظالم مشرک ہے جس کیلئے ''لایھدی'' وارد ہے ''اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ[3]'' الآیۃ۔ ہدایت کی نفی سے تکوینی نفی مراد ہے[4] تشریعی مراد نہیں لہٰذا ہر ظالم اور کافر کے لئے دعاء ہدایت درست ہے[5] کسی کی موجودہ حالت کو دیکھ کر حتمی رائے قائم کرنا دشوار ہے کہ اس

۱؎ سورۂ نحل آیت ۹۷/۔ **ترجمہ:** جو شخص کوئی نیک کام کرے گا مرد ہو یا عورت بشرطیکہ صاحب ایمان ہو ہم اس کو بالطف زندگی دیں گے۔(بیان القرآن)

۲؎ والقول الثانی وھو قول السدی إن ھذہ الحیاۃ الطیبۃ انماتحصل فی القبر (التفسیر الکبیر او مفاتیح الغیب ص ۹۱/ ج ۲۰/، ص ۳۵۱/ ج ۵/ دار الفکر بیروت)

۳؎ سورۂ لقمان آیت ۱۳/۔ ترجمہ: بیشک شرک کرنا بڑا بھاری ظلم ہے۔(بیان القرآن)

۴؎ (واللّٰہ لایھدی القوم الظالمین) اخبار من اللّٰہ تعالیٰ بان الظالم لایھد یہ وظاھرہ العموم والمراد ھدایۃ خاصۃ او ظالمون مخصوصون (الی ان قال) وخص الظالمون بمن یوافی ظالماً ای کافرا والذی یظھر ان ھذا إخبار من اللّٰہ بان من حکم علیہ وقضی بان یکون ظالما ای کافرا وقدر ان لا یسلم فانہ لایمکن ان یقع ھدایۃ من اللّٰہ لہ الخ (تفسیر البحر المحیط ص ۲۸۹/ ج ۲/ طبع بیروت سورۂ بقرہ آیت ۲۵۸/)

۵؎ وقد دعا رسول اللّٰہ ﷺ بالھدایۃ للمشرکین والکفار اخرج البخاری فی کتاب الدعوات باب الدعا للمشرکین ص ۹۴۶/ ج ۲/ عن ابی ھریرۃ قَدِمَ الطُّفَیْلُ (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

کا خاتمہ اسی حال پر ہوگا۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ علم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلود یو بند ۸۹/۲/۱۳ھ

پانچ وقت کی نماز کا حکم کس پارے میں ہے؟

سوال: - پانچ وقت کی نماز کا حکم کس پارے میں ہے؟ ایک گروہ کہتا ہے کہ پانچ وقت کی نماز کا حکم کسی پارے میں نہیں۔ براہِ کرم جواب سے نوازیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

قرآن کریم میں کوئی بات صاف صاف موجود ہے کوئی ایسے طریقے پر ہے جس کو ہر آدمی نہیں سمجھ سکتا، بلکہ بڑے علم والے سمجھ سکتے ہیں۔ اس لئے آپ کو خود تلاش کرنا مشکل ہوگا۔ آپ بہار میں حضرت مولانا منت اللہ صاحب کی خدمت میں جا کر سمجھ لیں۔ وہ انشاء اللہ تعالیٰ تشفی کردیں گے وہ آپ سے قریب ہیں۔ پانچ وقت کی نماز قرآن شریف میں ایک جگہ نہیں بلکہ مختلف جگہ ہے۔ مثلاً پندرہویں پارہ میں ہے اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِدُلُوْکِ الشَّمْسِ اِلٰی غَسَقِ اللَّیْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ[۱] اور ستائیویں پارہ میں سورہ والطور کے ختم پر ہے۔[۲]

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیو بند ۹۵/۳/۲۹ھ

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) بُنُ عَمْرٍو عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ دَوْسًا قَدْ عَصَتْ وَاَبَتْ فَادْعُ اللّٰهَ عَلَیْهَا فَظَنَّ النَّاسُ اَنَّهٗ یَدْعُوْ عَلَیْهِمْ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اهْدِ دَوْسًا وَأْتِ بِهِمْ اَیْضاً ذکره فی المغاری. می باب قصة الدوس ص ۶۳۰/ج ۲/و کذافی کتاب الجهاد باب الدعاللمشرکین بالهدی لیتأ لفهم ۴۱۱/ج ۱/طبع اشرفی بکڈپو دیوبند.

ترجمہ: طفیل بن عمرو رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ قبیلہ دوس نے بات نہیں مانی اور انکار کیا آپؐ ان کے حق میں بددعاء کردیجئے، لوگوں نے خیال کیا کہ آپؐ ان کے لئے بددعاء فرمائیں گے۔ آپؐ نے فرمایا اے اللہ! قبیلہ دوس کو ہدایت دے اور ان کو لے آ۔

[۱] آفتاب ڈھلنے کے بعد سے رات کے اندھیرے تک نمازیں ادا کیا کیجئے (باقی حواشی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

روزِ شرعی ولغوی

سوال:-شریعت میں دن کب سے کب تک ہے۔اگر صبحِ صادق سے لے کر غروبِ آفتاب تک کو دن شمار کیا جائے تو اَتِمُّوا الصِّیَامَ اِلَی اللَّیْلِ، القرآن اور صَلوٰۃَ النَّھَارِ عُجَمَاءُ الحدیث میں تطبیق کی کیا صورت ہے؟ جب آیت کے مطابق مغرب رات میں داخل ہے اور حدیث کے مطابق فجر دن میں داخل ہے تو فجر کی نماز بالجہر نہیں ہونا چاہیے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

شرعی نہار صبحِ صادق سے شروع ہوکر غروبِ آفتاب پر ختم ہوجاتا ہے۔الیوم الشرعی من طلوع الفجر الی الغروب اھ شامی[1] ص۸۰/ج ۲/عرفی نہار طلوعِ شمس سے شروع ہوکر غروب پر ختم ہوتا ہے۔[2] بعض مواقع پر شریعت نے اس کا بھی اعتبار کیا ہے۔مسئلہ قرأۃ بالجہر میں بھی ایسا ہی ہے "صلوٰۃ النہار عجماء" حدیث کی کس کتاب میں ہے؟ ہو سکے تو اس متن کو مع

(پچھلے صفحہ کا باقی حواشی) اور صبح کی نماز بھی بیشک صبح کی نماز حاضر ہونے کا وقت ہے۔(بیان القرآن) سورۂ بنی اسرائیل آیت ۷۸/۔

(اقم الصلوٰۃ لدلوک الشمس)وھذہ الایۃ باجماع المفسرین اشارۃ الی الصلوٰۃ المفروضۃ (تفسیر القرطبی ص۳۰۳/ج ۱۰/ص ۲۷۲/ج ۵/جزء ۱۰/طبع دار الفکر بیروت) (اقم الصلوۃ لدلوک الشمس الی غسق اللیل) فذکر فیہ مواقیت اربع من الصلوات الخمس الظھر والعصر والمغرب والعشاء وذکر وقت الفجر بقولہ وقرأن الفجر ای صلوۃ الفجر (مظہری ص۴۶۵/ج ۵/ندوۃ المصنفین دہلی)

۲ ومن اللیل فسبحہ ای صل لہ قال مقاتل یعنی صلوٰۃ المغرب و العشاء وادبار النجوم یعنی اذا ادبرت النجوم وغابت بطلوع الصبح وقال الضحاک المرادبہ صلوٰۃ الفجر (مظہر الطّور ص۱۰۲/ ج ۹/طبع ندوۃ المصنفین دہلی)

۱ شامی کراچی ص۳۷۱/ج ۲/اول کتاب الصوم۔

۲ الیوم بالفتح وسکون الواؤ فی اللغۃ الوقت لیلۃ اوغیرہ قلیلاً اوغیرہ وفی العرف من طلوع جرم الشمس ولوبعضھا الی غروب تمام جرمھا (کشاف اصطلاحات الفنون ص ۵۴۴/ج ۲/)

سند نقل فرمادیں[۱] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۴/۵/۹۰ھ

کیا "تَبَّتْ یَدَا اَبِیْ لَھَبٍ" کوسنا ہے؟

سوال:- سورۂ لہب کے اندر اللہ تعالیٰ نے ابولہب کو کوسا ہے۔ اور کوستا وہ ہے جس کو سزا دینے پر قدرت نہ ہو۔ جیسے کہ تیرا بیڑا غرق ہو تیرا ناس ہو وغیرہ وغیرہ۔ لہٰذا جب اللہ تعالیٰ سزا دینے پر قادر ہے تو اس کو کوسنے کی کیوں ضرورت پیش آئی، سزا دیدیتا۔ جواب تحریر فرمائیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جب آیت[۲] وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ[۳] نازل ہوئی تو حضور اکرم ﷺ نے کوہِ صفا پر چڑھ کر سب کو بلایا۔ اہلِ خاندان جمع ہو گئے۔ اول اپنے صدق کا اقرار ان سے لیا پھر عذابِ خداوندی سے ان کو ڈرایا۔ اس پر ابولہب نے کہا تھا تباً لک سائر الیوم الھٰذا جمعتنا۔ اس کے اس مقولہ کا جواب اللہ پاک نے دیا۔ تَبَّتْ یدا اَبِی لَھَبٍ یہ کوسنا نہیں بلکہ اس کی سخت بات کا

---

[۱] الحدیث الثالث والخمسون قال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم صلاۃ النھار عجماء قلت غریب وراہ عبد الرزاق فی مصنفہ من قول مجاھد وابی عبیدہ فقال اخبرنا معمر عن عبدالکریم الجزری قال سمعت ابا عبیدۃ یقول صلاۃ النھار عجماء انتھی، اخبرنا ابن جریح قال: مجاھد صلاۃ النھار عجماء انتھی وقال النووی فی الخلاصۃ: حدیث، صلاۃ النھار عجماء باطل لااصل لہ (نصب الرایۃ ص ۱/ ج ۲/ فصل فی القراءۃ مجلس علمی)

[۲] روی الشیخان فی الصحیحین انہ لما نزلت قولہ تعالیٰ وانذر عشیرتک الاقربین جمع رسول اللّٰہ ﷺ اقاربہ فانذرھم وفی روایۃ عند البخاری وغیرہ صعد علی الصفا فنادی فاجتمعت الیہ قریش ارأیتم لو اخبرتکم ان العدو مصبحکم او ممسیکم اماکنتم مصدقی قالوا بلی قال فانی نذیر لکم بین یدی عذاب شدید فقال ابولھب تباً لک الھٰذا جمعتنا واخذ حجرا لیرمیہ فنزلت تبت (مظھری ص ۳۶۷/ ج ۱/ طبع ندوۃ المصنفین دھلی، مسند امام احمد ص ۳۰۷/ ج ۱/ دارالفکر، روح المعانی ص ۲۶۰/ ج ۳۰/ دار احیاء التراث)

[۳] اور آپ اپنے نزدیک کے کنبے کو ڈرایئے (بیان القرآن)

جواب ہے اور اس کو اپنی قدرتِ کاملہ کے ذریعہ سے کر دکھایا کہ اس کو اور اس کی بیوی کو کس طرح ہلاک کیا اور نارِ ذات لھب آخرت کے لئے ہے۔ اس کا وہاں عین الیقین اور حق الیقین حاصل ہے۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۹۱/۴/۵ھ

غیر اللہ کو حاکم بنانے سے متعلق تفصیلات

سوال: – درج ذیل آیاتِ کریمہ کے معنی منشاء و محمل واضح فرمائیں۔

(۱) فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ[۱]

(۲) فَلَاوَرَبِّکَ لَایُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْ مَاشَجَرَبَیْنَهُمْ[۲]

(۳) مَنْ لَّمْ یَحْکُمْ بِمَااَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰئِکَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ[۳]

(۴) اِنِ الْحُکْمُ اِلَّالِلّٰهِ[۴]

(۵) وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُکْماً[۵]

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) اس آیت میں فردوہ الی اللّٰہ والرسول ہے ورسولہ نہیں۔ پوری آیت اس طرح ہے:

یٰاَیُّهَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ کُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِکَ خَیْرٌ وَاَحْسَنُ تَأْوِیْلاً.

ترجمہ: اے ایمان والو تم اللہ کا کہنا مانو اور رسول کا کہنا مانو اور جو تم میں اہلِ حکومت

---

[۱] سورۂ نساء آیت ۵۹/۔ [۲] سورۂ نساء آیت ۶۵/۔ [۳] سورۂ مائدہ آیت ۶۵/۔
[۴] سورۂ یوسف آیت ۴۰/۔ [۵] سورۂ مائدہ آیت ۵۰/۔

ہیں ان کا بھی۔ پھر اگر کسی امر میں تم باہم اختلاف کرنے لگو تو اس امر کو اللہ اور رسول کی طرف حوالہ کر دیا کرو اگر تم اللہ پر اور یومِ قیامت پر ایمان رکھتے ہو۔ یہ امور سب بہتر ہیں اور ان کا انجام خوش تر ہے۔

(۲) ترجمہ پوری آیت کا یہ ہے ''پھر قسم ہے آپ کے رب کی یہ لوگ ایماندار نہ ہونگے، جب تک یہ بات نہ ہو کہ ان کے آپس میں جو جھگڑا واقع ہو اس میں یہ لوگ آپ سے تصفیہ کراویں۔ پھر اس آپ کے تصفیہ سے اپنے دلوں میں تنگی نہ پاویں اور پورا پورا تسلیم کرلیں۔

(شبہ) ظاہر آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص دوسرے قانون کی طرف اس کو باطل سمجھ کر رجوع کرے وہ مسلمان نہیں۔ حالانکہ حرام کا مرتکب جبکہ اعتقاد حلت نہ رکھتا ہو، مومن ہے گو فاسق ہے۔ اسی طرح اگر کسی کے دل میں شرعی فیصلہ سے تنگی پیدا ہو، مگر اس فیصلہ کو حق سمجھے وہ بھی مسلمان نہیں ہونا چاہئے۔ حالانکہ تنگی پر انسان کا اختیار نہیں اور غیر اختیارات کی تکلیف نہیں۔ اسی طرح اگر اس فیصلہ پر کوئی عمل نہ کرے تو یہ عدم تسلیم ہے، تو وہ بھی مسلمان نہ رہے، حالانکہ ترکِ عملِ سے ایمان نہیں جاتا۔ ان شبہات کا جواب یہ ہے کہ تحکیم اور عدمِ حرج اور تسلیم کے مراتب تین ہیں۔ (۱) اعتقاد سے (۲) زبان سے اور (۳) عمل سے (۱) اعتقاد سے یہ کہ قانونِ شریعت کو حق اور موضوع للتحکیم جانتا ہے اور اس میں مرتبہ عقل میں ضیق نہیں اور اس مرتبہ میں اس کو تسلیم کرتا ہے اور (۲) زبان سے یہ کہ ان امور کا اقرار کرتا ہے کہ حق اس طرح ہے۔ (۳) عمل سے یہ کہ مقدمہ لے بھی جاتا ہے اور طبعی ضیق بھی نہیں اور اس فیصلہ کے موافق کارروائی بھی کرلی۔ سو اول مرتبہ تصدیق وایمان ہے اس کا نہ ہونا عند اللہ کفر ہے اور منافقین میں خود اس کی کمی تھی۔ چنانچہ تنگی کے ساتھ لفظ انکار اس کی توضیح کے لئے ظاہر کر دیا ہے اور دوسرا مرتبہ اقرار کا نہ ہونا عند الناس کفر ہے۔ تیسرا مرتبہ تقویٰ وصلاح کا ہے، اس کا نہ ہونا فسق ہے اور طبعی تنگی معاف ہے۔ پس آیت میں بقرینۂ ذکر منافقین مرتبہ اولیٰ

مراد ہے۔ اب کوئی اشکال نہیں رہا[1]

(۳) جو شخص خدا تعالیٰ کے نازل کئے ہوئے کے موافق حکم نہ کرے بلکہ غیر حکم شرعی کو قصداً حکمِ شرعی بتلا کر اس کے موافق حکم کرے۔ ایسے لوگ بالکل ستم ڈھا رہے ہیں۔

(۴) حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا۔ اے قید خانہ کے رفیقو متفرق معبود عبادت کے واسطے اچھے ہیں یا ایک معبود برحق سب سے زبردست ہے وہ اچھا ہے۔ تم لوگ خدا کو چھوڑ کر صرف چند بے حقیقت ناموں کی عبادت کرتے ہو۔ جن کو تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے آپ ہی ٹھہرا لیا ہے۔ خدا تعالیٰ نے تو ان کے معبود ہونے کی کوئی دلیل عقلی یا نقلی بھیجی نہیں اور حکم دینے کا اختیار صرف خدا ہی کا ہے اور اس نے یہ حکم دیا ہے کہ بجز اس کے اور کسی کی عبادت مت کرو۔ پس اسی حکم پر عمل کرنا چاہیے۔ یہی توحید اور عبادت میں حق تعالیٰ کی تخصیص کا سیدھا طریقہ ہے۔ لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے[2]۔

(۵) یہ آیت بھی آیت (۳) کے ساتھ مسلسل و مربوط ہے اور اسی کے مضمون کو ادا کر رہی ہے۔ جیسا کہ اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ سے مستفاد ہے۔ مزید تفسیر و تشریح مطلوب ہو تو روح المعانی[3]، مظہری[4]، مفاتیح الغیب[5] وغیرہ کا مطالعہ کریں۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹۳/۸/۶ھ

تفسیر قرآن ذاتی مطالعہ سے

سوال:- کیا تعلیم یافتہ مسلمان مرد جس کو اردو، انگریزی، ہندی، تھوڑا بہت عربی سے

[1] ملاحظہ ہو بیان القرآن ص ۱۳۲/تا ۱۳۳/ج ۲/۔

[2] یاصاحبی السجن وارباب متفرقون خیر ام اللّٰہ الواحدالقہار ماتعبدون من دونہ الا اسماء سمیتموھا انتم و آباؤ کم ما انزل اللّٰہ بھا من سلطان ان الحکم الا للّٰہ امر الا تعبدوا الا ایاہ ذالک الدین القیم ولکن اکثر الناس لایعلمون، سورۂ یوسف آیت ۱۲/.

[3] روح المعانی ص ۱۵۵/ج ۶/طبع مصطفائی دیوبند.

[4] تفسیر مظہری ص ۱۲۵/ج ۳/طبع رشیدیہ کوئٹہ.

[5] تفسیر کبیر ص ۱۴/۴/ج ۳/طبع دار الفکر بیروت.

تعلق ہو وہ آدمی تفسیر قرآن کو بیان کرسکتا ہے یا نہیں جیسے بیان القرآن یا ابن کثیر مظہری وغیرہ کا یعنی دیکھ کر اپنے اہل وعیال کو یا مسجد میں چند آدمیوں کو پڑھ کر سنا سکتا ہے یا نہیں؟ اسی طرح درسِ قرآن وغیرہ، اس کے پڑھنے کے لئے کیا عالم ہونا شرط ہے، یا تعلیم یافتہ مرد بھی کرسکتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

قرآن پاک کا ترجمہ یا تفسیر وہ شخص بیان کرے جس نے ترجمہ یا تفسیر استاذ سے حاصل کیا ہو، محض اپنے ذاتی مطالعہ سے قرآن کریم کی تفسیر کو حاصل کرنا اور پھر بیان کرنا مناسب نہیں۔ قرآن کریم کو دیگر کتب کی طرح نہ سمجھیں اس کی شان بہت بلند ہے۔ اس کے لئے بہت علوم کی ضرورت ہے۔ جو حضرات ذاتی مطالعہ سے اس کو سمجھتے ہیں اور سمجھاتے ہیں وہ بہت غلطیوں میں مبتلا ہوتے ہیں اور دوسروں کو مبتلا کرتے ہیں[1] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

املاہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۷/۶/۱۴۰۶ھ

شیطان کی مہلت اور حشر

سوال: - کیا شیطان کو قیامت آنے تک مہلت دی گئی ہے؟ قیامت کے روز اس کا کیا حشر ہوگا؟ کیا وہ توبہ کرنے کے بعد بخشا جاسکتا ہے؟

---

[1] اختلف الناس فی تفسیر القرآن هل یجوز لکل احد الخوض فیه فقال قوم لایجوز لاحد ان یتعاطی تفسیر شیء من القرآن وان کان عالماً ادیبا متسعا فی معرفة الادلة والفقه والنحو والاخبار والآثار الخ من قال یجوز تفسیره لمن کان جامعاً للعلوم التی یحتاج المفسر الیها وهی خمسة عشر علماً احدها اللغة الثانی النحو، الثالث التصریف الرابع الاشتقاق الخامس والسادس والسابع المعانی والبیان والبدیع الثامن علم القراءت التاسع اصول الدین العاشر اصول الفقه الحادی عشر اسباب النزول الثانی عشر الناسخ والمنسوخ الثالث عشر الفقه الرابع عشر الاحادیث المبینة الخامس عشر علم الموهبة (الاتقان ص ۱۸۰ / ج ۲ / النوع الثامن والسبعون فی معرفة شروط المفسر الخ دارالفکر)

الجواب حامداً ومصلیاً

شیطان نے بہت چالاکی سے دعا کی تھی اُنْظِرْنِیْ اِلیٰ یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ[1] جس روز مردے قبر سے اٹھیں گے اس روز تک کے لئے مجھے مہلت دے دو (تاکہ موت سے بچا رہوں) وہاں سے جواب میں فرمایا گیا۔ انک مِنَ المنظرین الیٰ یوم الوقت المعلوم[2] جس دن نفخ صور ہوگا جس سے سب مرجائیں گے اس روز تک مہلت دیدی گئی (نفخ صور کے دن سب کی موت کے ساتھ تجھے بھی موت آئے گی، موت سے چھٹکارا نہ ملے گا) اس کو توبہ کی توفیق نہیں ہوگی وہ لعنت کے ساتھ رہے گا[3] جہنم میں جائے گا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

شیطان نے حضرت آدم علیہ السلام کو کس طرح بہکایا؟

سوال:- حضرت آدم علیہ السلام کو بہکانے کے لئے شیطان جنت میں کیسے داخل ہوا؟ جبکہ شیطان کا داخلہ جنت میں ناممکن ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اس میں ایک قول یہ ہے کہ شیطان کے لئے جنت سے نکل جانے کا فیصلہ تو ہو چکا تھا مگر اس کا نفاذ نہیں ہوا تھا اس لئے اس کو موقع مل گیا۔ ایک قول یہ ہے کہ اس نے وسوسہ ڈالا اس کے لئے وہاں موجود ہونا ضروری نہیں تھا دور سے بھی وسوسہ ڈال سکتا ہے[4]۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۶/۱۰/۱۳۹۹ھ

---

[1] سورۂ اخلاص آیت ۷۹/۔ **ترجمہ:** مجھ کو مہلت دیجئے قیامت کے دن تک۔ (بیان القرآن)

[2] سورۂ ص آیت ۸۰، ۸۱/۔ **ترجمہ:** تجھ کو معین وقت کی تاریخ تک مہلت دی گئی۔ (بیان القرآن)

[3] وان علیک لعنتی الی یوم الدین سورۂ ص آیت ۸۵/۔

[4] ان آدمو حواء علیهما السلام لعلهما کانا یخرجان الی باب (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

فتنہ کے وقت تنہائی

سوال: – جب دور پرفتن ظاہر ہوتو خلوت میں تنہائی میں سلامتی ہے لہٰذا وہ دور ابھی ظاہر ہوا کہ نہیں۔ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا عَلَیْکُمْ اَنْفُسَکُمْ الخ آیت کریمہ کا مصداق کیا ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

جو آدمی اپنے دین کی حفاظت اپنے معاشرہ و ماحول میں رہ کر نہیں کرسکتا ہے اور تنہائی میں رہ کر کرسکتا ہے تو اس کے لئے اب بھی یہ وقت ہے اگر اس کے پاس دین بھی نہیں ہے تو تنہائی میں رہ کر دین حاصل کرنے کی کوئی صورت نہیں اختیار کرنی چاہئے بہتر ماحول کو تلاش کرے جہاں اچھا آدمی میسر آجائے اس کی صحبت کو غنیمت سمجھے[1] برے آدمی کی صحبت سے دور رہے۔[2]

(۲) یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا عَلَیْکُمْ اَنْفُسَکُمْ[3] کا مطلب یہ ہے کہ دین کی اشاعت اور ادائیگی میں لگے رہو اور کوشش کرتے رہو اس پر بھی اگر کوئی نہ مانے تو تم پر اس کا الزام نہیں لوگوں کو نہ ماننے کی وجہ سے مایوس ہوکر اشاعت و تبلیغ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کو ترک نہیں

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) الجنة وابليس كان يقرب من الباب ويوسوس اليهما (ورابعها) ان ابليس كان فى الارض واوصل الوسوسة اليهما فى الجنة (تفسير كبير ص۲۰۷/ ج۱/ مكتبه دار الفكر بيروت، سورۂ بقرہ آیت ۳۶/۔

[1] الوحدة خير من جليس السوء والجليس الصالح خير من الوحدة مشكوة شريف ص ۴۱۴/ باب الغيبة والشتم الفصل الثالث.

[2] فيه ارشاد الى الرغبة فى صحبة الصلحاء والعلماء و مجالستهم فانها تنفع فى الدنيا والآخرة والى الاجتناب عن صحبة الاشرار و الفُسّاق فانها تضر دينا و دنيا قيل مصاحبة الاخيار تورث الخير ومصاحبة الاشرار تورث الشر مرقاة شرح مشكوة ص ۷۰۹/ ج ۴/ باب الحب فى الله ومن الله قبيل الفصل الثانى، مطبوعه اصح المطابع بمبئى)

[3] سورۂ مائدہ آیت ۱۰۵/۔ **ترجمہ:** اے ایمان والو اپنی فکر کرو۔ (بیان القرآن)

کرنا چاہئے[1] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱/۸/۸۸ھ

الجواب صحیح بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱/۸/۸۸ھ

اِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوْالَهٗ کا شان نزول

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بخدمت جناب فخر المحدثین مولانا المولوی محمد زکریا صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سوال: -(۱) مندرجہ ذیل آیت کے متعلق لکھیں کہ شانِ نزول اس کا کیا ہے، اور اس کی تفسیر لکھیں مع سن کے بعض علماء اہل حدیث فرماتے ہیں کہ یہ آیت سورۂ فاتحہ کے بارے میں نہیں اتری، اور بعض علماء حنفی یہ کہتے ہیں کہ یہ سورۂ فاتحہ کے معنی میں اتری ہے، اور ان دونوں جماعتوں کے علماء نے ہم تمام اہل محلّہ کو چکر میں ڈال رکھا ہے، اس لئے یہ پرچہ سوال کا پیش خدمت ہے، آپ صریح اور واضح طور سے اس آیت کریمہ کا شان نزول لکھیں، بینوا توجروا۔

الجواب حامداًومصلیاً

(۱) اولاً بعض حضرات صحابہؓ امام کے پیچھے قرأت کیا کرتے تھے، ان کو منع کرنے کے لئے یہ آیت نازل ہوئی، حافظ ابوبکر جصاص رازیؒ نے تفسیر احکام القرآن[2] میں ایسا ہی نقل کیا،

---

[1] نزلت الایة لما کان المؤ منون یتحسرون علی الکفارویتمنون ایمانهم اخرج احمد عن ابی عامر الاشعری قال سألت رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم عن هذه الآیة فقال لایضرکم من ضل من الکفار اذااهتدیتم (الی قوله) ولیست الایة فی ترک الامربالمعروف والنهی عن المنکر لا ن من الاهتداء الامر بالمعروف والنهی عن المنکرعلی حسب طاقته (مظهری ص ۱۹۵ /ج۳/طبع رشیدیه کوئٹه سورۂ مائده آیت ۱۰۵/.

[2] قال ابوبکر روی ابن عباسؓ انه قال ان نبی الله صلی الله علیه وسلم (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر دیکھئے)

تفسیر ابن کثیر[۲] میں بھی ابن عباسؓ اور عبداللہ بن مغفلؓ سے یہ روایت موجود ہے، التعلیق الحسن[۳] میں اس پر اجماع نقل کیا ہے، "واخرج البیھقی عن الامام احمد قال اجمع الناس علیٰ ان هذه الاية فی الصلوٰة" اور یہ اپنے عموم کے اعتبار سے فاتحہ وغیرہ سب کو شامل ہے۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند

ایک مشہور آدمی کی تفسیر کے نمونے

سوال:- کسی مشہور شخص کی تصنیف جو قرآنی تفسیر کے نام سے ہے، سبحان سبوح، خالق کائنات کو بھان متی کہا، وحی کو مجنون کی بڑ سے تشبیہ دی، جنت ودوزخ وملائکہ کا انکار لکھا، مرنے کے بعد نیکیوں کو دیکھ کر خوش ہونے کا نام جنت اور برائیوں کو دیکھ کر کُڑھنے کا نام دوزخ بتایا، برق وباد کی قوت جذب، اشجار ونباتات کی قوت نشو ونما کا نام فرشتے کہا، ایسے عقیدے والے کے لئے شریعت کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ تفسیر نہیں دیکھی اس کی اصل حقیقت تو دیکھنے سے معلوم ہوسکتی ہے، باقی جو کلمات آپ نے لکھے ہیں، ان کو مسلک اہل سنت والجماعت بلکہ اسلام سے کیا تعلق ہے، اس کو تفسیر

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) قرأفی الصلوٰة وقرأمعه اصحابه فخلطوا عليه فنزل القرآن وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهُ وَاَنْصِتُوْا الخ (احكام القرآن للرازى، ج ۳/ص ۳۹/(مطبوعه دارالكتاب العربية بيروت) سورۂ اعراف آیت ۲۰۴/.

[۲] تفسير ابن كثير ج ۲/ص ۴۴۴/(مطبوعه التجارية مصطفىٰ احمد الباز) سورۂ اعراف آیت ۲۰۴/.

[۳] التعليق الحسن علىٰ آثار السنن ص ۸۴/(مطبوعه الاشاعة الاسلاميه كلكته) باب فى ترک القرآن خلف الامام فى الجهرية.

کہنا غلط ہے، وہ تو تحریف ہے[1] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۱/۱۲/۹۵ھ

وعید کی آیات زیادہ ہیں یا وعدہ کی بشارتیں

سوال:- اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں اپنے قہر کا ذکر زیادہ فرمایا ہے یا رحمت کا، مجھے تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ غصہ وغضب کا ذکر زیادہ فرمایا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ایسا نہیں بلکہ رحمت کے وعدے اور بشارتیں زیادہ ہیں[2] عذاب وغضب کے لئے تو نافرمان کی قید ہے اور ثواب ورحمت کے لئے اعمال صالحہ کی قید نہیں۔ مثلاً معصوم بچے کچھ کئے بغیر ہی بخشے جائیں گے[3] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

کفار پر غصہ زیادہ ہے یا مسلمان پر؟

سوال:- اللہ تعالیٰ نے نافرمان مسلمان سے کتنے غصہ کا اظہار فرمایا ہے اور کفار سے کتنا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

کفار پر اتنا غصہ ہے کہ ہمیشہ کے لئے جہنم میں رہیں گے ان کے عذاب میں تخفیف

---

[1] تفصیلی تردید کے لئے ملاحظہ ہو مقدمہ تفسیر حقانی ص ۱۹/۴۸/۵۲/۔

[2] ان رحمتی سبقت غضبی (بخاری ص ۱۱۰۴/ج ۲/حدیث نمبر ۷۱۲۳/ کتاب التوحید باب قوله وكان عرشه على الماء الخ. مطبوعہ اشرفی دیوبند۔

ترجمہ: میری رحمت میرے غصہ پر غالب ہوا کرتی ہے۔

[3] وفيه دليل على ان اطفال المسلمين فى الجنة (عمدة القارى ص ۳۰/ج ۸/ باب فضل من مات له ولد فاحتسب. كتاب الجنائز (مطبوعہ دارالفکر بیروت)

بھی نہیں[۱] ہوگی، مسلم گنہگاروں پر اتنا غصہ نہیں وہ شفاعت کے ذریعہ بھی بخشے جائیں گے[۲]۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۴/۲/۹۰ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین دارالعلوم دیوبند

قرآن کریم میں تحریف کی علامات اور دلائل

سوال:- عام طور پر مسلمان کا یہی عقیدہ ہے کہ قرآن میں کوئی تحریف واقع نہیں ہے۔مگر ہم ذیل میں وہ اسباب درج کرتے ہیں جس سے شروع زمانہ میں قرآن میں تحریف واقع ہونے کے امکان کی طرف اشارہ ملتا ہے۔

(۱) بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ جو سورہ نمل کی تیسویں آیت کا جز اور وحی ہے۔ قرآن کی ترتیب دینے میں ہر سورت (سوائے سورہ توبہ کے) شروع میں اضافۃً تحریر کیا گیا ہے تاکہ قرآن مجید خدا کا نام لے کر شروع کیا جائے۔ ورنہ وہ نہ وحی ہے نہ کسی سورت کی آیت ہے اور نہ قراءت نماز میں اس کا پڑھنا واجب ہے۔

(۲) یبصط (۲۴۵-۲) بصطة (۶۹-۷) هم المصيطرون (۳۷-۵۲) لمصيطر (۲۲-۸۸) ان الفاظ کا صحیح املا ''س'' سے ہونا چاہیے۔اور قرأت نماز میں ''س'' ہی کا تلفظ

۱؎ إِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ (الی قوله تعالی) خٰلِدِيْنَ فِيْهَا لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ (الآية سورۂ بقرہ آیت ۱۶۱، ۱۶۲/)

ترجمہ: البتہ جو لوگ اسلام نہ لاویں اور اسی حالت غیر اسلام پر مر جاویں وہ ہمیشہ ہمیشہ کو اسی میں رہیں گے ان سے عذاب ہلکا نہ ہونے پاوے گا (بیان القرآن)

۲؎ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ شَفَاعَتِيْ لِاَهْلِ الْكَبَائِرِ مِنْ اُمَّتِيْ رواه الترمذی (مشکوٰۃ ص ۴۹۴/ باب الخوض و الشفاعة)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ سے آنحضرت ﷺ کا پاک ارشاد منقول ہے میری شفاعت میری امت کے اہل کبائر کیلئے ہوگی۔

صحیح ہے مگر کاتبان وحی نے ان کو ’’ص ‘‘ سے لکھا ہے۔

(۳) قرآن کے وہ ۲۵/ مقامات جن میں الف کا نہ پڑھنا ضروری ہے اگلے صفحہ میں نقشہ میں ملاحظہ فرماویں۔

بسم اللّٰه ۳ – ۱۹۲	ملائه ۱۰۳ – ۷	لشائ ۲۳ – ۱۸	ثمودا ۳۸ – ۲۹	بئس الاسم ۴۹ – ۱۱
افائن مات ۱۴۴ – ۳	لااوضعوا ۴۷ – ۹	لكناهو اللّٰه ۳۸ – ۱۸	ليربوافي ۳۹ – ۳	ثمودا ۵۱ – ۵۳
لاالى اللّٰه ۱۵۸ – ۳	ان ثمودا ۶۸ – ۱۱	افائن مات ۳۴ – ۲۱	لاالى الجحيم ۶۸ – ۳۷	لاانتم ۱۳ – ۵۹
ان تبؤا ۳۴ – ۵	امم لتتلوا ۳ – ۱۳	ثمودا ۳۸ – ۲۵	ليبلوا ۴ – ۴۷	سلٰسلا ۴ – ۷۶
من نبائ ۳۴ – ۶	لن ندعوا ۱۴ – ۱۸	لااذبحنه ۲۱ – ۲۲	نبلوا ۳۱ – ۴۷	قواريرا ۱۵ – ۷۶

ان مقامات میں کاتبان وحی نے الف کو بے ضرورت زیادہ لکھ کر وحی میں تحریف واقع ہونے کا موقع دیا۔

(۴) ننجی المؤمنین کو قرآن میں اس طرح لکھا ہوا ہے ننج المؤمنین (۸۸-۱۲) یہاں اخیر کی یاء حذف کردی گئی ہے۔

(۵) زید بن ثابتؓ کہتے ہیں کہ جب لَایَسْتَوِی الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُجَاهِدُوْنَ نازل ہوئی تو آپ ﷺ نے مجھے اس کے لکھنے کا حکم دیا پھر اس کے درمیان میں غَیْرُ اُولِی الضَّرَرِ کا اضافہ فرمایا۔

(۶) علامہ یاقوت نے معجم البلدان میں لکھا ہے کہ قریش کعبہ کا طواف کرتے ہوئے یہ الفاظ کہتے تھے۔ واللّٰتُ وَالْعُزّٰی ومناۃ الثالثۃ الاخریٰ ھؤلاءِ الغرانیق العُلیٰ وان

شفاعتهن لترتجی بعد میں اس عبارت کے اندر تحریف واقع ہوئی آخر کے حصہ کو مطلق نکال دیا گیا اور بقیہ عبارت کے الفاظ کو بدل کر موجودہ قرآن کی آیات (۱۹-۵۳) اور (۲۰-۵۳) کی شکل میں بدل دیا گیا۔

(۷) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَاالضَّالِّیْنَ کو غیر المغضوب علیھم وغیر الضّالین پڑھا ہے۔

(۸) وَمَاخَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ (۱۰۴-۸) حضرت ابن عباسؓ نے لیعبدون کو یعرفون پڑھا ہے، کیا قرآن میں تحریف واقع ہوئی ہے؟

سوال: -(۱) جو حضرات قرآنی آیتوں کی منسوخیت کے قائل ہیں وہ منسوخیت پر ذیل کی آیات سے استدلال کرتے ہیں ۱۰۶/۲ مگر یہ صریحاً غلط ہے۔ یہاں صرف اس طرف اشارہ ہے کہ اگلی کتابوں کے احکام منسوخ ہوئے نہ کہ قرآن کی آیات یا ان کے احکام۔ نسخ کے معنی زائل یا رفع کرنے کے ہیں۔ یعنی ایک آیت کی غلط فہمی کو دوسری آیت نسخ (زائل) یا رفع کر دیتی ہے۔ یا اگر ایک آیت کے معنی پوشیدہ ہوں اور وضاحت کے ساتھ نہ ہوں تو دوسری آیت اس معنی کو ظاہر اور واضح کر دیتی ہے، یا اگر ایک آیت کے معنی عام ہوں تو دوسری آیت اس معنی کو خاص کر دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نسخ کے یہی معنی ہیں۔ صراحتہً فرمائیے کیا نسخ کے یہ معنی صحیح ہیں؟

(۲) لفظ اللہ لغت کے اعتبار سے نہ کسی دوسرے لفظ کا مخرج و مشتق ہے نہ دو کلموں کا مرکب ہے نہ اس کی تذکیر و تانیث ہے نہ اس کی جمع ہے۔ جیسی ذات ہے ویسا ہی اس کا نام ہے، یہ اسم ذات ہے، صحیح فرمائیے۔

(۳) قرآن کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام انتقال کر چکے، ان کی وفات کے بارے میں جو آیات صاف صاف دلالت کرتی ہیں وہ یہ ہیں۔ (۵۵-۳) (۱۴-۵) (۱۱۷-۵) اور (۳۳-۱۹) اور جو آیات ان کی وفات کے بارے میں کنایۃً دلالت کرتی ہیں وہ یہ (۱۹۹-۳) (۷۵-۵) اور (۲۱-۱۵) ہاں صلیب پر ان کی وفات کی نفی

قرآن میں موجود ہے (۱۵۹-۹) لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ ان پر سرے سے طبعی موت واقع نہیں ہوئی۔ اوپر کی آیات کے تحت ان پر طبعی موت لاحق ہوئی ہے۔ اسی طرح حضرت ادریس علیہ السلام بھی انتقال کر چکے (آیت ۵۷-۱۶) میں حضرت ادریس علیہ السلام کو صرف مرتبہ نبوت پر فائز کرنا مراد ہے نہ کہ زندہ مع جسم آسمان پر اٹھالینا۔ یا اٹھالینے سے مراد ان کی معراج ہو، جس طرح حضور ﷺ اٹھا لئے گئے معراج میں، ہاں قرآن اوراحادیث صحیحہ میں موجود ہے کہ عام طور پر کُل انبیاءِ کرام اور شہداء کرام طبعی موت کے بعد بھی اس عالم میں زندہ اور حیات ہیں، مگر اس حیات کا علم صرف خدا کو ہے۔ (۱۵۹-۲) ہر ذی حیات اپنی طبعی موت کے بعد اس عالم میں تو فانی ہوجاتا ہے مگر دوسرے عالم میں زندہ رہتا ہے۔ مگر انبیاءِ کرام اور شہداء کرام اِس عالم اوراُس عالم دونوں میں زندہ رہتے ہیں تو میں ان دونوں عالم میں انبیاء کی اس حیات کا منکر ہوں کہ ان کی پیدائش سے لے کر اب تک بدون طبعی موت کے زندہ ہیں، میں اس حیات کا قائل ہوں کہ وہ پیدا ہوئے زندہ رہے طبعی موت واقع ہوئی۔ اس کے بعد بھی دُنیا وآخرت دونوں میں زندہ ہیں جیسے کل انبیاءِ کرام شہداءِ کرام زندہ ہیں۔ صحیح عقیدہ سے مطلع فرماویں۔

(۴) فرعون غرق ہوتا ہوا ایمان لاتا ہے اور باایمان غرق ہوجاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی لاش کو دریا میں ختم ہونے کے بجائے دریا سے نکال دیتا ہے۔ (۹۲-۹۱)
(۹۰-۱۰) چونکہ وہ آخری وقت پر ایمان لاکر شہید ہوا ہے اس لئے اس کی لاش جوں کی توں ایک نشانی کے لئے اب تک محفوظ ہے اور وہی ایک (Mummy) ہے، کیا یہ صحیح ہے؟

(۵) انہ لقول رسول کریم (۹۰-۱۸) اور (۱۹-۱۸) کیا ان آیات کے تحت قرآن کریم بھی رسول کا کلام ہے۔

(۶) وماانا علیکم بوکیل (۱۰۸-۱۰) کیا بحکم قرآن رسولِ خدا ﷺ شافعِ روز جزا شفیع المذنبین ہیں؟

(۷) ان الموجودات ھو اللہ یہ حدیث کس نے روایت فرمائی ہے، مطلع فرماویں۔

(یادداشت) تمام سوالات میں جو ہندسے مندرج ہیں ان میں پہلا ہندسہ (دائیں سے) قرآن پاک کی سورہ اور اس کے بعد کے ہندسہ سے اس سورہ کی آیات مراد ہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) سورۂ نمل میں بسم اللہ الرحمن الرحیم پوری آیت نہیں بلکہ آیت کا جز ہے اور ہر سورت کے شروع میں بسم اللہ الرحمن الرحیم پوری آیت ہے۔ اور بعض ائمہ نے اس کو ہر سورت کا جز قرار دیا ہے اس کی تفصیل ''احکام القرآن للجصاص[۱]'' اور ''احکام القنطرہ فی احکام البسملہ[۲]'' (مولانا عبدالحی لکھنوی) میں ہے یہ تحریف نہیں ہے۔

(۲) ان الفاظ کا رسم الخط دونوں طرح ہے اور تلفظ بھی دونوں طرح ہے۔ ایک کو راجح اور دوسرے کو مرجوح تو کہا جاسکتا ہے مگر غلط نہیں کہا جاسکتا۔ یہ تحریف نہیں[۳]۔

(۳) الخطان لایقا سان خط العروض وخط القراٰن. خط قرآن کو دوسرے عام خط پر قیاس کرنا درست نہیں۔ یہ توقیفی ہے[۴] اور اس کو تحریف کہنا غلط ہے۔

(۴) مثل (۳) ہے۔

---

[۱] وزعم الشافعی انھاآیة من کل سورة (احکام القرآن للجصاص ص ۹/ج ۱/القول فی ھل ھی من اوائل السور مطبوعہ بیروت)

[۲] الاول انھاآیة تامة من کل سورة الفاتحة وغیرھا وھوقول ابن کثیروعاصم والکسائی وغیرھم من قراء مکة والکوفة والیہ ذھب ابن مبارک والشافعی (احکام القنطرہ فی احکام البسملة ص ۲۲۰/)

[۳] تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو المقنع ورسم مصاحف الامصار مع کتاب النقط، تالیف الامام ابی عمر و عثمان بن سعیدالدانی المتوفی عام (۴۴۴ھ)

[۴] وقال ابن فارس الذی نقو ان الخط توقیفی لقولہ تعالیٰ علم بالقلم علم الانسان مالم یعلم ن والقلم ومایسطرون وان ھذہ الحروف داخلة فی الاسماء التی علم اللّٰہ آدم. (الاتقان ص ۱۴۵/ تا ۱۴۶/ج ۴/ومطبوعہ دارالفکربیروت ص ۱۶۶/ج ۲/النوع السادس والسبعون فی مرسوم الخط)

(۵) حضور اکرم ﷺ نے غیر اولی الضرر بذریعہ وحی فرمایا ہے اپنی طرف سے بلا وحی کے نہیں فرمایا ہے پس اس کو تحریف کہنا غلطی ہے[1]

(۶) علامہ آلوسیؒ، علامہ بغویؒ، امام رازیؒ، حافظ ابن کثیرؒ حافظ عینیؒ نے اس کی تردید کی ہے[2]

(۷، ۸) یہ تفسیر ہے تحریف نہیں۔

(۱) نسخ کے معنی مذکور بیان کرنے سے اگر یہ مقصد ہے کہ کسی آیت کے الفاظ منسوخ نہیں ہوئے تو یہ غلط ہے۔ کتب حدیث اور تفسیر میں منسوخ شدہ الفاظ بھی سند کے ساتھ منقول ہیں[3]

(۲) قولِ راجح یہی ہے دوسرے اقوال بھی ہیں جو کہ تفسیر بیضاوی[4] میں مذکور ہیں۔

---

[1] عن ابن شهاب قال حدثني سهل بن سعد الساعدى انه رأى مروان بن الحكم فى المسجد فاقبلت حتى جلست الى جنبه فاخبرنا ان زيدبن ثابت اخبره ان رسول الله ﷺ املىٰ عليه لايستوى القاعدون من المومنين والمجاهدون فى سبيل الله فجاء ابن ام مكتوم وهو يملها علىَّ قال يا رسول الله والله لواستطيع الجهاد لجاهدت وكان اعمىٰ فانزل الله على رسوله وفخذه علىَّ فخذى فثقلت علىَّ حتى خفت ان ترض فخذى ثم سرى عنه فانزل الله غير اولى الضرر (بخارى ص ۶۶۰/ تا ۶۶۱/ ج۲/ كتاب التفسير سورة النساء ،باب لايستوى القاعدون الخ)

[2] اما اهل التحقيق فقدقالواهذه الرواية باطلة موضوعة واحتجوا عليه بالقران والسنة والمعقول (التفسير الكبير ص ۴۴/ ج۱۲/ ومطبوعه دارالفكر بيروت ص ۶۸ ۱/ ج۶/ سورة الحج تحت آيت ۵۲/) وفى البحران هذه القصة سئل عنهاالامام محمدبن اسحاق جامع السيرة النبوية فقال هذامن وضع الزنادقة وصنف فى ذلك كتابا (روح المعانى ص۱۷۷/ ج۹/ ومطبوعه مصطفائى ديوبند سورۂ حج)وما قيل كان ذلك بسبب ماالقى الشيطان فى اثناء قراءة رسول اللّٰه ﷺ (تلك الغرانق العلى منهاالشفاعة ترتجى) فلا حجة له نقلاوعقلاً(عمدة القارى ص ۱۸۱/ ج۹/ تفسير ابن كثير ص ۲۰۰/ تا۲۰۳/ ج ۵/ تفسير بغوى ص ۲۹۲/ تا۲۹۴/ ج۳/ هامش مظهرى ص ۳۳۳/ تا۳۳۴/ ج۶/ سورۂ حج)

[3] ملاحظہ ہو اتقان ص ۲۰/ ج ۲/ مطبوعه دارالفكر النوع السابع والاربعون فى ناسخه ومنسوخه.

[4] تفسير بيضاوى ص۵/ ج ۱/ سورة الفاتحة تحت بسم الله الخ (مطبوعه رشيديه دهلى)

(۳) صحیح عقیدہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ آسمان پر اُٹھایا گیا ہے وہ پھر اس دُنیا میں تشریف لاویں گے اور کافی مدت قیام کریں گے اس کے بعد ان پر موت طاری ہوگی ''عقیدۃ الاسلام فی حیاۃ عیسیٰ علیہ السلام میں اس پر نہایت قوی دلائل قائم کئے گئے ہیں[۱]

(۴) موت کو دیکھ کر ایمان لانا معتبر نہیں۔ قرآن پاک اور حدیث شریف اور فقہ سے ایسا ہی ثابت ہے۔ فرعون کا ایمان بھی معتبر نہیں ہے[۲] اس کی لاش کو باہر نکال کر پھینک دینا اس واسطے تھا کہ دُنیا دیکھے کہ یہی ہے جو خدائی کا دعویٰ کرتا تھا، اس کا جسم کیسا بے بس اور بے حس و حرکت پڑا ہوا ہے اور آج بھی وہ عبرت کا ذریعہ ہے۔ تا کہ کوئی ذی عقل اس قسم کا دعویٰ نہ کرے۔

(۵) قرآن پاک اللہ تعالیٰ کا کلام ہے، اس کی کتاب ہے، اس نے نازل فرمائی ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو لوگوں کو سنایا، سمجھایا اور اس پر عمل کیا۔ قرآن پاک میں اس کی جگہ جگہ تصریح ہے۔ اپنی طرف سے بنا کر اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب نہیں کیا۔ ایسا کرتے تو سخت گرفت میں آجاتے۔ یہ بھی صراحۃً مذکور ہے[۳]

---

[۱] ملاحظہ ہو عقیدۃ الاسلام ص۲۴، ۲۵/ مطبوعہ مجلس علمی ڈابھیل۔

[۲] وقد صرحوا ایضا بان ایمان البأس والیأس غیر مقبول ولاشک ان ایمان المخذول کان من ذلک القبیل وانکاره مکابرة وقدحکی اجماع الائمة المجتهدین علی عدم القبول ومستندهم فیه الکتاب والسنة (روح المعانی ص۱۸۷/ ج۱۱/ مطبوعه مصطفائی دیوبند سورۂ یونس آیت ۹۲/)(ببدنک لتکون لمن خلفک آیة)ای لتکون لمن یأتی بعدک من الأمم إذا سمعوا حال امرک ممن شاهدمالک وماعراک عبرة ونکالامن الطغیان اوحجة تدلهم علی ان الانسان وان بلغ الغایة القصوی من عظم الشأن وعلوالکبریاء وقوة السلطان فهومملوک مقهور بعید من مظان الالوهیة والربوبیه (روح المعانی ص۱۸۴/ ج۱۱/مطبوعه مصطفائی دیوبند سورۂ یونس تحت آیت ۹۲/)

[۳] تَنۡزِیۡلٌ مِّنۡ رَّبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ وَلَوۡ تَقَوَّلَ عَلَیۡنَا بَعۡضَ الۡاَقَاوِیۡلِ، لَاَخَذۡنَا مِنۡهُ بِالۡیَمِیۡنِ، ثُمَّ لَقَطَعۡنَا مِنۡهُ الۡوَتِیۡنَ (سورة الحاقة آیت ۴۶/تا ۴۴/)**ترجمه**: رب العلمین کی طرف سے بھیجا ہوا ہے اور اگر یہ ہمارے ذمہ کچھ باتیں لگا دیتے تو ہم ان کا داہنا ہاتھ پکڑتے پھر ہم ان کی رگ دل کاٹ ڈالتے (بیان القرآن)

(۶) روز جزاء میں شفاعت قرآن پاک اور حدیثوں سے ثابت ہے۔[۱]

(۷) آپ نے اس کا حدیث ہونا کہاں سے معلوم کیا ہے یہ حدیث نہیں ہے۔

تنبیہ: قرآن پاک کا بغیر استاذ عالم ماہر کے از خود مطالعہ کرنے اور ترجمہ دیکھنے سے، نیز دین اسلام میں مہارت حاصل کئے بغیر، اہل باطل کی کتابیں مطالعہ کرنے سے اس قسم کے شبہات پیدا ہوتے ہیں۔ اس لئے اس سے پوری احتیاط کی ضرورت ہے کہ اس کے نتائج نہایت خطرناک ہیں۔ اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔ آمین۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۸/۴/۸۷ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۸/۴/۸۷ھ

[۱] الاحادیث فی باب الشفاعة متواترة المعنی ومن الادلة علی تحقیق الشفاعة قوله تعالیٰ واستغفر لذنبک وللمومنین والمومنات (شرح فقه اکبر ص ۱۱۴/ مطبوعه رحیمیه دیوبند)

باب دوم: آدابِ قرآن

قرآن شریف کی طرف پشت کرنا

سوال:- کمرہ کے دروازے کے سامنے اندر الماری میں قرآن پاک رکھا ہوا ہے نکلتے وقت اس کی جانب پشت ہو جاتی ہے تو کیا یہ خلاف ادب ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر وہ ادب واحترام کے ساتھ رکھا ہوا ہے۔ تو اس طرح نکلتے وقت اس طرف پشت ہو جانا خلاف ادب نہیں[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

قرآن شریف کی طرف پیر پھیلانا

سوال:- قرآن کریم اونچی الماری یا دیوار کے طاق پر رکھا ہے تو چار پائی پر اسی کمرہ میں اس کی طرف پیر کر کے لیٹنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر قرآن شریف پیروں کی سیدھ میں نہیں بلکہ بلند ہے تو اس میں گنجائش ہے[2]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] لو کان المصحف معلقاً فی الوتد وھو قد مدالرجل الی ذٰلک الجانب لایکرہ کذافی الغرائب (الھندیہ ص۳۲۲ / ج۵ / کتاب الکراہیۃ الباب الخامس) ویجوز وضع المصحف فی کوۃ طاھرۃ من غیر فرش لکن الاولی بفرش الخ (فتاویٰ حدیثیہ ص ۲۳۲ / مطلب فی انہ یکرہ اخذالفال من المصحف طبع دارالمعرفۃ بیروت) (حاشیہ نمبر۲ اگلے صفحہ ملاحظہ فرمائیں)

جس کمرہ میں قرآن پاک ہواس میں بیوی سے ہمبستری کرنا

سوال:-جس کمرہ میں قرآن پاک رکھا ہوا ہے۔ایک صاحب کہتے ہیں کہ اس کمرہ میں بیوی سے ہم بستری نہ ہونا چاہیے۔کیا یہ صحیح ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

اگر قرآن شریف طاق یا الماری میں اونچی جگہ حفاظت سے رکھا ہوا ہے تو اس کمرے میں بیوی سے ہم بستری میں کوئی مضائقہ نہیں[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

بیت الخلاء جانا حمائل شریف لئے ہوئے

سوال:-کسی شخص کے پاس حمائل شریف ہے اور بڑے استنجے کی حاجت درپیش ہے۔اب وہ کیا کرے؟

الجواب حامداًومصلیاً

حمائل شریف کو اپنے سے الگ کرکے ادب واحترام کے ساتھ کہیں رکھ دے پھر

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) [۲] وفی الخلاصہ مدالرجلین الی جانب المصحف اذالم یکن بحذائه لایکره و کذالو کان المصحف معلقاً بالوتدوهومادالرجلین الی جانب المصحف لایکره (طحطاوی علی مراقی الفلاح مصری ص ۱۱۸/ باب الحیض والنفاس والاستحاضۃ)قالویکره ان یمدرجلیه فی النوم وغیره الی القبلة او المصحف او کتب الفقه الا ان تکون علی مکان مرتفع عن المحاذاة(فتح القدیر ص ۴۲۰/ ج ۱/کتاب الصلوة ،باب مایفسد الصلوة فصل ویکره استقبال القبلة بالفرج الخ طبع دار الفکر الهندیه ص ۳۲۲/ج۵/کتاب الکراهیة الباب الخامس فتاوی حدیثیة ص ۲۳۲/مطلب فی انه یکره اخذالفال من المصحف دارالمعرفة بیروت)

[۱] یجوزقربان المرأة فی بیت فیه مصحف مستور (البحرالرائق ص ۲۱۳/ج ۱/،۲۰۲/ج ۱/ باب الحیض طبع کوئٹه پاکستان، الهندیه ص ۳۲۲/ج۵/کتاب الکراهیة ،الباب الخامس)

فراغت حاصل کرلے۔ کہیں جگہ نہ ہو اور حمائل جیب میں ہو اور جنگل میں صاف جگہ بیٹھ کر ضرورت پوری کرلے تب بھی گناہ نہ ہوگا۔

اذا كان عليه خاتم وعليه شئی من القرآن مكتوب او كتب عليه اسم الله فدخل المخرج معه يكره وان اتخذلنفسه مبالا طاهرا (عالمگيری ص ۹۴/ ج ۴/)[۱]

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹۲/۱۲/۲۵ھ

اس کمرہ کی چھت پر چلنا جس میں قرآن مجید موجود ہو

سوال:- ایک کنواں جس میں ہزاروں قرآن پاک ٹھنڈے کئے ہوتے ہیں اس کا منھ بند کرکے برابر کردیا جاتا ہے۔اس پر چلنے والے گنہگار رہوں گے یا نہیں؟ جبکہ یہ معلوم ہے کہ یہ کنواں اس طرح کا ہے جس کو بند کیا گیا ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

جانتے ہوئے تو احتیاط کرنا بہتر ہے ورنہ اسکی مثال ایسی ہے جیسے مکان کے اندر قرآن شریف ہو اور اسکی چھت پر چلنا پھرنا ہو[۲] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

قرآن کے پارہ کو بغل میں دبا کر چلنا

سوال:- زید قرآن پاک کے کسی جز کو بغل میں دبا کر مسجد سے باہر بغرض تلاوت

---

[۱] عالم گيری، كوئٹه ص ۳۲۳/ ج۵/ كتاب الكراهية، الباب الخامس (الهنديه ص ۳۳۳/ ج۵/ مصری)

[۲] واذاكتب اسم الله تعالىٰ على كاغذ ووضع تحت طنفسة يجلسون عليهافقدقيل يكره وقيل لايكره وقال الاتری انه لووضع فی البيت لابأس بالنوم على سطحه عالمگيری كوئٹه ص ۳۲۲/ ج۵/ كتاب الكراهية الباب الخامس فی آداب المسجدالخ .

لاتا ہے تو آیا یہ قرآن کے ساتھ سوء ادبی ہے یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

اگر بغل میں دبا کر سینہ سے لگا کر لاتا ہے تو سوء ادبی نہیں یہی عرف ہے ایک بزرگ نے قرآن کریم کی تفسیر لکھی اور فرمایا

روز قیامت چوں نہد در دست ہر کس نامۂ من نیز حاضر می شوم تفسیر قرآن در بغل[۱]

فقط واللہ تعالیٰ جل مجدہ اعلم بالصواب

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۴۰۰/۱۰/۲۸ھ

قرآن پاک قصداً زمین پر پھینکنے کا حکم

سوال:- ایک عورت بیوقوف بے عقل ہے اس نے قصداً قرآن شریف کو اٹھا کر ہاتھوں میں لیکر زمین پر گرادیا ہے۔ اس کا مسئلہ کیا ہے اور اس عورت کو گھر میں رکھنے کا کیا مسئلہ ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

جس عورت نے قصداً قرآن کریم کی یہ بے ادبی کی ہے اسکو کلمۂ شریف پڑھا کر توبہ کرائی جائے اور اسکا نکاح بھی دوبارہ کرایا جائے[۲] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۱/۱۰/۲۰ھ

---

[۱] قیامت کے دن جب ہر شخص اپنا نامۂ اعمال اپنے ہاتھ میں رکھے گا۔ میں بھی قرآن کی تفسیر بغل میں دبائے ہوئے حاضر ہوں گا۔

[۲] استخف بالقرآن اوبالمسجداوبنحوه ممایعظم فی الشرع الی قولہ اوسخربایة منه کفر، مجمع الانہر ص۵۰۷/ج۲/ ان الفاظ الکفر انواع . مطبوعه دار الکتب العلمیه بیروت، مایکون کفرااتفاقاً یبطل العمل والنکاح وفی الشامیة ویجددبینهماالنکاح الخ الدرالمختارعلی هامش ردالمحتار زکریا ص۳۹۱،۳۹۰/ج۲/باب المرتد، مطلب جملة من لایقتل اذاارتد،کتاب الشفاء ص ۲۵۰/ ج۲/ فصل فی حکم من استخف بالقرآن الخ مطبوعه موسسة الکتب الثقافیة بیروت .

قرآن شریف جیب میں رکھنا

سوال:- میرے پاس قرآن شریف پاکٹ سائز ہے اور وہ ہر وقت میری جیب میں ہی رہتا ہے کیا میں اس کو پاخانہ میں بھی ساتھ رکھ سکتا ہوں یا نہیں اور ظاہر ہے کہ میں ہر وقت باوضو تو ہوتا نہیں تو اندیشہ ہے کہ میرا ہاتھ میری جیب میں پڑتا ہو کیا یہ جائز ہے یا نہیں مہربانی کر کے کوئی ایسی صورت بتائیں کہ میں قرآن شریف کو ہر وقت ساتھ رکھا کروں اور تلاوت کیا کروں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ طریقہ مناسب نہیں کہ قرآن کریم ہر وقت جیب میں رکھا رہے کبھی نا کبھی ناپاک جگہ بھی جانا ہوتا ہے۔ کبھی بے وضو بھی ہاتھ لگ جاتا ہے[۱] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

بے وضو بچوں کو قرآن دینا

سوال:- وہ نابالغ بچے جو پیشاب کرنے کے بعد پانی استعمال نہیں کرتے انھیں قرآن شریف پڑھنے کے لئے دینا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

گنجائش ہے[۲] مگر ان کو طہارت کی ہدایت کی جائے اور عادی بنایا جائے۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] اذا كان دراهم مكتوب فيهااسم الله تعالىٰ او شئ من القرآن فادخلهامع نفسه المخرج يكره. (عالمگیری کوئٹہ ص ۳۲۳ ج۵ كتاب الكراهية الباب الخامس فی آداب المسجدوالقبلة والمصحف الخ.)

[۲] لاباس بدفع المصحف واللوح الى الصبيان لانهم لايخاطبون (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ کیجئے)

نابالغ سے ختم کرانا

سوال:- ہمارے یہاں گھروں میں ختم شریف کراتے ہیں۔ بہت سے بچے ناپاک کہ جن کو کچھ ناپاکی کی تمیز نہیں ہے وہ بھی پڑھتے ہیں۔ قرآن پاک میں کئی جگہ سجدہ آتا ہے وہ ایک مرتبہ بھی سجدہ نہیں کرتے۔ اس طرح پر ختم کرانا درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

جو بچے نابالغ اور ناسمجھ ہوں ان پر سجدۂ تلاوت واجب نہیں [1]۔ جب وہ قرآن کریم پڑھتے ہیں تو ان کو بھی ثواب ملتا ہے [2]۔ بڑوں کے ذمہ ہے کہ پاکی، ناپاکی کی تمیز سکھائیں [3]۔

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) بالطهارة وان أمروابهاتخلقاً (كبيرى ص ۵۹/فروع بعد سنن الغسل طبع سهيل اكيڈمى لاهور) (ولابأس بدفع المصحف الى الصبيان) معناه لابأس بان يدفع الطاهرون المصحف الى الصبيان المحدثين الخ عناية مع فتح القدير ص ۱۶۹/ج ۱/ كتاب الطهارت باب الحيض والاستحاضه مطبوعه دارالفكر، فتاوى حديثية ص ۱۶۵/،۲۳۲/ مطلب فى انه يكره اخذ الفال من المصحف، دارالمعرفة بيروت، الهندية ص ۳۹/ج ۱/ كتاب الطهارة، الباب السادس، الفصل الرابع طبع دارالكتاب ديوبند، طحطاوى على مراقى الفلاح ص ۱۱۵/ باب الحيض والنفاس والاستحاضه مطبوعه مصر، نفع المفتى والسائل ص ۱۱۱/مطبوعه رحيميه ديوبند ص ۱۲۴/ مطبع يوسفى لكهنؤ، باب مايتعلق بتلاوة القرآن، شرح شرعةالاسلام ص ۶۲/فتاوى حموى ۱۸۴/)

---

[1] لو كان التالى كافرااومجنوناً اوصبياً (الى قوله) لم يلزمهم (الهندية ص ۱۳۲/ج ۱/مصرى كتاب الصلوة الباب الثالث عشر)

[2] عبدالله بن مسعودؓ يقول قال رسول ﷺ من قرأ حرفاً من كتاب الله فله به حسنةوالحسنة بعشر امثالهاترمذى شريف ص ۱۱۹/ج ۲/باب ماجاء من قرأ حرفاً الخ ابواب الفضائل مكتبه بلال ديوبند.

[3] لاباس بدفع المصحف واللوح الى الصبيان لانهم لايخاطبون بالطهارة وان امروابهاتخلقاً واعتياداً (كبيرى ص ۵۹/ سنن الغسل طبع لاهور، عناية مع الفتح ص ۱۶۹/كتاب الطهارة باب الحيض طبع دارالفكر، فتاوى حديثية ص ۱۶۵/،ص ۲۳۲/مطبوعه دارالمعرفة بيروت)

میت کو ثواب پہنچانا بہت اچھا ہے اس سے ثواب پہنچانے والے کو بھی فائدہ ہوتا ہے اور میت کو بھی[1] لیکن جبکہ یہ ثواب پہنچانا شریعت کے موافق ہو یعنی اخلاص کے ساتھ ہو۔ ریا کاری، رسم کی پابندی، سوم، دہم، چہلم وغیرہ نہ ہو[2] اور پڑھنے والے بھی ثواب کے لئے پڑھیں، چنوں، الا ئچی دانوں، دعوت، پیسوں کے لالچ سے نہ پڑھیں ورنہ ثواب نہیں ہوگا بلکہ گناہ ہوگا[3]۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

کتابت قرآن بلا وضو

سوال:- بلا وضو قرآن مجید کو لکھنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر کاغذ ہاتھ میں لے کر لکھتا ہے تو ناجائز ہے اگر کاغذ کو ہاتھ نہیں لگاتا بلکہ کاغذ کسی چیز پر

---

[1] من صام اوصلی او تصدق وجعل ثوابه لغيره من الاموات والاحياء جازويصل ثوابها اليهم عند اهل السنة والجماعة شامی کراچی ص۲۴۳/ ج۲/ مطلب فی القراء قللميت.

[2] ويكره اتخاذالطعام فی اليوم الاول والثالث وبعدالاسبوع شامی کراچی ص۲۴۰/ ج۲/ مطلب فی کراهة الضيافة.

[3] ولايصح الاستئجارعلیٰ القرآة واهدئهاالی الميت لانه لم ينقل عن احدمن الائمة فی الاذن فی ذٰلک وقدقال العلماء ان القاری اذاقراء لاجل المال فلاثواب له فای شئی يهديه الیٰ الميت وانما يصل الیٰ الميت العمل الصالح وممن صرح بذالک ايضاالامام البرکوی فقال الفصل الثالث فی امورمبتدعة باطلة اکب الناس عليهاعلی ظن انهاقرب مقصوده الیٰ ان قال ومنها الوصية من الميت باتخاذالطعام والضيافة يوم موته أو بعده وباعطاء دارهم لمن يتلوالقرآن لروحه اويسبح اويهلل له وکلهابدع منکرات باطلة والمأ خوذمنهاحرام وهوعاص بالتلاوة والذکرلاجل الدنياشامی زکرياص۷۸ج۹ کتاب الاجارة باب الاجارة الفاسدة مطلب فی الاستئجارعلیٰ الطاعات.

رکھا ہوا اور اس پر صرف قلم چلتا ہو تو مکروہ ہے۔ طحطاوی ص ۷۷ ر[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیو بند

طلبہ کا بے وضو قرآن پڑھنا

سوال:۔طلباء کو قرآن شریف وضو سے پڑھنا چاہیے یا بلا وضو اگر پانی کا طلباء کے لئے انتظام نہ ہو تو شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جو طلبہ بالغ ہوں ان کو قرآن شریف ہاتھ میں لے کر باوضو پڑھنا چاہیے اور جو نابالغ ہوں ان کو بلا وضو بھی ہاتھ میں لے کر پڑھنا درست ہے[۲] بالغ طلبہ کو اگر پانی کا انتظام دشوار ہو تو بلا وضو قرآن شریف ہاتھ نہیں لگانا چاہیے۔ بلکہ کپڑے یا قلم وغیرہ سے ورق الٹنا چاہیے[۳]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۴/۷/۵۲ھ

صحیح: عبد اللطیف ناظم مدرسہ مظاہر علوم ۱۶/ رجب المرجب ۵۲ھ

---

[۱] واما كتابة القرآن فلاباس بها اذا كانت الصحيفة على الارض عندابى يوسف لانه ليس بحامل للصحيفة وكره ذلك محمدؒ وبه اخذ مشائخ بخارى (طحطاوى على مراقى مصرى ص ۱۱۵/ باب الحيض والنفاس والاستحاضه كبيرى ۵۸/سنن الغسل،طبع لاهور)

[۲] لاباس بدفع المصحف واللوح الى الصبيان لانهم لايخاطبون بالطهارة (كبيرى ص ۵۹/ فروع بعد سنن الغسل طبع سهيل اكيڈمى لاهور.

[۳] يحرم (مسها الابغلاف)متجاف عن القرآن (الى قوله)ويجوزتقليب اوراق المصحف بنحوقلم للقراءه الخ (طحطاوى على مراقى الفلاح ص ۱۱۴/تا ۱۱۵/باب الحيض والنفاس والاستحاضه طبع مصر ، كبيرى ۵۸/سنن الغسل،مطبوعه لاهور)

قرآن پاک کو بے وضو چھونا کیسا ہے؟

سوال: -قرآن کو بے وضو چھونا کیسا ہے۔ایک صاحب کا کہنا ہے کہ لایمسہ الا المطھرون سے باوضو چھونے کا حکم ثابت نہیں ہوتا کیونکہ المطھرون سے فرشتے مراد ہیں کیا یہ صحیح ہے؟ بحوالہ تفسیر وحدیث تحریر فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

لَایَمَسُّہٗ کو اگر خبر مانا جائے تو مُطَھَّرُوْنَ سے مراد ملائکہ ہیں اور ضمیر مفعول راجع ہوگی کِتَابٌ مَّکْنُوْنٌ کی طرف جس سے مراد لوح محفوظ ہے اگر اس کو نہی مانا جائے تو اس سے مقصد یہ ہوگا کہ قرآن پاک کو بلا طہارت کے مس نہ کیا جائے۔حافظ ابوبکر جصاصؒ نے اس کو اولیٰ قرار دیا ہے اور حدیثِ عمرو بن حزم کو استدلال میں پیش کیا ہے۔انہ کتب فی کتابہ لعمرو بن حزم ولایمس القرآن الاطاھر فوجب ان یکون نھیہ ذلک بالآیۃ احکام القرآن[1] ص ۵۱۱/ ج ۳/۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

معلم معذور کا قرآن کریم کو بلا وضو ہاتھ لگانا

سوال: -اگر کوئی معلمِ قرآن شریف پیٹ کا مریض ہو اس کا وضو زیادہ دیر تک نہ رہتا ہو اس کے لئے بغیر وضو کے یا تیمّم سے قرآن چھونے میں کچھ گنجائش ہو سکتی ہے یا نہیں؟

---

[1] قال ابوبکر ان حمل اللفظ علی حقیقۃ الخبر فالاولی ان یکون المراد القرء ان الذی عنداللّٰہ والمطھرون الملائکۃ وان حمل علی النھی وان کان فی صورۃ الخبر کان عموماً فیناوھذااولی ممارُوی عن النبی ﷺ فی اخبار متظاھرۃ انہ کتب لعمروبن حزم (احکام القرآن للجصاص ص ۴۱۶/ ج ۳/ طبع دارالکتاب بیروت)

الجواب حامداً ومصلیاً

ایسا شخص رومال ہاتھ میں لے کر اس سے چھولیا کرے[۱] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

بلا وضو کتب تفسیر کو مس کرنا

سوال:- قرآن پاک کی تفسیر جس میں اکثر اردو ہے اور کہیں کہیں قرآن کریم کی آیتیں مکتوب ہیں ایسی کتاب کو بغیر وضو ہاتھ لگانا جائز ہوگا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ایسی کتاب کو بغیر وضو ہاتھ لگانا درست ہے لیکن جہاں قرآن پاک لکھا ہوا ہو اس کو ہاتھ نہ لگائے خالی جگہ اجازت ہے[۲] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

کتب تفسیر کو بلا وضو مس کرنا

سوال:- قاضی، مفتی، طلبہ خصوصاً کتب تفسیر وحدیث پڑھنے والے اگر صاحب اعذار ہوں تو ان کو ان کتابوں کا مس کرنا بلا کراہت جائز ہے یا نہیں اگر مکروہ ہے تو کس درجہ کا مکروہ،

---

[۱] وكذا المحدث مايمس المصحف الابغلافه (الهداية ص ۶۴ / ج ۱ / باب الحيض مكتبه تهانوى ديوبند، كبيرى ص ۵۸ / سنن الغسل طبع سهيل اكيڈمى لاهور، مراقى الفلاح ص ۱۱۵ / باب الحيض والنفاس طبع مصر)

[۲] وفيما عدا المصحف انما يحرم مس الكتابة لا الحواشى ويحرم الكل فى المصحف (طحطاوى على المراقى ص ۱۱۴ / باب الحيض والنفاس مطبوعه مصرى) لايجوز مس المصحف كله المكتوب وغيره بخلاف غيره فانه لايمنع الامس المكتوب كذاذكره فى السراج (البحرالرائق ص ۲۰۱ / ج ۱ / باب الحيض طبع كوئٹه)

نہیں تو کیوں جو بھی متعین ہو اس کے مرتکب پر شرعاً کیا حکم ہے تصریح اعذار موصوفہ کے رات و دن اکثر اوقات میں ممارست ومزاولت کتب مذکورہ ہوتی رہتی ہیں مثلاً بوقت مطالعہ وتکرار سبق علاوہ اسکے مثلاً مطالعہ کررہا ہے اتفاق سے نیند آ گئی دوبارہ وضو کیا پھر ثانیاً وثالثاً اس قسم کا واقعہ پیش آتا رہا۔

فرض کیجئے اگر مقام وضوء نیز دور ہو اور موسم سردی بھی ہو اور ان اوقات میں اگر وضو کے پابند ہوں گے تو مذکورہ امور میں سخت نقصان واقع ہوتا ہے اوران پر مخفی نہ رہے کہ اعذار مسطورہ ہوتے ہوئے تیمّم کر لینا کافی ہے یا نہیں مدلل تحریر فرماویں گے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کے نزدیک صورت مسئولہ میں مس کرنا مکروہ نہیں۔

ویکره ایضاللمحدث ونحوه مس تفسیرالقرآن وکتب الفقه وكذا كتب السنن لانهالاتخلوعن آیات وهذاالتعليل يمنع مَسَّ شروح النحوايضاوفى الخلاصة وكذاكتب الاحاديث والفقه عندهماوالاصح لايكره عندابى حنيفةؒ انتهى ووجه قول ابى حنيفةؒ انه لايسمى ماسالقرآن لان مافيه منه بمنزلة التابع فكان كما لوتوسد خرجاًفيه مصحف اوركب فوقه فى السفر وان اخذه اى التفسيروكتب الفقه بكمه لاباس به لان فيه ضرورةلتكررالحاجة الى اخذهٖ زيادة على الحاجة الىٰ اخذ المصحف لان القرآن يقرأ حفظاً فى الغالب بخلاف التفسيروالفقه وهذاالفرق انما يحتاج اليه علىٰ قول من كره مس القرآن بالكم ا ه غنية المستملى للحلبى[1] ص۵۷/.

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مظاہر علوم سہارنپور ۱۹/۱۲/۵۸ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ۔ صحیح: عبداللطیف

---

[1] غنية المستملى للحلبى ص ۵۹/فروع ان اجنبت المرأة لاهور باكستان البحرالرائق ص ۲۰۱/ج ۱/باب الحيض كوئٹه طحطاوى ص ۱۱۵/باب الحيض مصرى .

بے وضو وغسل کتابیں پڑھنا

سوال:-(الف) وہ کتاب جس میں قرآن مجید وحدیث لکھی ہوئی ہو علاوہ فقہ و اصول کے مثلاً نحو کی کتاب ہو تو ایسی کتاب کو بے وضو پڑھنا کیسا ہے۔(ب) اور وہ کتاب جس میں بجز بسملہ کے اور قرآن وحدیث لکھی ہوئی نہ ہو مثلاً منطق کی کتاب ہے تو ایسی کتاب کو جنبی پڑھ سکتا ہے یا نہیں۔ نیز مفسرین کو بے وضو چھونا کیسا ہے۔ فقط

الجواب حامداً ومصلیاً

(الف) ایسی نحو کی کتاب کو بغیر وضو پڑھنا درست ہے۔(ب) ایسی کتاب جنبی پڑھ سکتا ہے بروقت ضرورت جائز ہے مگر بہتر نہیں، اور جب چھوئے تو جس جگہ قرآن شریف لکھا ہے اس جگہ پر ہاتھ نہ لگائے[۱]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ مظاہر علوم

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم ۲/ذی الحجہ ۵۷ھ

ردی کاغذ کا گتا بنانا

سوال:-موجودہ دور میں کاغذ کی افراط کے ساتھ ردی کی بھی بہت کثرت ہے۔ اس میں اردو اخبارات جس میں ترجمہ احادیث اور ترجمہ قرآن پاک بھی ہوتا ہے۔ نیز بہشتی زیور، اردو فقہ یا عربی قواعد وغیرہ کے اوراق ہوتے ہیں، ان کا مصرف کیا ہے؟ آج کل گتا میل گتا بنانے کے واسطے یہ ردی خریدتا ہے اور وہ وہاں ڈھل کر صاف ہو کر گتا بنانے کے کام میں آجاتی ہے، جو انسان کی ضرورت کے کام آتا ہے۔ اور ردی کی فروختگی میں مسلمان کو نفع

---

[۱] لایجوز مس المصحف کلہ المکتوب وغیرہ بخلاف غیرہ فانہ لایمنع الامس المکتوب کذا ذکرہ فی السراج (البحر ص ۲۰۱/ج ۱/باب الحیض کوئٹہ.

بھی ہے۔ چونکہ اکثر اردو پریس اور اردو کتب خانہ مسلم آدمیوں کے ہیں اور اس میں ان کا کافی نقصان بھی ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر وہ ان اوراق کی بے ادبی نہیں کرتے، نجاست میں استعمال نہیں کرتے، ان کو دھوکر گتا بناتے ہیں تو ان کے ہاتھ فروخت کرنا شرعاً درست ہے[۱]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۳/۵/۹۰ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

اخبارات میں قرآن پاک کی آیات یا ان کا ترجمہ شائع کرنا

سوال:- بعض اخبارات ورسائل میں قرآن پاک کی آیات شائع ہوتی رہتی ہیں جن کو لوگ عام طور سے ردی میں فروخت کر دیتے ہیں اب سوال یہ ہے کہ ردی میں فروخت کرنا اور اخبارات ورسائل میں آیات کا شائع کرنا کیسا ہے۔ نیز اگر صرف اردو یا ہندی ترجمہ شائع کریں تو صورت مذکورہ میں اس کا حکم کیا ہے؟ فقط

الجواب حامداً ومصلیاً

دین کی اشاعت کے لئے آیات کا لکھنا اور ان کا ترجمہ کرنا اور ان کا چھاپ کر شائع کرنا درست ہے[۲] لیکن ان کا ردی میں استعمال کرنا درست نہیں احترام کے خلاف ہے[۳]۔

---

[۱] ولو كان فيه (كاغذ)اسم الله تعالىٰ او اسم النبی ﷺ يجوز محوه ليلف فيه شئی كذافی الغنية ولو محالو حاكتب فيه القرآن واستعمله فی امرالدينايجوز (الھندیہ ص۳۲۲/ج۵/مصری کتاب الکراھیۃ الباب الخامس)

[۲] فان كتب القرآن وتفسير كل حرف وترجمته جاز اھ (الشامی نعمانيه ص۳۲۷/ج ۱/ كتاب الصلوة مطلب فی بيان المتواتر والشاذ)

[۳] ويكره أن يجعل شيأ فی كاغذة فيهااسم الله تعالىٰ كانت (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

محض ترجمہ کا بھی احترام لازم ہے۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

قرآن کریم کلینڈر اور اخبار میں چھپوانا

سوال:-قرآن کریم کلینڈر پر چھپوا کر دوکانوں اور مکانوں پر لگاتے ہیں بہ نیت زیبائش۔ جو کچھ دنوں میں دیواروں سے گرکر نالوں، کوڑہ خانوں کی نذر ہوجاتا ہے جس سے قرآن کریم کی بے حرمتی ہوتی ہے۔اخبارات میں بکثرت کلام اللہ چھپتا ہے جو دوکانوں پر پنساری استعمال کرتے ہیں، ان کی پڑیہ بناتے ہیں، پھران کو نالیوں میں ڈال دیتے ہیں یا چولہوں میں جلا دیتے ہیں یا کوڑے کرکٹ پر ڈال دیتے ہیں۔اس سے کتاب اللہ کی بے حرمتی ہورہی ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو کیا یہ حکم شرعی ہے کہ اشاعتِ قرآن اخباروں وکلینڈروں کی بند کی جائے؟

الجواب حامداًومصلیاً

یہ صورت حال یقیناً احترام قرآن کریم کے خلاف اور موجب وبال ہے۔اس کی اصلاح اور روک تھام ضروری ہے[۱] اگر آیاتِ قرآنیہ کو محض ذریعۂ زیبائش بنایا جائے اوران سے کمرہ سجالیا جائے تو اس کی بھی اجازت نہیں چہ جائے کہ انجام کار غلاظت بھر کر پھینکی جائے یا ان آیات کو غلاظت میں پھینکا جائے العیاذ باللہ عملاً ایسا کرنے سے ایمان کا سلامت رہنا

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ)الکتابة علی ظاهرها او باطنها(الهندية ص۳۲۲رج۵رکتاب الکراھیۃ ،الباب الخامس)ولایجوز لف شئی فی کاغذ کتب فیه فقه او اسم اللّٰه تعالیٰ او النبی ﷺ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی ۱۱۵ رمصر،باب الحیض)

[۱] یکره کتابة قرآن او اسم اللّٰه تعالیٰ علی مایفرش لمافیه من ترک التعظیم ،وکذاعلی درهم ومحراب وجدار لمایخاف من سقوط الکتابة (طحطاوی علی المراقی ص۱۱۸ رمصری باب الحیض)

دشوار ہے۔[۱] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۲۲/۵/۹۲ھ

خط میں نبی اکرم ﷺ کا نام مبارک ہو اس کا ادب

سوال:- آپ نے میرے ۲۴/۳/۹۱ھ کے چند سوالات جن کے جوابات اس طرح دئے تھے کہ ایسے اخبارات ورسائل وخطوط جن پر اردو یا کسی زبان میں اللہ اور اس کے حبیب محمد ﷺ اور صحابہ کرامؓ وغیرہ کے نام لکھے ہوں ان کے زمین پر گرنے یا ردی والے کو دینے سے بے حرمتی ہوتی ہے اور قرآنی آیات کے اردو ترجمہ کی بھی حرمت مثل آیات کرنی چاہیے اور ایسی چیزوں کو پانی میں وزن دار چیز کے ساتھ چھوڑنا چاہیے۔ لیکن یہاں سوال یہ پیدا ہوتا کہ ڈھیر سے اخبارات بار بار جمع ہوتے ہیں اور کسی کو پھر تبلیغ کا خط بھی نہیں لکھ سکتے ہیں اور تاریخ گواہ ہے کہ خود نبی ﷺ نے غیر مسلموں کو بھی خط جو بھیجے ہیں ان میں اللہ اور رسول ﷺ کا نام لکھا تھا۔ غیر مسلم نے حرمت کیسے کی ہوگی، ہاں البتہ کلام الٰہی اور اس کی آیات کی بات علیحدہ ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اس میں شک نہیں کہ پریس اور مشین کے رواج عام سے آج کل اسمائے الٰہیہ و آیات قرآنیہ وغیرہ کا احترام باقی نہیں رہا۔ اخبارات ورسائل میں آیات واحادیث ہوتی ہیں اور وہ ردی اور نالی میں غرض بے ادبی کی جگہ پڑے ہوئے ملتے ہیں۔ حضرت نبی اکرم ﷺ نے جو تبلیغی خطوط کفار ومشرکین کے پاس ارسال فرمائے ان میں اللہ پاک کا نام اور نبی ﷺ کا نام

---

[۱] کما لو سجد لصنم او وضع مصحفاً فی قارورۃ فانہ یکفر شامی کراچی ص ۲۲۲/ج ۴/باب المرتد کتاب الجہاد.

بھی اور کبھی آیاتِ قرآنی کا ہونا بھی ثابت ہے[۱] اور جن کے پاس خط بھیجے ہیں، بعض نے اتنا ادب کیا کہ سر پر[۲] رکھا اور بعض نے بے ادبی کر کے چاک کر دیا اس کی حکومت بھی چاک ہوگئی[۳] ترجمہ کا حال اصل عربی آیت کے برابر نہ ہو تو اس کے قریب ہوگا[۴] تبلیغی خطوط جو بذریعہ ڈاک بھیجے جائیں ان میں بھی احتیاط کی جائے۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۷/۳/۹۱ھ

خط میں بسم اللہ لکھنا

سوال: – خط کے اوپر بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھنا جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب حامداً ومصلیاً

برکت کے لئے جائز ہے۔ اگر کسی جگہ یہ احتمال ہو کہ پورا پورا ادب نہیں ہو سکے گا تو پھر احتیاط کرے[۵] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

۱ کمافی کتاب رسول اللہ ﷺ الذی بعث به مع دحیة رضی اللہ عنه الی عظیم بصری فرفعه الی هرقل فاذافیه، بسم اللہ الرحمن الرحیم من محمد بن عبداللہ ورسوله الی هرقل عظیم الروم سلام علی من اتبع الهدی امابعدفانی ادعوک بدعایة الاسلام اسلم تسلم یؤتک اللہ اجرک مرتین فان تولیت فان علیک اثم الا ریسیین ویااهل الکتاب تعالواالی کلمة سواء بیننا وبینکم ان لانعبدالااللہ ولانشرک به شیئاولایتخذبعضنابعضاا ربابامن دون اللہ فان تولوا فقولوا اشهدوابانامسلمون (حیاة الصحابة ص ۱۹۵/ج ۱/وص ۱۱۰/ج ۱/ارساله علیه السلام الکتب الی الملوک کتابه صلی اللہ علیه وسلم الی قیصرطبع اداره اشاعت دینیات دهلی)

۲ وهو المقوقس ملک الاسکندریة (انظر ایضاً ص ۲۰۳/ج ۱/ص ۱۱۷/ج ۱/طبع ادارہ اشاعت دہلی)

۳ وهو کسری ملک فارس (انظر ایضاً ص ۱۹۹/ج ۱/ص ۱۱۲/ج ۱/طبع ادارۂ اشاعت دینیات دہلی)

۴ گو اصل کے برابر تو نہیں مگر بے حرمتی اس کی بھی جائز نہیں چاہے کسی زبان میں ہو (امدادالاحکام ص ۲۴۴/ج ۱/کتاب العلم، فصل فی تعلیم القرآن الخ طبع زکریابکڈپو دیوبند)

۵ یکره کتابة قرآن اواسم اللہ تعالی علی مایفرش لمافیه من ترک التعظیم وکذا علی درهم ومحراب وجدار لما یخاف من سقوط الکتابة (طحطاوی علی المراقی ص ۱۱۸/باب الحیض طبع مصر)

دسترخوان یا مصلےٰ پر آیات یا اسماءِ الٰہیہ لکھنا

سوال:- حامد ایک دسترخوان پر کچھ آیاتِ قرآنی تحریر کر کے اس پر خورد ونوش کرنا چاہتا ہے مثلاً یہ آیات کُـلُوا حَلالاً طَیِّباً، کُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَاتُسْرِفُوْا. لَنْ تَمُوْتَ نَفْسٌ حَتّٰی تَسْتَکْمِلَ رِزْقُهَا حامد کی نیت میں یہ خلوص ہے کہ جو بندۂ خدا بھی اس دسترخوان سے کھانا تناول کرے اس کی اصلاح ہو جائے، حلال وحرام کی تمیز کرے آیا اس قسم کی حرکت از روئے شرع جائز ہے یا ناجائز؟ اور ایسا کرنے والا آثم ہوگا یا نہیں؟ نیز جلالین شریف بغیر وضو چھونا جائز ہے یا نہیں؟ کیونکہ اس میں آیات قرآنی سے زیادہ شرح ہے۔ فقط

الجواب حامداً ومصلیاً

جو کام شرعاً ناجائز ہے ضروری نہیں کہ نیک نیت سے جائز بھی ہو جائے۔ قرآن کریم کی آیات واسماء الٰہیہ واجب الاحترام ہیں۔ دسترخوان پر لکھ کر ایسے دسترخوان کو استعمال کرنے سے ان کا احترام باقی نہیں رہے گا۔ کتابة القرآن علیٰ مایفترش ویبسط مکروهة کذافی الغرائب بساط او مصلی کتب علیه الملک لـلّٰه یکره بسطه والقعود علیه واستعماله الخ (فتاوی عالمگیری ص ۹۴ رج ۴[۱]) اس لئے اسکی اجازت نہیں۔ تذکیر کے دیگر طرق ماثورہ کو اختیار کرنا چاہیے، تفسیر کی کتاب کے متعلق خواہ جلالین ہو یا کوئی اور ہو فقہاء نے لکھا ہے کہ لکھی ہوئی آیات کو بغیر وضو مس کرنا جائز نہیں[۲] ہاں مضمونِ تفسیر یا خالی جگہ کے مس کرنے میں دو قول ہیں۔ اول اباحت دوم کراہت والاول اوسع والثانی اورع[۳] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹۰/۳/۱۲ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۹۰/۳/۱۲ھ

---

۱ (فتاوی هندیة ص ۳۲۳ / ج ۵ /) کتاب الکرهیة الباب الخامس طبع کوئٹه.

۲ لایجوز مس المصحف کله المکتوب وغیره بخلاف غیره فانه لایمنع الامس المکتوب کذا کره فی السراج (البحر ص ۲۰۱ / ج ۱ / باب الحیض کوئٹه) (نمبر ۳ / کا حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

قرآن کریم کو گراموفون میں بھرنا اور سننا کیسا ہے

سوال:- ایک شخص صاحب حشمت کے مکان میں فوٹو گراف رکھا ہوا ہے اس کے اندر غایت درجہ خوش الحانی کے ساتھ میں کلام پاک کی آیتیں تلاوت کیجاتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی تقریر اور اظہار کافی طرز سے بیان کیا جاتا ہے ۔جناب رسول اللہ ﷺ کے اوصاف حمیدہ حضرت ابراہیم خلیل اللہؑ کے احوال جائز قصے۔صوفیاء کرام کی تعریف،خواجہ معین الدین علیہ الرحمہ نے اس باجے کو پسند کیا ہے لہٰذا اس کا سننا اور مکان کے اندر رکھنا جائز ہے کہ نہیں اگر جائز نہ ہو تو پورا پتہ مع حوالہ حدیث نوشتہ فرمادیں تا کہ اس باجے سے لوگ باز رہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

فوٹو گراف لہو ولعب کا ایک آلہ ہے جس کے ذریعہ سے عیش پرست دنیادار دین سے غافل بیکار لوگ اپنا دل بہلاتے اور وقت گذارتے ہیں۔اس میں گانا بجانا بھی ہوتا ہے فحش اور مذاقیہ غزلیں بھی پڑھی جاتی ہیں قرآن کریم خدائی کلام سب سے زیادہ معزز اور واجب الاحترام ہے اس کا گراموفون میں بھرنا اور سننا ناجائز ہے[۱] اس سے احتراز لازم ہے اگر قرآن شریف کو آلہ لہو ولعب بنایا جائے تو یہ کلام اللہ کا استہزاء اور استخفاف ہوگا جو کفر ہے۔وفی الخلاصة من قرأ القرآن علی ضرب الدف والقضیب یکفر قلت ویقرب منه ضرب الدف والقضیب مع ذکر اللّٰه تعالیٰ ونعت المصطفیٰ صلی اللّٰه علیه وسلم وکذا

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) [۳] ویکره ایضا للمحدث ونحوه مس تفسیر القرآن وکتب الفقه وکذا کتب السنن انها لاتخلو عن ایات وهذاالتعلیل یمنع مس شروح النحوایضاً وفی الخلاصة وکذا کتب الاحادیث والفقه عند هما والاصح انه لایکره عند ابی حنیفة انتهی(کبیری ص ۵۹/طبع لاهور البحرالرائق ص ۲۰۱/ج ۱/ باب الحیض کوئٹه،طحطاوی ص ۱۱۵/ باب الحیض مصر)

[۱] تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو امدادالفتاوی جدید ص ۸۴۰/تا ۸۴۳/ج ۱/المقالات المفیده فی حکم اصوات آلات الجدیده طبع اداره تصنیفات اولیاء دهلی، ص ۲۴۳/تا ۲۵۱/)

التصفیق علی الذکر ا ھ شرح فقہ اکبر[1]۔

اس سے معلوم ہوگیا کہ جو اشیاء قابل احترام ہیں ان کا اس میں بھرنا اور سننا ناجائز ہے خواہ وہ حضور اقدس ﷺ کے اوصاف مبارکہ ہوں یا دوسرے بزرگان دین کے اعمالِ حسنہ خواجہ معین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا اس باجے کو پسند فرمانا کس کتاب میں لکھا ہے اور وہ کتاب کس درجہ کی ہے۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبد اللطیف ۲۶ / محرم ۵۹ ھ

گراموفون میں قرآن کریم بھرنا اور اس کی تجارت کرنا

سوال: - گراموفون کے ریکارڈوں میں آیات قرآنی ونعتیہ غزلیں کہ جن میں حضور سرور کائنات فخر موجودات ﷺ کا نام نامی اور آپ کے محامد ومعجزات ہوں بھرنا یا بھروانا اور پھر وہ حسن فروش طوائفوں کے کوٹھوں اور شراب خانوں میں اور بازاروں میں یا عیش ونشاط کے وقت کوٹھی بنگلوں میں بجائے جاتے ہیں کیسا ہے؟

(۲) جو لوگ قراء یا حفاظ سے آیات قرآنی کو اجرت دیکر بھرواتے ہیں ان کا فعل کیسا ہے اور یہ اجرت لینا دینا جائز ہے یا حرام ہے؟

(۳) جو لوگ اجرت دے کر ایسے ریکارڈ بھرواتے ہیں اور پھر اس کی تجارت کرتے ہیں یہ تجارت جائز ہے یا حرام ہے؟

(۴) جو لوگ ایسا ریکارڈ سنتے ہیں یا اس کی تجارت کرنا جائز سمجھ کر کرتے ہیں وہ مرتکب کبیرہ ہیں یا صغیرہ؟

---

[1] شرح فقہ اکبر ص ۱۵۲ / ، ص ۲۰۵ / طبع مجتبائی دھلی قراءۃ القرآن علی ضرب الدف .

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) گراموفون آلات لہو ولعب میں سے ہے اس لئے قابل احترام مضامین اس میں بھرنا اور محض تفریح طبع کے طور پر سننا اور بجانا ناجائز ہے خصوصاً مذکورہ مقامات پر بجانا نہایت ہتک حرمت کا باعث ہے اس لئے اس سے اجتناب ضروری ہے۔[1]

(۲) یہ فعل اور اجرت بھی ناجائز ہے کیونکہ اس سے قرآن کریم کی ہتک اور بے حرمتی ہوتی ہے۔[2]

(۳) اسی طرح یہ تجارت بھی ناجائز ہے۔[3]

(۴و۵) جس فعل سے قرآن کریم کے احترام میں فرق آتا ہو بلکہ قرآن شریف کو آلۂ تفریح اور لہو ولعب بنایا جاتا ہو وہ فعل کبیرہ گناہ ہے اگر اس میں استہزاء استخفاف بھی شامل ہو تو نہایت خطرناک امر ہے ایمان کا باقی رہنا دشوار ہو جائے گا۔ جو شخص قرآن کریم کے ساتھ استہزاء کرے۔ فقہاء اس کی تکفیر کرتے ہیں اذاانکر اٰیة من القرآن اوتسخر باٰیة من القرآن وفی الخزانة وعاب کفر کذافی التاتارخانیة[4] اذاقرأ القراٰن علیٰ ضرب الدف والقضیب فقد کفر فتاویٰ عالمگیری[5] ج ۲/۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی ۱۱/۱/۵۴ ھ

صحیح: عبداللطیف ۱۳/ محرم ۵۴ ھ

---

[1] لایقرأ جهراً عند المشتغلين بالاعمال ومن حرمة القرآن ان لایقرأفی الاسواق وفی موضع اللغو (الهندية ۳۱۶/ ج۵/ كتاب الكراهية ،الباب الرابع طبع كوئٹه)

[2] والاستيجار على مجرد التلاوة لم يقل به احد من الائمة (شامی کراچی ص۵۷/ ج۶/ كتاب الاجارة مطلب تحرير مهم فی عدم جواز الاستيجار الخ)

[3] ماقامت المعصية بعينه يكره تحريماً والافتنزيهاً (درمختار مع ردالمحتار ص ۳۹۱/ ج۶/ كتاب الحظر والاباحة فصل فی البيع طبع كراچی)

[4] تاتارخانيه ص ۴۹۰، ۴۹۱/ ج ۵/ فصل فيمايتعلق بالقراٰن.

[5] فتاوی عالمگیری المعروف بالہندیہ ص ۲۶۶/ تا ۲۶۷/ ج ۲/ مصری مطلب موجبات الكفر انواع منهامايتعلق بالايمان والاسلام البحر الرائق ص ۱۲۲/ ج۵/ باب احكام المرتدين كوئٹه.

قرآن کریم کوآلات لہو میں گانا

سوال:-قرآن کریم کا عربی الفاظ میں جن الفاظ میں قرآن کریم نازل ہوا ہے یعنی "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ" کوگانے کے آلات میں جن آلات میں راگ دیا جاتا ہے ہوسننا وسنانا جائز ہے یانہیں؟ اگرنا جائز ہے تو کس حد پرنا جائز ہے حرمت کیسی ہے اور سننے اور سنانے والوں کوشرع شریف کیسا سمجھتی ہے؟ ریڈیو پر قرآن کریم کا عربی الفاظ میں سننا و سنانا کیسا ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

قرآن کریم کے مبارک عربی الفاظ کوراگ اورگانے کے آلات میں پڑھنا اور سننا جیسے سارنگی، ہارمونیم وغیرہ میں انتہائی بےحرمتی اورتوہین ہے۔شرعاً ہرگز جائزنہیں۔فقہاء نے بہت سخت حکم لگایا ہےریڈیوگانے اورراگ کا اصالۃً آلہ نہیں ہے بلکہ خبرکوبہت دورتک پہنچانے کے لئے ایجاد کیا گیا ہے۔اس میں گانا بجانا بھی ہونے لگا جیسے انسان کی زبان ہے کہ اس سے گانے کا کام بھی لیتا ہےاوراس کی وجہ سے زبان سے قرآن کریم کی تلاوت بھی ممنوع نہیں ہوگی۔اسی طرح ریڈیوکا حال ہے[1] تاہم جس محفل میں گانا بجانا ہواس میں تلاوت نہ کی جائے۔ وفی الخلاصة من قرأ القرآن علی ضرب الدف والقضیب یکفر"شرح فقہ اکبر ص ۲۰۵[2] ویکفر بقرأة القرآن علی ضرب الدف والقضیب" البحرالرائق[3] ص۱۲۲/ ج ۵/۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبدمحمودغفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] ملاحظہ ہوریڈیو پرتلاوت قرآن سے متعلق احکام شرعیہ(آلات جدیدہ ص۱۵۹/)

[2] (شرح فقہ اکبرص۱۵۲/،ص۲۰۵/طبع مجتبائی دہلی،قرأة القرآن علی ضرب الدف)

[3] (البحرالرائق ص۱۲۲/ج۵/باب احکام المرتدین کوئٹہ)

ریڈیو پر قرآن پاک پڑھنا

سوال:- ریڈیو پر قرآن شریف پڑھنے میں کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ریڈیو دراصل مخصوص خبروں کی اشاعت کا ایک ذریعہ ہے لیکن یہاں اس کا استعمال بھی اگر بالکل فوٹوگراف کی طرح سے نہیں تو اس کے قریب ضرور ہے جس میں بہت سی لغویات بھری رہتی ہیں مختلف قسم کی تقریریں مختلف قسم کے اشعار اور طرح طرح کا گانا بجانا ہوتا ہے۔ مسلم اور غیر مسلم کی تخصیص نہیں ابھی ایک بازاری عورت گا رہی ہے ابھی ایک قاری صاحب نے قرآن شریف شروع کر دیا یہ یقیناً احترام کلام اللہ کے خلاف ہے۔ فقہاء نے مواضع لغو اور بازار میں کلام اللہ شریف پڑھنے کو منع فرمایا اسی طرح سے ایسے لوگوں کے سامنے جو اپنے کاموں میں مشغول ہوں زور سے پڑھنے کی ممانعت ہے۔ لا یقرأ جهراً عند المشتغلين بالاعمال ومن حرمة القرآن ان لا يقرأ في الاسواق وفي مواضع اللغو كذا في القنية اھ فتاوی عالمگیری ص ۳۱۶ / ج ۲ / [۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبد اللطیف ۲۶ / محرم ۵۹ ھ

ریڈیو کی تلاوت سننا

سوال:- اگر کوئی ریڈیو کے پاس کلام اللہ کی تلاوت کرے ریڈیو بند کرنے کو وہ حکم کرتا ہے لیکن پھر بھی باز نہیں آتے تو ایسی صورت میں برائے قیام حرمت کلام پاک سلسلۂ تلاوت کلام پاک ملتوی یا منقطع کریں یا شرعاً کیا تدبیر اختیار کریں؟

---

[۱] الهندية ص ۳۱۶ / ج ۵ / كتاب الكراهية الباب الرابع طبع كوئٹه۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر کوئی شخص کلام پاک میں پہلے سے مشغول ہے۔ پھر ریڈیو شروع ہو جائے اور اس میں بھی تلاوت ہو تو اختیار ہے کہ اپنی تلاوت کو بند کر کے ریڈیو کی تلاوت کو سنیں یا اپنی ہی تلاوت میں مشغول رہے[1] اگر ریڈیو میں تلاوت کے علاوہ کچھ اور چیزیں گانا بجانا خرافات ہو تو یہ اپنی تلاوت میں مشغول رہے یا بند کر کے دوسری جگہ یکسوئی سے تلاوت کرے۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفر لہ دار العلوم دیوبند

کیسٹ کے ذریعہ قرآن پاک پڑھنا

سوال:–قرآن پاک صحیح پڑھنے کے لئے اگر کیسٹ چلائیں اور خود بھی قرآن مجید کھول کر ساتھ پڑھتا ہے تو کیا ثواب ملے گا؟ دوسرے سجدہ آئے تو کیا ایک ہی سجدہ کافی ہے یا کیسٹ سے سننے کا الگ کرے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر خود بھی صحیح نہیں پڑھ سکتا اس مجبوری سے کیسٹ چلاتا ہے اور اس کے موافق پڑھتا ہے تو ضرور ثواب ملے گا[2] اور سجدہ ایک ہی کافی ہوگا[3] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

املاہ العبد محمود غفر لہٗ دار العلوم دیوبند ۲۸/۶/۱۴۰۶ھ

---

[1] الاستفسار قرأة القرآن افضل من استماعه او الامر بالعكس الاستبشار الاستماع اثوب لوجود التدبر اكثر من القرأة الخ (نفع المفتي و السائل ص ۱۰۸ / باب ما يتعلق بقراة القرآن الخ، مطبوعه رحيميه ديوبند.

[2] عن عائشة رضى الله عنهاقال رسول الله صلى الله عليه وسلم الماهربالقرآن مع السفرة الكرام البررة وهذالذى يقرأ القرآن يتتعتع فيه وهو عليه شاق له اجران مسند امام احمد ص ۹۸/ ج ۶/ حديث عائشه دار الفكر.

[3] ملاحظہ ہو ٹیپ ریکارڈ مشین پر تلاوت کے احکام (آلات جدیدہ ص ۲۰۶/)

اگر غلطی سے قرآن کریم گر جائے تو کیا کرے

سوال: -اگر کسی شخص کے ہاتھ سے غلطی سے قرآن کریم گر جائے تو اسے کیا کرنا چاہیے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

استغفار وتوبہ کہ غلطی ہوگئی[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

جن خطوط پر قرآنی آیات کے مطالب لکھے ہوں ان کو کیا جائے

سوال: -خطوط جن پر احادیث نبویؐ یا قرآنی آیت کے مطالب لکھے ہوں ان کو کیا کرنا چاہیے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ان کو دفن کر دیا جائے یا پانی میں بہا دیں۔ جلانے کی بھی گنجائش ہے[۲]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْءً بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْ بَعْدِهٖ وَاَصْلَحَ فَاِنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (سورۂ انعام آیت ۵۴/)
ترجمہ: جو شخص تم میں سے کوئی برا کام کر بیٹھے جہالت سے پھر وہ اس کے بعد توبہ کرلے اور اصلاح رکھے تو اللہ تعالیٰ کی یہ شان ہے کہ وہ بڑے مغفرت کرنے والے ہیں بڑی رحمت والے ہیں (بیان القرآن) امداد الفتاویٰ ص ۶۰/ ج ۴/ زکریا بکڈپو دیوبند۔

[۲] الكتب التى لاينتفع بها يمحى عنهااسم الله وملائكته ورسوله ويحرق الباقى ولابأس بان تلقى فى ماء جار كماهى تدفن وهواحسن كمافى الانبياء (الدرالمختار على هامش رد المختار ص ۲۷۱/ ج ۵/ كتاب الحظر والاباحة فصل فى البيع طبع نعمانيه)

جن اخبار میں قرآن کی آیتیں ہوں ان کو کیا کیا جائے؟

سوال:-اخبار الجمعیۃ اور دعوت کو ردی میں فروخت کرنا کیسا ہے جب کہ اس میں بعض جگہ قرآنی آیتیں بھی ہوتی ہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

ان کو پاک کپڑے میں لپیٹ کر زمین میں قبر بنا کر دفن کر دیں ردی میں فروخت کرنے سے بہت بے حرمتی ہوگی۔[1] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

بوسیدہ قرآن کریم کو کیا کیا جائے؟

سوال:-اگر قرآن شریف بوسیدہ ہوجائے تو کیا کیا جائے۔ایک عالم صاحب کہتے ہیں کہ آگ میں جلوا کر راکھ کو زمین میں دفن کر دیا جائے کیا ایسا کرنا بہتر اور جائز ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جو قرآن شریف بوسیدہ ہوکر تلاوت کے قابل نہ رہے تو اس کو پاک کپڑے میں لپیٹ کر قبر کھود کر اس میں دفن کر دینا چاہیے یہی بہتر ہے۔[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] المصحف اذ صار خلقاً لا يقرأ منه و يخاف أن يضيع يجعل فى خرقة طاهرة و يدفن (عالم گيرى، كوئٹه ص ۳۲۳/ ج ۵/ كتاب الكراهية، الباب الخامس طبع كوئٹه)

[2] وفى الذخيرة المصحف اذاصار خلقاو تعذر القرأةمنه لايحرق بالنار اليه اشارمحمدو به ناخذ ولايكره دفنه وينبغي ان يلف بخرقة طاهرة ويلحدله لانه لوشق ودفن يحتاج الى اهالة التراب عليه وفى ذلك نوع تحقيرالااذاجعل فوقه سقف الخ (الدرالمحتارعلى هامش ردالمختار ص ۲۷۱/ ج۵/ كتاب الحظروالاباحة فصل فى البيع مطبوعه نعمانيه)

بوسیدہ قرآن کریم کو جلانا

سوال:- ایک شخص نے قرآن شریف کو جلا دیا، کیا وہ ایمان سے خارج ہوگیا؟ اگر ایمان سے خارج ہوگیا تو کیا اس شخص کا نکاح بھی فاسد ہوگیا؟ ایسی حالت میں کیا اس کی زوجہ کو عدت کے دن گذارنا لازم ہیں؟ اگر ایسا شخص اپنی بیوی کو رجوع کرنا چاہتا ہے تو شرعاً اسے کیا کرنا چاہیے؟

الجواب حامداًومصلیاً

قرآن کریم کو جلانا اگر اس وجہ سے پیش آیا کہ وہ بوسیدہ ہوگیا تھا اور تلاوت کے قابل نہیں رہا تھا، اس کو بے ادبی سے بچانے کے لئے جلا دیا تب تو ایمان میں کوئی فرق نہیں آیا، البتہ اس نے غلطی کی۔ ایسی حالت میں پاک کپڑے میں لپیٹ کر قبر بنا کر دفن کر دینا چاہئے تھا[1] اب استغفار کرے، اس کا نکاح قائم ہے ختم نہیں ہوا۔ اگر کسی اور وجہ سے جلایا ہے۔ تو تفصیل لکھ کر دریافت کریں۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹۲/۱۲/۵ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹۲/۱۲/۶ھ

قرآن کریم کے بوسیدہ اوراق کو جلانا

سوال:- قرآن کریم کے بوسیدہ اوراق کو اگر کوئی آگ میں جلا دے تاکہ بے حرمتی سے بچ جائے تو اس میں کوئی گناہ تو نہیں؟

---

[1] وفی الذخیرة المصحف اذاصار خلقاوتعذر القرأةمنه لایحرق بالنار الیه اشار محمدوبه ناخذ ولایکره دفنه وینبغی ان یلف بخرقة طاهرة ویلحدله لانه لوشق ودفن یحتاج الی اهالة التراب علیه وفی ذلک نوع تحقیر الااذاجعل فوقه سقف الخ (الدرالمحتار علی هامش ردالمختار ص ۲۷۱/ ج۵/ کتاب الحظروالاباحة فصل فی البیع مطبوعه نعمانیه)

الجواب حامداًومصلیاً

اس میں کوئی گناہ نہیں۔لیکن پاک کپڑے میں لپیٹ کر محفوظ جگہ دفن کرنا اس سے بھی بہتر ہے[۱]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبد اللطیف یکم ربیع الثانی ۵۷ھ مظاہر علوم

بوسیدہ قرآن کریم لپیٹ کر رکھ دینا دفن کرنے کے لئے بے ادبی نہیں

سوال:- زید نے پرانے قرآن پاک کو جو کہ بہت ہی خستہ ہو گیا تھا اکٹھا کر کے ایک کپڑے میں اس نیت سے باندھ کر رکھ دیا کہ اس کو کسی کنویں یا تالاب میں ٹھنڈا کر دیا جائے گا۔ اس پر زید کی بیوی نے بہت فریاد شور وغل کیا اور زید کو برادری میں بدنام کیا کہ زید نے قرآن پاک کی توہین کی ہے۔ زید کا اور اس کی بیوی کا کسی اور معاملہ میں اختلاف ہے۔ براہِ کرم مطلع فرمائیں زید نے کسی قسم کا گناہ کیا یا نہیں؟ یا اس کی بیوی نے گناہ کیا یا نہیں؟ بیوی کے اس الزام سے برادری والوں نے زید کو برادری سے نکالدیا اور یہ کہا کہ جب تک فتویٰ نہ آئے گا اس وقت تک ہم تمہیں گاؤں میں نہ رہنے دیں گے۔

---

[۱] وفی الذخیرة المصحف اذاصار خلقاوتعذر القرأةمنه لایحرق بالنار الیه اشار محمدوبه ناخذ ولایکره دفنه وینبغی ان یلف بخرقة طاهرة ویلحدله لانه لوشق ودفن یحتاج الی اهالة التراب علیه وفی ذلک نوع تحقیرالااذاجعل فوقه سقف الخ (الدرالمحتارعلی هامش ردالمحتار ص ۱۷۲/ ج۵/ کتاب الحظروالاباحة فصل فی البیع،طبع نعمانیه)

الجواب حامداً ومصلیاً

جوقرآن پاک بہت بوسیدہ ہوجائے اوراستعمال میں نہ آسکے تو اعلیٰ بات یہ ہے کہ اس کو کپڑے میں لپیٹ کرقبر بنا کراس میں محفوظ جگہ دفن کردیا جائے[۱] کسی کنویں یا تالاب وغیرہ میں بھی اس طرح ٹھنڈا کردینا درست ہے کہ اس کے اوراق نیچے بیٹھ جائیں اور بے ادبی نہ ہو۔اگر زید کا مقصود یہی تھا تو اس نے کوئی جرم کا کام نہیں کیا۔ذاتی اختلاف کی وجہ سے بیوی کواس کا بدنام کرنا بڑا جرم ہے اور برادری کا اس کی وجہ سے بطور سزا کے برادری یا گاؤں سے نکالنا غلط اور بلاوجہ ہے برادری کو لازم ہے کہ زید کو گاؤں میں آنے اور رہنے سے ہرگز نہ روکے اور اپنا فیصلہ واپس لے بیوی کو بھی توبہ لازم ہے۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۱؍۱۰؍۹۰ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۲؍۱۰؍۹۰ھ

بوسیدہ کتب کا حکم

سوال:-درمختار میں ہے کہ اگر کتب پرانی ہوجائیں اور قابل استفادہ نہ رہیں تو اللہ جل شانہ اور انبیاء ملائکہ کے اسماء محو کرکے بقیہ کو جلادیا جائے اور شامی میں جوقرآن مجید قابل تلاوت نہ ہو اس کے متعلق لکھا ہے۔لایحرق وبہ ناخذ پس حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے اگر قرآن کو جلانے کی روایت صحیح ہے تو اس کا کیا جواب ہوگا؟

---

[۱] والمصحف اذا صار بحال لایقرأ فیہ یدفن کالمسلم وفی الرد قولہ (یدفن) ای یجعل فی خرقۃ طاھرۃ ویدفن فی محل غیر ممتھن لایوطأ الدرالمختار مع ردالمحتار کراچی ص۱۷۷/ ج۱/مطلب یطلق الدعاء علی مایشمل الثناء فتاوی عالمگیری ص۳۲۳/ج۵/ الباب الخامس کتاب الکراھیۃ.

الجواب حامداًومصلیاً

شرح سیر کبیر ص ۲۷۷ رج ۲[۱] میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب اس امر کے متعلق لکھا ہے۔ لایکادیصح اور لااصل لذلک الحدیث اھ لیکن یہ قصہ بخاری شریف[۲] میں مذکور ہے اس لئے سند کے اعتبار سے اس کو بے اصل کہنا دشوار ہے۔

وَاَمَرَبِمَاسِوَا هُ مِنَ الْقُرْاٰنِ فِیْ کُلِّ صَحِیْفَةٍ اَوْمُصْحَفٍ اَنْ یُّحْرَقَ اھ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں فی روایة الاکثران یخرق بالخاء المعجمة وللمروزی بالمهلمة ورواه الاصیلی بالوجهین والمعجمة اثبت الیٰ قوله وفی روایة سویدبن غفلة عن علیؓ قال لاتقولوالعثمان فی احراق المصاحف الاخیراً الی قوله وقدجزم عیاض بانهم غسلوها بالماء ثم احرقواهامبالغة فی اذهابهاقال ابن بطال فی هذاالحدیث جواز تحریق الکتب التی فیهااسم اللّٰه بالناروان ذٰلک اکرام لهاوصون عن وطئهابالاقدام الیٰ قوله وکرهه ابراهیم وقال ابن عطیة الروایة بالحاء المهلمة اصح وهذاالحکم هوالذی وقع فی ذٰلک الوقت واماالاٰن فالغسل اولٰی لمادعت الحاجت الیٰ ازالته اھ فتح الباری[۳] ص ۱۸ رج ۹ ر۔

حافظ عینیؒ نے متعدد توجیہات بحوالہ کرمانیؒ[۴] نقل کر کے روایت احراق کو تسلیم کیا ہے اور

---

[۱] پوری عبارت اس طرح ہے والذی یروی انّ عثمانؓ فعل ذلک بالمصاحف المختلفة حین اراد جمع الناس علی مصحف واحدلایکادیصح فالذی ظهرمنه من تعظیم الحرمة لکتاب اللّٰه تعالیٰ (والمداومة علی تلاوته اناء اللیل والنهاردلیل علی انه لااصل لذلک الحدیث (شرح سیرا لکبیر ص ۲۷۷ رج ۲ ر، ص ۱۴۱ رج ۳ رباب مایحمل علیه الفئ ومایرکبه الرجل من الدواب مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت)

[۲] (بخاری شریف ص ۷۴۶ رج ۲ رکتاب فضائل القرآن باب جمع القرآن اشرفی بکڈ پودیوبند)

[۳] (فتح الباری ص ۱۸ رج ۹ ر، ۲۵ رج ۱۰ رکتاب فضائل القرآن، باب جمع القرآن طبع دارالفکر بیروت)

[۴] قال الکرمانی فان قلت کیف جازاحراق القراٰن قلت الخ (عمدة القاری ص ۱۸ ر ج ۱۰ ر الجزء العشرون، طبع دارالفکربیروت)

حنفیہ کا مذہب وہی نقل کیا ہے جو شامی میں ہے فیض الباری[۱] ج ۴/ص ۲۶۴/ میں ہے۔

والاحراق ههنا لدفع الاختلاف وهو جائز قلت وهذا حاصل ماقال ابن عطية۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

قاعدۂ بغدادی کی حفاظت اس کو جلا کر

سوال:۔ قرآن کریم اور ان کے مانند کیا ایسے قاعدۂ بغدادی کے اوراق بھی واجب الاحترام ہوں گے جس میں حروف تہجی کے باعتبار اٹھارہ قواعد تحریر ہوں اگر ان اوراق کو کہیں غلاظت سے نکال کر اور دھو کر کہیں احتیاط سے رکھنے یا دفن کرنے کے بجائے امام مسجد کے حمام کی آگ روشن کرنے کے کام میں لے آئے جب کہ نیچے پیشاب خانہ اور جوتوں کے مقام تک اڑ اڑ کر جایا کرے بلکہ امام کہتا ہے کہ اس قسم کے قاعدۂ بغدادی کے اوراق اور اردو کے اخبارات اور دیگر کتب بزبان اردو کے اوراق کا صرف اتنا ہی احترام کرنا ضروری ہے کہ ان کو جلا دیا جائے کیا واقعی بکر کو ایسا کہنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

حروف مفردہ کا بھی احترام ہے قاعدۂ بغدادی میں تو قرآن کریم کے الفاظ مرکبہ بھی موجود ہیں نیز قاعدہ نمبر ۱۸/ میں اللہ تعالیٰ کے نام اور کلمات دعائیہ بھی ہیں۔ بس آگ جلانے کا ذریعہ ایسے اوراق کو نہ بنایا جائے[۲]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹۴/۶/۲۶ھ

---

[۱] (فیض الباری ص ۲۶۴/ ج ۴/ مطبوعہ ربانی بکڈپو دہلی)

[۲] المصحف اذا صار خلقا وتعذرت القراءة منه لايحرق بالنار الخ عالمگیری کوئٹہ ص ۳۲۳/ ج ۵/ کتاب الكراهية الباب الخامس فی آداب المسجد والقبلة والمصحف الخ، الدرمع الرد ص ۱۷۷/ ج ۱/ کتاب الطهارة مطلب يطلق الدعاء على مايشمل الثناء مطبوعه کراچی۔

ایک شخص چار پائی پر بیٹھے اور دوسرا شخص اس کے قریب نیچے قرآن پاک کی تلاوت کرے

سوال: - ایک شخص چار پائی پر بیٹھا ہے اور نیچے اسی کمرہ میں ایک شخص قرآن پاک کی تلاوت کرر ہا ہے تو کیا یہ درست ہے یا اس شخص کو چار پائی سے نیچے بیٹھنا چاہئے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

چار پائی پر ایک شخص بیٹھے اس طرح کہ قریب ہی نیچے ایک آدمی قرآن پاک لے کر تلاوت کرر ہا ہے تو ہمارے عرف میں یہ چیز خلاف ادب سمجھی جاتی ہے۔[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررهٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۳/۱/۹۴ھ

کرسی پر بیٹھنا جب کہ قرآن نیچے رکھا ہو

سوال: - اگر نیچے قرآن مجید کی تلاوت ہو رہی ہو اور کوئی شخص کرسی پر یا چار پائی پر بیٹھنا چاہے تو کتنی دور ہو کر بیٹھنا ضروری ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جتنی دور سے دوسرا مکان شروع ہو اور قرآن شریف کی بے ادبی نہ ہو۔[2]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررهٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مظاہر علوم

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ صحیح عبداللطیف ۲۶/رجب ۵۶ھ

---

[1] کفایت المفتی ص ۱۲۶/ج ۱/ کتاب العقائد کراچی۔

[2] ایضاً

کرسی پر بیٹھ کر تعلیم قرآن کریم

سوال:- امام صاحب ایک دینی مدرسہ میں کرسی پر بیٹھ کر تعلیم دیتے ہیں جہاں پر قرآن شریف پڑھایا جاتا ہے اس کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس طرح کرسی پر بیٹھ کر تعلیم دینا کہ قرآن پاک نیچے رہے، احترام قرآن کے خلاف ہے۔ اس طریق کو ترک کرنا ضروری ہے۔[۱] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۷/۱۲/۸۹ھ

استاذ کرسی پر بیٹھے اور بچے ٹاٹ پر، اس کا کیا حکم ہے؟

سوال:- ہمارے یہاں ایک دینی مدرسہ ہے اس میں مولوی صاحب تو کرسی پر بیٹھتے ہیں اور ان کے سامنے بچے قاعدۂ بغدادی اور قرآن شریف وغیرہ لے کر نیچے ٹاٹ پر بیٹھتے ہیں۔ یہ طریقۂ تعلیم خلافِ شرع ہے یا نہیں؟ بچے آتے ہیں اور کھڑے ہو کر میز پر قرآن شریف رکھ کر سبق لے کر چلے جاتے ہیں۔ قرآن عظیم کی بے حرمتی کرنے والے کے لئے شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

تعلیم کا یہ طریقہ کہ قرآن کریم لے کر بچے ٹاٹ پر یا فرش پر بیٹھیں اور استاذ وہیں کرسی پر تشریف رکھیں خلاف سنت ہے اور احترام قرآن عظیم کے بھی خلاف ہے اس کی اجازت نہیں۔ ایسی حالت میں استاذِ محترم کو چاہئے کہ کرسی وہاں سے ہٹا دیں اور نیچے ہی بیٹھ

---

[۱] کفایت المفتی ص ۱۲۶/ ۱، کتاب العقائد کراچی۔

کر تعلیم دیا کریں[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۷/۶/۹۰ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۷/۶/۹۰ھ

ٹیچران کا کرسی پر بیٹھنا اور کتب دینیہ کا نیچے ہونا

سوال:- کچھ مدارس اسلامیہ جن میں دینیات کی بھی تعلیم ہوتی ہے اور دنیاوی بھی اور ٹیچران کرسیوں پر بیٹھ کر پڑھاتے ہیں اور دینیات کی کتابیں نیچے رکھی ہوتی ہیں، اس کیلئے کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ طریقہ ادب واحترام کے خلاف ہے اس کی اصلاح کی جائے[2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۳/۱۱/۹۵ھ

ریاحی مریض کے لئے قرآن چھونا

سوال:- زید نے قرآن پاک حفظ کرلیا ہے، اب وہ پکا کرنا چاہتا ہے، چونکہ اسے تجارت کی غرض سے اکثر سفر کرنا پڑتا ہے اور وہ ریاحی مریض بھی ہے کہ اکثر ریاح خارج ہوتی رہتی ہے تو اس صورت میں کیا وہ دو ایک مرتبہ وضو بنا کر بار بار قرآن چھوسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

صورتِ مسئولہ میں وہ شرعی معذور نہیں۔ اس کو چاہئے کہ رومال یا تولیہ ساتھ رکھے اس

---

[1] (کفایت المفتی ص ۱۲۶/ج ۱/ کتاب العقائد طبع کراچی.

[2] لان تعظیم القرآن والفقه واجب (عالمگیری ص ۳۱۶/ج۵/ کتاب الکراهیة،الباب الخامس فی آداب المسجد۔

سے قرآن کو پکڑے بلا وضو ہاتھ نہ لگائے[۱] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

آیت اِذَاقُرِئَ الْقُرْاٰنُ الخ سے خارج صلوٰۃ وجوب استماع

سوال:- قوله تعالىٰ اِذَاقُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْالَهٗ وَاَنْصِتُوْا. (الاٰية) سے خارجِ صلوٰۃ میں وجوبِ استماع ثابت ہوتا ہے یا ندب؟ اس زمانہ میں کس پر عمل کیا جائے گا؟ جمہور احناف کا قول کیا ہے۔

الجواب حامداً ومصلياً

وجوب ثابت ہے۔

يجب الاستماع للقرأة مطلقاً ا ه (درمختار) اى فى الصلوٰة وخارجها لان الاٰية وان كانت واردةفى الصلوةعلىٰ مامرفالعبرةلعموم اللفظ لالخصوص السبب ثم هٰذا حيث لاعذرولذاقال فى القنية صبى يقرأ فى البيت واهله مشغولون بالعمل يعذرون فى ترك الاستماع ان افتتحواالعمل قبل القراء ة والاّ فلاوكذاقراء ة الفقه عندقراء ة القراٰن وفى الفتح عن الخلاصة رجل يكتب الفقه وبجنبه رجل يقرأ القراٰن فلايمكنه استماع القراٰن فالاثم على القارى وعلىٰ هذالوقرأ على السطح والناس نيام ياثم اى لانه يكون سبباً لاعراضهم عن استماعه اولانه يوذيهم بايقاظهم تأمل .

وفى شرح المنية والاصل ان الاستماع للقراٰن فرض كفاية لانه لاقامة حقه بان يكون ملتفتاً اليه غيرمضيع وذٰلک يحصل بانصات البعض كمافى ردالسلام حين كان برعاية حق المسلم كفىٰ فيه البعض عن الكل الاّ انَّهٗ يجب على القارى

---

[۱] وكذاالمحدث مايمس المصحف الابغلافة (هداية ص ۶۴ / ج ۱ /)باب الحيض مكتبه تهانوى ديوبندكبيرى ص ۵۸ /سنن الغسل طبع سهيل اكيڈمى لاهور، مراقى الفلاح ص ۱۱۵ / باب الحيض والنفاس طبع مصر.

احترامه بان لایقرأ فی الاسواق ومواضع الاشتغال فاذاقرأ فیهماکان هوالمضیع بحرمته فیکون الاثم علیه دون اهل الاشتغال دفعاً للحرج وتمامه فی ط.ردالمحتار ص ۳۶۶/ج ۱[۱] .یکره للقوم ان یقرؤاالقراٰن جملة لتضمنهاترک الاستماع والانصات وقیل لابأس به۔طحطاوی ص ۱۷۴/[۲] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۱/۵/۱۳۹۵ھ

دینی تحریر کی بے ادبی کے خیال سے یہ خدمت چھوڑنا

سوال:- ایک صاحب کہتے ہیں کہ تحریری دینی خدمت جو کی جارہی ہیں وہ غلط ہے۔مثلاً کوئی ماہنامہ یااخباراوران میں قرآن پاک کی آیتیں اوراحادیث لکھی ہوئی ہوتی ہیں۔بہت سے ناواقف اوران پڑھ لوگ ان کو پھاڑکرکوڑاکرکٹ پرڈال دیتے ہیں،تواس کا گناہ اس کے لکھنے والے پرپڑتاہے بےادبی کرنے والوں پرکوئی گناہ نہیں۔ایک اہل علم جن کو اپنے علم پرنازہےوہ بھی یہی فرماتے ہیں۔صحیح کیاہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

قرآن کریم،سیپارے،حدیث شریف،فقہ سب ہی کی طباعت واشاعت ہوتی ہے۔ ناواقف یابے دین ادب واحترام کامعاملہ نہیں کرتے وہ خود ذمہ دار ہیں۔حضرت نبی کریم ﷺ نے تبلیغی دعوت نامہ شاہِ فارس کے پاس بھیجا۔اس بدنصیب نے اس کو چاک کردیاکوئی احترام نہیں کیاتواس کاوبال خوداس پرپڑا[۳] نہ کہ بھیجنے والی ذاتِ مقدس ﷺ پر(معاذاللہ)

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۳/۱۱/۹۵

---

[۱] (الشامی نعمانیه ص ۳۶۶/تا۳۶۷/ج ۱/مطلب الاستماع للقراٰن فرض کفایة قبیل باب الامامة)

[۲] طحطاوی علی المراقی ص ۲۵۸/قبیل باب مایفسدالصلوةمطبوعه مصر.

[۳] اَنَّ عَبْدَاللّٰه بن عباس رَضِيَ اللّٰه تعالیٰ عَنهُ اخبَرهُ اَنَّ رَسُوْلَ　(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پرملاحظہ فرمائیں)

لوگوں کی رعایت میں قرآن سنوار کر پڑھنا

سوال: –حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ قرآن شریف کی تلاوت فرمارہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے سنا تو تعریف فرمائی، جب ان کو پتہ چلا تو انھوں نے فرمایا کہ اگر ہم کو معلوم ہوتا کہ رسول اللہ ﷺ سن رہے ہیں تو اور اچھا پڑھتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ کسی کی فرمائش پر قرآن پڑھا جائے اور خوب سنوار کر پڑھا جائے تو جائز ہے۔ لہٰذا اگر نماز تراویح میں کسی کی رعایت سے خوب سنوار کر اس کا دل خوش کرنے کے لئے پڑھا جائے تو کیا حکم ہے کہ مومن کا دل خوش کرنا بھی ثواب ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس میں شک نہیں کہ مومن کا دل خوش کرنے میں بھی ثواب ہے، لیکن جو عبادت

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَعَثَ بِکِتَابِہٖ رَجُلاً وَاَمَرَ اَنْ یَدْفَعَہٗ اِلٰی عَظِیْمِ الْبَحْرَیْنِ فَدَفَعَہٗ عَظِیْمُ الْبَحْرَیْنِ اِلٰی کِسْریٰ فَلَمَّاقَرَأَ مَزَّقَہٗ فَحَسِبْتُ اَنَّ ابْنَ الْمُسَیّبِ قَالَ فَدَعَا عَلَیْھِمْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یُّمَزَّقُوْا کُلَّ مُمَزَّقٍ بخاری شریف ص ۱۵ / ج ۱ / کتاب العلم ،باب العلم مایذکر فی المناولة،طبع اشرفی بکڈپو دیوبند.

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا والا نامہ دیکر ایک شخص کو بھیجا اور حکم فرمایا کہ وہ بحرین کے گورنر کو دیدے بحرین کے گورنر نے وہ دعوت نامہ کسریٰ کو دیا اس نے اس کو پڑھا تو چاک کردیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر بددعاء فرمائی کہ وہ (بھی اسی طرح) ٹکڑے ٹکڑے کردیئے جائیں۔

نقل ان ابنہ شیرویہ مزق بطنہ ثم لم یلبث بعدقتلہ الاستة اشھریقال پرویزلماایقن بالھلاک فتح خزانة الادویة وکتب علی حقة السم الدواء النافع للجماع وکان ابنہ مولعًابذالک فلماقتل اباہ فتح الخزانة فرای الحقة فتناول منھافمات من ذالک السم فادبرعنھم الاقبال ومالت عنھم الدولة واقبلت علیھم النحوسة حتی انقرضوافی عھدعمرؓ حین توجہ سعدبن وقاصؓ الی العراق (حاشیہ بخاری شریف) ص۱۵/ج۱/رقم الہامش ۷/طبع اشرفی دیوبند۔

اللہ تعالیٰ کے لئے کی جاتی ہے اس میں نیت اللہ تعالیٰ کوخوش کرنے کی ہی ہونی چاہیے۔ حضور اکرم ﷺ کوخوش کرنا اپنی اصل کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ ہی کوخوش کرنا ہے۔ وَمَنْ یُطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْاَطَاعَ اللّٰہَ[1] ورنہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اگرمخلوق کوخوش کرنے کے لئے کی جائے تو شرک کا خطرہ ہے فَمَنْ کَانَ یَرْجُوْالِقَاءَ رَبِّہٖ فَلْیَعْمَلْ عَمَلاً صَالِحاً وَلَایُشْرِکْ بِعِبَادَةِ رَبِّہٖ اَحَداً[2] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند۔ ۱۰/۱/۹۴ھ

قرآن زانو پر رکھ کر پڑھنا

سوال:- قرآن پاک کوزانوؤں کے اوپر رکھ کر پڑھتا ہے۔ سوء ادبی ہے یا نہیں، جبکہ یہ آدمی اکثر اوقات تلاوت ہی میں منہمک رہتا ہے۔

الجواب حامداًومصلیاً

بہتر یہ ہے کہ زانوؤں کے اوپر تکیہ رکھ کراس پر قرآن کریم رکھے یہ اقرب الی الادب ہے۔[3] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۸/۱۰/۱۴۰۰ھ

قرآن پاک کو چومنا

سوال:- قرآن شریف پڑھتے وقت رحل پر جھک کر قرآن شریف کو چومنا یعنی بوسہ

۱؎ جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے خدا تعالیٰ کی اطاعت کی (بیان القرآن سورۂ نساء آیت ۸۰/)

۲؎ سو جو شخص اپنے رب سے ملنے کی آرزو رکھے اور نیک کام کرتا رہے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔ (بیان القرآن ص ۱۳۷/ج ۲/سورہ کہف آیت ۱۱۰/)

۳؎ ویستحب تطییب المصحف وجعله علی کرسی الخ (الاتقان فی علوم القرآن ص ۱۷۲/ ج ۲/فصل فی آداب کتابته الخ مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور)

دینا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

قرآن شریف کو چومنا برکت اور تعظیم کی غرض سے درست ہے لیکن اٹھا کر چومنا چاہیے رحل پر رکھے ہوئے جھک کر نہیں چومنا چاہیے۔ روی عن عمر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه انه كان ياخذ المصحف كل غداة ويقبله ويقول عهد ربی ومنشور ربی عزوجل وكان عثمان رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه يقبل المصحف ويمسحه على وجهه[۱] اھ درمختار علی هامش ردالمحتار ص ۲۷۲ / ج ۱ /. فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبد اللطیف ۲۶/۱۲/۵۶ھ

قرآن کریم بغیر تلاوت کے چومنا

سوال: - ایک شخص پڑھنا لکھنا نہیں جانتا۔ بعد میں آ کر قرآن شریف کو چوم کر اور سر پر رکھ کر اور آنکھوں سے لگا کر چلا جاتا ہے اور کہتا ہے کہ پڑھنے والے پڑھ کر ثواب حاصل کرتے ہیں۔ میں اَن پڑھ ہونے کی وجہ سے اس طرح ثواب حاصل کرتا ہوں۔ زید کہتا ہے کہ یہ فعل بدعت ہے۔ کیوں کہ یہ فعل رواج پکڑ جائے گا اور لوگ قرآن شریف پڑھنا چھوڑ دیں گے۔ لہٰذا قابل تحقیق بات یہ ہے کہ اگر قرآن پڑھنے والا بھی اس فعل کو کرے تو صحیح ہے

---

[۱] الدرالمختار على الشامی نعمانيه ص ۲۴۶ / ج۵ / كتاب الحظر والاباحة طحطاوی علی المراقی ص ۲۵۹ / فصل فی صفة الاذكار مطبوعه مصر.

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ وہ ہر صبح قرآن پاک کو لیتے اور اس کو چومتے اور فرماتے میرے رب کا فرمان اور میرے بزرگ و برتر پروردگار کا منشور ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی قرآن پاک کو چومتے اور چہرے پر لگاتے تھے۔

یانہیں ؟ یادونوں قسم کے لوگوں کے لئے صحیح ہے؟ اگراَن پڑھ کے لئے بھی ناجائز ہے تو اَن پڑھ لوگ کس طرح قرآن شریف سے ثواب حاصل کریں؟

الجواب حامدً ومصلیاً

بعض حضرات صحابہ علیہم الرضوان سے ثابت ہے کہ وہ قرآن کریم کی تلاوت فرماتے اوراس کو چومتے تھے۔ یہ احترام ہے[۱] مگر محض چومنے پر کفایت کرنا اور تلاوت سے اعراض کرنا غلط ہے۔ بڑی ناقدری ہے۔ زیادہ سے زیادہ تلاوت کرنے اوراس کے سمجھنے کی کوشش کرنا لازم ہے۔فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ، دارالعلوم دیوبند ۴؍۳؍۹۵ھ

تقبیل قرآن کریم

سوال:-قرآن مجید کو بوسہ دینااور بوسہ لے کر ماتھے یا آنکھوں پر رکھنا کیسا ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

قرآن مجید کو بوسہ دینااورانکھوں سے لگانا اور ماتھے سے لگانا درست ہے،جیسا کہ درمختار میں ہے[۲] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ دارالعلود یوبند ۱۹؍۸؍۸۷ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] روی عن عمر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ انہ کان یاخذالمصحف کل غداۃ ویقبلہ ویقول عھد ربی ومنشورربی عزوجل وکان عثمان رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ یقبل المصحف ویمسحہ علی وجھہ (الدرالمختارعلی الشامی نعمانیہ ص ۲۴۶ ؍ ج۵؍وشامی زکریا ص ۵۵۲ ؍ ج ۹؍ کتاب الحظر والاباحۃ قبیل فصل فی البیع)طحطاوی علی المراقی ص ۲۵۹ ؍فصل فی صفۃ الاذکارمطبوعہ مصر.

[۲] تقبیل المصحف قیل بدعۃ لکن روی عن عمر رضی اللّٰہ عنہ (باقی حاشیہ اگلےصفحہ پرملاحظہ فرمائیں)

جنبی کے لئے مس قرآن کریم

سوال: -قران مجید کو بغیر وضو چھونا کیسا ہے۔قرآن مجید میں لایمسه الاالمطهرون ذکر کیا گیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ طاہر لوگ ہی اسے چھو سکتے ہیں ناپاک نہیں اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ ناپاک کا اطلاق جنبی پر ہوتا ہے نہ کہ بے وضو پر کیونکہ دوسرے مقام پر حکم ہے کہ ناپاک لوگ مسجد میں نہ جائیں جس کا مطلب یہ ہے کہ جنبی مسجد میں نہ جائے بے وضو شخص جا سکتا ہے ناپاک کا اطلاق بے وضو شخص پر نہیں ہوگا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

نجاست حکمیہ (حدث) کی دو قسمیں ہیں ایک صغریٰ دوسری کبریٰ قرآن پاک کو مس کرنے اور نماز پڑھنے اور طواف کرنے میں ہر دو قسم مانع ہیں اور قرأت قرآن بغیر مس اور دخول مسجد سے صرف دوسری قسم مانع ہے پہلی قسم مانع نہیں۔

ویحرم بالجنابة خمسة اشياء الصلوٰة وقراء ةاٰية من القراٰن ومسهاالابغلاف ودخول مسجدوالطواف ويحرم على المحدث ثلثة اشياء الصلوٰة والطواف ومس المصحف الابغلاف (مراقى الفلاح ص ۸۹)[۱]

اصطلاح شرع میں بے وضو بے غسل دونوں کو ناپاک قرار دیا گیا ہے بے وضو کی ناپاکی حدث اصغر ہے اور بے غسل کی ناپاکی حدث اکبر ہے۔دونوں کے احکام ہر معاملہ میں یکساں

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) انه كان يأخذ المصحف كل غداة ويقبله ويقول عهدربى ومنشورربى عزو جل وكان عثمان رضى الله تعالىٰ عنه يقبل المصحف ويمسحه على وجهه (الدرالمختارعلى الشامى نعمانيه ص ۲۴۶/ ج ۵/شامى زكريا ص ۵۵۲/ ج ۹/ كتاب الحظروالاباحة قبيل فصل فى البيع،الاتقان فى علوم القرآن ص ۱۶۴/ ج ۴/ومطبوعه دارالفكرص ۱۷۲/ ج ۲/ فصل فى آداب كتابته شرح شرعة الاسلام ص ۷۸/ ج ۱/)

[۱] مراقى الفلاح على هامش الطحطاوى مصرى ص ۷۱/ باب الحيض والنفاس والاستحاضة البحرالرائق ص ۲۰۱/ ج ۱/باب الحيض ايچ.ايم.سعيد.

نہیں ہیں بعض میں اتحاد ہے بعض میں فرق ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۷/۱۱/۸۷ھ

استماع وانصات کی فروع

''اِذَاقُرِئَ الْقُرْآنُ '' عام ہے یا خاص اگر خاص ہے تو وقت بتلایئے اگر عام ہے تو۔

(الف) ایک شخص صبح کی نماز کے لئے مسجد میں گیا وہاں جماعت ہورہی تھی یہ سنت میں مشغول ہوگیا۔

(ب) یا کوئی شخص مسجد میں ایسے وقت گیا کہ تراویح شروع ہوگئی اور یہ جا کر فرض علیحدہ پڑھتا ہے۔

(ج) یا صبح جمعہ کی نماز عذر سے یا سہواً قضاء ہوگئی۔ جمعہ کے وقت عذر رفع ہوا۔

(د) ایسی صورتوں میں اگر یہ نماز میں قرأت کرتا ہے تو آیت مذکورہ کی خلاف ورزی کا مرتکب ہوگا یا نہیں؟

(۳) مقتدی سکتۂ امام کے وقت سورۂ فاتحہ پڑھ سکتا ہے یا نہیں۔ اگر امام سکتہ نہ کرے تو بار کس کے ذمہ ہوگا مقتدی کے یا امام کے؟

(۴) اگر سنت سمجھ کر رفع یدین کرے تو ثواب بڑھے گا یا گھٹے گا؟

(۵) عشاء کے بعد وتر سے پہلے بعض علماء وعظ شروع کر دیتے ہیں اور بعض مصلی نماز پڑھتے رہتے ہیں اس کا کیا حکم ہے؟

(۶) اِذَاقُرِئَ الْقُرْاٰنُ جہاں تک آواز جائے وہاں تک اپنا حکم رکھتی ہے یا کیا؟

(۷) لوگوں کے نماز پڑھنے کی حالت میں لڑکے مدرسے میں کلام اللہ پڑھتے ہیں؟

(۸) یا چند حافظ جدا جدا تلاوت کرتے ہیں یہ آیت مذکورہ کے خلاف تو نہیں؟

(۹) ایک شخص کہتا ہے کہ یہ آیت تلاوت قرآن کے وقت واہی تباہی باتوں کی ممانعت کے لئے آئی ہے آپس میں کلام اللہ پڑھنے یا قرأت فاتحہ خلف الامام کی ممانعت میں

نہیں۔ بلکہ یہ پڑھنا ضرور واجب اور فرض ہے۔

دوسرا شخص کہتا ہے کہ یہ آیت نماز میں فاتحہ خلف الامام کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ پہلا شخص کہتا ہے کہ نماز کے بارے میں نازل ہوئی ہے تب بھی واہیات باتوں کی ممانعت کے لئے نازل ہوئی ہے نہ فاتحہ کی ممانعت کے لئے اور خطبہ سے لوگوں کا خریداری غلہ کے لئے چلے جانے اور بعض ناواقفوں کا نماز میں باتیں کرنا وغیرہ کو اس کا شان نزول قرار دیتا ہے پس ان تمام باتوں کا فیصلہ کتاب اللہ وسنت رسول اللہ سے فرمائیے۔ والسلام

الجواب حامداً ومصلیاً

آیت وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا[۱] بظاہر عام ہے مگر علماء کے اس میں چند اقوال ہیں۔

اول یہ کہ جب حضور ﷺ قرآن کریم کی تلاوت فرمائیں۔ نزول قرآن کے وقت تو اس کو خاموشی سے سنو۔

دوسرے یہ کہ یہ مقتدی کے حق میں ہے اور یہ جمہور صحابہؓ کا قول ہے

تیسرے یہ کہ خطبہ کے لئے ہے۔

چوتھے یہ کہ خطبہ اور مقتدی دونوں کے لئے ہے اور یہ واضح ہے۔ تفسیر مدارک التنزیل ص ۲۳۱/۲ میں[۲] ہے۔ ظاهره وجوب الاستماع والانصات وقت قراءة القراٰن فى الصلوٰة وغيرها وقيل معناه اذاتلا عليكم القراٰن الرسول عندنزوله فاستمعوا له وجمهور الصحابةؓ علىٰ انه فى استماع المؤتم وقيل فى استماع الخطبة وقيل فيهما وهو الاصح والبسط فى التفسيرات الاحمديه ص ۴۲۶/[۳]۔

---

[۱] سورۂ اعراف آیت ۲۰۴/۔ **ترجمہ**: اور جب قرآن پڑھا جایا کرے تو اس کی طرف کان لگا دیا کرو اور خاموش رہا کرو۔ (بیان القرآن)

[۲] تفسیر مدارک ص ۹۲/ج ۲/ مطبع اصح المطابع بمبئی۔

[۳] تفسیرات احمدیہ ص ۲۷۹/ کتب خانہ رحیمیہ دیوبند۔

(ا) اگر ایک رکعت امام کے ساتھ ملنے کی امید ہوتو خارج مسجد یا جس حصۂ مسجد میں جماعت ہورہی ہواس سے دوسرے حصہ میں سنتیں پڑھے اگر دو حصے نہ ہوں اور آس پاس کوئی جگہ خارج مسجد اور بھی نہ ہوتو سنتیں نہ پڑھے۔فرضوں میں شریک ہوجائے اور قرآن سننا فرض کفایہ ہے جو مقتدیوں سے ادا ہورہا ہے۔کذا فی ردالمحتار ج ۱،[1] وکبیری۔

(ب) پہلے تنہا عشا پڑھے پھر امام کے ساتھ شریک ہو، کبیری ص ۳۵۴[2] استماع و انصات اس وقت اس کے ذمہ واجب نہیں۔

(ج) اگر صاحب ترتیب ہے تو صبح کی نماز پہلے پڑھے ورنہ خطبہ سنے[3] (درمختار)

(د) یہ جزئیہ مستثنیٰ ہے کیوں کہ صاحبِ ترتیب پر ترتیب فرض ہے[4] اگر صبح کی قضا نماز پہلے نہ پڑھے گا تو جمعہ درست نہ ہوگا۔

(۳) مقتدی کو امام کے پیچھے فاتحہ یا سورۃ پڑھنا جائز نہیں لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم واذاقرأ (الامام)

---

[1] (واذاخاف فوت) رکعتی (الفجر لاشتغاله بسنتهاتركها) لكون الجماعة اكمل (والا) بان رجا ادراک رکعة فی ظاهر المذهب (الی قوله) (لا) يتركها بل يصليهاعند باب المسجدان وجدمكاناً والاتركهاالخ (الدرالمختارعلى الشامى نعمانيه ص ۴۸۱/ ج ۱/ باب ادراک الفريضة مطلب هل الاساءة دون الكراهة اوافحش، كبيرى ص ۳۹۶/ فصل فى النوافل مطبوعه سهيل اكيڈمى لاهور، طحطاوى على مراقى الفلاح ص ۲۴۵/ مطبوعه دمشق، ص ۳۶۷/ باب ادراک الفريضة طبع مصر)

[2] ولودخل بعدماصلى الامام الفرض وشرع فى التراويح فانه يصلى الفرض اولاوحده ثم يتابعه فى التراويح (کبیری ص ۴۱۰/ قبیل صلاۃ الوتر مطبوعہ پاکستان)

[3] اذاخرج الامام فلاصلاة ولاكلام الى تمامها خلاقضاء فائتة لم يسقط الترتيب بينهاوبين الوقتية (درمختار كراچى ص ۱۵۸/ ج ۲/ باب الجمعة مطلب فى شروط وجوب الجمعة.

[4] الترتيب بين الفروض الخمسة والوتراداء وقضاء لازم يفوت الجواز بفوته للخبر المشهور من نام عن صلاة وبه يثبت الفرض العملى (الدرالمختارعلى الشامى نعمانيه ۴۸۷/ ج ۱/ باب قضاء الفوائت، مطلب فى تعريف الاعادة، طحطاوى على مراقى الفلاح ص ۳۵۸/ باب قضاء الفوائت طبع مصر)

فانصتوا رواہا مسلم[۱] فتح القدیر[۲] ص ۲۴۱ ر ج ا ر۔

(۴) تکبیر تحریمہ کے علاوہ نماز میں رفع یدین اب مسنون نہیں[۳] غیر مسنون کو مسنون سمجھنے سے ثواب بڑھتا نہیں بلکہ کم ہوتا ہے البتہ محض جائز سمجھ کر اگر مواضع مخصوصہ میں رفع یدین کرے تو ثواب میں کمی نہیں آئے گی۔

(۵) وتر اور سنتوں سے فراغت کے بعد اگر ضرورت ہو وعظ کہنا چاہئے۔

(۶) اس کا جواب گذر چکا۔

(۷) ایسی حالت میں قرآن شریف سننا فرض عین نہیں بلکہ فرض کفایہ ہے لہٰذا اگر نماز کا وقت ہو تو بہتر یہ ہے کہ نماز پڑھیں ورنہ قرآن شریف سننے کا ثواب بھی نوافل سے کم نہیں بلکہ زیادہ ہی ہے[۴]۔

(۸) اگر اس میں حرج ہوتا ہو کہ ایک پڑھے اور سب سنیں تو تمام کے پڑھنے میں بھی کوئی حرج نہیں[۵]۔

---

[۱] مسلم شریف ص ۱۷۴ ر ج ا ر کتاب الصلوۃ، باب التشہد فی الصلوۃ۔

[۲] فتح القدیر ص ۳۴۱ ر ج ا ر فصل فی القراءۃ، دار الفکر۔

[۳] ولایسن موکدا (رفع یدیه الافی سبع مواطن کماورد بناء علی ان الصفاء والمروۃ واحد نظراً للسعی ثلاثة فی الصلوٰۃ تکبیرۃ افتتاح وقنوت وعید الخ (الدرالمحتار علی الشامی نعمانیه ص ۳۴۰ ر ج ا ر مطلب فی اطالة الرکوع للجائی) وقال ابوحنیفة واصحابه وجماعة من اهل الکوفة لایستحب فی غیر تکبیرۃ الاحرام الخ (مسلم مع شرحه النووی ص ۱۶۸ ر ج ا ر باب استحباب رفع الیدین، مکتبه بلال دیوبند)

[۴] یدل علیه قول النووی والاشتغال بحفظ مازاد علی الفاتحة افضل من صلاۃ التطوع لانه فرض کفایه الخ (مرقاۃ ص ۳۶۲ ر ج ۴ ر کتاب فضائل القرآن، الفصل الثانی طبع اشاعت المعارف ملتان)

[۵] ولاباس باجتماعهم علی قرأۃ الاخلاص جهراً عندختم القران ولوقرأ واحدواستمع الباقون فهواولی کذافی القنیة (الهندیة ص ۳۱۷ ر ج ۵ ر کراچی کتاب الکراهیة، الباب الرابع (طحطاوی علی الدرص ۳۷۰ ج ا)

(۹) امام کے پیچھے فاتحہ یا سورۃ پڑھنا جائز نہیں کما مر، اس آیت مذکورہ کے بارے میں اقوالِ مذکورہ کے علاوہ اور بھی قول ہیں۔

وهى هٰذا وللعلماء فى ذٰلك اقوال. الاول وهو قول الحسن واهل الظاهر ان تجرى هذه الأية علىٰ العموم ففى اى وقت واى موضع قرئ القراٰن يجب علىٰ كل احد الاستماع له والسكوت والقول الثانى انها نزلت فى تحريم الكلام فى الصلوٰة روى عن ابى هريرةؓ انهم كانوا يتكلمون فى الصلوٰة لحوائجهم فامروا بالسكوت والاستماع للقراٰن وقال عبداللّٰه كنا يسلم بعضنا علىٰ بعض فى الصلوٰة سلام علىٰ فلان وسلام علىٰ فلان قال فجاء القراٰن واذاقُرِئَ القُراٰن فاستمعوالهٗ واَنْصِتُوا. والقول الثالث انما نزلت هٰذه الأية فى رفع الاصوات وهم خلف رسول اللّٰه ﷺ وعن ابن مسعودؓ انه سمع ناساً يقرؤن مع الامام فلما انصرف قال اما ان لكم ان تفقهوا واذاقرئ القراٰن فاستمعوا له وانصتوا كما امركم اللّٰه تعالىٰ وقال الكلبى كانوا يرفعون اصواتهم فى الصلوٰة حين يسمعون ذكر الجنة والنار انتهىٰ ملخصاً من تفسيرات احمديه ص ۴۲۶ /)

یہ سورت مکی ہے بنجارہ کا واقعہ کس حدیث سے بیان کیا ہے حوالہ دیا جائے صحابہؓ کے متعلق ایسا ناواقفیت کا عقیدہ رکھنا جائز نہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین المفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۹/۱/۵۳ھ

صحیح: عبداللطیف عفا اللہ عنہ مدرسہ مظاہر علوم ۳۰/ محرم ۵۳ھ

قبرستان میں قرآن پاک لے جانا

سوال: –قبرستان میں قرآن شریف پڑھنے کے لئے لے جانا کیسا ہے؟

الجواب وحامداً ومصلیاً

نہیں چاہیے۔[۱] وہاں جاکے جو حفظ ہو وہ پڑھ دے جو حفظ نہ ہو وہ مکان یا مسجد میں

[۱] واما جعل المصحف عندالقبور وايقاد القناديل هناك فهذا مكروه منهى عنه. مجموعه فتاوىٰ شيخ الاسلام لاحمد بن تيميه ص ۳۰۰/ ج ۲۴/ هل قراء تهم تصل الى الميت.

پڑھ دے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ مظاہر علوم

الجوب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبد اللطیف ۲۰؍ ربیع الثانی ۵۹ھ

ریشم کا جزدان قرآن پاک کے لئے

سوال: – ریشمی کپڑے کا جُزدان بنانا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ریشم کے کپڑے کا جزدان قرآن پاک میں لگایا جاسکتا ہے اس میں کوئی منع نہیں[1] ریشم کا پہننا مردوں کے لئے حرام ہے مطلقاً ریشم حرام نہیں[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

آیات اورفوٹو

سوال: – بھوپال شہر میں کچھ سال سے دینی کیلنڈر بکتے ہیں اور مفت بھی ملتے ہیں۔ جو اکثر کعبہ شریف یا مدینہ شریف یا قرآن شریف کے ہوتے ہیں۔ اکثر میں قرآن شریف کی آیات بھی ہوتی ہیں اول تو ان کلینڈروں کا ادب واحترام سے رکھنا بھی مشکل ہے اور بھی غم کی بات یہ ہے کہ اکثر مسلمان لوگ کیلنڈر کو کانچ میں جڑوا کر فریم کرا کر گھر میں رکھتے ہیں۔ لیکن قیامت یہ ہے کہ فوٹو یا تصویر کو باقی رکھتے ہیں۔ لیکن آیات قرآن کو کاٹ چھانٹ کر پھینک

---

[1] وكذا الكتابة فى ورقة الحرير وكيس المصحف والدراهم ومايغطى به الاوانى وماتلف فيه الثياب وهو المسمىٰ بقجة ونحو ذلك ممافيه انتفاع بدون لبس اومايشبه اللبس الخ (الشامى نعمانيه ص ۲۲۶ ؍ ج۵ ؍ وشامى زكرياص ۵۱۰ ؍ ج۹ ؍ كتاب الحظر والاباحة فصل فى اللبس)

[2] يحرم لبس الحرير ولوبحائل علىٰ المذهب اوفى الحرب على الرجل الخ (درمختار على الشامى نعمانيه ص ۲۲۴ ؍ ج۵ ؍ كتاب الحظر والاباحة فصل فى اللبس)

دیتے ہیں جو سڑکوں۔گلیوں اور گندی جگہ پھنکے پھرتے ہیں۔غرضیکہ آیات قرآنی کی آنکھوں دیکھی بے حرمتی ہورہی ہے۔بعض اخباروں اور رسالوں میں بھی آیات ہوتی ہیں، جو بعد کو ردی میں بک جاتی ہیں اور سودا سلف میں کاغذ کی پڑیاں بنتی ہیں۔اس لئے آپ کو خط لکھا ہے کہ اس کا تدارک کریں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

جس کاغذ پر آیات واحادیث لکھی ہوں اس کا احترام لازم ہے۔ پڑیہ وغیرہ میں استعمال کرنا منع ہے[۱] گندی جگہ ڈالنا بالکل جائز نہیں حرام ہے[۲] جاندار کا فوٹو زینت کے لئے کمروں میں لٹکانا ناجائز ہے[۳] جاندار کا فوٹو اور آیات دونوں ایک جگہ ہوں یہ بھی بے ادبی اور خلاف احترام ہے آیات کو کھرچ کر ضائع کر دینا اور فوٹو کو باقی رکھنا۔ یہ قلب موضوع ہے کہ جو چیز ضائع کرنے کی تھی اس کو باقی رکھا اور احترام کے ساتھ باقی رکھا اور جو چیز واجب الاحترام تھی اس کو ضائع کیا[۴] اناللہ، کعبہ شریف اور مدینہ شریف کے نقشوں کا بھی احترام چاہیے[۵] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۱/۴/ ۸۷ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۱/۸/ ۸۷ھ

۱؎ لایجوزلف شی فی کاغدفیه مکتوب من الفقة وفی الکلام الاولی ان لایفعل عالمگیری کوئٹه ص ۳۲۲/ ج ۵/ کتاب الکراهیة الباب الخامس فی آداب المسجدوالقبلة والمصحف الخ .

۲؎ ثم لانزاع فی ان المعاصی ماجعله الشارع امارة التکذیب وعلم کونه کذلک بالادلة الشرعیة کسجودالصنم والقاء المصحف فی القاذورات والتلفظ بکلمة الکفرونحوذلک مماثبت بالادلة انه کفروالصلوٰة خلف کل بروفاجرالخ شرح فقه اکبر ص ۹۳/ مطبوعہ مجتبائی دہلی۔

۳؎ ولایجوزان یعلق فی موضع شیافیه صورة ذات روح الخ (عالمگیر کوئٹه ص ۳۵۹/ ج۵/ کتاب الکراهیة الباب العشرون فی الزینة الخ)

۴؎ وتکره کتابة القرآن واسماء اللّٰه تعالیٰ علی الدراهم والمحاریب والجدران ومایفرش الخ (شامی کراچی ص ۱۷۹/ ج ۱/ قبیل باب المیاه مطبوعه زکریاص ۳۲۳/ ج ۱/)

۵؎ کعبہ شریف اور مدینہ شریف کے نقشوں کی تعظیم مثل بیت اللہ اور مدینہ کے واجب نہیں ہے البتہ ان کے نقشوں کی بے ادبی بھی نہیں کرنی چاہیئے (فتاوی عبدالحی ص ۴۸۸/ مطبوعہ دیوبند)

باب سوم: آداب تلاوت

برہنہ سر تلاوت

سوال:- برہنہ سر تلاوت قرآن کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

افضل یہ ہے کہ حسب حیثیت عمدہ لباس پہن کر عمامہ باندھ کر تلاوت کرے۔ عالمگیری[1] ص ۳۱۶ / ج ۵ / لہذا برہنہ سر خلاف افضل ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

جلسہ کی ابتداء کلام پاک سے

سوال:- مسلم یونیورسٹی مسلمانوں کا ادارہ ہے (۱) جس کی مجلس (مسلم یونیورسٹی کورٹ) خالصتاً مسلمانوں کی جماعت ہے اور کوئی غیر مسلم قانوناً اس کا ممبر نہیں بن سکتا، مجلس مذکورہ کے جلسہ خصوصی منعقدہ ۱۷ / دسمبر ۱۹۳۹ھ میں ایک ممبر نے یہ تجویز پیش کی کہ کورٹ کے جلسوں کی ابتداء تلاوت کلام پاک سے ہوا کرے۔ اس پر ایک دوسرے ممبر نے مخالفت کی اور کہا کہ آج اس جلسہ میں تلاوت کلام ہوگی کل دوسرے جلسوں میں ہوا کریگی اور جلسہ میں ناظم دینیات کو کلام پاک پڑھنے کے لئے بلانا ہوگا۔ اس لئے اس تجویز کو پیش کرنے کی اجازت نہ دی جائے، واضح رہے کہ اس مجلس میں کافی تعداد میں ممبران حافظ جی اور مذہبی پیشوا ہیں۔ مزید ممبران ہر ممبر مسلمان ہی ہے اور تلاوتِ کلام پاک کرسکتا ہے اور ناظم دینیات کا اس کام کے لئے مامور کرنا ضروری نہیں ہے۔ چونکہ یہ تجویز شامل ایجنڈا نہ تھی اور ہر ایسی تجویز کے پیش کرنے کے لئے جو خارج ایجنڈا ہو دو تہائی ممبران موجودہ کی رضامندی ضروری

---

[1] رجل ارادان یقرأ القرآن فینبغی ان یکون علی احسن احواله یلبس صالح ثیابه ویتعمم الخ (الهندیة ص ۳۱۶ / ج ۵ /) کتاب الکراهیة، الباب الخامس.

ہوتی ہے اس لئے مخالفت کی بنا پر اس تجویز کو دوتہائی ممبروں کی تائید حاصل نہ ہوئی اور تجویز نہ پیش کی جاسکی۔ محرک آئندہ اجلاس میں پھر اس تجویز کو باضابطہ نوٹس کے ساتھ پیش کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ ان حالات کے ماتحت اس تجویز کو پیش کرنا شریعت حقہ کی رو سے کیسا ہے۔ اور کیا اس مخالفت کے بعد اس تجویز کو پیش کرنا اور جلسہ کو تلاوت کلام سے شروع کرنا لازمی ہوگیا۔ مفصل اور مشرح جواب سے سرفراز فرمایا جائے۔

الجواب حامداًومصلیاً

(۱) اہل اسلام کے جلسہ کی ابتداء اگر تلاوت کلام اللہ شریف سے ہو تو نہایت مستحسن ہے اور باعثِ برکت ہے۔ لیکن یہ فرض واجب کے درجہ میں نہیں کہ اس کے ترک کرنے سے گناہ ہو۔ بلکہ محض استحسان اور استحباب کا درجہ ہے کہ اس کے خلاف کرنے سے برکت اور ثواب سے محرومی رہے گی[۱] اور بفضلہٖ تعالیٰ مسلمان قرآن شریف سے اس قدر تعلق اور لگاؤ رکھتے ہیں کہ ہر جگہ کم وبیش اس کی تلاوت پر قدرت رکھنے والے ضرور ہی میسر آجاتے ہیں اور کوئی دشواری پیش نہیں آتی۔ اگر کوئی مجلس مسلمانوں کی قانوناً ممانعت کردے کہ ہمارے جلسہ میں تلاوت کی اجازت نہیں تو یہ قانون یقیناً اسلام اور اسلامی احساسات کے مخالف ہوگا۔ ایسی صورت میں اس قانون ساز جماعت کو نرمی سے سمجھایا جائے کہ وہ خود ہی اس قانون کو منسوخ کردے اور کلام الٰہی کی تلاوت پر ایسی پابندی عائد نہ کرے[۲] اگر وہ نہ مانے تو ایسے قانون کی پابندی شرعاً ناجائز ہے اس کے خلاف کرنا ضروری ہوگا[۳] اسی طرح تلاوت کو ایسا لازم کرنا کہ

۱؎ عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم كُلُّ اَمْرِذِیْ بَالٍ لَایُفْتَحُ بِذِكْرِاللّٰهِ فَهُوَ اَبْتَرُاَوْقَالَ اَقْطَعُ ،طبقات الشافعية الكبرى ص ۱۶ / ج ۱ / مطبوعه داراحياء الكتب العربيه بيروت.

۲؎ اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ سورة نحل آيت ۱۲۵ /.

ترجمہ: آپ اپنے رب کی راہ کی طرف علم کی باتوں اور اچھی نصیحتوں کے ذریعہ سے بلائیے اور ان کے ساتھ اچھے طریقہ سے بحث کیجئے۔ از بیان القرآن۔

۳؎ عَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو)

بغیراس کےکوئی اجلاس ہی نہ ہوسکےفرض کا درجہ دینا یہ بھی ناجائز ہےاس لئے ایسا کرنا چاہئے کہ اکثر افتتاح تلاوت سے ہواورکبھی بغیراس کے بھی[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبدمحمودغفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

مجبوراً لیٹے ہوئے تلاوتِ قرآن کریم

سوال:-ضعفِ شدید کی وجہ سے بیٹھ کرتلاوت نہیں کر پاتے،کیا جائز ہے کہ چت لیٹ کر یا کروٹ لے کرتلاوت کریں اور پیروں کو نہ سکوڑیں کہ پیروں کوذرادیرسکوڑنے میں گھٹنوں میں درد پیدا ہوجاتا ہےاورٹانگوں میں درد ہوجاتا ہے،کیا پیر کا سکوڑنا لازم ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

ایسی حالت میں بغیر پیر سکوڑے بھی تلاوت جاری رکھیں،جب سہولت ہوسکوڑلیں[۲]۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبدمحمودغفرلہٗ دارالعلوم دیوبند۳/۷/۹۲ھ

الجواب صحیح:بندہ نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ)لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِيْ مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ.مشكوٰة ص ۳۲۱/كتاب الامارة والقضاء الفصل الثاني،مسنداما م احمد ص ۱۳۱/ ج ۱/دار الفكربيروت عن عليؓ.

ترجمہ:خالق کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت جائز نہیں۔

[۱] الاصرارعلى المندوب يبلغه الى حدالكراهة الخ السعاية ص ۲۶۵/ج ۲/ فصل في القرأة ، ومن البدع تخصيص المصافحة الخ(سهيل اكيڈمی لاهور)مرقاة المفاتيح ص ۱۴/ج ۲/باب الدعاء في التشهد،الفصل الاول اصح المطابع بمبئی.

[۲] لابأس بقرأة القرآن اذاوضع جنبه على الارض ولكن ينبغي ان يضم رجليه عندالقراة كذا في المحيط(الهندية ص ۳۱۶/ج ۵/كتاب الكراهية،الباب الرابع،طبع كوئٹه)

منبر کے پہلے درجہ پر قرآن رکھ کر پڑھنا

سوال:- منبر کے پہلے درجہ پر قرآن شریف رکھ کر تلاوت کر سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جزودان، غلاف، تکیہ وغیرہ پر رکھ کر پڑھنا تقاضائے ادب ہے۔ جس جگہ پیر رکھے جاتے ہوں اس جگہ بغیر غلاف وتکیہ کے نہ رکھیں[1]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

تمباکو والا پان منہ میں رکھ کر تلاوت

سوال:- پان میں تمباکو کھا کر مسجد یا دوسری جگہ تلاوت قرآن کر سکتا ہے یا نہیں؟ جبکہ اس لئے پان کھایا گیا ہو کہ اس سے نیند نہ آئے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ادب واحترام کا تقاضا یہ ہے کہ منہ صاف کر کے تلاوت کی جائے اور یہ تصور کیا جائے کہ میں قرآن کریم اللہ تعالیٰ کو سنا رہا ہوں[2]۔ پھر انشاء اللہ تعالیٰ نیند نہیں آئیگی۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۸/۱۱/۹۴ھ

---

[1] لایلقی فی موضع یخل بالتعظیم (عالمگیری ص ۳۲۴/ ج ۵/) الباب الخامس فی آداب المسجد.

[2] یستحب أن یجلس مستقبلا متخشعا بسکینة ووقار مطرقاً رأسه یسن ان یستاک تعظیماً وتطهیراً وقد روی ابن ماجه عن علی موقوفاً والبزار بسند جید عنه مرفوفاً ان افواهکم طرق للقران فطیبوها بالسواک الخ (الاتقان فی علوم القرآن ص ۱۰۵/ ج ۱/ مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور النوع الخامس والثلاثون فی آداب تلاوته الخ)

زینہ کے قریب بیٹھ کر قرآن کریم پڑھنا

سوال:- زید مسجد کے فرش پر قرآن شریف کی تلاوت کرتا رہتا ہے اس کے قریب چار پانچ گز کے فاصلہ پر ایک بڑا اور زینہ ہے اور زینہ مسجد کی حدود میں ہے آیا اس صورت میں جب کہ اس زینہ سے اترتے چڑھتے رہتے ہیں اور زید نے قرآن شریف پر کپڑا ڈال دیا ہے قرآن شریف کی بے ادبی ہوگی؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ایسی حالت میں زینے پر اترنا چڑھنا درست ہے مگر بہتر یہ ہے کہ قرآن شریف دور بیٹھ کر پڑھے[۱] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم ۴/۷/۹۶ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ صحیح عبد اللطیف

میت کے پاس تلاوت

سوال:- زید کا انتقال ہوگیا اب اس کے سرہانے یا اس کے پاس تلاوت قرآن غسل کے وقت تک کرنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

مکروہ ہے کچھ فاصلہ پر تلاوت کی جائے[۲] ردالمحتار ص ۸۹۲/ ج ۱/۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] کفایۃ المفتی ص ۱۲۶/ ج ۱/ کتاب العقائد کراچی۔

[۲] محل الکراھۃ اذا کان قریباً منہ اما اذا بعد عنہ بالقرآۃ فلا کراھۃ اھ (ردالمحتار علی الشامی ص ۵۷۳/ ج ۱/ باب صلاۃ الجنائز، مطلب فی القراءۃ عندالمیت)

تلاوت کے وقت سر ہلانا

سوال:–تلاوتِ کلام پاک یا کتبِ حدیث پڑھتے وقت سر ہلانا کیسا ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

یہ شرعی حکم نہیں طبعی چیز ہے، بعض ہلاتے ہیں بعض نہیں۔فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹۵/۴/۲۴ھ

کیا تلاوت کی وجہ سے کسی کے وظیفہ کوروکا جائے گا؟

سوال:–اگر مسجد میں کوئی ورد یا وظیفہ پڑھ رہا ہو تو بآوازِ بلند تلاوت کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

اگر تلاوت پہلے سے کوئی شخص بآواز بلند کررہا ہے اور پھر کسی نے آکر اپنا وظیفہ شروع کردیا تو تلاوت کرنے والے کوروکا نہیں جائے گا اور اگر وظیفہ پہلے سے کوئی شخص پڑھ رہا ہے تو بعد میں آنے والا آہستہ تلاوت کرے مگر مجبور پھر بھی نہیں کیا جائے گا محض استحسانی چیز ہے۔[1]

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸۸/۹/۱۲ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۸۸/۹/۱۳ھ

---

[1] صبی یقرأ فی البیت واهله مشغولون بالعمل یعذرون فی ترک الاستماع ان افتتحوا العمل قبل القراءة والافلا وکذا قراءة الفقه عندقراءة القران مدرس یدرس فی المسجدوفیه مقری یقرأ القرآن بحیث لوسکت عن درسه یسمع القرآن یعذرفی درسه (الهندیة ص ۳۱۷/ ج۵/ کتاب الکراهیة ،الباب الرابع)

تلاوت قرآن کریم بازار میں جہراً اور مسجد میں سرّاً

سوال:- قرآن شریف کو بازار میں بلند آواز سے پڑھنا کیسا ہے؟ بعض حافظ صاحبان مسجد میں چلتے پھرتے آہستہ آواز سے قرآن شریف کی تلاوت کیا کرتے ہیں، ان کا یہ عمل کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

مسجد میں چلتے پھرتے آہستہ تلاوت کرنا درست[۱] اور موجبِ ثواب ہے۔ بازار (مواضع لغو) میں بلند آواز سے تلاوت کرنا کہ لوگ اپنے اپنے کام میں مشغول ہوں اور کوئی تلاوت نہ سنتا ہو درست نہیں منع ہے[۲]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹/۶/۹۰ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

متعدد لوگوں کا بیک وقت جہراً قرآن پاک پڑھنا

سوال:- زید وعمرو بکر وخالد جمع ہو کر بآواز بلند تلاوت قرآن مجید فرماتے ہیں آیا یہ جائز ہوگا یا نہیں، قرآن مجید کی آیت کریمہ سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ جائز نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ اِذَاقُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْالَهٗ وَاَنْصِتُوْا الآیة اس آیت سے سننا واجب معلوم ہوتا ہے اور دوسرے فقہ کی کتاب سے معلوم ہوتا ہے کہ تلاوت مستحب ہے اس لئے شبہ ہوتا ہے۔

---

[۱] لاباس بالقرآن راکباوماشیا اذالم یکن ذلک الموضع معداللنجاسة (الهندیة ص ۳۱۶/ ج۵/ کتاب الکراهیة ،الباب الرابع طبع کوئٹه)

[۲] لایقرأ جهراً عندالمشتغلین بالاعمال ومن حرمة القرآن ان لایقرأ فی الاسواق وفی موضع اللغو کذا فی القنیة(الهندیه ص ۳۱۶/ج۵/کتاب الکراهیة الباب الرابع طبع کوئٹه)

الجواب حامداً ومصلیاً

وفی الدرة المنیفة عن القنیة یکره للقوم ان یقرؤا القراٰن جملة لتضمنهَا ترک الاستماع والانصات وقیل لابأس به طحطاوی[1] ولابأس باجتماعهم علی قراء ة الاخلاص جهراً عندختم القراٰن ولوقرأواحدواستمع الباقون فهواولیٰ اھ[2] ہندیہ ص۳۱۷/ج۵/۔

اس سے معلوم ہوا کہ اولیٰ واحوط بلااختلاف یہ ہے کہ ایسی حالت میں سب آہستہ پڑھیں جہر نہ کریں تاکہ استماع واجب میں خلل نہ ہو۔ اگر جہر کریں تو ایک جہر سے پڑھے باقی سنیں سب کا جہر کرنا مکروہ ہے اور بعض فقہاء اس حالت میں بھی عدمِ کراہت کے قائل ہیں۔ آیت اِذَاقُرِئَ الْقُرْاٰنُ الخ کو ایک جماعت نے نماز کے ساتھ مخصوص مانا ہے اس لئے خارج صلوٰۃ یہ آیت اس کا حکم نہیں دیتی ہے اور ایک جماعت نے عام مانا ہے اگرچہ سبب نزول خاص ہے۔

عن طلحةؒ قال رأیت عبیدبن عمیروعطاء بن ابی رباحؒ یتحدثان والقاص یقص فقلت الاتستمعان الی الذکروتستوجبان الموعودقال فنظراالی ثم اقبلاعلی حدیثهماقال فاعدت فنظراالی واقبلاعلی حدیثهما قال فاعدت الثالثة قال فنظراالی فقالاانماذلک فی الصلوٰة وِاِذَاقُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْالَهٗ واَنْصِتُوْا. وَکذاقال سفیان الثوری عن ابی هاشم اسماعیل بن کثیرعن مجاهدفی قوله وَاِذَاقُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْاقال فی الصلوٰة وکذارواه غیرواحدعن مجاهدوقال عبدالرزاق عن الثوری عن لیث عن مجاهدقال لابأس اذاقرأ الرجل فی غیرالصلوٰة ان یتکلم الیٰ قوله عن ابی هریرة رضی اللّٰه عنه ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال من استمع الیٰ اٰیة من کتاب اللّٰه کتبت له حسنة مضاعفةومن تلاهاکانت له نوراً یوم القیمة ،ابن

---

[1] حاشیة الطحطاوی علی الدرالمختار ص۲۰۷/ج۱/.

[2] الهندیه ص۳۱۷/ج۵/ مصری کتاب الکراهیة،الباب الرابع.

کثیر[1] ص ۲۸۱/ج ۲/ واذاقرئ القراٰن فاستمعواله وانصتولعلكم ترحمون ظاهره وجوب الاستماع والانصات وقت قرأة القراٰن فى الصلوٰة وغيرهاوقيل معناه اذا تلا عليكم الرسول القراٰن عند نزوله فاستمعواله وجمهورالصحابة رضى الله عنهم على انه فى استماع المؤتم وقيل فى استماع الخطبة وقيل فيهماوهوالاصح اھ مدارک التنزيل[2] ص ۷۰/ج ۲/۔

ان عبارات سے معلوم ہوا کہ استماع اور سکوت کو فرض عین قرار دینا اور وقت تلاوت قران تکلم کو حرام قرار دینا اور اس حکم کی تعمیل کرنا کہ حالت صلوٰۃ وغیر صلوٰۃ ہر دو کو شامل ہو دشوار ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور
الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ ۲۸/۳/۵۹ھ
صحیح: عبد اللطیف ۴/ربیع الثانی ۵۹ھ

چند آدمیوں کا قرآن کریم جہراً پڑھنا

سوال: – چند لوگ ایک جگہ بیٹھ کر تلاوتِ قرآن جہر کے ساتھ کریں اور دوسرا نہ سنے، ایسا کرنا درست ہے یا نہیں۔ ایک مقامی عالم اس طریقہ کو درست فرماتے ہیں، حالانکہ اس طریقہ سے تلاوت قرآن کرنا درست نہیں جب کہ علماء حق نے منع کیا ہے، مسئلہ کیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اعلیٰ بات یہ ہے کہ سب آہستہ آہستہ تلاوت کریں تا کہ ایک کی آواز دوسرے سے نہ ٹکرائے اور قرأت قرآن کو سننے کا فریضہ کسی کی طرف متوجہ نہ ہو، لیکن اگر جہراً پڑھیں تب بھی

[1] ابن کثیر ص ۲۸۱/ج ۲/، ص ۴۴۴/ج ۲/طبع المکتبه التجاریه، سورۂ اعراف آیت ۲۰۴/۔
[2] مدارک التنزیل ص ۷۰/ج ۲/، ص ۱۶۳/ج ۲/مدارک علی هامش تفسیر الجلیل۔

ایک قول پر اجازت ہے[1] جب ایک شخص خود ہی تلاوت میں مشغول ہے اور دوسرے کی تلاوت کو نہیں سن رہا ہے تو وہ قرآن پاک کی طرف سے اعراض کرنے والا شمار نہیں ہوگا[2]۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

قرآن خوانی میں قرآن شریف زور سے پڑھنا چاہئے یا آہستہ سے؟

سوال:- ایصال ثواب کے لئے قران خوانی میں قرآن شریف زور سے پڑھنا چاہیے یا خاموشی سے ایک صاحب کہتے ہیں کہ امام اہل سنت حضرت مولانا عبدالشکور صاحب نوراللہ مرقدہٗ ایسے موقعہ پر خاموشی سے پڑھنے کو کہتے تھے۔ صحیح مسئلہ مطلع فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

افضل تو یہی ہے کہ جب ایک جگہ مجمع قرآن شریف پڑھے تو سب آہستہ پڑھیں لیکن زور سے پڑھیں تب بھی گنجائش ہے[3]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

---

[1] ویکرہ للقوم ان یقرؤا القرآن جملة لتضمنهاترک الاستماع والانصات وقیل لابأس به کذا فی القنیة (طحطاوی علی الدرالمختار ص ۲۰۷ / ج ۱ / طحطاوی علی المراقی ص ۲۵۸ / قبیل باب مایفسد الصلوۃ مصری)

[2] صبی یقرأ فی البیت واهله مشغولون بالعمل یعذرون فی ترک الاستماع ان افتتحواالعمل قبل القراءۃ والافلاوکذاقراءۃ الفقه عندقراءۃ القران (الهندیة ص ۳۱۷ / ج ۵ / کتاب الکراهیة الباب الرابع طبع کوئٹه)

[3] لابأس باجتماع علی قراءۃ الاخلاص جهرا عند ختم القرآن (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

بوقت مطالعہ تلاوت

سوال: - ایک ایسے کمرہ میں بالجہر تلاوت کرنا جس میں کئی آدمی اپنی کتبِ دینیہ زور سے پڑھ رہے ہیں یا سراً مطالعہ کر رہے ہیں مگر تلاوت کی طرف توجہ بالکل نہیں ہے تو اس صورت میں تلاوت بالجہر کرسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

اگر دوسرا شخص پہلے سے دینی کتب کے مطالعہ میں مشغول ہے تو آہستہ تلاوت کی جائے[1]

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹۳/۲/۵ ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۹۳/۲/۵ ھ

مکان کی تعمیر پر قرآن کریم ختم کرنا

سوال: - زید ایک نیا مکان تعمیر کر رہا ہے، اس کی خیر و برکت کے لئے ایک ختم قرآن کروانا چاہتا ہے۔ کیا یہ شرعاً جائز ہے؟

(پچھلے صفحہ باقی حاشیہ) ولو قرأ واحد واستمع الباقون فهو اولٰى الهندية ص۳۱۷/ ج۵/ الباب الثالث في الرجل الخ كتاب الكراهية وفي الدرة المنيفة عن القنية يكره للقوم ان يقروأ القران جملة لتضمنها ترك الاستماع والانصات وقيل لاباس به (طحطاوی عل الدر المحتار ص۲۷۰/ج۱/) ابن كثير ص۲۸۱/ج۲/طحطاوى على المراقى ص۲۵۸/قبيل باب مايفسد الصلوة مصرى.

[1] صبي يقرأ في البيت واهله مشغولون بالعمل يعذرون في ترك الاستماع ان افتتحواالعمل قبل القرأة والافلاوكذاقرأة الفقه عندقراء ة القراٰن مدرس يدرس في المسجدوفيه مقرى يقرأ القراٰن بحيث لوسكت عن درسه يسمع القراٰن يعذر في درسه (الهندية ص۳۱۷/ج۵/كتاب الكراهية،الباب الرابع كوئٹه)

الجواب حامداًومصلیاً

خوداوراہل خانہ واحباب اس میں قرآن پاک کی تلاوت کرلیں اور دعا کریں کہ حق تعالیٰ اس میں خیروبرکت عطافرما۔اس میں رہنے والوں کوطاعات کی توفیق دے،اتباعِ سنت نصیب فرما،گناہوں سے محفوظ رکھ،شیاطین، جنات اور پڑوسیوں کے شرور سے حفاظت فرما[۱]

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبدمحمودغفرلہٗ دارالعلوم دیوبند۱۵/۴/۹۲ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

سیاسی غیر مسلم ہندوؤں کی آمد پر قرآن کریم کی تلاوت کے ذریعہ مجلس کا افتتاح

سوال:- ایک سیاسی مجلس میں ہندو،مسلم شریک ہوں اور یہ مجلس ہندولیڈروں کی آمد پرمنائی گئی ہواور چند ہندو مجلس کا افتتاح قرآن مجید کی تلاوت کے ساتھ کرنے کے متمنی ہیں۔دریں صورت تلاوت کرنا جائز ہے یانہیں؟

نوٹ:- تلاوت نہ کرے تو تعصب کا اندیشہ ہے۔

الجواب حامداًومصلیاً

اگراس مقصد سے تلاوت کی جائے کہ اللہ کے کلام سے ان کے قلوب متأثر ہوکر

---

[۱] عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَاتَجْعَلُوْابُیُوْتَکُمْ مَقَابِرَاِنَّ الشَّیْطَانَ یَنْفِرُ مِنَ الْبَیْتِ الَّذِیْ یُقْرَأُ فِیْهِ سورة البقرة (مشکوٰة شریف ص ۱۸۴ /باب فضائل القرآن الفصل الاول مطبوعه یاسرندیم دیوبندالهندیة ص۷ ۳۱/ ج۵/الباب الرابع فی التسبیح الخ مطبوعه پاکسان)

اسلام سے قریب ہوجائیں تو گنجائش ہے[۱] اگر محض رسمی طور پر ہو یا اس کے اعزاز میں ہو تو اجازت نہیں۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

دنیوی غرض کے لئے بھی ذکر وتلاوت پر اجر ہے

سوال:- بعض اوراد جن کے فضائل احادیث سے ثابت ہیں مثلاً قرآن شریف علی الاطلاق اور اس کی بعض سورت وآیات بالخصوص۔ یَاسُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُلِلّٰہِ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّابِاللّٰہِ الخ لَااِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ وَحَدَہٗ وغیرہ وغیرہ جن کے فضائل منصوص ہیں، اس قسم کے اوراد اگر ایسی ترکیب سے پڑھے جائیں جو مشائخ نے بیان فرمائی ہیں یا جو عالموں نے بتلائی ہیں یا خاص اس کمیت اور کیفیت سے پڑھی جائیں جو کمیت اور کیفیت ان کی احادیث سے ثابت ہے مگر ان کے پڑھنے سے کسی دنیوی غرض کا پورا کرنا ہے مثلاً یہ کہ رزق میں فراخی ہوجائے یا بچہ پیدا ہو یا فلاں مرض دفع ہوجاوے، یا فلاں غائب واپس آجائے یا تجارت میں نفع ہو یا فلاں عورت سے نکاح ہوجائے۔ یا فلاں فلاں میں محبت ہوجائے، یا فلاں گمشدہ مال واپس ملجاوے، یا فلاں مصیبت اور تنگی دور ہوجائے یا تسخیر عالم ہوجائے یا تسخیر جنات وغیرہ ہوجائے۔ یا تسخیر کوکب مثلاً زہرہ، مشتری، عطارد، شمس وغیرہ ہوجائے یا فلاں فلاں مقدمہ ختم ہوجائے وغیرہ وغیرہ ہر ایک حاجت کے لئے خاص خاص تراکیب کتب عملیات میں موجود ہیں اور مشائخ عظام سے منقول ہیں اور قرآن شریف کی مختلف آیات اور سور سے بتلائی گئی ہیں اور بعض مفسرین نے بعض آیات کی خاصیات تحریر فرمائی ہیں کہ ان میں یہ فوائد ہیں جو کہ دنیوی

---

[۱] نظیرہ کافر من الذمة او اهل الحرب طلب من مسلم ان يعلمه القرآن والفقه قالوا لابأس بان يعلم القرآن والفقه فی الدین لانه عسیٰ ان يهتدی الی الاسلام فيسلم (فتاوی خانیه ص ۴۲۶/ ج ۳/ مطبوعه کوئٹه کتاب الحظروالاباحة فصل فی التسبیح والتسلیم الخ شامی کراچی ص ۱/۷۷ ج ۱/ مطلب یطلق الدعاء الخ کتاب الطهارة)

اغراض سے تعلق رکھتے ہیں اور حالانکہ قرآن شریف کے نصوص میں وارد ہے کہ ایک ایک حرف کے بدلہ میں ۱۰/۱۰ نیکیاں ملتی ہیں۔اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ قرآن شریف کی بعض آیات یا اذکار مذکورہ میں سے کسی کو اگر کوئی شخص اس قسم کی دنیوی حاجات کے لئے پڑھے تو پڑھنے والے کو اس پر کوئی ثواب مرتب ہوگا یا نہیں؟

اگر ہوگا تو کیا وہی منصوص یا اس سے کم اور اگر حاجت دنیوی کے لئے پڑھا جائے کہ آثار میں صراحۃً ذکر ہیں مثلاً سورہ واقعہ کے متعلق حضرت ابن مسعودؓ سے ہر رات میں پڑھنا دافع فقر ہونا منقول ہے۔اسی طرح پر لاحول ولاقوة الاباللّٰه الخ ولاملجاء من اللّٰه الاالیه۔ کا حدیث مرفوع میں ننانوے بلا کا دفع ہونا۔جس کا ادنیٰ درجہ فقر ہے مروی ہے تو اگر کوئی اس وظیفہ کو دفع فقر اور فاقہ تنگدستی کے لئے دائمی پڑھتا ہے تو کیا اس کو اس دنیوی حاجت کے قضاء کے لئے پڑھنے سے ثواب جو مطلقاً تلاوتِ قرآن شریف کے متعلق یا لاحول الخ پڑھنے پر روایات میں وارد ہے موصول ہوگا یا نہیں۔

اور اگر کوئی شخص ایسا وظیفہ جن کے فضائل نصوص سے ثابت ہیں بالفاظہا تو نہیں پڑھا کرتا مگر ایسا ہی جن اوراد کے فضائل روایات سے ثابت ہیں۔مثلاً دعاء، ثنا و حمد و باری عزاسمہ درود بالفاظ ماثورہ ان کے فضائل منصوص ہیں اب کوئی شخص فارسی، ہندی وغیرہ زبان میں کوئی ورد دعاء ثناء کا کسی حاجت کے لئے پڑھتا ہے تو کیا اس کو وہ ثواب بھی مل سکتا ہے جو دعاء، ثناء وغیرہ کے متلق فرمایا گیا ہے بالتفصیل بیان فرمادیا جائے۔

الجواب حامداًومصلیاً

جو خواص وفوائد آیات وسور واذکار کے منصوص ہیں ان کے لئے پڑھنے سے ثواب میں کمی نہیں آئے گی کیونکہ جس نے ثواب بتایا ہے اسی نے خواص وفوائد بتائے ہیں اور ان خواص و فوائد کے لئے پڑھنے کی تعلیم دی ہے، اور ثواب کو مشروط نہیں کیا خواص وفوائد کی نیت نہ ہونے کے ساتھ۔

نیز خواص وفوائد اور نیت ثواب میں تزاحم بھی نہیں کہ اجتماع دشوار ہو گو اعلیٰ اور افضل درجہ یہ ہے کہ محض رضائے حق تعالیٰ مقصود ہو کیونکہ خواص وفوائد کا ترتب تو بہر حال ہوگا پھر ثواب کو تابع اور خواص وفوائد کو متبوع بنانے کی کیا ضرورت ہے۔ تاہم اس سے ثواب منصوص میں کمی نہ ہوگی اگر چہ یہ درجہ مفضول ہونے کی وجہ سے افضیلت کا ثواب نہ مل سکے گا۔ اپنی مشروع اغراض کے لئے دعا کرنا خود مامور بہ ہے جو کہ موجب ثواب ہے اور غیر مشروع اغراض کے لئے پڑھنا ناجائز ہے۔ مَنْ قَرَأَ حَرْفاً مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ فَلَهُ حَسَنَةٌ وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا لَااَقُوْلُ الم حَرْفٌ وَلٰكِنْ اَلِفٌ حَرْفٌ وَلَامٌ حَرْفٌ وَمِيْمٌ حَرْفٌ اھ ترمذی شریف[1]۔

من شغله القراٰن ای لفظاً اوحفظا اومعنی اوعملاً وتخلف عن ذکری ای من سائر الاذکار ومسئلتی ای من بقية الادعية اعطيه افضل مااعطی علی صيغة المضارع المعلوم المتكلم الواحدای افضل مااعطيه السائلين ا ی والذاکرين فهومن باب الاکتفاء او المرادبالسائلين الطالبون فی ضمن الذکروالدعاء بلسان القال اوبيان الحال وقال المظهريعنی من اشتغل بقراء ة القراٰن ولم يفرغ الی الذکروالدعاء اعطاه اللّٰه مقصوده ومراده احسن واکثرممايعطی الذين يطلبون من اللّٰه تعالیٰ حوائجهم والمعنی انه لايظن القاری انه اذالم يطلب من اللّٰه حوائجه لايعطيه اياها بل يعطيه اکمل الاعطأ فانه من کان لِلّٰه کان اللّٰه له ا ھ[2] الحرز الثمين مختصراً ص ۲۵۲/ فلوقصدبالذکرالقربة الی اللّٰه تعالیٰ لکان اکثرثواباً ومن ثم قال الغزالیؒ حرکة اللسان بالذکرمع الغفلة عنه تحصل الثواب لانه خيرمن حرکة اللسان بالغيبة بل هو خيرمن السکوت مطلقاً ای المجردعن التفکرقال وانماهوناقص بالنسبة الی عمل

---

[1] ترمذی شريف ص ۱۱۹/ج ۲/مطبوعه اشرفی ديوبندابواب فضائل القرآن باب ماجاء فی من قرأ حرفاً من القرآن.

[2] تتمه شرحی الحصن الحصين اعنی الحرزالثمين والحرزالوصين ص ۲۵۲/.

القلب اھ فتح الباری ص ۱۴ / ج ۱ / [1]. فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۴/۳/۵۹ھ

صحیح: عبد اللطیف

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ // //

تلاوت کا ثواب زیادہ ہے یا تحیۃ المسجد کا؟

سوال: -تقریباً دس ۱۰/ بیس ۲۰/ نمازی مسجد میں تلاوتِ قرآن پاک کررہے تھے۔ ایک شخص آکر کہتا ہے کہ مجھے تحیۃ المسجد پڑھنی ہے تلاوت بند کردو۔ تو یہ فعل افضل ہے یا تلاوت کرنا افضل وبہتر ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ایسی حالت میں جب کہ لوگ تلاوت کررہے ہیں تو اس بعد میں آنے والے کو مناسب یہ ہے کہ تلاوت سننے میں مشغول ہوجائے دوسروں کو تلاوت سے نہ روکے۔ اگر تحیۃ المسجد پڑھنی ہی چاہے تو الگ کسی جگہ پڑھ لے۔ تلاوت کرنا، سنت تحیۃ المسجد پڑھنے سے زیادہ ثواب رکھتا ہے۔ وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ الآیۃ[2] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۱۹/۱/۹۵ھ

---

[1] فتح الباری ص ۱۲ ج ۱ مطبوعہ الکبری مصر ص ۲۲ / ج ۱ / مطبوعہ نزار مصطفی البازمکۃ المکرمۃ تحت حدیث انما الاعمال بالنیات کتاب بدء الوحی.

[2] سورۂ اعراف آیت ۲۰۴/۔ **ترجمہ:** اور جب قرآن پاک پڑھا جایا کرے تو اسکی طرف کان لگا دیا کرو اور خاموش رہا کرو امید ہے کہ تم پر رحمت ہو (بیان القرآن)

قال ابن ھمام وفی کلام اصحابنا مایدل علی وجوب الاستماع فی الجھر بالقرآن مطلقاً (مظھری ص ۴۵۱ / ج ۳ / سورۂ اعراف آیت ۲۰۴ / مطبوعہ رشیدیہ کوئٹہ)

مصیبت کا علاج قرآن کریم کی ہر سطر پر انگلی رکھنا

سوال:- ہمارے یہاں ایک صاحب نے یہ عمل بتلایا کہ مصیبت کے وقت یا کسی پریشانی کے وقت پریشانی دور کرنے کے لئے قرآن مجید کی سطروں پر انگلی رکھتے جائیں اور بسم اللہ پڑھتے جائیں۔ چاہے قرآن پڑھا ہوا ہو وہ بھی قرآن پاک کی لائنوں پر انگلی رکھتا جائے اور بسم اللہ پڑھتا جائے تو کیا یہ عمل ٹھیک ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

مصیبت درو کرنے کا علاج توبہ واستغفار ہے۔ گناہوں سے نادم ہو کر معافی مانگنا اور آئندہ کو عہد کرنا ہے۔ حقوق اللہ، نماز، زکوٰۃ، صدقہ، روزہ جو بھی ذمہ میں باقی ہیں ان کو پورا کرنا ہے، بندوں کے حقوق کو ادا کرنا ہے اور ان سے معافی مانگنا ہے۔ قرآن کریم کی ہر سطر پر انگلی رکھ بسم اللہ پڑھنا قرآن پاک اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے علاج تجویز نہیں فرمایا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند یکم محرم ۱۳۹۳ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند // //

قرآن کریم کی ہر سطر پر انگلی پھیرنا اور بسم اللہ پڑھنا

سوال:- قرآن کریم کی ہر سطر پر انگلی پھیرنا اور ہر سطر پر محض بسم اللہ پڑھنا کیسا ہے؟ تبرکاً وتیمناً اور عدمِ علمِ قرآن کی وجہ سے ہر دو کا کیا حکم ہے؟

(۲) اس طریقہ کو ختم قرآن سے تعبیر کرنا کیسا ہے؟

(۳) اگر وظیفہ کے لئے ایسا عمل کیا جائے تو جائز ہوگا یا نہیں؟

(۴) اگر جائز ہے تو محض امر دینی ومقصدِ شرعی کے لئے جائز ہے یا حصولِ غرضِ دُنیاوی یعنی غیر شرعی کے لئے بھی جائز ہوگا؟ نیز حصولِ دولت جب کہ ضرورت سے زائد ہو امر دینی ہوگا یا دُنیاوی وغیر شرعی؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) قرآن کریم کی ہر سطر پر انگلی پھیر کر بسم اللہ پڑھنا اور یہ سمجھنا کہ یہ بسم اللہ ہے، یہ غلط ہے۔ محض بسم اللہ پڑھنے کا ثواب مستقل ہے۔

(۲) اس طریقہ کو ختم قرآن کہنا اور سمجھنا غلط ہے۔

(۳) اگر کوئی وظیفہ ایسا ہو کہ قرآن کریم کی سطور کے عدد کے موافق بسم اللہ پڑھی جائے تو اس کی گنجائش ہے۔

(۴) خلاف دین کسی مقصد کا حاصل کرنا اور اس کے لئے وظیفہ پڑھنا درست نہیں[1]۔ غیر شرعی امور سے تو بچنے کا حکم ہے۔ ضرورت سے زائد ناموری کے لئے دولت حاصل کرنا امر دنیوی اور غیر شرعی ہے۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ، دارالعلوم دیوبند ۱۸/۷/۹۰ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند // //

دس دفعہ قل ھو اللہ پڑھنے سے جو مکان جنت میں ملے گا کیا اس میں بیوی بچے بھی ساتھ ہوں گے؟

سوال: -بعض نوتعلیم یافتہ کہتے ہیں کہ جو شخص دس ۱۰/ بار قل ھُوَ اللّٰہ پڑھے گا ایک

---

[1] قال الامام حجة الاسلام فی منهاج العابدین اعلم انی سئالت بعض مشایخنا عما یعتاده اولیاء نا من قراءة سورة الواقعة فی ایام العسر ألیس المراد بذلک ان یدفع اللّٰه تعالیٰ تلک الشدة عنهم ویوسع علیهم شیئاً من الدنیا علی ماجرت به العادة فکیف یصح ارادة متاع الدنیا بعمل الآخرة فقال فی جوابه کلاماً معناه ان المراد منه ان یرزقهم اللّٰه تعالیٰ قناعة او قوة یکون لهم عدة علی عبادة اللّٰه تعالیٰ وقوة علی درس العلم وهذه من جملة ارادة الخیر دون الدنیا انتهی وان کان مراده منها التلذذ والتنعم بالدنیا او شرف النفس والریاسة فهذه ریاء محظور (انقاذ الهالکین الموضوعة بهاهش شرح شرعة الاسلام المبحث الثانی ص ۱۲۱/.

محل جنت میں تعمیر ہوتا ہے تو کیا وہ محل صرف اسی کے لئے ہے یا اس کے ساتھ حور وغلمان بھی رہیں گے؟

الجواب حامداًومصلیاً

دس ۱۰ ؍مرتبہ قل ھواللہ پڑھنے پر جنت میں ایک محل کا تیار ہونا کس روایت میں ہے[۱]؟ ان سے دریافت کر کے لکھئے تاکہ اس پر غور کیا جائے۔ اتنا ثابت ہے کہ جنت میں جو کچھ آدمی چاہے گا اس کو ملے گا۔ وَفِيْهَامَاتَشْتَهِيْهِ الْاَنْفُسُ وَتَلَذُّالْاَعْيُنُ[۲]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹۴/۳/۲۶ ھ

جو شخص ہر روز سورہ ملک پڑھے اس سے سوالِ قبر نہ ہوگا

سوال:- حامد روزانہ شب میں سورۂ ملک پڑھتا ہے تو کیا قبر میں منکرنکیر سوال نہیں کریں گے؟

۱؎ عن سَعِيْدِبْنِ الْمُسَيَّبْؒ مرسلاً عن النبی صلی اللّٰہ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قال من قَرأَ قُلْ هُوَاللّٰه اَحد عَشْر مَرَّاتٍ بُنِی لهٗ بِهاقَصْرٌ فی الجنة وَمَنْ قَرَأَ عشرين مرَّةً بُنِی لهٗ بِهاقَصْرانِ فی الجنة ومن قرأَ هاثَلٰثِين مرَّةً بُنِی ثلٰث قُصوُرٍ فی الجنة فقال عُمربن الخطاب واللّٰهِ يارَسُوْل اللّٰهِ صلیَّ اللّٰه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذاً لَنُكْثِرَنَّ قُصُوْرنافقال رَسُوْلُ اللّٰه صلی علیه وسلم اللّٰه اَوْسَعُ من ذٰلکَ رواه الدارمی مشکوٰة شریف ص ۱۹۰/کتاب فضائل القرآن مطبوعه یاسر ندیم دیوبند،سنن الدارمی ص ۴۵۹/ ج ۲/باب فی فضل قل هواللّٰه احد دارالکتب العلمیه.

ترجمہ: حضرت سعید بن المسیبؒ سے مرسلاً روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس شخص نے قل ھو اللہ احد دس ۱۰ ؍مرتبہ پڑھا اس کے لئے جنت میں ایک محل بنا دیا جاتا ہے۔ اور جو شخص بیس مرتبہ پڑھے اس کے لئے دو محل بنادئے جاتے ہیں اور جو شخص تیس مرتبہ پڑھے اس کے لئے تین محل بنادئے جاتے ہیں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا پھر تو ہم بہت محل بنالیں گے رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے ارشاد فرمااللہ تعالیٰ کے خزانے اس سے زیادہ وسیع ہیں۔

۲؎ سورۂ زخرف آیت ۷۱/۔ **ترجمہ**: اور وہاں وہ چیزیں ملیں گی جن کو جی چاہے گا اور جن سے آنکھوں کو لذت ہوگی۔ (بیان القرآن)

الجواب حامداً ومصلیاً

جوشخص ہر رات سورۂ ملک پڑھتا ہے وہ انشاء اللہ تعالیٰ سوالِ قبر سے محفوظ رہے گا۔[۱]

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹۵/۲/۲۲ھ

ختم قرآن پر دعوت

سوال:- میرے بچہ نے قرآن شریف حفظ کرلیا ہے۔ میرا ارادہ ہے کہ ایک ترغیبی جلسہ کر کے شیرینی تقسیم کردوں کیا ایسا کرنے سے کوئی شرعی قباحت تو نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

قرآن کریم اللہ پاک کی بہت بڑی دولت ہے۔ اس کا حفظ کرلینا بہت بڑی دولت ہے اگر شکرانہ کے طور پر احباب ومتعارفین کو مدعو کیا جائے اور غرباء واحباب کو کھانا کھلایا جائے تو یہ اس نعمت کی قدردانی ہے ممنوع نہیں۔ ہوسکتا ہے کہ اللہ پاک دوسروں کو بھی حفظ کا شوق

[۱] عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عنهُ قَالَ قَالَ رَسُول اللّٰهِ صلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ سُوْرَة القرآنِ ثَلٰثُوْنَ آیَةً شَفَعَتْ لِرَجُلٍ حَتّٰی غفرلهٗ وهِیَ تبارک الذی بیدهِ المُلکُ رواه احمد والترمذی وابوداؤد والنسائی وابن ماجه مشکوٰۃ شریف ص ۱۸۷/کتاب فضائل القرآن. عن ابن عباس رضی الله عنه قال ضَرَبَ بَعْضُ اَصْحاب النبی ﷺ خِبَاءَهٗ عَلٰی قَبْرٍ وهُوَلایَحْسبُ اَنهٗ قَبْرٌ فَاِذافیه انْسانٌ یَقْرَأُ سُوْرَةَ تَبَارکَ الَّذیْ بِیَدِهِ المُلْکُ حَتّٰی ختمهافاتی النبی ﷺ فاخْبَرَهٗ فَقَالَ النبی ﷺ هِیَ المانعةُ هِیَ المُنْجِیَةُ من عذاب اللّٰهِ راوه الترمذی وقال هذاحدیث غریب مشکوٰۃ شریف ص ۱۸۸. قولهٗ هی المانعة تمنع من عذاب القبراومن المعاصی التی توجب عذاب القبراوعن ان ینالهٗ مروهٌ فی الموقف ۱۲/ مرقاة حاشیة مشکوة شریف ص ۱۸۸/کتاب فضائل القرآن مطبوعه یاسرندیم دیوبند روح المعانی ص ۲،۳/ج ۲۹/ادارة الطباعة المصطفائیه دیوبند، سنن الدارمی ص ۴۵۵/ج ۲/باب فی فضل سورة تنزیل السجدة وتبارک دارالکتب العلمیه.

عطا فرمائے اور یہ اجتماع ترغیب وتبلیغ میں معین ہوجائے۔حضرت عمر فاروقؓ [1] نے جب سورۂ بقرہ یاد کی تھی تو ایک اونٹ ذبح کر کے احباب وغرباء کو کھلایا تھا۔اس لئے سلف صالحین میں اس کی اصل اور نظیر موجود ہے [2] لیکن یہ یاد رہے کہ اللہ کے یہاں اخلاص کی قدر ہے۔ ریا اور فخر کے لئے جو کام کیا جائے وہ مقبول نہیں [3] اور نیت کا حال خدا ہی کو معلوم ہے مگر ساتھ ہی ساتھ یہ بھی غور طلب ہے کہ اگر اس نے رسم کی صورت اختیار کر لی تو اور پریشانی ہوگی اس لئے بہتر یہ معلوم ہوتا ہے کہ مخفی طور پر غرباء کو ان کی ضرورت کی اشیاء دیدی جائیں اور بچہ نے جہاں ختم کیا ہے وہاں پڑھنے والے بچوں اور ان کے اساتذہ کو شیرینی وغیرہ دیدی جائے اور مدرسہ کی امداد کر دی جائے۔فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ، دارالعلوم دیوبند ۸۹/۷/۸ھ

---

[1] عن ابن عمر قال تعلم عمر البقرة في اثنتي عشرة سنة فلما ختمها نحر جزورا (تفسیر در منشور ص ۵۴/ج ۱/ سورة البقرہ قبیل آیت ۱/مطبوعه دار الفکر بیروت ،اوجز المسالک ص ۱۳۶/ج ۴/کتاب الصلاة مکث ابن عمر علی سورة البقرة ثمان سنین،مطبوعه دار الفکر بیروت) بیہقی در شعب الایمان از ابن عمرؓ روایت کردہ کہ حضرت امیر المومنین عمر بن الخطابؓ سورۂ بقرہ را با حقائق و دقائق آن در مدت دوازدہ سال خواندہ فارغ شدند و روز ختم شترے را کشتہ طعام وافر پختہ بیاراں حضرت پیغمبرؐ خورانیدند (تفسیر عزیزی بقرہ ۸۶/) قبیل خواص سورۂ بقرہ برائے دفع چیچک،مطبوعہ حیدری بمبئی۔

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سورہ بقرہ سے تمام حقائق ودقائق کے ساتھ بارہ سال کی مدت میں پڑھکر فارغ ہوئے اور بروز ختم ایک اونٹ ذبح فرمایا اور وافر تعداد میں کھانا تیار کرا کر پیغمبر علیہ السلام کے اصحاب کو کھلایا۔

[2] چنانچہ حافظ ابن حجرؒ کے متعلق شاہ عبدالعزیز قمطراز ہیں بعد از اتمام آن (یعنی فتح الباری شرح بخاری) شادی کرد وقریب بہ پانصد دینار در ولیمہ آن صرف نمود (بستان المحدثین ص ۱۱۵)

ترجمہ: حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فتح الباری شرح بخاری کے ختم پر خوشی منائی اور دعوت میں تقریباً پانچ سو دینار صرف فرمائے۔

[3] عن جندب قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من سمع سمع الله به ومن يرائي يرائي الله به مشكوة شريف ص ۴۵۴/ باب الرياء والسمعة طبع ياسر نديم ديوبند.

قُلْ اَعُوْذُبِرَبِّ النَّاسِ، ناس، ناس پڑھنا بعض آیتوں کے ساتھ فرشتوں کے نام لکھنا

سوال:- (۱) قُلْ اَعُوْذُبِرَبِّ النَّاسِ، ناس، ناس الخ ہر ناس کو تین تین مرتبہ کر کے پڑھنا جائز ہے۔ (۲) ایسے ہی بعض آیتوں کے ساتھ فرشتوں اور ملائکہ کے نام پڑھے جاتے ہیں یہ بھی درست ہے یا نہیں (۳) قرآن کے مخلوق وغیر مخلوق ہونے کا کیا مسئلہ ہے مخلوق ماننے کا کیا مطلب اور اس سے کیا خرابی لازم آتی ہے بہرحال خدا کا کلام ہے یہ مخلوق وغیر مخلوق کا شوشہ چہ معنی دارد؟

الجواب حامداًومصلیاً

یہ طریقہ درست نہیں اس سے آیت قرآنی مسخ اور مہمل ہو جاتی ہے[۱]

(۲) ملائکہ کا وجود حق ہے[۲] انسان کی حفاظت کے لئے ساتھ رہتے ہیں اور اعانت کے لئے مامور من اللہ ہیں[۳] اگر کوئی شخص ان کے کام اور طرق اعانت کو جانتا ہو وہ ان کا نام لے کر اس طرح پڑھے کہ آیت کے ساتھ مخلوط ہو کر جزو قرآن ہونے کا شبہ نہ ہو تو درست ہے۔

---

[۱] وان کرر الکلمة ان لم یتغیر بها المعنی لاتفسد وان تغیر نحورب رب العالمین ومالک ومالک یوم الدین قال بعضهم لاتفسد والصحیح انها تفسد وهذا فصل یجب ان یتاتی فیه لان فیه دقیقة شامی زکریا ص ۳۹۷ / ج ۲ / مطبوعه کراچی ص ۶۳۳ / ج ۱ / مطلب مسائل زلة القاری کتاب الصلاۃ.

[۲] واختلف الناس فی حقیقتها بعد اتفاقهم علی انها ای الملائکة موجودة سمعاً وعقلاً روح المعانی ص ۲۱۸ / ج ۱ / سوره بقره تحت آیت ۳۰ / مطبوعه مصفائی دیوبند منهاج المسلم ص ۳۴ / الفصل الخامس الایمان بالملائکة علیهم السلام مکتبه العلوم والحکم مدینه منوره.

[۳] للعبد ملائکة یتعاقبون علیه حرس باللیل وحرس بالنهار یحفظونه من الاسواء الحادثات الخ مختصر تفسیر ابن کثیر ص ۲۷۳ / ج ۲ / سورۂ رعد تحت آیت ۱۱ / مکتبہ دار القرآن الکریم بیروت۔

جس طرح کہ بعض آیات مثلاً سورۃ الرحمٰن[۱] سورۃ والمرسلات[۲] سورۃ والتین[۳] وغیرہ میں نیز حدیث شریف[۴] میں ایسے کلمات منقول ہیں جو کہ جزو قرآن نہیں۔ لیکن اگر کوئی شخص ان کے کام اور طرقِ اعانت سے واقف نہیں اور اس طرح پڑھے کہ جزو قرآن ہونے کا شبہ ہو یا ان کو مشتبہ متصرف بالذات تصور کرتا ہو تو ناجائز ہے۔

(۳) یہ مسئلہ تو آپ اس وقت سے جانتے ہیں۔ جب بخاری شریف میں یہ باب پڑھا تھا اور اس میں علماء کے اقوال اور استدلالات آپ کے سامنے پیش کئے گئے تھے نیز شرح عقائد نسفی میں بحثا بحثی ہوئی تھی آج اسی شوشہ کا کیا آخر ہوا۔ مامون الرشید کے دور میں جتنے شوشے نکل چکے انھیں سے تاریخ رنگین ہے[۵] اب ان شوشوں کو دبا ہی رہنے دیں تو بہتر ہے۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۱/۴/۸۶ھ

الجواب صحیح: مہدی حسن دارالعلوم دیوبند

---

[۱] وينـدب ان يقـول سـامع هذه الآية :لابشئى من نعمك ربنانكذب فلك الحمدالى قوله ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قراء سورة الرحمن على اصحابه فسكتوافقال مالى اسمع الجن احسـن جـواباً لربهامنكم مااتيت على قول الله تعالىٰ فباى آلاء ربكما تكذبان الاقالولا بشئ من نعمك ربنـا نـكذب فلك الحمد روح المعانى ص ١٠٦ / ج ٦ ١ / سورة الرحمن آيت ١٣ / مطبوعه دارالفكر بيروت.

[۲] سـمـعـت ابـاهريرة يرويه اذاقرأوالمرسلات عرفافقرأ فبأى حديث بعده يومنون فليقل آمنت بـالـلّـه وبـمـاانـزل تـفسيرابن كثير ص ٤٢٧ / ج ٤ / سوره والمرسلات تحت آيت ٥٠ / مكتبه التجاريه مصطفى البازمكه مكرمه۔

[۳] مـن قـرأ مـنـكـم والتيـن والزيتون فانتهى الى قوله تعالىٰ اليس الله باحكم الحاكمين فليقل بلىٰ وانـاعـلى ذلك من الشاهدين الخ روح الـمـعـانى ص ٣١٨ / ج ١٦ /سورة والتين تحت آيت ٨ / مطبوعه دارالفكربيروت تفسيرابن كثيرص ٥٣٨ / ج ٤ / مكتبه التجاريه مطصفىٰ الباز مكه مكرمه.

[۴] مـن قـرآمـنـكم بالتين والزيتون فانتهى الى آخرهااليس الله باحكم الحاكمين فليقل بلى وانا على ذلك من الشاهدين ومن قرأ لااقسم بيوم القيامة (بقیہ حواشی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

(پچھلے صفحہ کا باقی حواشی) فانتهى الى اليس ذلک بقادرعلى ان يحى الموتىٰ فليقل بلى ومن قراء والمرسلات فبلغ فباى حديث بعده يومنون فليقل آمنابالله. كنز العمال ص ۶۰۹/ج ۱/حديث ۲۹۷۱/مؤسسة الرسالة بيروت .

۵ وامرنائبه ان يمتحنهم ايضا فمن اجاب منهم شهرامره فى الناس ومن لم يجب منهم فابعثه الى عسکرامیرالمومنین مقیداً محتفظاً حتى يصل الى اميرالمومنين فيرى فيه رايه ومن رايه ان يضرب عنق من لم يقل بقوله فعندذلک عقدالنائب ببغدادمجلسا آخرواحضراولئک وفيهم ابراهيم بن المهدى وكان صاحبا لبشربن الوليدالكندى وقدنص المامون على قتلهماان لم يجيباعلى الفورفلماامتحنهم اسحاق اجابوا كلهم مكرهين متأ ولين قوله تعالىٰ اِلَّامَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّ بِالْاِيْمَانِ الاية الأربعة وهم احمدبن حنبل ومحمدبن نوح والحسن بن حمادوعبيدالله بن عمرالقواريرى فقيدهم وارصدهم ليبعث بهم الى المامون الخ البداية والنهاية ص۲۹۸/ج۱۰/تذكره المامون .ذكراول المحنة الفتنة .مصطفىٰ البازمكه مكرمه . تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔ الكامل فى التاريخ ص۲۱۸/ج۶/ تذكره مامون. ذكرالمحنة القرآن المجيد. دارصادربيروت وايضاالبداية والنهاية ص۳۵۷/ج۱۰/ ذكرماجاء فى محنة ابى عبدالله احمدبن حنبل.مصطفىٰ البازمكه مكرمه .

باب چہارم: حفظ قرآن

حفظِ قرآن وختم فرض ہے یا سنت؟

سوال:- ہر شخص پر عمر بھر میں ایک ختم قرآن شریف پڑھنا یا سننا فرض عین ہے یا سنت مؤکدہ؟

الجواب حامداً ومصلیاً

حفظِ قرآن کرنا فرضِ عین نہیں بلکہ فرضِ کفایہ ہے[۱] تراویح میں ہر سال پڑھنا سننا سنت مؤکدہ ہے[۲] اور ہر چالیس ۴۰/ روز میں ایک مرتبہ ختم کرنا مستحب ہے کذا فی الدر المختار[۳] والہندیہ[۴] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۴/۱۱/۶۰ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ ۲۸/ ذیقعدہ ۶۰ھ

صحیح: عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم ۲۹/ ذیقعدہ ۶۰ھ

---

۱ وحفظ جميع القرآن فرض كفاية الدر المختار على الشامى نعمانيه ص ۳۶۱/ ج ۱/ باب صفة الصلاة، مطلب فى الفرق بين فرض العين الخ حلبى كبير ص ۴۹۵/ تتمات فيمايكره من القرآن الخ سهيل اكيڈمى لاهور.

۲ الختم مرة سنة ومرتين فضيلة وثلاثاً افضل ولايترك الختم لكسل القوم لكن فى الاختيار الافضل فى زماننا قدر مالايثقل عليهم واقره المصنف وغيره الخ (الدر المختار على الشامى نعمانيه ص ۴۷۴، ۴۷۵/ ج ۱/ باب الوتر والنوافل، مبحث صلاة التراويح) عالمگیری کوئٹہ ص ۱۱۷/ فصل فی التراویح، البحر الرائق کوئٹہ ص ۶۸/ ج ۲/ باب الوتر والنوافل۔

۳ ينبغى لحافظ القرآن فى كل اربعين يوماً ان يختم مرة (الدر المختار على الشامى نعمانيه ص ۴۸۲/ ج ۵/) قبيل كتاب الفرائض، كنز الدقائق ص ۴۹۷/ قبيل كتاب الفرائض، مطبوعه دار الاشاعة الاسلامية كلكته)

۴ هنديه كوئٹه ص ۳۱۷/ ج ۵/ كتاب الكراهية، الباب الرابع فى الصلاة الخ.

کیا قرآن کریم حفظ کرنا مفید نہیں مُضِر ہے؟

سوال:- بکر کہتا ہے کہ کل کلام پاک کا حفظ کرنا (نعوذ باللہ) ایسا ہے کہ جیسے گندی نالی میں عطر کا چھڑکنا کہ بعد حفظ نہ کلام پاک کا احترام کیا جاتا ہے نہ یاد رکھا جاتا ہے جس کی ذمہ داری استاذ پر ہے۔ ممکن ہے کہ قیامت میں استاذ کی پکڑ ہو؟

عمر کہتا ہے کہ ایسے پُرفتن زمانہ میں مسلمانوں کو کلام پاک کا حفظ کرنا انتہائی ضروری ہے تا کہ بچے دین سے واقف رہیں اور کلام پاک کا بھلا دینا یہ ان کا فعل ہے استاذ پر کوئی ذمہ داری نہیں۔ اور وہ اساتذہ اجر عظیم کے مستحق ہوں گے۔ کس کا قول صحیح ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

عمر کا قول درست ہے[۱]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

حافظ کو فوقیت ہے غیر حافظ پر

سوال:- زید کہتا ہے کہ حاجی مقتدی پر حافظ قران کا مرتبہ زیادہ ہے۔ کیا یہ درست ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

غیر حافظ پر حافظ کو فوقیت حاصل ہے[۲]۔ امام کو متقدیوں پر فوقیت حاصل ہے[۳]۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] والحاصل انه اذا كان خير الكلام كلام الله فكذٰلک خير الناس بعد النبيين من يتعلم القرآن ويعلمه الخ مرقاة شرح مشكوة ص ۵۷۳/ ج ۲/ کتاب فضائل القرآن ،الفصل الاول ،مطبوعه اصح المطابع بمبئی.

[۲] وفضل كلام الله على سائر الكلام كفضل الله على خلقه اى (باقی حواشی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

جس کو کلام پاک کچّا یاد ہو گیا وہ بھی بخشش کرائے گا؟

سوال:-ایک آدمی نے حافظہ کرنا شروع کیا اور پورا کرلیا۔ ایسا کیا کہ جو پارہ استاذ کو سنانا ہوا سنایا مگر سناتے وقت دسوں غلطیاں ہوئیں اور کبھی غلطیوں کی وجہ سے بھگا دیا کہ جاؤ یاد کرو، ابھی یاد نہیں ہے۔ ایسے ہی قرآن شریف ختم ہو گیا اور مضان میں کبھی قرآن شریف (تراویح) پورا نہیں کیا۔ بس دو چار پارے سنایا اور حافظہ وغیرہ کی پگڑی وغیرہ کچھ نہیں بندھی۔ ایسے شخص کو حافظ مانا جائے گا یا نہیں؟ یعنی اللہ تعالیٰ کے یہاں یہ حافظ دس آدمیوں کو بخشوانے کا حقدار ہے یا نہیں؟ یہ حافظ بہت بیمار رہتا ہے یعنی زکام اور خواب ہو جانے کا بہت بڑا مرض ہے، لگا تار اس مرض میں مبتلا ہے اس لئے دماغ کی کمزوری بہت رہتی ہے، صحیح یاد نہیں ہوتا۔ چھوٹی چھوٹی سی سورتیں تک بھول جاتا ہے قیامت میں یہ حافظ اللہ تعالیٰ کے یہاں اندھا تو نہیں اٹھایا جائے گا؟ قرآن شریف دیکھ کر روزانہ پڑھتا ہے ایک دو پارہ ناغہ نہیں کرتا پنج وقتہ نماز پڑھتا ہے امام بھی ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

جب وہ روزانہ دیکھ کر تلاوت کرتا رہتا ہے اور دماغ کی کمزوری کی وجہ سے محنت کے باوجود یاد نہیں ہوا تو وہ اندھا نہیں اٹھایا جائے گا۔ اور اس کو محنت کا پورا اجر ملے گا اور امید ہے کہ وہ بخشش بھی کرادے گا[۱] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ، دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

(پچھلے صفحہ کا باقی حواشی) وكـذٰلک فضـل الاشتغـال والـمشتغل به على غيره،مرقاة شرح مشكوة ص ۵۹۰/ج۲/كتاب فضائل القرآن ،الفصل الثانی، مطبوعه اصح المطابع بمبئی.

۲ ومفاده انها ای الامامة افضل من الاقتداء الخ شامی زکریا ص ۲۸۷/ج۲/اول باب الامامة.

۱ فی حديث الطبرانی والبيهقی ومن قرأ القرآن وهو يتفلت منه (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیے)

بستی میں کوئی حافظ نہیں

سوال: -ہماری بستی میں کوئی حافظ نہیں ہے۔ زید کہتا ہے کہ حفظ کرنا فرض کفایہ ہے، اس بستی کے سب لوگ گنہگار رہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

بڑی محرومی کی بات ہے کہ وہاں پر کوئی بھی حافظ نہیں ہے[۱] کوشش کر کے حفظ کی طرف توجہ دلانی چاہئے۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ، دارالعلوم دیوبند ۱۴/۱/۹۵ھ

قرآن شریف بھول جانے پر وعید

سوال: -ایک شخص نے قرآن شریف حفظ کیا تھا لیکن غفلت سے بھول گیا اب ضعیفی میں اس کو خیال ہوا۔ لیکن یاد نہیں ہوتا اگر اس کے بجائے نفل نمازوں کی کثرت کرے تو کیا اس وعید سے بچ سکتا ہے جو یاد کر کے بھلا دینے پر ہے یا یاد کرنے میں لگا رہنا بہتر ہے۔ خواہ یاد ہو نہ یا ہو؟

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) ولایدعه فله اجره مرتین ومن کان حریصاً علیه ولایستطیعه ومایدعه بعثه اللّٰه یوم القیامه مع اشراف اصله مرقاة ص ۵۸۹/ ج ۲/ کتاب فضائل القرآن ،الفصل الثانی ، مطبع اصح المطابع بمبئی، بخاری شریف ص ۱۰۶۷/ ج ۲/ کتاب التفسیر، سورۂ عبس، رقم الحدیث ص ۴۹۳۷/ مطبوعه اشرفی دیوبند.

[۱] وحفظ جمیع القرآن فرض کفایة الخ الدرالمختار علی هامش ردالمحتار زکریاص ۲۵۸/ ج ۲/ مطبوعه کراچی ص ۵۳۸/ ج ۱/ باب صفة الصلاة، مطلب فی الفرق بین فرض العین وفرض الکفایة حلبی کبیر ص ۴۹۵/ تتمات فیمایکره من القرآن فی الصلوة الخ مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور.

الجواب حامداً ومصلیاً

وہ وعید اس وقت ہے کہ دیکھ کر پڑھنے پر بھی قادر نہ ہو اھ بذل المجہود[۱]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ، دارالعلوم دیوبند

قرآن پاک حفظ کر کے بھول جانا

سوال:- جو شخص حافظ ہے قران مجید بھول گیا کیا حافظ کہلانے کا مستحق ہے یا نہیں بھول جانے والا گنہگار ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

قرآن مجید یاد کر کے بھلا دینا قرآن کریم کی بہت بڑی ناقدری اور ایک نعمت عظمٰی کی ناشکری ہے اور ناشکری پر وعید آئی ہے لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ الآية[۲] ایسے شخص کو خود حافظ ہونے کا دعویٰ نہیں کرنا چاہئے اگر لوگ اس اعتبار سے حافظ کہیں کہ اس نے حفظ کیا تھا تو گنجائش ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ، دارالعلوم دیوبند

---

[۱] قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم مامن امرئ یقرأ القرآن ثم ینساه ای بالنظرعندناالخ بذل المجهود ص ۳۱۴/تا۳۱۵/ج۷/کتاب الصلاة ،باب التشدید فیمن حفظ القرآن ثم نسیه ، مطبوعه السعادة بیروت، مرقاة ص ۲۱۰/ج۲/کتاب فضائل القرآن ،باب، الفصل الاول، مطبوعه اصح المطابع بمبئی، الهندیة ص۳۱۷/ج۵/کتاب الکراهیة،الباب الرابع فی الصلوة والتسبیح الخ، بریقۂ محمودیه ص۴۳/ج۴/حلبی کبیر ص۴۹۸/تتمات یکره من القرآن، سهیل اکیڈمی .

[۲] سورۂ ابراہیم آیت ۷/۔ **ترجمہ:** اگر تم شکر کرو گے تو تم کو زیادہ نعمت دونگا اور اگر تم ناشکری کرو گے تو میرا عذاب بڑا سخت ہے (بیان القرآن)

باب پنجم: تجوید، ترتیب، رسم الخط وغیرہ

آیات کے رموز وعلامات کا حکم

سوال:- اس بارے میں حکم شرعی کیا ہے کہ قرآن مجید کے پڑھنے والا استاد فوائد مکیہ کی رو سے اعوذ باللہ، بسم اللہ پڑھنے سے مجبور ہے اور رموز علامات اور حرکات وسکنات بالکل خالی ہو بقیہ ویسا ہی تلاوت کرے تو وہ ثواب کا مستحق ہوگا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر وہ کوشش کے باوجود حرکات وسکنات کی رعایت نہیں کر پاتا تو تب بھی وہ ثواب کا مستحق ہے آیات کے رموز وعلامات سے کچھ زیادہ فرق نہیں پڑتا[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

قرآن کریم کے اوقاف اور اس کی علامات کیا بدعت ہیں

سوال:- قرآن مجید میں تلاوت کرنے والوں کے لئے مناسب موقع ومحل پر ٹھہرنے اور سانس لینے کی غرض سے علماء اوقاف نے وقف کی جو قسمیں کی ہیں مثلاً تام، مختار، کافی، جائز، حسن، قبیح، متروک وغیرہ اور علامہ سجاوندی رحمۃ اللہ علیہ نے تو وقف کی قسمیں

---

[1] لان الوقف والوصل لایدلان علی معنی حتی یختل بذھابھماوالحاصل منھماایھام خلاف المرادفی المواضع التی نھی عن الوقف علیھااوامربہ انماھولتوھم السامع استقلال مابعدھااواتصالہ مع کونہ خلاف الواقع فلیس التوھم من ذات الوقف والوصل الخ الفوئد التجویدیۃ فی شرح المقدمۃ الجزدیۃ ص۱۶۶ /باب الوقف والابتداء ومایتعلق بھما.مطابع الرشید مدینہ منورہ الفتاوی التاتارخانیۃ ص ۴۹۰ ج ۱ کتاب الصلاۃ ،الفصل الثامن فی الوقف والوصل والابتداء ،مطبوعہ ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیۃ کراچی.

کر کے ان کے لئے رموز اوقاف وضع کئے ہیں کہ ان کی اصطلاحات دیگر علماء اوقاف سے مختلف ہیں مگر مفہوم تقریباً ایک ہی ہے اور رموز اوقاف ہر ملک میں طبع ہونے والے مصاحف میں کمی بیشی کے ساتھ پائے جاتے ہیں اور علامہ سجاوندیؒ سے پہلے بھی ائمہ اوقاف نے معنیٰ کا لحاظ کرتے ہوئے وقف کی قسمیں کی ہیں اور مواقع وقوف کی پورے قرآن مجید میں تعیین کی ہے اور ان کے لئے احکام بیان کئے ہیں اور موضوع پر مستقل کتابیں تصنیف کی ہیں مثلاً ایضاح الوقف والابتداء للانباری متوفی ۳۲۸ھ الاکتفاء فی معرفۃ الوقف والابتداء لابی محمد الدانی متوفی ۴۴۴ھ الاہتداء فی بیان الوقف والابتداء للعلامہ ابن الجزریؒ۔ منار الہدیٰ فی بیان الوقف والابتداء للاشمونی (یہ کتابیں عام طور پر دستیاب ہیں) المرشد للشیخ زکریا الانصاری (یہ کتاب منار الہدیٰ کے حاشیہ پر ہے) متقدمین ومتاخرین میں بہت سے حضرات نے موضوع خاص کے طور پر اس علم وفن کی خدمت کو اپنا محبوب ترین مشغلہ بنایا جواب طلب بات یہ ہے کہ علماء اوقاف کا وقف کی قسمیں کرنا اور ان کے لئے رموز مقرر کرنا اس کی شرعی حیثیت کیا ہے اور کیا حکم ہے؟ علامہ زرکشیؒ اور علامہ سیوطیؒ نے وقف کی قسمیں اور ان کے احکام اور ان کے متعلقات کو بیان کرنے کے بعد اول الذکر نے برہان فی علوم القرآن میں ص ۳۵۴/ ج ۱/ اور ثانی الذکر نے الاتقان فی علوم القرآن ص ۸۹/ ج ۱/ میں لکھا ہے۔

وذهب ابويوسفؒ القاضی صاحب ابی حنيفةؒ الیٰ تقدير الموقوف عليه من القرآن التام والناقص والحسن والقبيح وتسميته بذالک بدعة ومتعمد الوقف علیٰ نحوه مبتدع . قال لان القرآن معجز وهو کالقطعة الواحدة فکله قرآن وبعضه قرآن وکله تام حسن وبعضهٗ تام حسن حکی ذالک ابوقاسم ابن برهان النحوی عنه.

جب یہ ہی بات مولوی حفیظ الدین صاحب اور مولانا سید نذیر حسین صاحب وغیرہ چند اہل حدیث حضرات نے کہی کہ علامہ سجاوندی کے مقرر کردہ رموز اور ان پر وقف کرنا بدعت ہے اور آیات پر وقف کرنا ضروری وواجب ہے تو حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ نے

ان کے رد میں رد الطغیان فی اوقاف القرآن کے نام سے کتاب لکھی ہے۔ جس میں حضرت نے یہ ثابت کیا کہ ان موقعوں پر وقف کرنا خلاف سنت نہیں ہے قاضی ابو یوسفؒ کی عبارت سے جو تعارض پیدا ہو رہا ہے اس کو حل فرمائیں اور مفصل و مدلل باحوالہ جواب سے مستفیض فرما کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔ فجزاکم اللہ احسن الجزاء فی الدارین۔

فقط والسلام

المستفتی۔ خلیق اللہ، مدرس مدرسہ صولتیہ ص، ب ۱۱۴ / مکۃ المکرّمۃ

الجواب حامداً ومصلیاً

ہر علم وفن کی کچھ اصطلاحات ہوتی ہیں جیسے صرف، نحو، معانی، بدیع، حدیث، اصول حدیث، تفسیر، فقہ، اصول فقہ ان تمام اصطلاحات کو حضرت نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ثابت کرنا دشوار ہے۔ مثلاً اصطلاحات حدیث، مرفوع، مرسل، موقوف، منقطع، معضل، منکر، شاذ، غریب، فرد وغیرہ جس وقت علم حدیث کو بحیثیت فن مدون کیا گیا تو اسکی اصطلاحات بھی تجویز کی گئیں اسکو اس اعتبار سے بدعت کہنا صحیح ہے کہ یہ حضرت نبی اکرم ﷺ سے منقول نہیں مگر ان کے مفاہیم میں کوئی کلام نہیں کیا جا سکتا اور مفاہیم کے ادا کرنے کے لئے الفاظ کا ہونا ضروری ہے۔ مگر چونکہ یہ اصطلاحات افہام وتفہیم کے لئے ہیں۔ امر تعبدی کے درجہ میں نہیں اس لئے ان کو اصطلاحی بدعت ضلالہ قرار دے کر رد کرنا بھی درست نہیں رموز قرآنیہ کا حال بھی یہی ہے ان اصطلاحات کو بدعت کہنا اس حیثیت سے کہ یہ نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام سے منقول نہیں درست ہے لیکن ان کو بدعت ضلالۃ قرار دے کر رد کر دینا بھی درست نہیں[۱] حضرات فقہاءؒ نے زلۃ القاری میں اس سے بحث کی ہے اور کسی جگہ

---

[۱] البدعة اما واجبة كتعلم النحو لفهم كلام الله ورسوله وكتدوين اصول الفقه و امامندوبة كاحداث الربط والمدارس وكل احسان لم يعهد فى الصدر الاول الى قوله قال الشافعى رحمه الله مااحدث ممايخالف الكتاب او السنة او الاثر او الاجماع فهو (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

بھی وقف کو لازم قرار نہیں دیا ہے۔ جیسا کہ قراء ومجودین کا حال ہے۔

میم وقف لازم است مگر از او
گر بگذری بیم کفر است اندر او[۱]

علامہ ابراہیم حلبی نے غنیۃ المستملی[۲] میں اور دیگر فقہاء نے اپنی کتابوں میں بے محل وقف کو تو بعض اقوال پر مفسد صلوٰۃ کہا ہے وقف نہ کرنے کو مفسد صلوٰۃ نہیں کہا اور ترجیح عدم فساد کو دی ہے علامہ طحطاوی نے حاشیہ مراقی الفلاح میں لکھا ہے کہ اگر تمام قرآن کریم میں بالکل وقف نہیں کیا تو بھی نماز فاسد نہیں ہوگی یعنی طیِّ ارض کی طرح اگر حق تعالیٰ کسی کو قدرت دیدیں کہ وہ ایک سانس میں سارا قرآن شریف پڑھ دے تب بھی نماز فاسد نہیں ہوگی بس یہ وقوف مزینات ومحسنات ہیں نہ کہ واجبات ومفسدات۔

المسئلة الثانية فی الوقف والابتداء فی غیر موضعهافان لم یتغیر به المعنی لاتفسدبالاجماع من المتقدمین والمتاخرین وان تغیر به المعنی ففیه اختلاف والفتویٰ علیٰ عدم الفسادبکل حال وهوقول عامة علمائناالمتاخرین لان فی مراعاة الوقف والوصل ایقاع الناس فی الحرج لاسیماالعوام والحرج

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) ضلالة وماحدث من الخیر ممالایخالف شیئاً من ذٰلک فلیس بمذموم الخ مرقاة شرح مشکوٰة ص ۱۷۸،۱۷۹ ج ۱ باب الاعتصام بالکتاب والسنة، الفصل الاول، تحت حدیث فان خیرالحدیث کتاب اللّٰه الخ مطبوعه بمبئی، شامی زکریاص ۲۹۹/ج ۲/باب الامامة، مطلب البدعة خمسة اقسام.

[۱] میم وقف لازم ہے مگر اس سے اگر گذر جائے تو اس میں اندیشۂ کفر ہے۔

[۲] اماالوقف فی غیر موضعه والابتداء من غیر موضعه فلایوجب ذٰلک فسادالصلاة ایضالعموم البلوی بانقطاع النفس اوالنسیان وعدم معرفة المعنی فی حق العجم واکثرالعوام وهذاعندعامة علمائناوعندبعض العلماء تفسدان تغیرالمعنی تغیراً فاحشاً نحوان یقرأ لااله ووقف وابتداء بقوله الاهوهذٰامثال الوقف الی قوله فالصحیح عدم الفسادفی ذٰلک کله الخ غنیة المستملی ص ۴۸۱، ۴۸۰/ فصل زلة القاری، مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور.

مدفوع کمافی الذخیرة والسراجیة والنصاب وفیه ایضاً لوترک الوقف فی جمیع القرآن لاتفسدصلاته عندناطحطاوی[۱]علی مراقی الفلاح ص ۲۰۴/.

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

املاہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۴/۱۱/۱۴۰۰ھ

بغیر تجوید کے قرآن کریم پڑھنا

سوال:- (۱) قرآن شریف پڑھنے کا کیا طریقہ ہے ادنیٰ سے ادنیٰ طریقہ کیسے پڑھنا چاہئے؟

(۲) مثلاً تراویح میں حافظ صاحب قرآن شریف سناتے ہیں اور ایسی جلدی پڑھتے ہیں کہ حروفِ مد (واو، الف، یا) کو جتنا کھینچنا چاہئے تھا نہیں کھینچا مثلاً فی قولہ تعالیٰ لوانزلنا کی جگہ لوانزلن الف کو نہیں کھینچا۔ اگر پڑھنے والا قرآن شریف کے معنی جاننے والا ہے تو کیا ہوگا؟ اور مقتدی عالم کا کیا حکم ہوگا اور مقتدی امی کا کیا حکم ہوگا؟ اور اگر پڑھنے والا قرآن شریف کا جاننے والا نہیں ہے۔ صرف حافظ قرآن ہے تو پھر عالم مقتدی اور امی کا کیا حکم ہوگا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

قرآن پاک کو تجوید و ترتیل سے پڑھنا چاہیے۔ قصداً تجوید و ترتیل کو ترک کرنا درست نہیں۔ والاخذبالتجوید حتم لازم، من لم یجود القرآن آثم[۲] لیکن عام لوگ تجوید حاصل نہیں کرتے علوم سے ناواقف ہیں اس غلبۂ جہل کی بنا پر فقہاء نے جوازِ نماز میں توسع سے کام لیا ہے۔ جو اہل علم ہیں۔ یعنی معنی سمجھتے ہیں وہ بھی اکثر مسائل تجوید سے واقف نہیں نہ ترتیل کی مشق کرتے ہیں نہ سب حفظ کا اہتمام کرتے ہیں نہ سارے حافظ تراویح

---

[۱] (طحطاوی علی مراقی الفلاح ص ۲۷۶ باب زلة القاری، مطبوعہ مصر)

[۲] المقدمة الجزریة مع شرحه الفوائدالتجویدیةص ۴۳/باب التجوید مطبوعه مدینه منوره۔

ترجمہ: تجوید کا اختیار کرنا لازم ہے۔ قرآن پاک تجوید سے نہ پڑھنے والا گنہگار ہے۔

میں سناتے ہیں اس لئے ایسی غلطیوں کونظر انداز کر دیا جاتا ہے۔جن میں لوگ بکثرت مبتلا ہیں۔طحطاوی حاشیہ[۱] مراقی الفلاح میں ایسی غلطیوں کے متعلق کچھ قواعد بھی لکھے ہیں۔فتاویٰ شامی[۲]، فتاویٰ قاضی خان[۳] فتاوی عالمگیری[۴] کبیری[۵] وغیرہ کتب فقہ میں بہت جزئیات بھی جمع کردی گئی ہیں۔صورت مسئولہ میں بھی توسع ہے۔قصداً اس طرح پڑھنا جائز نہیں کوئی عالم مقتدی ہواور وہ سمجھے کہ معنی بالکل بگڑ گئے کسی طرح صحیح نہیں ہوسکتے تو وہ ایسی نماز کا اعادہ کرادے[۶] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۷/۲/۸۶ھ

الجواب صحیح۔ بندہ نظام الدین عفی اللہ عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۷/۲/۸۶ھ

کیا ہر آیت پر وقف کیا جائے

سوال:-قرآن کریم میں جو گول آیت ہ ہ جگہ بجگہ بنی ہوتی ہے اس گول آیت پر

۱؎ فالاصل فيها عندالامام ومحمد رحمهما الله تغير المعنى تغيراً فاحشاوعدمه للفسادوعدمه مطلقا سواء كان اللفظ موجوداً في القرآن اولم يكن وعندابي يوسف ان كان اللفظ نظيره موجوداً في القرآن لاتفسد مطلقاً تغير المعنى تغيراً فاحشاً اولاوان لم يكن موجوداً في القرآن تفسدمطلقاً ولايعتبرالاعراب اصلاً الى قوله امافي العمدفتفسدبه مطلقاً بالاتفاق اذاكان ممايفسدالصلاة اما اذاكان ثناء فلايفسدولوتعمدالخ طحطاوی على المراقی ص ۲۷۵/باب زلة القاری، مطبوعه مصر.

۲؎ وان لم يكن الابمشقة كالظاء مع الصاد والصادمع السين فاكثرهم على عدم الفسادلعموم البلوىٰ(شامی زکریاص ۳۹۴/ج ۲/ مطبوعه کراچی ص ۶۳۱/ج ۱/ مطلب مسائل زلة القاری۔

۳؎ فتاویٰ قاضی خان على هامش الهندية ص ۱۳۹/ج ۱/ فصل في قرأة القرآن خطاء الخ مطبوعه مصر۔

۴؎ عالمگیری کوئٹه ص ۷۹/ج ۱/الباب الرابع في صفة الصلوٰةالفصل الخامس في زلة القاری۔

۵؎ کبیری ص۴۷۵/زلة القاری، مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور۔

۶؎ وعلى هٰذالوفعله قصداً ينبغي ان يفسدوالاولى الاخذبهٰذافي العمد(شامی زکریاص ۳۹۵ ج ۲/ مطبوعه کراچی ص ۶۳۲/ج ۱/ مطلب مسائل زلة القاری)

کسی جگہ الف کسی جگہ میم، کسی پر جیم، کسی پر صل، تو اس صورت میں جس جگہ دل چاہے ٹھہر جائے اور جس جگہ دل نہ چاہئے نہ ٹھہرے جیسے ج، زید کا فرمانا ہے کہ ہر گول آیت پر ٹھہرنا ضروری ہے کیونکہ ان گول آیتوں میں ترمیم نہیں ہوتی۔ یہ بجنسہ وحی کے ساتھ نازل ہوئی ہیں اور جس کو حضرت عثمانؓ نے بجنسہ ترتیب دیا ہے اور بجنسہ ایسے ہی نازل ہوئیں۔کیا ہر گول آیت پر ٹھہرے یا جہاں جیسی علامت حروف کی ہو ویسا عمل کرے جیسے ط، ج، ص، ق، ل، و، م، وغیرہ۔

الجواب حامداً ومصلیاً

فقہاء کے نزدیک ان میں سے کسی مقام پر ٹھہرنا واجب نہیں یہ قرّاء کی اصطلاحات ہیں ان کی رعایت محض مستحب ہے۔واجب نہیں[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

تحقیق ضاد

سوال:- اکثر لوگ حرف ضاد کو دال پُر یا ظا پُر کی آواز پڑھتے ہیں اور بعض حفاظ و جہلاء کہتے ہیں کہ اسی طرح سے پڑھنا چاہیے۔عربی میں دواد ہی پڑھا جاتا ہے اور اردو میں ضاد پڑھا جاتا ہے مگر جب دواد کا ثبوت کسی معتبر کتاب کا ان سے مانگا جاتا ہے تو چپ ہوجاتے ہیں اور کچھ جواب نہیں دیتے حالانکہ تجوید کی کتاب میں لکھا ہے کہ ضاد کو اس کے مخرج سے یعنی حافۂ لسان اور متصل کی داڑھوں سے نکالنا چاہیے خواہ بائیں جانب سے یا دائیں جانب سے اور بندہ اسی طرح ادا کرتا ہے گو کہ بندہ عالم یا قاری نہیں ہے اور نہ حافظ

---

[1] فالوقف علی آیة آیة فی الآیات الطوال احسن وافضل واللّٰه اعلم. (اعلاء السنن ص ۱۵۰/ ج۴/ابواب القراءة، مطبوعه امدادیة) اللزوم والوجوب فی محل الوقف عرفی کوجوب سائر اصول العربیة الواجبة فان الوصل وکذاضده الفصل ای الوقف من احکام اللسان العربیة ومن ثم لایجب ولایحرم وقف ولاوصل شرعاً (خلاصة البیان ص ۲۸/الوقف، مطبوعه امدادیه دیوبند)

ہے مگر علماء دین کے تصدق میں تجوید سے کسی قدر واقف ہے بندہ کے پاس رفع التضاد، فیض العزیز، ہدیۃ الوحید، جمال القرآن، تجوید القرآن، جزری، مقدمۃ الجزری، فتویٰ ضاد، تبیین الضاد، فوائد مکیہ وغیرہ موجود ہیں۔ لہٰذا یہ کتابیں غلط ہیں یا غلط تھیں اور ضاد کو اس کے مخرج سے مع اس کی صفات کے پُر ادا کرنا چاہیے یا بصورت دال۔ مستند اور معتبر کتب مع نام کتب تحریر کیا جائے اور مولانا قاری عبدالرحمٰن صاحب پانی پتی اپنے رسالہ تبیین الضاد میں فرماتے ہیں کہ ضاد کو دال پُر یا ظاء پُر عمداً پڑھنا غلط ہے ایسا پڑھنے والا گمراہ اور گنہگار ہے۔ مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ اپنے فتاویٰ میں مرقوم فرماتے ہیں کہ جو شخص مجود و قاری ہو اور مخارج وصفات سے واقف ہو اگر وہ عمداً دال یا ظا پڑھے تو اس کی نماز فاسد ہے قاری اس کے پیچھے نماز نہ پڑھے اور اگر صفات ومخارج سے واقف نہ ہو اگر وہ بلا قصد دال یا ظا پُر پڑھے تو اس کی نماز ہو جائیگی اور قاری اس کے پیچھے نماز نہ پڑھے۔ مولانا عبدالوحید صاحبؒ ہدیۃ الوحید، میں اور مولانا اشرف علی صاحبؒ جمال القرآن میں فرماتے ہیں کہ ضاد کو دال یا ظا پڑھنا غلط ہے اس سے معنی میں تغیر فاحش پیدا ہوتا ہے سنا گیا ہے کہ قصبہ کتھور ضلع رہتک میں کوئی قاری صاحب مدینہ شریف کے آئے ہوئے ہیں وہ کہتے ہیں ضاد کا پڑھنا غلط ہے دواد پڑھنا چاہیے۔ عربی زبان میں ضاد نہیں پڑھا جاتا ہے لہٰذا کیا قاری صاحب کا یہ کہنا صحیح ہوسکتا ہے اور فتویٰ ضاد میں جو حدیث مرقوم ہے کہ **من زاد حرفا فی القرآن او نقص منه او بدل حرفاً بحرف متعمداً فقد کفر** یہ دونوں حدیث صحیح ہیں یا غلط اول تو حدیث اور فقہ اکبر کی عبارت تو ملا علی قاری کی لکھی ہے مگر صحیح ہے یا غلط رفع التضاد میں مرقوم ہے کہ جو شخص مخارج وصفات سے واقف نہیں ہے اگر دال یا ظاء پڑھتا ہے تو اس کو صحیح ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ جب تک وہ کوشش کرتا رہے گا تب تک اس کی نماز جائز قرار دی جائیگی اور جب کوشش کرنا چھوڑ دیگا تب اس کی نماز فاسد ضرور قرار دیجائیگی یہ مضمون صحیح ہے یا غلط جہاں تک ہوسکے معتبر اور مستند کتب کے موافق اس کا جواب تحریر کیا جائے اور ان کتب کا نام بھی تحریر کیا جائے کہ

جن کے مطابق جواب لکھا جائے یا علماء دین خود یہاں تشریف لا کر یہاں کے جاہلوں کو سمجھائیں بندہ تو دو سال سے سمجھا رہا ہے مگر میرا کہنا سب غلط سمجھتے ہیں۔ جو شخص باوجود لاعلم ہونے فقہ اور حدیث کے اور تجوید کے اگر توجیہات رکیکہ بیان کرے اور حدیث وفقہ کا منکر ہو اور کہے تمام زمانہ میں ایسی بات ہوتی ہے تو ہم کیوں نہ کریں اور حدیث وفقہ کا کسی طرح قائل نہ ہو حالانکہ وہ جانتا ہے کہ فلاں چیز شرعاً حرام ہے اور ناجائز ہے مگر اتباع نفس سے اس کو حلال اور جائز قرار دے تو اس کو مولانا عبدالعزیز صاحب اپنے فتاویٰ جلد اول میں کافر لکھتے ہیں تو جب وہ کافر ہوا تو شرعاً اس کی عورت بھی نکاح سے خارج ہوگی۔

الجواب حامداً ومصلیاً

ضاد، ظاء، دال، تینوں علیحدہ علیحدہ مستقل حروف ہیں۔ ضاد اور ظاء اکثر صفات میں شریک ہونے کی وجہ سے مشابہ ہیں تاہم دونوں کا مخرج علیحدہ ہے اور ضاد میں صفت استطالت زائد ہے جو ظاء میں نہیں **ومنهم من يجعلها ظاء الخ هذا ليس بعجيب لثبوت التشابه وعسر التميز بينهما فانه يشارك ظاء في صفاتها كلها ويزيد عليها باستطالة فلو لا اختلاف المخرجين والاستطالة في الضاد لكانت ظاء اهـ** جهد المقل[1] ملا علی قاری شارح جزریہ اس شعر کے تحت **و الضاد باستطالة ومخرج، مَيِّزْ من الظاء وكلها تجي** تحریر فرماتے ہیں **لما كان تمييزه عن الظاء مشكلا بالنسبة الىٰ غيره امر الناظم بتمييزه عنه**[2] جب کہ باوجود اس کثیر تشابہ کے دونوں میں تمیز کرنا اور ظاء کی جگہ ضاد یا اس کے عکس قصداً پڑھنا درست نہیں تو پھر ضاد کی جگہ دال پڑھنا یا ضاد کو مشابہ دال پڑھنا کیسے درست ہوگا۔ کیونکہ دونوں کی اکثر صفات علیحدہ علیحدہ اور ممتاز ہیں لہٰذا ضاد کو اس کے مخرج سے مع جمیع صفات کے حسب الطاقۃ ادا کرنا ضروری ہے البتہ اگر ادائیگی

---

[1] جهد المقل ص ۹۸/مطبوعه احمديه .

[2] المنح الفكرية شرح متن الجزرية ص ۳۸/باب اللامات ،مطبوعه مصر .

پرقدرت نہ ہوتو معذوری ہے تاہم اگر اس سے بہتر امامت کا اہل ادائیگی پر قادر موجود ہوتو اس کو امام بنانا چاہئے۔ کتب مذکورہ فی السوال مجموعی حیثیت سے معتبر ہیں۔ فتاویٰ رشیدیہ[1] میں جو کچھ لکھا ہے وہ درست ہے شرح فقہ اکبر میں عبارت مندرجہ فی السوال نظر سے نہیں گذری البتہ یہ عبارت موجود ہے۔ **سئل الامام الفضلی عمن یقر الظاء المعجمة مکان الضاد المعجمة اویقرأاصحاب الجنة مکان اصحاب النار اوعلیٰ العکس فقال لاتجوز امامته ولوتعمدیکفرقلت اماکون تعمده کفراًفلا کلام فیه اذالم یکن فیه لغتان فی ضنین الخلاف. سامی واماتبدیل الظاء مکان الضادففیه تفصیل وکذاتبدیل اصحاب الجنة فی موضع اصحاب النار وعکسه ففیه خلاف وبحث طویل اھ**[2]

حدیث من زادحرفاً الخ کا مضمون درست ہے اور نماز کی صحت وفساد کے متعلق رفع التضاد میں صحیح لکھا ہے **مادام فی التصحیح والتعلم ولم یقدرعلیه فصلاته جائزة وان ترک جهده فصلاته فاسدةردالمحتار**[3] حدیث وفقہ کا انکار کرنا جہالت اور سخت خطرناک ہے اندیشۂ کفر ہے توبہ کرنا ضروری ہے[4] حرام قطعی بعینہ کوحلال قطعی کہنا بھی

---

[1] د، ظ، ض، حروف جداگانہ اور مخارج جداگانہ ہونے میں تو شک نہیں ہے اس میں شک نہیں ہے کہ قصداً کسی حرف کو دوسرے کے مخارج سے ادا کرنا سخت بے ادبی اور بسا اوقات باعث فساد نماز ہے مگر جو لوگ معذور ہیں اوران سے یہ لفظ اپنے مخرج سے ادانہیں ہوتا اور وہ حتی الوسع کوشش کرتے رہتے ہیں ان کی نماز بھی درست ہے اور دال پُر ظاہر ہے کہ خود کوئی حرف نہیں ہے بلکہ ضاد ہی ہے اپنے مخرج سے پورے طور پر ادانہیں ہوا تو جو شخص دال خالص یا ظاء خالص عمداً پڑھے اس کے پیچھے تو نماز پڑھیں مگر جو شخص دال پُر کی آواز میں پڑھتا ہے آپ اس کے پیچھے نماز پڑھ لیا کریں (تالیفات رشیدیہ ص۲۷۲ مطبوعہ ادارۂ اسلامیات لاہور۔

[2] شرح فقه اکبر ص ۲۰۵ / من قراء الظاء مقام الضاد الخ. مطبوعه مجتبائی دهلی۔

[3] شامی زکریا ص ۳۲۸ / ج ۲ / باب الامامة ،مطلب فی الالثغ۔

[4] انکار حدیث شریف چند احتمال دارد اول آنکہ تمامی احادیث راانکار کند ایں خود کفر است، دوم آنکہ حدیثے متواتر بے تاویل راانکار نماید ایں انکار ہم کفر است الخ (فتاویٰ عزیزی ص۲۹ / ج ۱) احکام انکار حدیث شریف، مطبوعہ رحیمیہ دیوبند۔
ترجمہ: حدیث شریف کے انکار میں چند احتمال ہیں اول یہ کہ تمام احادیث کا انکار کرے یہ خود کفر ہے دوم یہ ہے کہ حدیث متواتر بے تاویل کا انکار کرے یہ بھی کفر ہے۔

کفر ہے[۱] لہٰذا توبہ کرنا فرض ہے اور احتیاطاً تجدید[۲] نکاح وتجدید ایمان بھی کرنا واجب ہے۔ ایسے لوگوں کے درپے ہونا اس طرح پر کہ وہ حدیث کا انکار کر بیٹھیں مناسب نہیں بلکہ ان کو نرمی اور احتیاط سے سمجھا دینا چاہئے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

صحیح: عبداللطیف۔ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۰/ شوال ۵۲ھ

کیا لہجہ سیکھنا حرام ہے

سوال: - ایک صاحب یہ کہتے ہیں کہ یہ جو آج کل قاری لوگ پڑھتے پڑھاتے ہیں یہ بالکل غلط ہے۔ لہجہ سیکھنے اور اس کے مطابق پڑھنے کو حرام کہتے ہیں سورۂ کہف میں لفظ عوجاً کو تنوین کے ساتھ پڑھتے ہیں۔ کیا لہجہ سیکھنا اور اس کے مطابق پڑھنا غلط ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

قرآن شریف جس طرح حضرت نبی کریم ﷺ پر نازل ہوا اسی طرح آپ نے صحابہ کرامؓ کو سکھایا پھر اسی طرح بعد کے لوگوں کو سکھایا گیا اصل لہجہ حدیث پاک سے ثابت ہے[۳] ایک صحابی بالکل اسی لہجہ میں دوسروں کو پڑھ کر بتاتے ہیں جس طرح حضور اکرم ﷺ کو پڑھتے ہوئے سنا ہے آپ کی اور صحابہ کرامؓ کی تلاوت قواعد کے مطابق ہوتی تھی اس وقت تک قواعد کتابی صورت میں نہیں تھے بعد کے حضرات نے ان کو لکھا ہے اور یہ سب قواعد آنحضرت ﷺ

---

۱ ان من اعتقد الحلال حراماً اوعلی القلب یکفر اذا کان حراماً بعینه وثبتت حرمته بدلیل قطعي. (طحطاوی علی مراقی ص ۷۴/) باب الحیض والنفاس والاستحاضة، مطبوعه مصر.

۲ ماکان فی کونه کفرا اختلاف فان قائله یؤمر بتجدید النکاح وبالتوبة والرجوع عن ذالک بطریق الاحتیاط عالمگیری ص ۲۸۳/ ج ۲/ قبیل الباب العاشر فی البغاة.

۳ عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَرْفُوْعاً اِقْرَأُوا الْقُرْآنَ بِلُحُوْنِ الْعَرَبِ وَاَصْوَاتِهَا، الحدیث (اعلاء السنن ص ۱۵۵/ ج ۴/ ابواب القراءة، باب ماجاء فی وجوب تجوید القرآن مطبع امدادیه)

ترجمہ: قرآن کو عرب کے لہجوں اور ان کی آواز کے مطابق پڑھو۔

اور صحابہ کرامؓ کی تلاوت سے ہی بنائے گئے ہیں، فن تجوید ایک مستقل فن ہے جو بغیر استاد کے سیکھے حاصل نہیں[1] ہوسکتا۔ کسی چیز کو حرام کہنا جب تک اس کے حرام کہنے کی دلیل نہ ہونا جائز ہے اور جو چیز حضرت رسول مقبول ﷺ اور صحابہ کرامؓ سے ثابت ہو اس کو حرام کہنا تو انتہائی جسارت ہے،[2] بعض لوگ جو حقیقتاً قواعد تجوید سے واقف نہیں قواعد موسیقی کے مطابق سر ملا کر پڑھتے ہیں جس سے بعض حروف کو زیادہ دراز کرتے ہیں حالانکہ وہ مد نہیں بعض کو جلدی سے پڑھ جاتے ہیں حالانکہ وہ مد ہے اور بھی اسی طرح متعدد قسم کے تغیرات پیدا ہوجاتے ہیں جیسا کہ راگ گانے میں ہوتا ہے، اس طرح پڑھنا یقیناً ناجائز ہے[3] اس سے معنی میں کافی تغیر پیدا ہوجاتا ہے اور الفاظ بھی مسخ ہوجاتے ہیں۔

---

[1] عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لِأُبِیِّ بْنِ کَعَبٍ اِنَّ اللّٰہَ اَمَرَنِیْ أَنْ أَقْرَأَعَلَیْکَ الْقُرْآنَ قَالَ أَاَللّٰہُ سَمَّانِیْ لَکَ قَالَ نَعَمْ قَالَ وَقَدْ ذُکِرْتُ عَنْدَرَبِّ الْعَالَمِیْنَ قَالَ نَعَمْ فَذَرَفَتْ عَیْنَاہُ (مشکوٰۃ شریف ۱۹۰ / کتاب فضائل القرآن طبع یاسر ندیم دیوبند)

ترجمہ: آنحضرت ﷺ نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ میں تم کو قرآن پاک پڑھ کر سناؤں۔ کہا کیا اللہ نے میرا نام لیا ہے ارشاد فرمایا کہ ہاں عرض کیا میرا ذکر رب العالمین کے سامنے کیا گیا ہے ارشاد فرمایا کہ ہاں پس ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔

ووجہ تخصیصہ بذلک انہ بذل جھدۃ فی حفظ القرآن وماینبغی لہ حتی قال ﷺ اقرؤ کم ابی ولما فیض لہ من الامامۃ فی ھذاالشان امر اللّٰہ نبیہ ﷺ ان یقرأعلیہ لیأخذعنہ رسم التلاوۃ کما اخذہ نبی اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم عن جبرائیل ثم یاخذہ علی ھذہ النمط ا لاخرعن الاول والخلف عن السلف (الی قولہ) قال النووی وفی الحدیث فوائد جمۃ منہا استحباب القرآۃ علی الحذاق واھل العلم بہ الخ (مرقاۃ المفاتیح ص ۶۱۲، ۶۱۳ / ج ۲ / کتاب فضائل القرآن، مطبوعہ بمبئی، خلاصۃ البیان ص ۸ / ملاحظہ ہو)

[2] القراء ت السبع متواترۃ معلومۃ من الدین بالضرورۃ وکل حرف انفردبہ واحد من العشرۃ معلوم من الدین بالضرورۃ انہ منزل علی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لایکابرفی شی ء من ذالک الا جاھل الاتقان ص ۸۳ / ج ۱ / النوع الثانی معرفۃ المتواتروالمشھور، مطبوعہ دارالفکر .

[3] قال العلماء رحمھم اللہ تعالیٰ یستحب تحسین الصوت بالقرأۃ وتزیینھا مالم یخرج عن حدالقرأۃ بالتمطیط فان افرط حتی زاد حرفا او اخفاء فھو حرام (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

سورہ کہف میں ''عوجاً'' دونوں طرح پڑھنا درست ہے سکتہ سے بھی اور بغیر سکتہ کے بھی جب سکتہ سے پڑہیں گے تو اس پر تنوین نہ ہوگی اور بغیر سکتہ کے اگر پڑھیں گے تو اس پر تنوین پڑھیں گے۔[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

اجتماع قراء کا حکم

سوال: – یہاں دہلی میں ایک اجتماع قراء کا قرار پایا ہے جس میں نامور اور مشہور قاری حضرات تشریف لاویں گے وزراء اور امراء بھی شرکت کریں گے۔ مختلف قاری جو سنانے کیلئے تجویز کئے جائیں گے ان کی قراءت سن کران کو انعام بھی قراءت کے موافق دیا جائے گا ایسے اجتماع میں شرکت کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

قرآن پاک کو خوش الحانی کے ساتھ تلاوت کرنے کی حدیث شریف میں تاکید آئی ہے اور اس پر بڑی بشارت ہے اس کی تشریح محدثین نے اس طرح فرمائی ہے کہ قرآن پاک

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) انتهى فان قلت ماتصنع فيما نص عليه فى البزازية وغيرهامن كتاب الاستحسان قرأة القرآن بالا لحان معصية والتالى والسامع آثمان قلت محله مااذااخرج لفظ القرآن عن صيغته بادخال حركات فيه اواخراج حركات منه اوقصر ممدود اومد مقصور او تمطيط يخفى به اللفظ اويلبس به المعنى فهو حرام يفسق به القارى وياثم به المستمع لانه عدل به عن نهجة القويم الى الا عوجاج (فتاویٰ خیریه ص۱۷۷ / ج۲ / اعلاء السنن ص۱۵۵ / ج۴ / ابواب القراءة ،باب ماجاء فى وجوب تجويدالقرآن،مطبوعه امداديه مكه مكرمه)

[1] فائدہ قرآن مجید میں کہیں کہیں سکتہ لکھا ہوا پاؤ گے اس کا مطلب یہ ہے کہ وہاں ذرا ٹھہر جاؤ مگر سانس مت توڑو اور باقی سب قاعدے اس میں وقف کے جاری ہوں گے الی قولہ اسی طرح سورہ کہف میں ہے عِوَجاً قَیِّماً۔ تو اگر عوجاً پر وقف نہ کریں اور مابعد سے ملا کر پڑھیں تو اخفاء نہیں ہوگا بلکہ زبر کی تنوین کو الف سے بدل کر سکتہ کیا جائے گا (جمال القرآن ص۳۰ / چودھواں لمعہ فوائد متفرقہ ضروریہ کے بیان میں، مطبوعہ کتب خانہ امدادیہ دیوبند)

کی عظمت سے قلب بھرا ہوا ہو۔ خوف وخشیت طاری ہو ہیبت الٰہی سے کانپتے ہوئے اس کی وعیدوں اور بشارتوں کا استحضار کر کے اس تصور سے تلاوت کرے کہ اللہ پاک کو سنا رہا ہے آنکھوں سے آنسو جاری ہوں[۱] ایسی تلاوت میں بڑی کشش ہوتی ہے اللہ پاک اس سے بہت خوش ہوتے ہیں، صحابہ کرامؓ میں یہ طریقہ جاری تھا کہ ایک نے تلاوت کی بقیہ سب سنتے اور ایمان کو تازہ کرتے رہتے[۲]۔

پیسہ کمانا اپنی تعریف وشہرت ہرگز مقصود نہ ہو۔ اگر قرآن پاک کی تلاوت کو خدانخواستہ روپیہ کمانے کا ذریعہ بنایا جاوے خواہ اہل قبور کو ثواب پہنچانے کی شکل میں ہو یا منبر پر بیٹھ کر جلسوں کی زینت بڑھانے کی صورت میں ہو یا دوسرے قاریوں سے مقابلہ کر کے انعام حاصل کرنے کی صورت میں ہو۔ یا اپنی تعریف وشہرت حاصل کرنے کے لئے پڑھا جاوے یا موسیقی (راگ) کے قواعد کے طور پر نشیب وفراز وزیر وبم کے ساتھ پڑھا جائے۔ تو اس کی ہرگز اجازت نہیں[۳] اس پر سخت وعید ہے۔ حدیث شریف[۴] میں تین آدمیوں کا ذکر ہے جن

۱؎ عَنْ طَاوُسٍ مُرْسَلاً قَالَ قَالَ سُئِلَ النَّبِیَّ ﷺ اَیُّ النَّاسِ اَحْسَنُ صَوْتاً لِلْقُرْآنِ وَاَحْسَنُ قِرَاءَ ةً قَالَ مَنْ اِذَاسَمِعْتَهُ یَقْرَأُ اُرِیْتُ اَنَّهُ یَخْشَی اللّٰهَ قَالَ طَاوُسٌ وَکَانَ طَلْقٌ کَذٰلِکَ رواه الدارمی (مشکوٰۃ شریف ص۱۹۱/ کتاب فضائل القرآن، باب الفصل الثالث طبع یاسر ندیم دیوبند) (انه یخشی اللّٰه) وتأثر قلبک منه اوظهر علیه آثار الخشیة کتغیر لونه وکثرة بکائه الخ (مرقاۃ المفاتیح ص۶۱۸/ ج۲/ مطبع اصح المطابع بمبئی)

ترجمہ: حضرت نبی اکرم ﷺ سے سوال کیا گیا قرآن کو اچھی آواز سے پڑھنے والا اور اچھی قرأت کرنے والا کون ہے ارشاد فرمایا جب تو اس کو قرأت کرتے ہوئے سنے تو یہ خیال ہو کہ وہ اللہ سے ڈر رہا ہے۔

۲؎ قدکان اصحاب رسول ﷺ وآله واصحابه اذااجتمعوا امروا احدهم ان یقرأ سورة من القرآن کذافی الغرائب (الهندیة ص ۳۱۶/ ج۵/) کتاب الکراهیة، الباب الرابع فی الصلاةو التسبیح طبع کوئٹه الخ.

ترجمہ: حضرت رسول مقبولؐ کے اصحاب جب جمع ہوتے اپنے میں سے کسی ایک کو قرآن پاک پڑھنے کا حکم دیتے۔

۳؎ ویمنع القاری للدنیاالی قوله وقدقال العلماء ان القاری اذاقرأ لاجل المال فلاثواب له الخ شامی زکریا ص۷۷،۷۸/ ج۹/ باب الاجارة الفاسدة، مطلب تحریرمهم فی عدم جواز الاستجار علی التلاوة الخ.

۴؎ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اَوَّلَ النَّاسِ (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

کوسب سے پہلے دوزخ میں ڈالا جائے گا اور دوزخ کو ان سے دھونکایا جائے گا۔ ان میں سے ایک قاری کو بھی شمار کیا گیا ہے جو اسلئے تلاوت کرتا ہے کہ لوگ اس کی تعریف کریں کہ بہت اچھا قاری ہے اب آپ خود ہی منطبق کریں کہ آپ کے یہاں کے اجتماع کی شان کیا ہے۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

غیر قرآن کو قراءت کے ساتھ پڑھنا

سوال:- غیر قرآن کو قرأت کے ساتھ پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً

قواعد عربیت کی رعایت سے پڑھے تو ٹھیک ہے مگر قرآن کے ساتھ غیر قرآن ملتبس

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) يُقْضٰى عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَجُلٌ اُسْتُشْهِدَ فَاُتِيَ بِهٖ فَعَرَّفَهٗ نِعْمَتَهٗ فَعَرَّفَهَا فَقَالَ مَاعَمِلْتَ فِيْهَا قَالَ قَاتَلْتُ فِيْكَ حَتّٰى اُسْتُشْهِدْتُ قَالَ كَذَبْتَ وَلٰكِنَّكَ قَاتَلْتَ لِاَنْ يُقَالَ جَرِيٌّ فَقَدْقِيْلَ ثُمَّ اُمِرَبِهٖ فَسُحِبَ عَلٰى وَجْهِهٖ حَتّٰى اُلْقِيَ فِي النَّارِ وَرَجُلٌ تَعَلَّمَ الْعِلْمَ وَعَلَّمَهٗ وَقَرَأَ الْقُرْآنَ فَاُتِيَ بِهٖ فَعَرَّفَهٗ نِعَمَهٗ فَعَرَّفَهَا قَالَ فَمَاعَمِلْتَ فِيْهَا قَالَ تَعَلَّمْتُ الْعِلْمَ وَعَلَّمْتُهٗ وَقَرَأْتُ فِيْكَ الْقُرْآنَ قَالَ كَذَبْتَ وَلٰكِنَّكَ تَعَلَّمْتَ الْعِلْمَ لِيُقَالَ اِنَّكَ عَالِمٌ وَقَرَأْتَ الْقُرْآنَ لِيُقَالَ هُوَقَارِئٌ فَقَدْقِيْلَ ثُمَّ اُمِرَبِهٖ فَسُحِبَ عَلٰى وَجْهِهٖ حَتّٰى اُلْقِيَ فِي النَّارِ الحديث (مشکوٰۃ شریف ص۳۳/) کتاب العلم طبع یاسرندیم دیوبند۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت میں سب سے پہلے جس کے خلاف فیصلہ ہوگا وہ ایک شہید ہوگا اس کو لایا جائے گا۔ نعمتیں اس کو سجھائی جائیں گی وہ ان کو جان لے گا پھر اس سے پوچھا جائے گا ان نعمتوں کی خاطر تونے کیا عمل کیا وہ کہے گا تیرے راستہ میں قتال کرتا کرتا میں شہید ہوگیا خدا فرمائیگا جھوٹ ہے بہادر بننے کیلئے تونے قتال کیا دنیا میں تجھے بہادر کہدیا گیا پھر اس کے بارے میں حکم ہوگا اس کو چہرے کے بل گھسیٹ کر آگ میں ڈالدیا جائے گا دوسرا وہ آدمی ہوگا جس نے علم سیکھا اور سکھایا اور قرآن پڑھا اس کو لایا جائیگا خدا کی نعمتیں اس کو سجھا کر اور اقرار کرا کر اس سے کہا جائے گا ان نعمتوں کے سلسلہ میں کیا عمل کیا وہ کہے گا میں نے علم سیکھا اور سکھایا اور میں نے قرآن پڑھا خدا کہے گا جھوٹ ہے تونے عالم اور قاری کہلوانے کے لئے پڑھا اور پڑھایا تجھکو عالم اور قاری کہدیا گیا پھر اس کے بارے میں حکم ہوگا اسکو چہرے کے بل گھسیٹ کر آگ میں ڈالدیا جائے گا۔

نہ ہو[1] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲/۸/ ۹۰ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

قراءت سبعہ بھی منقول ہیں محدث نہیں

سوال:- ہمارا عقیدہ ہے کہ قرآن میں ایک شوشہ کا بھی فرق نہیں ہوا جیسا اور جو نبی کریم ﷺ کی طرف نازل ہوا تھا وہی آج بھی بین الدفتین موجود ہے قراء سبعہ کی روایات میں زیر، زبر، پیش کا حتی کہ الفاظ کا بھی فرق پایا جاتا ہے۔ کیا اس سے عقیدہ پر زد نہیں پڑتی؟

الجواب حامداً ومصلیاً

قراء سبعہ کی قرآتیں بھی نبی اکرم ﷺ سے ثابت اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ ہیں[2] ان کی خود کی ایجاد نہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

معروف ومجہول کا تلفظ

سوال:- ایک مدرسہ میں بچوں کو بــہ کے بجائے بے ہ پڑھاتے ہیں اور دوسرے

---

[1] ملاحظہ ہو فوائد مکیہ ص ۲۴، ۲۵ رتیسرا باب فصل پنجم۔

[2] عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ حَدَّثَهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَقْرَأَنِىْ جِبْرِيْلُ عَلٰى حَرْفٍ فَرَاجَعْتُهُ فَلَمْ اَزَلْ اَسْتَزِيْدُهُ وَيَزِيْدُنِىْ حَتّٰى انْتَهٰى اِلٰى سَبْعَةِ اَحْرُفٍ بخاری شریف ص ۷۴۶، ۷۴۷ رج ۲ ر کتاب فضائل القرآن، باب انزل القرآن علی سبعۃ احرف مکتبہ اشرفی دیوبند۔

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت جبرئیل علیہ السلام نے مجھ کو ایک حرف پر قرآن پڑھایا میں نے ان سے زیادتی کا سوال کیا اور برابر کرتا رہا وہ بھی زیادتی کرتے رہے یہاں تک کہ سات طریقہ سے پڑھنے کی اجازت مل گئی۔

مدرسہ میں بــہٖ کے بجاء بــی ہٖ پڑھاتے ہیں۔اب دونوں میں سے کون سے الفاظ صحیح ہیں۔ کیوں کہ دونوں کے الفاظ الگ الگ ہیں۔اصل میں کس طرح پڑھایا جائے۔ دونوں الفاظ میں کیا فرق ہے؟اور معنیٰ میں کچھ فرق پڑتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

دونوں طرح پڑھانے سے معنٰی میں کوئی فرق نہیں آتا۔البتہ عربی تلفظ ب معروف ہے مثلاًب اور ی کو ملا کر پڑھیں گے تو بی پڑھیں گے۔بے نہیں پڑھیں گے۔ یہ چیز تحریر سے سمجھانی مشکل ہے۔تلفظ سے زبانی سمجھ میں جلد آئے گی۔فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۴؍۴؍۹۴ھ

نون قطنی کے ساتھ نماز

سوال:-امام صاحب نے مغرب کی نماز میں سورۂ اخلاص کی پہلی آیت کو نون قطنی کے ساتھ دوسری آیت سے ملا کر پڑھا یعنی وصل کیا نماز کے بعد بعض لوگوں نے آپس میں کہا کہ آج امام صاحب نے ایسا کیوں پڑھا؟ بعض لوگوں نے کہا امام صاحب نے صحیح پڑھا کیونکہ امام صاحب قاری اور مولوی ہیں غرض نائب متولی کے پاس یہ بات پہنچی نائب متولی نے امام صاحب کو اپنے گھر بلا کر کہا کہ آپ اس طرح قرآن شریف کیوں پڑھتے ہیں جو مقتدی کی سمجھ میں نہیں آتا اور گڑ بڑ ہوتی ہے امام صاحب نے کہا کہ سورۂ اخلاص کی پہلی آیت کو دوسری آیت کے ساتھ ملا کر پڑھنے سے نماز میں کوئی خرابی نہیں آئے گی کیونکہ یہ قاعدہ کے مطابق ہے، پھر بعض لوگوں نے متولی سے کہا کہ آپ اس کا فتویٰ منگائیے۔متولی صاحب نے کہا کہ فتویٰ کی کوئی ضرورت نہیں اور امام صاحب سے کہا کہ آپ اس طرح قرآن شریف پڑھیں جس طرح لکھا ہے اور جس طرح لوگ سمجھ سکیں۔

الجواب حامداًومصلیاً

امام صاحب نے یہ قواعدِ تجوید کے موافق پڑھا ہے کتب تجوید میں یہ مسئلہ صراحتہً

موجود ہے[۱] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

بعض آیات میں وارد ہمزات پڑھنے کا طریقہ

سوال:- (۱) سورۂ بقرہ رکوع ۱۴؍ میں ہے ثم اضطرہٗ بعض ہمزہ کو حذف کر کے میم کو ضاد سے ملا کر پڑھتے ہیں اور کہتے کہ یہی صحیح ہے اور بعض ہمزہ کو ثابت کر کے پڑھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہی صحیح ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ کون سا صحیح ہے؟

(۲) سورۂ مائدہ رکوع ۱۴؍ میں ہے ثم اصبحوا بہا میں بعض ہمزہ کے حذف اور بعض اثبات کر کے پڑھتے ہیں، کونسا صحیح ہے۔؟

(۳) سورۂ مائدہ رکوع ۲؍ میں ان لاتعدلوا اعدلوا میں بعض حالت وصل میں اُعدلوا اور بعض وقف کر کے اِعدلُوا پڑھتے ہیں کونسا صحیح ہے اور کونسا غلط ہے؟

(۴) سورۂ توبہ رکوع ۴؍ میں یوم حنین اذااعجبتکم میں بعضے ہمزہ کو حذف کر کے نون کو ذال سے ملا کر پڑھتے ہیں اور بعض وقف کر کے ہمزہ کو ثابت رکھ کر پڑھتے ہیں، کونسا صحیح ہے کونسا غلط ہے؟

(۵) سورۂ طٰہٰ رکوع ۱۰؍ میں من اٰیاتنا الکبریٰ اذھب الیٰ فرعون میں بعضے ہمزہ کو حذف کر کے نون قطنی لگا کر پڑھتے ہیں اور بعضے ہمزہ کو ثابت رکھ کر پڑھتے ہیں، آیا کونسا صحیح ہے؟

(۶) سورۂ حج رکوع ۹؍ میں ذالکم النار میں بعضے وقف کر کے پڑھتے ہیں اور بعض ذالکم اَلنَّار پڑھتے ہیں، کونسا جائز ہے؟

---

[۱] فوائد مکیہ ص ۴۱؍ تیسرا باب پہلی فصل اجتماع ساکنین کے بیان میں طبع امدادیہ دیوبند۔ احسن التجوید ص ۶؍ البتہ افضل یہ ہے کہ اس کو بغیر تنوین کے پڑھیں یعنی لفظ اَحَدْ پر وقف کر کے دال کے سکون کے ساتھ پڑھیں جیسا کہ بخاری شریف میں مذکور ہے یُقَالُ لَا یُنَوَّنُ اَحَدٌ ای وَاحِدٌ ج ۲ ؍ بخاری شریف ص ۷۴۳؍ کتاب التفسیر، سورۃ قل ھو اللہ احد مکتبہ اشرفی دیوبند۔

مزید عرض ہے کہ جس طرح قرآن کریم میں لکھا ہوا ہے اسی طرح پڑھنا چاہیے یا اپنی رائے کے مطابق محض اپنے کو قاری مشہور کرنے کی غرض سے بلا قانون کہیں حذف، کہیں اثبات، کہیں ادغام، کہیں وصل، کہیں تغییر پڑھنا ہو تو جائز ہے اور ایسے قاری کے پیچھے نماز جائز ہوگی یا نہیں؟ برائے مہربانی جوابات مع دلیل وحوالہ کتب مرحمت فرمائیں بے حد ممنون ہوں گا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) یہ ہمزہ وصل نہیں بلکہ واحد متکلم کا ہے اس لئے یہ ساقط نہیں ہوگا بلکہ ثابت رہے گا۔

(۲) یہ ہمزہ بابِ افعال کا ہے جو کہ قطعی ہے وصلی نہیں، اس لئے یہ بھی ثابت رہے گا۔

(۳) وقف کر کے اِعــدِلُوا پڑھنا چاہیے۔ وقف نہ کرنا ہو تو اعــدِلُوا کا ہمزہ ساقط ہو جائے گا۔

(۴) یہ ہمزہ ساقط نہیں ہوگا باقی رہے گا۔

(۵) نون قطنی تو تنوین کی حالت میں آتا ہے وہ یہاں موجود نہیں ہے اس لئے نون قطنی تو یہاں غلط ہے اس کی کوئی صورت ہی نہیں۔ اگر الکبری پر وقف کیا جائے تو اِذْهَبْ کا ہمزہ پڑھا جائے گا۔ وصل کی حالت میں ساقط ہو جائے گا۔

(۶) یہاں وصل بھی صحیح ہے اس صورت میں النار کا ہمزہ ساقط ہو جائے گا اور ذٰلکم کے میم پر ضمہ آئے گا۔ وقف کرنا زیادہ اچھا ہے اس صورت میں ذٰلکم میں میم پر سکون ہوگا اور النــار کا ہمزہ پڑھا جائے گا۔ قرآن کریم کو قواعد کے موافق پڑھنا چاہیے[1] اپنی طرف سے اس میں کچھ نہ کیا جائے یہ خطرناک ہے[2] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹/۱/۹۵ھ

---

[1] والأخذ بالتجويد حتم لازم، من لم يجود القرآن آثم يعنى مراعاة قواعد التجويد والأخذ بذالك أى العمل به فرض عين لازم لكل من قرأ القرآن (مقدمه جزرية على هامش فوائد مرضية ص ١٩/ باب معرفة التجويد مطبوعه امداد الغرباء سهارنپور)

[2] من قال فى القرآن بغير علم فليتوأ مقعده من النار مشكوة شريف ص ٣٥/ كتاب العلم الفصل الثانى طبع ياسر نديم ديوبند.

سورۂ قدر میں امر یا سلام پر وقف

سوال: – سورۂ قدر میں امر پر ٹھہرے یا سلام پر یا دونوں جگہ؟

الجواب حامداً ومصلیاً

دونوں جگہ میں اختیار ہے جہاں چاہے وقف کرے[1]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۵/۱۱/۹۵ھ

وقف غفران کا مطلب

سوال: – قرآن مجید کے حاشیہ پر جا بجا وقف غفران لکھا ہے، اس کا کیا مطلب ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ مطلب ہے کہ اس مقام پر وقف کرنا بھی درست ہے، اور نہ کرنا بھی درست ہے، دونوں میں کسی بات پر مواخذہ نہیں، بلکہ دونوں فعل مغفور ہیں[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

لفظ اللہ میں مد کی مقدار

سوال: – یہاں پر ایک مولوی صاحب سے بحث ہوگئی ہے، کہ لفظ اللہ پر مد کتنا ہونا چاہئے، الف کے برابر یا کم بعض کہتے ہیں کہ اس میں مد جائز ہی نہیں، جلالت کے لئے مد صرف "لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰه" میں خاص ہے، یہ مسئلہ قرأت میں کس طرح ہے، ہندوعرب والوں کا

---

[1] اخبر الناظم رحمه اللّٰه تعالىٰ أنه ليس فى القرآن وقف واجب اذاتركه القارى اثم ولاحرام اذافعله اثم الىٰ ماقال فلايكون الوقف واجباً ولاحراماً الاان يكون له سبب يستدعى على تحريمه الخ الفوائد التجويدية فى شرح المقدمة الجزرية ص ١٦٦ /باب الوقف والابتداء طبع مدينه منوره.

[2] ملاحظہ ہو جامع الوقف، ص۱۲/ساتواں سبق۔

عمل اس میں کیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

المدفی اسم الجلالة (الله) مد طبعی فی حالة الوصل مقدار الف کما قال فی خلاصة البیان[1] ص ۲۱/والمدطبعی و هو اطالة المدة بحسب الطبع مع عدم السبب و مقداره بقدرالف لا ازید ولا انقص سواء کانت المدة مرسومة نحو قال یقول قیل ام لا نحو رحمن الخ اما فی حالة الوقف فمد عارضی یجوز فیه الطول بثلث الفات للسکون ثم التوسط بالفین ثم القصر بالف لجواز التقاء الساکنین فی الوقف ولعدم الاعتداد بالعارض وهو السکون الوقفی بالاسکان اوبالاشمام لابالروم للحرکة فحٍ قصر فقط خلاصة البیان[2] ۲۲/. فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند ۱۵/۳/۹۱ھ

لفظ اللہ کا تلفظ بقاعدۂ تجوید

سوال:-ایها السادة ماذا تقولون فی قراء ة بعض الاخوان فی بلادنا لفظ الجلالة (الله) یصیر اللام فیه ضاداً وظاءً بالتفخیم بلا ترقیق ویقولون ان التفخیم سنة عقب الضم و الفتح هل تصح صلوٰتهم ام لا، ولما تبین لهم هذا الخطاء لم یرجعوا عن ذٰلک لکن یداو مون علیٰ غلطهم عنادا اوسهواً اوجسارة فهل یصح الاقتداء بهم فی الصلوة ام لا وهل ینبغی اعادة الصلوة اذالم یصح الاقتداء؟ بینوا توجروا.

الجواب حامداً ومصلیاً

لفظ الجلالة (الله) باللام لیس فیه الرائحةمن الضاد والظاء فمن یقرأ بالضاد

ترجمہ وخلاصہ جواب: اسم جلالہ یعنی لفظ اللہ میں بحالت وصل مد طبعی یعنی ایک الف کی مقدار ہے اور بحالت وقف طول بھی جائز ہے، یعنی تین الف اور توسط یعنی دو الف اور قصر یعنی ایک الف فقط۔

[1] خلاصة البیان ص ۲۱/المدالطبعی۔

[2] خلاصة البیا ن ص ۲۲/مطبوعه امدادیه دیوبند۔

و الظاء متعمداً لا یصح الاقتداء به بل تجب اعادة الصلوٰة بهذا التحریف[۱]

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند

قراءت قرآن کا تقابل

سوال:- ہمارے شہر میں تقریباً تین چار سال کے بعد ایک جشن بنام جلسۂ قرأت کیا جاتا ہے جس میں شہر و بیرون شہر کے قرأ حضرات بلائے جاتے ہیں اور وہ اپنے فن قرأت کا اظہار مختلف لہجہ میں کرتے ہیں حتی کہ وہ ایک تقابل توازن کی صورت ہو جاتی ہے بعد ختم جلسہ قرأت ان قراء کو بحسب اظہار فن قرأت قرآن پاک انعام دیئے جاتے ہیں یعنی کہ سب سے اچھے پڑھنے والے کو سب سے اونچا انعام دیا جاتا ہے اسی طرح درجہ بدرجہ ریا تفاخر تقابل فی القرآن جو کہ ایک امر قبیح ہے بلکہ حرام کا درجہ رکھتا ہے نیز تلاوت قرآن پاک کے وقت اس مجلس میں یا اس سے دور ہٹ کر سگریٹ پینا بیڑی پینا تمام نامناسب باتیں کرنا ان باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس جشن کا شریعت مطہرہ میں کیا رتبہ ہے؟

ترجمہ سوال: اے سردارانِ قوم! کیا فرماتے ہیں آپ ہمارے چند شہری بھائیوں کے لفظ جلالہ (اللہ) کو اس طرح پڑھنے کے سلسلہ میں کہ جس میں لام ضاد یا ظاء ہو جاتا ہے۔ تفخیم کے ساتھ سے بغیر ترقیق کے اور وہ کہتے ہیں کہ تفخیم ضم اور فتح کے بعد سنت ہے۔ کیا انکی نماز صحیح ہو جاتی ہے یا نہیں؟ اور جبکہ انکی یہ غلطی واضح ہوگئی وہ اس سے رجوع نہیں کرتے ہیں بلکہ وہ اپنی غلطی پر دشمنی کی وجہ سے یا انجانے میں یا جسارت کرتے ہوئے برقرار ہیں تو کیا انکی اقتداء نماز میں صحیح ہے یا نہیں اور اقتداء درست نہ ہونے کی صورت میں نماز کا اعادہ مناسب ہے؟

ترجمہ جواب: لفظ جلالہ (اللہ) لام کے ساتھ ہے اس میں ضاد اور ظاء کی بو بھی نہیں ہے لہذا جو شخص ضاد اور ظاء کے ساتھ پڑھے قصداً اسکی اقتداء درست نہیں بلکہ اس تحریف کی بناء پر نماز کا اعادہ واجب ہے۔

[۱] وکذالو کرر کلمة وصح الباقانی الفساد ان غیر المعنی نحو رب العالمین للاضافة کما لو بدل کلمة بکلمة و غیر المعنی نحو ان الفجار لفی جنات، وتمامه فی المطولات، الدر المختار مع الشامی کراچی، ج ۱/ص ۶۳۳/شامی زکریا، ج ۲/ص ۳۹۷/باب زلة القاری.

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ تقابل اور تفاخر اور اس کا انعام غلط طریقہ ہے بعض قراء نے اس کو ذریعہ کسب بنالیا ہے اس سے پرہیز کیا جائے ادلۂ شرعیہ سے یہ ثابت نہیں[1] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

املاہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۴/۸/۱۴۰۰ھ

زبر، زیر، پیش

سوال: - زبر کے کیا معنی ہیں اور زیر اور پیش کے کیا معنی ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

زبر ایک حرکت ہے جس کے کھینچنے سے الف پیدا ہوتا ہے، زیر ایک حرکت ہے جس کے کھینچنے سے یا پیدا ہوتی ہے، پیش ایک حرکت ہے جس کے کھینچنے سے واو پیدا ہوتا ہے[2]

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۷/۶/۹۲ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۸/۶/۹۲ھ

تدبر اور بلا تدبر تلاوت میں فرق

سوال: - دو آدمی ہیں ایک ناظرہ قرآن شریف پڑھنے والا، اور ایک عالم آدمی ہے جس نے عربی تعلیم صَرف ونحو کے ساتھ پڑھا ہے، ناظرہ پڑھنے والے کو دس نیکیاں ہیں ایک حرف پر۔ یہ اگر ترجمہ کے ساتھ پڑھے تو ایک حرف پر کتنی نیکیاں ملیں گی؟ دوسرے وہ شخص جو عالم ہے اب تلاوت کرنے پر کتنا ثواب ہے ہر حرف پر؟ اگر ترجمہ کو خیال وتصور میں لائے

---

[1] اقرأوا القرآن ولاتاكلوا به الحديث فيض القدير ص ۶۴/ ج ۲/ حديث نمبر ۱۳۳۸/ دار الفكر بيروت.

[2] واو اخت ضمہ بود والف اخت فتحہ ویا اخت کسرہ (وفی الحاشیہ) ازانکہ از کشیدن ضمہ واو پیدا می شود از کشیدن فتحہ الف پیدا می شود از کشیدن کسرہ یا حادث می گردد پنج گنج ص ۵/ مطبوعہ کانپور۔

اور اگر نہ لائے اور حافظوں کی طرح تیز رفتاری کے ساتھ پڑھ رہا ہے اور خیال کہیں اور ہے تو کتنا ثواب ملے گا۔ کیا پہلی صَرف ونحو والی کمائی اب کام دے گی؟

الجواب حامداًومصلیاً

جو شخص جس قدر زیادہ تدبر کے ساتھ عظمتِ قرآنِ کریم کا لحاظ کرتے ہوئے تلاوت کرے گا اسی قدر زیادہ ثواب پائے گا[1] تدبر کے لئے صرفی صیغوں اور نحوی ترکیبوں کا ذہن میں آنا کافی نہیں۔ بلکہ کلام اور متکلم کی جلالتِ شان اور آیات رحمت وآیات عذاب پر رجاء وخوف اور اوامر ونواہی پر عزم عمل واجتناب وغیرہ اثرات کا پیدا ہونا تدبر کا ثمرہ ہے۔ بڑا از بر دست عالم بھی اگر بے دھیانی سے تلاوت کرتا ہے تو وہ ان ثمرات سے خالی رہتا ہے۔ صَرف ونحو سے ناواقف آدمی اگر دھیان سے تلاوت کرتا ہے تو اس کے قلب میں بھی رقت پیدا ہوتی ہے[2] اور ایمان قوی ہوتا ہے۔ عالم اگر دھیان سے کام لے تو اس کے لئے زیادہ موقع ہے اس کا درجہ ہی بلند ہے۔ پھر ایک اور دس کا حساب بھی عام حساب ہے۔ ورنہ خزانۂ غیب سے بے شمار و بے حساب ملتا ہے[3]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ، دار العلوم دیو بند

---

[1] قال الطيبي والمنزلة التي في الحديث في ماينالہ العبدمن الكرامة على حسب منزلته في الحفظ والتلاوة لاغير وذلک لماعرفنامن اصل الدين ان العامل بكتاب الله المتدبر له افضل من الحافظ والتالي له اذالم ينل شأنه في العمل والتدبر الخ(مرقات ص ۳۵۴/ج ۴/)مطبوعه اصح المطابع بمبئی ص ۵۸۹/ج ۲/كتاب فضائل القرآن ،الفصل الثاني .

واعلم ان القرآن لم ينزل لقرأة الفاظه فقط بل انما انزل ليتدبر آياته ويتفكر معانيه ويعمل بمافيه من الاوامروالنواهي وغيرهما(شرح شرعة الاسلام ص ۵۶/الاتقان ص ۱۰۸/ج ۱/النوع الخامس والثلاثون في آداب تلاوة دار الفكر بيروت.

[2] قالوا واستحباب الترتيل للتدبر ولانه اقرب الى الاجلال والتوقير واشدتأثيراً في القلب ولهذا يستحب للأعجمي الذي لايفهم معناه انتهى (الاتقان ص ۱۰۸/ج ۱/النوع الخامس والثلاثون في آداب تلاوة طبع دار الفكر بيروت. (نمبر ۳/کا حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

کیا سورۂ لہب کا پڑھنا مکروہ ہے

سوال:- (۱) سورہ لہب کا فرض نماز میں پڑھنا مکروہ ہے یا نہیں؟

(۲) قرآن پاک کی تلاوت بغیر فہم معنی پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

سورۂ لہب بھی قرآن کریم کی سورت ہے۔اس کا بھی نماز میں پڑھنا بلا کراہت درست ہے۔لقولہٖ تعالیٰ فَاقْرَاُوْامَاتَیَسَّرَمِنَ الْقُرَآنِ[1]

(۲) جو شخص قرآن شریف کے معنی سمجھتا اور تلاوت کرتا ہے وہ بھی مستحق اجر ہے۔ لحدیث مَنْ قَرَاَحَرْفاً مِنْ کِتَابِ اللّٰہِ فَلَہٗ بِہٖ حَسَنَۃٌ وَالْحَسَنَۃُ بِعَشْرَۃِ اَمْثَالِھَالَااَقُوْلُ۔اَلم حَرْفٌ اَلِفٌ حَرْفٌ وَلَامٌ حَرْفٌ وَمِیْمٌ حَرْفٌ. رواہ الترمذی والدارمی (مشکوٰۃ شریف[2]) ص ۱۸۶/۔فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۱/۱/۹۲ھ

آیات قرآنیہ کی ترتیب

سوال:- قرآن شریف کی ترتیب کس لحاظ سے ہے عام طور پر مشہور ہے کہ آخری

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) [۳] (قولہ والحسنۃ بعشر امثالھا) ای مضاعفۃ بالعشر وھو اقل التضاعف الموعود بقولہ تعالیٰ من جاء بالحسنۃ فلہ عشر امثالھا واللّٰہ یضاعف لمن یشاء (مرقاۃ ص ۳۵۵/ ج ۴/) طبوعہ اصح المطابع بمبئی ص ۵۹۰/ ج ۲/ کتاب فضائل القرآن ،الفصل الثانی ۔

[۱] سورہ مزمل آیت ۲۰/۔ **ترجمہ**: سوتم لوگ جتنا قرآن آسانی سے پڑھا جا سکے پڑھ لیا کرو۔(بیان القرآن)

[۲] مشکوۃ شریف ص ۱۸۶/ کتاب فضائل القرآن الفصل الثانی مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند. سنن الدارمی ص ۴۳۱/ ج ۲/ باب فضل من قرأ القرآن دار الکتب العلمیہ۔

ترجمہ: جو شخص کتاب اللہ سے ایک حرف پڑھے اس کے عوض نیکی ہے اور نیکی دس نیکیوں کے برابر ہے میں نہیں کہتا کہ الم ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف ہے لام ایک حرف ہے میم ایک حرف ہے۔

آیت اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ الآیۃ اور بعض جگہ۔ وَاتَّقُوْا یَوْماً تُرْجَعُوْنَ فِیْہِ اِلَی اللّٰہِ ہے آپ مفصل مدلل لکھیں کہ قرآن کریم کی ترتیب نقطے واعراب کس نے لکھوائے اور سورتیں کس طرح الگ بنائی گئیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

موجودہ ترتیب نزولی ترتیب نہیں ہے۔کوئی آیت یا کوئی سورت نازل ہوتی تو حضرت رسول مقبول ﷺ ارشاد فرمادیا کرتے کہ اس کو فلاں آیت یا فلاں سورۃ سے پہلے یا بعد میں رکھو یہ تعیین نصاً تھی[1] پھر جب سب کو ایک جگہ جمع کیا گیا تو اسی ترتیب کا لحاظ رکھا گیا۔ اولاً حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں جنگ یمامہ کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مشورہ سے جمع کیا پھر اس میں زائد قراءت کو جو کہ منسوخ ہو چکی تھی، نکال کر حضرت عثمانؓ کے دور میں میں جمع کیا گیا موجودہ ترتیب وہی ترتیب عثمانی ہے[2] جن

[1] کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کثیراً ینزل علیہ السورۃ ذات العددفاذانزل علیہ الشي یعنی عنہادعا بعض من کان یکتب فیقول ضعواھو لاء الآیات فی ا لسورۃ اللتی یذکرفیھا کذا(فتح الباری ص ۱۵/ج۱۰/باب تالیف القرآن مطبوعہ دارالفکربیروت الاتقان فی علوم القرآن ص۵۷/ج۱/النوع الثامن عشرفی جمعہ وترتیبہ مطبوعہ سھیل اکیڈمی لاھور)

[2] لمااستحرالقتل بالقراء یوم الیمامۃ فی زمن الصدیق رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ وقتل منھم فی ذلک الیوم فیماقیل سبع مائۃ اشارعمربن الخطاب علی ابی بکرالصدیق رضی اللّٰہ عنھمابجمع القرآن مخافۃ ان یموت اشیاخ القراء الی قولہ فجمعہ غیرمرتب السوربعدتعب شدید(الجامع لاحکام القرآن مختصراً ص۵۳، ۵۲/ج۱/. باب ذکرجمع القرآن وسبب کتب عثمان الخ مطبوعہ دارالفکربیروت) وجمع عثمان کان لماکثرالاختلاف فی وجوہ القراء ۃ حتی قرؤہ بلغاتھم علی اتساع اللغات فادیٰ ذلک بعضھم الی تخطئۃ بعض فخشی من تفاقم الامرفی ذلک فنسخ تلک الصحف فی مصحف واحدمرتبالسورہ الخ(الاتقان فی علوم القرآن ص۶۰/ج۱/ النوع الثامن فی جمعہ وترتیبہ . مطبوعہ سھیل اکیڈمی لاھور والتفصیل فی فتح الباری ص۲۲/ج۱۰/باب جمع القرآن مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت عمدۃ القاری ص۱۶/ج۲۰/باب جمع القرآن مطبوعہ دارالفکربیروت.روح المعانی ص۲۱/ج۱/جمع القرآن وترتیبہ.مطبوعہ مصطفائی دیوبند.

روایات میں آخری سورت یا آخری آیت کو بتلایا گیا ہے۔ وہ باعتبار نزول ہے۔ اعراب اور نقطوں سے متعلق مشہور یہ ہے کہ حجاج نے لگوائے[1]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۳/۴/۸۹ھ

قرآن کریم کی ترتیب عثمانی

سوال:- ایک عزیز نے ایک مولوی صاحب کے وعظ میں سنا کہ قرآن مجید میں سورتوں کی ترتیب بحوالۂ اتقان حضرت عثمانؓ نے دی ہے کیا یہ صحیح ہے اگر صحیح ہے تو آنحضرت ﷺ اور حضرات شیخینؓ کے زمانہ میں کس طرح سورتیں پڑھی جاتی تھیں مجھے یہ معلوم تھا کہ ہر سال رمضان میں حضرت جبرئیلؑ حضور ﷺ سے دور کیا کرتے تھے کیا یہ بھی صحیح ہے یا نہیں۔ آخر حضرت عثمانؓ سے پیشتر سورتوں کی کیا ترتیب تھی کیا اتقان معتبر کتاب ہے اور واعظ صاحب کا بیان صحیح ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اتقان علامہ جلال الدین سیوطیؒ کی تصنیف ہے معتبر ہے مطلب یہ ہے کہ حضرت عثمان غنیؓ نے اس ترتیب سے قرآن کریم کو جمع فرمایا ہے ترتیب حضور ﷺ کے اور شیخینؓ کے زمانہ میں بھی یہی تھی لیکن یکجا لکھا ہوا عام طور پر نہ تھا بلکہ مختلف طرق لغات میں کہ ابتداً سہولت کے لئے عرب کی کئی لغات میں پڑھنے کی اجازت تھی کسی کے پاس کچھ لکھا ہوا تھا کسی کے پاس کچھ

---

[1] واماشكل المصحف ونقطه فروى ان عبدالملك بن مروان امربه وعمله فتجردلذلك الحجاج بواسط وجدفيه وزادتحزيبه وامروهووالى العراق الحسن ويحي بن يعمربذلك (الجامع لاحكام القرآن المعروف بالقرطبی ص۶۳/ج۱/ باب ماجاء فی ترتيب سور القرآن وآياته وشكله ونقطه الخ مطبوعه دارالفكر بيروت.

باقی ذہنوں میں ترتیب یہی تھی۔ حضرت عثمانؓ نے سب کو یکجا لغت قریش میں لکھا دیا[1] اور اس ترتیب سے لکھایا جس ترتیب سے اب موجود ہے اور حضور اقدس ﷺ وقت نزول فرمایا کرتے تھے کہ اس آیت کو فلاں سورت میں فلاں جگہ رکھو[2] لکھنے کا رواج کم تھا زیادہ تر حافظہ پر مدار تھا اور عام رواج لکھائی کا حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں ہوا ہے[3]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۸/۷/۵۷ھ

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہٗ۔ صحیح عبد اللطیف ۲۴/ رجب ۵۷ھ

سورتوں کی ترتیب توقیفی ہے

سوال:- قرآن حکیم کی ترتیب آیات اور سورتوں کی ترتیب قطعی ہے یا ظنی ؟ اس ترتیبِ موجودہ کا منکر کافر ہوگا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ ترتیب توقیفی ہے[4] بعض جگہ اختلاف بھی ہے، اس کا منکر کافر نہیں[5] گنہگار ہے۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲/۹/۶۴ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

---

[1] وجمع عثمان كان لما كثر الاختلاف في وجوه القراءة، حتى قرؤه بلغاتهم على اتساع اللغات فأدى ذلك بعضهم الى تخطئة بعض فخشي من تفاقم الامر في ذلك فنسخ تلك الصحف في مصحف واحد مرتبا لسوره واقتصر من سائر اللغات على لغة قريش الخ (الاتقان في علوم القرآن ص ۱۷۱/ج ۱/دار الفكر بيروت مطبوعه النوع الثامن في جمعه وترتيبه)

[2] قال عثمان كان رسول الله صلى الله عليه وسلم تنزل عليه السور ذوات العدد فكان اذا انزل عليه الشيء دعا بعض من كان يكتب فيقول ضعوا هولاء الآيات (باقی حواشی اگلے صفحہ ملاحظہ فرمائیں)

اردو میں قرآن پاک پڑھنا

سوال:- آج کل لوگ اردو کا قرآن شریف پڑھ رہے ہیں ایسے قرآن شریف پڑھنا خرید نا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

محض اردو میں قرآن شریف لکھنا اور چھاپنا اور فروخت کرنا اور خرید نا درست نہیں اصل عربی کے ساتھ اگر ترجمہ بھی ہوتو درست ہے[۱] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ، دارالعلوم دیو بند ۲۳/۱۱/۸۵ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہٗ // //

(پچھلے صفحہ کا بقیہ حواشی) فی ا لسورة التی یذکر فیھا کذا وکذاالخ (الاتقان فی علوم القرآن ص ۱۶۲/ ج ۱/دارالفکر النوع مطبوعه الثامن عشرفی جمعه وترتیبه.

[۳] ولم یکن مصحفاالافی عهدة عثمان علی ماذکرفی ا لحدیث من طلب عثمان الصحف من حفصة وامر للصحابة المذکورفی الحدیث بکتابة مصاحف وارساله الی کل ناحیة بمصحف (عمدة القاری ص ۱۸/ ج ۹/الجزء الثامن عشرباب جمع القرآن دارالفکربیروت)

[۴] الاجماع والنصوص المترادفة علی ان ترتیب الآیات توقیفی لاشبهة فی ذلک(الاتقان فی علوم القرآن ص ۶۲/ ج ۱/مطبوعه دارالفکر بیروت) قال ابن فارس جمع القرآن علی ضربین أحدهماتألیف السورکتقدیم السبع الطوال وتعقیبهابالمئین فهذاهوالذی تولته الصحابة واما الجمع الآخروهوجمع الآیات فی السورفهوتوقیفی تولاه النبی صلی اللّٰه علیه وسلم کمااخبره به جبرئیل عن امرربه ممااستدل به ذلک اختلاف مصاحف السلف فی ترتیب السورالخ (الاتقان فی علوم القرآن ص ۶۳/ ج ۱/)(مطبوعه دارالفکر)فصل واماترتیب السورالجامع لاحکام القرآن ص ۱۶/ ج ۱/ باب ماجاء فی ترتیب سورالقرآن وآیاته الخ مطبوعه دارالفکر بیروت

[۵] من جحدالقرآن ای کله اوسورة منه اوآیة قلت وکذاکلمة اوقراء ة متواترة لوزعم انهالیست من کلام اللّٰه تعالیٰ کفریعنی اذاکان کونه من القرآن مجمعاعلیه(شرح فقه اکبر ص ۲۰۵/ مطبوعه مجتبائی دهلی)

---

[۱] ملاحظہ ہوامداد الاحکام ص ۱۴۰، تا ۱۴۹/ ج ۱/ شامی کراچی ص ۴۸۶/ ج ۱/ مطلب فی بیان المتواتر والشاذ فتح القدیر ص ۲۸۶/ ج ۱/ باب صفة الصلاة دارالفکر بیروت۔

ترجمۂ قرآن بغیر عربی عبارت کے

سوال:-قرآن شریف کو بغیر عربی عبارت کے صرف اردو ترجمہ کے ساتھ چھاپنا کیسا ہے اور اس کو خریدنا اور پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

بغیر عربی کے محض اردو یا کسی بھی زبان میں قرآن شریف کو لکھنا چھاپنا منع ہے۔ اتقان[1] میں اس پر ائمہ اربعہ کا اجماع نقل کیا ہے۔ فی الفتح عن الکافی ان اعتاد القراء ة بالفارسية او اراد ان يكتب مصحفا بها يمنع اھ شامی ص ۳۲۶ ر ج ۱[2] اس سے خریدنے اور بیچنے کی بھی ممانعت معلوم ہوگئی۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ، دارالعلوم دیوبند

اُڑیہ زبان میں قرآن وحدیث کا لکھنا

سوال:-ہمارے یہاں اپنی صوبائی زبان اُڑیہ کے علاوہ کسی اور زبان کو عام طور پر

---

[1] قال اشهبؒ سئل مالک هل يكتب المصحف على ما احدثه الناس من الهجاء فقال لا الا على الكتبة الاولىٰ رواه الدانى فى المقنع ثم قال ولا مخالف له من علماء الامة وقال الامام احمد يحرم مخالفة خط مصحف عثمان الامام فى واو اوياء او الف اوغير ذلک وقال البيهقى فى شعب الايمان من كتب مصحفا فينبغى ان يحافظ على الهجاء الذى كتبوا به تلک المصاحف ولا يخالفهم فيه ولا يغير مما كتبو شيئاً فانهم كانوا اكثر علما واصدق قلبا ولسانا واعظم امانة منا فلا ينبغى ان نظن بانفسنا استدراكا عليهم اھ (الاتقان ص ۱۴۶ ر ج ۴ ر مطبوعه دار التراث القاهره وص ۱۶۷ ر ج ۲ ر مطبوعه دار الفكر بيروت النوع السادس والسبعون فى مرسوم الخط.

[2] (الشامى نعمانيه ص ۳۳۶ ر ج ۱ ر وشامى زكريا ص ۱۸۷ ر ج ۲ رباب صفة الصلاة مطلب فى حكم القراءة بالشاذ فتح القدير ص ۲۸۶ ر ج ۱ ر باب صفة الصلاة مطبوعه مصر)

صحیح نہیں جانتے۔ اکثر لوگ دوسری زبان سے بالکل ہی ناواقف ہیں، خاص طور پر عربی اور اردو زبان سے بالکل نابلد ہیں لہٰذا احکامِ اسلام سیکھنے کے مشتاق ہونے کے باوجود سیکھ نہیں سکتے۔ اس لئے ان لوگوں کی خواہش ہے کہ احکام وارکانِ اسلام اور تمام ضروری مسائل اُڑیہ زبان میں شائع کرائیں اور اس سے فائدہ اُٹھائیں۔ لہٰذا کیا اس مجبوری کی صورت میں مندرجہ ذیل مسائل واحکامات اُڑیہ زبان میں سیکھ سکتے ہیں؟

(۱) کیا کلام اللہ کی چھوٹی چھوٹی سورتیں جو نماز کیلئے ضروری ہیں اسکو اُڑیہ زبان میں لکھ سکتے ہیں؟

(۲) کیا کلام اللہ کی اسلام اور ارکانِ اسلام کی فضیلت والی آیتیں اور دعائیں بھی لکھ سکتے ہیں؟

(۳) کیا احادیث نبویہ ﷺ جو فضائل واحکام سے متعلق ہیں، نیز دوسری دعائیں ان کو بھی لکھ سکتے ہیں؟

(۴) کیا اس مجبوری کے تحت کلام اللہ کی تفسیر وترجمہ اس متعلقہ زبان میں کر سکتے ہیں؟ براہ کرم مندرجۂ بالا سوالات کے جوابات مع دلائل وحوالۂ کتب وضاحت کے ساتھ بیان فرما کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔ فقط

الجواب حامداً ومصلیاً

قرآن کریم اور احادیث کی دعائیں اصل عربی رسم الخط میں لکھ کر ان کا ترجمہ اور تفسیر اور تشریح اپنی زبان اُڑیہ میں کر سکتے ہیں۔ فتح القدیر[۱] اور دیگر کتب فقہ میں یہ مسئلہ مذکور ہے۔ محض اُڑیہ یا کسی اور زبان میں (عربی کے علاوہ) قرآن پاک کو لکھنا بالاجماع ناجائز ہے۔

---

[۱] فی الکافی ان اعتاد القرأۃ بالفارسیۃ او ارادان یکتب مصحفابھایمنع وان فعل فی آیۃ او آیتین لافان کتب القرآن وتفسیر کل حرف وترجمتہ جاز (فتح القدیر ص ۲۰۱/ج ۱/ ومطبوعہ دارالفکر بیروت ص ۲۸۶/ج ۱/ باب صفۃ الصلاۃ شامی کراچی ص ۴۸۶/ج ۱/ مطلب فی بیان المتواتر والشاذ)

کذافی الاتقان[۱] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ ۸۹/۴/۲۴ھ

غیر عربی میں قرآن لکھنا

ایک مقامی نیم عالم صاحب نے قرآن حکیم کو بنگلہ خط میں اور ترجمہ میں لکھا ہے۔ جس کے شروع میں کہتے ہیں ''کہ یہ حروف بنگالیوں کے لیے ہیں'' لفظ بنگالی کی تشریح نہیں کی آیا بنگالی مسلمانوں کے لئے ہے یا اور کسی کے لئے ہے یہ تو سرخی ہوئی دوسرے صفحہ پر انھوں نے لفظ اللہ کو ﻼ شکل میں لکھا ہے۔ لوگوں نے دریافت کیا تو جواب دیا گیا کہ یہ ہماری چیز تھی جو ہندوؤں نے لے لی۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ۔

(۱) بنگلہ خط میں قرآن حکیم لکھنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

قال اشهب ؒ سئل مالک هل يكتب المصحف علىٰ مااحدثه الناس من الهجاء فقال لاالاعلىٰ الكتبة الاولىٰ رواه الدانى فى المقنع ثم قال ولامخالف له من علماء الامة وقال الامام احمديحرم مخالفة خط مصحف عثمان ؓ فى واو اوياء اوالف اوغيرذلک. وقال البيهقى فى شعب الايمان من يكتب مصحفاً فينبغى ان يحافظ علىٰ الهجاء الذى كتبوابه تلک المصاحف ولايخالفهم فيه ولايغيرمماكتبوه شيأً فانهم كانوااكثرعلماواصدق قلباولساناواعظم امانة منافلاينبغى ان نظن بانفسنااستدراكاً عليهم . اتقان[۲] النوع السادس و السبعون.

---

[۱] الاتقان فى علوم القرآن ص ۱۴۶ /ج ۴/ومطبوعه دارالفكر بيروت ص۱۶۷ /ج ۲/النوع السادس والسبعون فى مرسوم الخط.

[۲] اتقان علوم القرآن ص ۱۴۶ /ج ۴/مطبوعه دارالتراث القاهره،النوع السادس والسبعون فى مرسوم الخط.

وصرح بتحريم كتابته بالعجمية في الفتاوىٰ الكبرىٰ ص ۳۸/ج ۱[۱] قال بعض ائمة القراء ة ونسبته الىٰ مالک لانه المسئول عن المسئله وا لافهومذهب الائمة الاربعة وقال ابوعمروولامخالف له في ذلک من علماء الامة وقال بعضهم والذى ذهب اليه مالک هوالحق اذفيه بقاء الحالة الاولىٰ الىٰ ان يتعلمهاالأخرون وفى خلافهاتجهيل اٰخرالامة اولهم واذاوقع الاجماع كماترىٰ على منع مااحدث الناس اليوم من مثل كتابة الربوٰبالالف مع انه موافق للفظ الهجاء فمنع ماليس من جنس الهجاء اولىٰ وزعم انه كتابته بالعجمية فيهاسهولة للتعليم كذب مخالف للواقع والمشاهدة فلايلتفت لذٰلک علىٰ انه لوسلم صدقه لم يكن مبيحالاخراج الفاظ القرآن عماكتبت عليه واجمع عليه السلف والخلف ا ھ،المسئلة مذكورة فى اٰكام النفائس ايضاًص ۲۴[۲]/

عبارت منقولہ بالا سے معلوم ہوا کہ مصحف عثمانی کے رسم خط کی رعایت ومتابعت لازم وضروری ہے اوراس کے خلاف لکھنا اگرچہ وہ عربی رسم خط میں ہی کیوں نہ ہونا جائز اورحرام ہے اوراس مسئلہ پرائمہ اربعہ کا اتفاق ہے بلکہ علماء امت میں سے کسی کا اختلاف نہیں تو یہ اجماعی مسئلہ ہوا پھر غیرعربی بنگلہ وغیرہ رسم خط میں لکھنا کیسے جائز ہوسکتا ہے۔اس میں تو جواز کا کوئی احتمال ہی نہیں لہٰذا صورت مسئولہ بالاجماع ناجائز ہے۔بعض حروف عربی کے ساتھ مخصوص ہیں۔جیسے طاء، حا،ض، ظ، وغیرہ یہ حروف دوسری زبان میں استعمال ہی نہیں ہوتے ان کے لئے ان زبانوں میں نہ صوت ہے نہ شکل وصورت ہے تولامحالہ ان کی جگہ دوسرے حروف لکھے جائیں گے جوکہ بنگلہ میں مستعمل ہیں اوریہ عمداً تحریف وتغییر ہے جوکہ حرام ہے

---

[۱] وسئل نفع الله بعلومه هل تحرم كتابة القرآن بالعجمية كقراء ته فاجاب بقول قضية مافى المجموع عن الاصحاب التحريم الخ الفتاوٰى الكبرىٰ ص ۵۹/ج ۱/باب النجاسة،مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

[۲] اٰكام النفائس فى اداء الاذكاربلسان الفارس ص ۱۲۹/.

البتہ اگر متن قرآن کریم تو عربی اصل رسم خط میں ہو اور اس کا ترجمہ وتفسیر بنگلہ زبان میں تو شرعاً مضائقہ نہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ، دارالعلوم دیوبند

لفظ اللہ کی مخصوص صورت

سوال:- لفظ اللہ کو اس صورت میں لکھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ بھی ناجائز ہے، کما مر[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

قرآن شریف غیر عربی میں لکھنا

سوال:- روشن چراغ قرآن پاک مولانا فتح محمد خاں جالندھری کا جو اردو ترجمہ والا ہے اس میں ترجمہ اردو ہی اردو میں لکھا ہے پارے سورہ رکوع اور آیت نمبر کا حوالہ ضرور لکھا ہوا ہے۔ لیکن عربی کا لفظ تک نہیں ہے کیا مندرجہ بالا قرآن پاک گاڑ دینے کے قابل ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

قرآن کریم عربی زبان میں نازل ہوا اس کا ترجمہ وتفسیر ہر زبان میں درست ہے مگر اصل متن عربی کا محفوظ رکھنا اور چھاپنا ضروری ہے[2] پارہ سورت رکوع آیت کے نمبر لگا دینے

---

[1] فهو ظاهر او صريح في تحريم كتابتها بالعجمية، الفتاوى الكبرىٰ الفقهية ص ۵۹، ۶۰/ ۱، كتاب الطهارة، باب النجاسة، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

يحرم مخالفة خط مصحف عثمان في واو اوياء اوالف اوغير ذٰلك، (اتقان ص ۱۶۶/ ۲، النوع السادس والسبعون في مرسوم الخط وآداب كتابته، مطبوعه سهيل اكيڈمی لاهور.

[2] ان اعتادالقرآءة بالفارسية اوارادان يكتب مصحفاً بهايمنع الى قوله فان كتب القرآن وتفسير كل حرف وترجمته جازالخ شامی ص ۱۸۷/ ج ۲/ باب صفة الصلاة (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ کیجئے)

سے جب کہ اصل عربی ساتھ نہ ہو یہ گمان ہوسکتا ہے کہ اسی ترجمہ کو قرآن شریف سمجھ لیا جائے یہ قوی احتمال ہے، یہ بھی ممکن ہے کہ نماز میں اسی ترجمہ کے پڑھنے پر کفایت کی جانے لگے وغیرہ وغیرہ امور کی وجہ سے ائمہ اربعہ کے نزدیک یہ صورت جائز نہیں الاتقان[1] میں تصریح موجود ہے۔ ایسے ترجمہ کو قبر بنا کر کپڑے میں دفن کر دیا جائے۔[2] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ، دارالعلوم دیوبند ۱۵/۸/۹۴ھ

قرآن کریم اردو میں لکھنا

سوال: - اخبار آزاد ہند ۲۴/جون میں آپکا فتویٰ روشن چراغ کے متعلق شائع ہوا جس میں آپ نے جو فتویٰ دیا ہے اس کا خلاصہ بندہ اس طرح درج کر رہا ہے۔ روشن چراغ کے مترجم محمد خاں جالندھری نے جو کتاب لکھی ہے وہ عربی مع اردو ہے۔ مگر فی الحال بازاری روشن چراغ میں عربی کا پتہ نہیں ہے اور کاتب وشائع کنندہ یا کمپنی یا چھاپہ خانہ کا پتہ بھی نہیں دوسری بات یہ ہے کہ آپ نے پھر اپنا فتویٰ اس کے متعلق بھی دیا ہے۔ کہ کلام پاک چونکہ عربی زبان میں اللہ نے اپنے شان حکمت سے نازل کیا ہے اس کو صرف اردو رکھنے سے اس کے تحریف اور لفظوں ومعنی میں الٹ پھیر ہونے کا ڈر ہے۔ لہذا اس کے پڑھنے کی بھی ممانعت ہے۔ بندہ ناچیز نے بھی ایک کتاب روشن چراغ کاتب محمد خاں جالندھری کی دیکھی ہے اس

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) مطلب فی بیان المتواتر بالشاذ مطبوعہ کراچی ص ۲۸۶/ج ۱/ فتح القدیر ص ۲۸۶/ج ۱/ باب صفة الصلاة مطبوعه دارالفکر بیروت.

[1] قال اشهبؒ سئل مالک هل یکتب المصحف علی ما احدثه الناس من الهجاء فقال لا الا علی الکتبته الاولی رواه الدانی فی المقنع ثم قال ولا مخالف له عن علماء الامة وقال الامام احمد یحرم مخالفة خط مصحف عثمان فی واو اویاء او الف اوغیرذلک الخ الاتقان ص ۱۴۶/ ج ۴/ ومطبوعه دارالفکر ص ۱۶۷/ج ۲/النوع السادس والسبعون فی مرسوم الخط.

[2] المصحف اذا صار خلقاً لایقرأ منه ویخالف ان یضیع یجعل فی خرقة طاهرة ویدفن ودفنه اولی من وضعه الخ (الهندیة ص ۳۲۳/ج ۵/الباب الخامس فی آداب القرآن الخ)

میں کتاب کا نام اور پریس کا نام تاج کمپنی لمیٹیڈ لاہور کراچی لکھا ہے بندہ اس فتویٰ کو سن کر کافی پریشان وسرگرداں ہے۔

(۲) مجھ ناچیز کے ذہن میں یہ باتیں گردش کرتی ہیں کہ شاید جو کتاب آپ نے دیکھی ہے وہ کسی صاحب نقال نے محمد خاں جالندھری کے روشن چراغ کی نقل کرلی ہوگی اور کاتب اور کمپنی کا نام لکھا ہو اور بطور بازاری کر کے اپنی دنیاوی روزی حاصل کرنے کا سہارا ڈھونڈھ لیا ہے میرا خیال ہے کہ اگر یہ چور بازاری کی نقل نہ ہو اور صرف اردو داں قرآن پاک یعنی اللہ کے ارشاد کو سمجھ سکے تو اس میں کونسی غلطی ہوگی یہ تو کوئی کفر کی بات نہیں ہے اگر ہے تو کوئی شرعی فیصلہ قرآن وحدیث کے حوالے سے ناچیز بندہ کو آگاہ کریں اور ہمیں شکریہ کا موقع دیں۔ چونکہ میں کوئی خاص علم یافتہ نہیں ہوں اس لئے آپ ان سنجیدہ مسائل کو حل کردیں تاکہ دل پریشان نہ ہو دینی مذہبی معلومات حاصل کرسکوں۔ فقط

الجواب حامداً ومصلیاً

قرآن کریم عربی میں نازل ہوا اس کو عربی میں دوسروں تک پہنچایا گیا عربی میں لکھا گیا عربی کو برقرار رکھ کر اس کا ترجمہ اور اس کی تفسیر ہر زبان میں لکھنا اور چھاپنا اور بیان کرنا درست ہے[1]۔ عربی کو ختم کر کے محض آیت کسی بھی زبان میں لکھنا اور چھاپنا جائز نہیں اسی طرح عربی الفاظ کو کسی اور رسم الخط ہندی انگریزی بنگلہ وغیرہ میں چھاپنا بھی جائز نہیں اس پر اتفاق و اجماع ہے جیسا کہ الاتقان[2] میں مذکور ہے محض ترجمہ (بغیر اصل عربی عبارت کے) شائع کرنے

---

[1] ان اعتادالقرأة بالفارسية او اراد ان يكتب مصحفابها يمنع الى قوله فان كتب القرآن وتفسير كل حرف وترجمته جازالخ (فتح القدیر ص۲۸۶ ر ج ۱ ر باب صفۃ الصلاۃ، مطبوعہ دارالفکر بیروت شامی کراچی ص ۱۸۷ ر ج ۱ ر باب صفۃ الصلاۃ مطلب فی بیان المتواتر)

[2] قال اشهب سئل مالک هل يكتب المصحف على مااحدثه الناس من الهجاء فقال لاالاعلى الكتبة الاولى رواه الدانى فى المقنع ثم قال ولامخالف له من علماء الامة الى قوله وقال الامام يحرم مخالفة خط مصحف عثمان فى واو اوياء اوالف اوغير ذلك. الاتقان فى علوم القرآن ص ۱۶۷ ر ج ۲ ر النوع السادس والسبعون فى مرسوم الخط الخ مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور۔

میں خرابی یہ ہے کہ لوگ صرف ترجمہ پڑھا کریں گے اور عربی میں قرآن کریم سے محروم رہ جائیں گے۔ پھر اس عربی کا چھپنا بھی رفتہ رفتہ بند ہوجائے گا عربی ساتھ نہ ہونے کی وجہ سے یہ بھی معلوم نہیں ہوگا کہ ترجمہ کس قدر صحیح ہے اور کس قدر غلط ہے اور قرآن پاک کا معاذ اللہ وہ حال ہوجائے گا جو کہ آج توریت اور انجیل کا حال ہے کہ اصل کا چھپنا ختم ہے ترجمہ ہی ترجمہ سب جگہ پھیل رہا ہے اور اس میں بھی ہمیشہ ترمیم وتحریف ہوتی رہتی ہے اور جس کا جو دل چاہتا ہے چھاپ دیتا ہے کوئی تمیز نہیں کہ کونسا ترجمہ صحیح ہے کونسا غلط ہے۔ غیر مسلم بھی قرآن پاک کا ترجمہ کرتے ہیں اور اپنے مطلب کی باتیں قرآن پاک کے نام پر شائع کرتے ہیں عوام ان پڑھ ان کے پھندے میں آجاتے ہیں مگر اصل عربی متن کے پڑھنے پڑھانے یاد کرنے سنانے کا رواج ہے اس لئے اہل علم بتلا دیتے ہیں کہ فلاں ترجمہ غلط ہے اگر خدانخواستہ عربی متن کا رواج نہ رہے اور سب کے پاس ترجمہ ہی ترجمہ ہوتو پتہ چلنا دشوار ہوجائے گا اور جب مسلمانوں کے پاس انکے مذہب کی سب سے اعلیٰ کتاب موجود نہ رہے گی تو ان کا اصل دین بھی کہاں رہیگا یہ سب خرابیاں ہیں جن کی وجہ سے بغیر عربی کے محض ترجمہ کو ناجائز اور ممنوع قرار دیا گیا۔ **فی الفتح عن الکافی ان اعتاد القرأۃ بالفارسیۃ اواراد ان یکتب مصحفا بھایمنع وان فعل فی آیۃ او آیتین فان کتب القرآن وتفسیر کل حرف وترجمتہٗ جاز** شامی ص۴۵۳ ج۱ [1] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

قرآن کریم ہندی میں لکھنا

سوال:- ہندی میں جو قرآن مجید جماعت اسلامی ہند نے شائع کیا ہے اس کو

---

[1] **شامی زکریا ص۱۸۷/ج۲/مطبوعہ کراچی ص۴۸۶/ج۱/باب صفۃ الصلاۃ مطلب فی بیان المتواتر بالشاذ الفتاویٰ التاتارخانیہ ص۴۸۵/ج۱/ کتاب الصلاۃ، نوع آخر فی القراءۃ بالفارسیۃ، مطبوعہ ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیۃ کراچی.**

پڑھتے ہیں اور سمجھتے ہیں اور عربی رسم الخط عربی قرآن جو ہے اس کو تلاوت کرتے ہیں تو ان میں افضل کون ہے۔ عربی رسم الخط یا ہندی، کس کی تلاوت کا ثواب زیادہ ملے گا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

الفاظِ قرآن کو عربی رسم الخط میں لکھنا ضروری ہے، ہندی یا کسی اور رسم الخط میں لکھنے کی اجازت نہیں۔ اتقان میں اس پر ائمہ اربعہ کا اتفاق[۱] نقل کیا ہے۔ ہندی رسم الخط میں لکھنے سے عبارت مسخ ہوجائیگی ح، ذ، ز، ض، ظ میں نمایاں فرق نہیں رہے گا۔ سب کی صورت یکساں ہوگی۔ اصل مخارج وصفات سے ان کو ادا نہیں کیا جائیگا۔ استعلاء، اطباق، استطالت سب کچھ ضائع کردیں گے۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند ۲۴/۴/۹۰ھ

کتب سماویہ کی زبان

سوال:- توراۃ، زبور، انجیل، صحف ابراہیم وموسیٰ کس زبان میں تھیں۔ عربی یا سریانی؟ سوائے تاریخ کے قرآن وحدیث سے ان کتابوں کی زبان کی تحقیق ہوسکتی ہے یا نہیں۔ اگر ہوسکتی ہے تو تحریر فرمایئے اور اگر صرف تاریخ ہی سے پتہ چلتا ہے تو بحوالۂ کتب تحریر فرمایئے۔ جو حضرت عیسیٰ وموسیٰ وحضرت داؤد پر نازل ہوئی تھیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

نزول ہر کتاب کا عربی زبان میں ہوا پھر ہر رسول نے اس کتاب کا اپنی قوم کی زبان میں ترجمہ کیا اور اس کو سمجھایا۔ قیامت کو سب کی زبان سریانی ہوگی۔ پھر لوگ جنت میں داخل

---

[۱] قال اشہبؒ سئل مالک ھل یکتب المصحف علی مااحدثه الناس من الهجاء فقال لاالاعلی الكتبة الاولی رواه الدانی فی المقنع ثم قال ولامخالف له عن علماء الامة وقال الامام احمد يحرم مخالفة خط مصحف عثمان فی واو اویاء او الف اوغیرذلک الخ الاتقان ص۱۶۷/ج۲ النوع السادس والسبعون فی مرسوم الخط و آداب كتابته. مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور۔

ہوں گے ان کی زبان عربی ہو جائیگی۔ سفیان ثوری سے ابن ابی حاتم نے اس کو روایت کیا ہے کذا فی تفسیر ابن کثیر[۱] ص ۳۴۷/ ج ۳/۔ شیخ عبدالوہاب شعرانی نے الیواقیت والجواہر[۲] ص ۹۴/ ج ۱/ میں لکھا ہے کہ قرآن، توراۃ، انجیل، سب کلام اللہ ہیں۔ اول عربی میں ثانی عبرانی میں، ثالث سریانی میں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ، دارالعلوم دیوبند

پارۂ عم کی طباعت خلافِ ترتیب

سوال:- ہندوستان میں پارۂ عم (تیسواں پارہ) جو قرآن سے الگ طبع کرایا جاتا ہے وہ قرآن پاک کی ترتیب کے خلاف طبع ہوتا ہے اس کی کیا وجہ ہے اور یہ طریقۂ عمل کب سے جاری ہوا اور کس نے جاری کیا۔ کیا قرآن پاک کی طباعت مصحف عثمانی کی ترتیب کے خلاف کی جاسکتی ہے! اگر ایسا کرنا جائز نہیں ہے تو پارۂ عم کی ترتیب مصحف عثمانی کی ترتیب کے خلاف کیوں عملاً جائز قرار دی جاتی ہے! یہ فرما کر مطمئن نہ فرمائیں کہ بچوں کی آسانی کے لئے ایسا کیا گیا۔ یہ آسانی مصحف عثمانی کی ترتیب کو باقی رکھ کر بھی حاصل ہوسکتی ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

صریح جزئیہ کتب فقہ میں نہیں ملا۔ اولاً یہ عاجز چند عبارات نقل کرتا ہے اس کے بعد جو

---

[۱] وقال سفیان الثوری لم ینزل وحی الا بالعربیة ثم ترجم کل نبی لقومه واللسان یوم القیامة بالسریانیة فمن دخل الجنة تکلم بالعربیة (رواه ابن ابی حاتم تفسیر ابن کثیر ص۳۴۷/ ج۳/) مطبوعه دارالفکر بیروت ص۵۵۵/ ج۳/سورۂ شعراء تحت آیت ۱۹۵ /.

[۲] فان قلت کیف تنوعت الفاظ الکلام الی عربی وسریانی وعبرانی مع انه واحدفی نفسه غیر متجز (فالجواب)صحیح ان الکلام واحدولکن المخلوقون هم الذین یعبرون عنه بلغاتهم المختلفة فهو کذات اللّٰه تعالیٰ یعبرعنهاالعربی باللّٰه تعالیٰ والفارسی بخدای تعالیٰ فان عبرعن کلامه تعالیٰ بالعربیة کان قرآناوبالسریانیة کان انجیلاوبالعبرانیة کان توراة (کتاب الیواقیت والجواهر ص۹۴/ ج۱/مطبوعه مصر)

کچھ اس سے مستفاد ہے صراحۃً یا اشارۃً یا دلالۃً یا لزوماً وہ عرض کرے گا۔

اِنْ کـان صـوابـاً فـمـن اللّٰہ فالحمدللّٰہ علیٰ ذلک و ان کان خطاءً فمنی ومن الشیطان فاستغفر اللّٰہ العلی العظیم والفقهاء براء منه .

ویکره قرأ ة سورة فوق التی قراهاقال ابن مسعودؓ من قرأ القراٰن منکوساً فهو منکوس وماشرع لتعلیم الاطفال الا لیتیسر الحفظ بقصرالسورالخ (مراقی الفلاح[1]) ویکره قرأة سورة وکذاالاٰیة فوق الاٰیة مطلقاً سواء کان فی رکعتین اورکعة واستثنٰی فی الاشباه النافلة فلایکره فیهاذلک واقرعلیه الغزی والحموی ونقله عن ابی الیسر وجزم به فی البحر والدرد وغیرهماقال بعض الفضلاء وفیه تامل لان النکس اذاکره خارج الصلوٰة کمایرشدالیه قوله ماشرع لتعلیم الاطفال الخ لکون الترتیب من واجبات التلاوةففی النافلة اولیٰ وکون باب النفل واسعا لایستلزم العموم بل فی بعض الاحکام اه (طحطاوی[2] ص۱۹۳/)یجب الترتیب فی سورالقراٰن فلوقرأ منکوساً اثم اھ شامی[3] ص۳۰۷/ج۱/وجاز تحلیة المصحف وتعشیره ونقطه ای اظهاراعرابه وبه یحصل الرفق جداً خصوصاً للعجم فیستحسن وعلیٰ هٰذا لاباس بکتابة اسامی سوروعدالآی وعلامات الوقف ونحوها فهی بدعة حسنة درروقنیة اھ[4] قوله وتعشیره هوجعل العواشرفی المصحف وهوکتابة العلامة عندمنتهٰی عشر اٰیات عنایة[5] ص۱۳۰/ج۸/.قوله ای اظهاراعرابه تفسیرللنقط قال فی القاموس نقط الحرف اعجمه ومعلوم ان الاعجام لایظهربه الاعراب انمایظهربالشکل فکانهم

[1] مراقی الفلاح ص۵۳/کتاب الصلاة،فصل فی المکروهات.
[2] طحطاوی علی المراقی ص۲۸۶/(مطبوعه مصری)کتاب الصلاة ،فصل فی المکروهات.
[3] شامی زکریا ص۱۴۸/ج۲/باب صفة الصلاة،مطلب کل صلاة ادیت مع کراهة التحریم الخ.
[4] الدرالمختارعلی الشامی زکریاص۵۵۴/ج۹/کتاب الحظر والاباحة،فصل فی البیع.
[5] عنایة علی هامش فتح القدیرص۶۲/ج۱۰/کتاب الکراهیة،مسائل متفرقة،مطبوعه دارالفکر بیروت.

ارادوامایعمہ أفادہ. قولہ وبہ یحصل الرفق الخ اشارالیٰ ان ماروی عن ابن مسعود جردوالقراٰن کان فی زمنھم وکم من شیء یختلف باختلاف الزمان والمکان کمابسطہ الزیلعی وغیرہ قولہ وعلیٰ ھٰذاای علیٰ اعتبارحصول الرفق قولہٗ ونحوھا کالسجدۃ ورموزالتجوید اھ ویکرہ تصغیرمصحف وکتابتہ بقلم دقیق ای تصغیر حجمہ وینبغی ان یکتبہ باحسن خط وابینہ علیٰ احسن ورق. وابیضہ بافخم قلم وابرق مدادویفرج السطورویفخم الحروف ویضخم المصحف اھ قنیہ ص ۱۵۶/.

درمختاروشامی[۱] ص ۲۴۷ ج۵ (وتعشیر المصحف ونقطہ) لان القرأۃ والآئ توقیفیۃ لیس للرأی فیھامدخل فبالتعشیر حفظ الأی بالنقط حفظ الاعراب فکانا حسنین و لان العجمی الذی لا یحفظ القراٰن لایقدرعلیٰ القرأۃ الابالنقط فکان حسناً وماروی عن ابن مسعودؓ انہ قال جردوالقراٰن فذٰک فی زمنھم لانھم کانوا ینقلونہ عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم کماانزل وکانت القرأۃ سھلۃ علیھم وکانوایرون النقط مخلابحفظ الاعراب والتعشیربحفظ الأئ ولاکذلک العجمی فی زماننافیستحسن لعجزالعجمی عن التعلم الابہ وعلیٰ ھٰذا لابأس بکتابۃ اسامی السوروعدالأئ فھو وان کان محدثا فمستحسن وکم من شئ یختلف باختلاف الزمان والمکان اھ زیلعی[۲] شرح کنزص ۳۰/ج۶/قال فی شرح الطحاوی لابی بکرالرازی فی کتاب الکراھۃ وکان الشیخ ابوالحسن یقول لایکرہ مایکتب فی تراجم السورحسب ماجرت بہ العادۃ لان فی ذٰلک ابانۃ عن معنی السورۃ وھوبمنزلۃ کتابۃ التسمیۃ فی اوائلھاللفصل اھ حاشیۃ الشلبی[۳] عن الزیلعی ص ۳۰/ج۶/.

عبارات منقولہ سے چند امور مستفاد ہوئے۔ قرآن کریم کی موجودہ ترتیب واجب ہے۔

---

[۱] الدرالمختارمع الشامی زکریاص ۵۵۴، ۵۵۵/ج۹/کتاب الحظروالاباحۃ، فصل فی البیع.

[۲] زیلعی ص ۳۰/ج۶/کتاب الکراھیۃ، فصل فی البیع، مطبوعہ امدادیہ ملتان.

[۳] شلبی علی ھامش زیلعی ص ۳۰ ج۶/کتاب الکراھیۃ، فصل فی البیع، مطبوعہ امدادیہ ملتان.

اس کے خلاف پڑھنا گناہ ہے۔ سورتوں اور آیتوں کی موجودہ ترتیب کے خلاف نماز میں پڑھنا مکروہ ہے۔

فقہاء کی بڑی جماعت نے نوافل میں خلاف ترتیب قرأت کو کراہت سے مستثنیٰ کیا ہے۔ نہج کتابت میں چند تغیرات ہوئے۔ اعراب، نقطے، سورتوں کے نام۔ سورتوں کے مکی ومدنی ہونے کی تعیین، تعداد آیات، ہر دس آیت پر علامت، علامت وقف، سجدۂ تلاوت، رموز تجوید۔

بعض چیزیں ایسی بھی ہیں کہ فقہاء نے ان کو مکروہ لکھا ہے۔ مثلاً باریک قلم سے قرآن پاک لکھنا حجم کو چھوٹا کرنا۔ بلکہ فقہاء کی تاکید ہے کہ موٹے قلم سے بڑے بڑے حرفوں۔ کشادہ کشادہ سطور لکھ کر حجم بڑا کیا جائے۔ مگر یہ چیزیں بلانکیر شائع ہیں۔ ہند میں بھی اور بیرون ہند میں بھی۔ چنانچہ نہایت خوشنما باریک حرفوں میں لکھے ہوئے جیبی بلکہ اس سے بھی چھوٹے چھوٹے قرآن شریف مطابع سے چھپ کر آرہے ہیں۔ بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ پہلے چھوٹے حرفوں میں خلاف احترام تھا اس سے تحفظ کے لئے فقہاء نے تاکید کی تھی اور اب یہ چیزیں نہیں۔ پس علت کراہت باقی نہیں رہی۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا ارشاد ہے کہ جردوا القران[1] لیکن نہج کتابت کے جو تغیرات منقول ہوئے۔ ان سب کی فقہاء نے اجازت دی ہے بلکہ مستحسن لکھا ہے اس لئے کہ پہلے ان کی ضرورت نہیں تھی بلکہ یہ مخل حفظ تھے پھر ان کی حاجت پیش آئی اور یہ معین حفظ قرار پائے۔

ترتیب واجب ہونے کے باوجود بچوں کی سہولت کی خاطر خلاف ترتیب تعلیم دینا درست ہے[2] یہ امر ظاہر ہے کہ یہ نقوش منزل من اللہ نہیں البتہ منزل من اللہ پر دال ہیں یہ

---

[1] شامی نعمانیہ ص ۲۴۷ / ج ۵ / کتاب الحظر والاباحة، فصل فی البیع، رواہ منصف بن شیبہ ص ۵۵۰ / ج ۱۰ /.

[2] امام نوویؒ کا ایک رسالہ مستقل آداب تلاوت میں ہے اس میں وہ تحریر فرماتے ہیں: (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ کیجئے)

بھی مسلم ہے کہ موجودہ ترتیب اور ہے اور نزولی ترتیب اور۔ نزول کے وقت جس طرز پر کتابت کرائی گئی تھی اب کلی طور پر وہ طرز باقی نہیں لیکن الفاظ وہی ہیں ان میں سر مو فرق نہیں اور انا نحن نزلنا الذکر و انا له لحافظون[۱] کا وعدہ بالکل صادق ہے۔

جب الفاظ کو خلاف ترتیب سہولت کی خاطر تعلیم دینا حسب تصریح فقہاء درست ہے حالانکہ الفاظ منزل من اللہ ہیں اور موجودہ دور میں تعلیم اطفال گویا کہ موقوف ہے نقوش کی شناخت پر تو جو نقوش خود منزل من اللہ نہیں بلکہ منزل من اللہ پر دال ہیں تو ان کا اس سہولت اور توقف کی خاطر پارۂ عم کو مروجہ طریقہ پر طبع کرنا بھی بظاہر درست ہوگا۔ البتہ اس کا اہتمام ضروری ہے کہ بچے یہ نہ سمجھ بیٹھیں کہ اصلی ترتیب یہی ہے۔ بلکہ ذہن نشین کرا دیا جائے کہ تم کو خلاف ترتیب پڑھایا جا رہا ہے۔ اصلی ترتیب وہ ہے جو قرآن پاک میں ہے پارۂ عم کے بعد حاجت باقی نہیں رہتی۔ بلکہ عامۃً اتنی شناخت ہو جاتی ہے کہ بسہولت شروع سے پڑھتے چلتے جاتے ہیں۔

بایں ہمہ ترتیب کے ساتھ پڑھانا اور طبع کرانا اصل کے مطابق ہے[۲]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ مدرسہ جامع العلوم کانپور

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) واما قرأة السورة من آخرها الى اولها فممنوع منعامتأكدًا (الى قوله) واما تعليم الصبيان من آخر المصحف الى اوله فحسن ليس هذا من هذاالباب فان ذلك قرأة متفاضلة فى ايام متعددة مع مافيه من تسهيل الحفظ عليهم والله اعلم (التبيان فى آداب حملة القرآن ص ۵۴/تا۵۵/)

[۱] سورۂ حجر آیت ۹/۔ **ترجمہ:** ہم نے قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔

[۲] الاولىٰ ان يقرأ على ترتيب المصحف قال فى شرح المهذب لان ترتيبه لحكمة فلا يتركها الافيما ورد فيه الشرع كصلاة صبح يوم الجمعة بالم تنزيل وهل اتى ونظائره فلو فرق السور اوعكسها جاز وترك الافضل، الاتقان ص ۳۰۶/ج ۱/، ۱۱۱/ج ۱/النوع الخامس والثلاثون فى آداب تلاوته، مطبوعه دار الفكر بيروت.

حرکات ونقاط قرآن میں کب سے ہیں

سوال: – قرآن کریم میں زیر، زبر، پیش اور نقطے عہد رسالت اور خلفاء راشدین کے زمانہ میں تھے یا نہیں؟ اگر نہیں تھے تو اب اس میں یہ نقطے اور اعراب لگانا بدعت ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

قرون مشہود لہا بالخیر میں حفاظت قرآن پاک کے لئے یہ سب کچھ کر دیا گیا۔ تاکہ لوگ غلط نہ پڑھیں اور تحریف نہ ہو جائے۔ یہ بدعت نہیں۔ بدعت کہتے ہیں احداث فی الدین کو اور یہ تمام دین کی حفاظت کے لئے کیا گیا ہے[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

قرآنِ پاک میں اعراب اور کتبِ حدیث وفقہ کی تدوین

سوال: – رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں نہ کلام اللہ اس طرح من اولہ الیٰ آخرہ اوراق میں لکھا ہوا تھا۔ نہ اس زمانہ میں زبر، زیر، جزم اور تشدید ایجاد ہوئے تھے، نہ کتب احادیث یوں تصنیف ہوئیں نہ تدوین کتب فقہ، اصولِ فقہ اور تفسیر کا دستور تھا۔ یہ عبارت سوانح قاسمی ص ۲۵ جلد دوم کی ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

سوانحِ قاسمی تو میرے پاس نہیں ہے لیکن واقعہ یہ صحیح ہے اس پر آپ کو کیا دریافت کرنا

---

[1] عن الاوزاعی قال سمعت قتادة یقول بدؤوا فنقطوا ثم خمسوا ثم عشروا قال ابوعمرو وهذا يدل على ان الصحابة واكابر التابعين رضوان الله عليهم هم المتبدئون بالنقط ورسم الخموس والعشور لان حكاية قتادة لاتكون الاعنهم اذهو من التابعين وقوله بدؤوا الى آخره دليل ان ذلك كان عن اتفاق من جماعتهم ومااتفقوا عليه او اكثرهم فلاشكوك فى صحته ولاحرج فى استعماله (المحكم فى نقط المصاحف ص ۲/ تا ۳/) قال النووى نقط المصحف وشكله مستحب لانه صيانة له من اللحن والتحريف (الاتقان ص ۱۷۱/ ج ۲/ النوع السادس والسبعون فى مرسوم الخط مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور)

مقصود ہے؟ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ

الجواب صحیح بندہ محمد نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۵/۹/۸۵ھ

جمعِ قرآن، تراویح وغیرہ کا حکم

سوال:- فجر کی اذان میں جو الصلوٰۃ خیر من النوم پڑھتے ہیں، اور جو تراویح پڑھتے ہیں، یہ بھی حضرت عمرؓ کی ایجاد ہے اور یہ بھی بدعت ہے اور کلام اللہ شریف حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ میں ایک جگہ جمع کیا گیا یہ بھی بدعت ہے۔ زید کا ایسا کہنا درست ہے۔ یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیا

''الصلوٰۃ خیر من النوم'' اذان فجر میں کہنا حدیث سے ثابت ہے[۱] یہ بدعت نہیں حدیث شریف میں حضور اکرم ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما دونوں کا نام لیکر صاف صاف ان کے اتباع واقتداء کا حکم فرمایا ہے[۲] پس جو جو دین کے کام ان حضرات سے ثابت ہوں وہ بدعت نہیں قرآن پاک کو ایک جگہ جمع کرنا بدعت نہیں۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱/۸/۸۷ھ

الجوب صحیح بندہ محمد نظام الدین دارالعلوم دیوبند

---

[۱] (ترمذی شریف ص ۲۸/ ج ۱/ باب ماجاء فی التثویب فی الفجر مکتبہ بلال دیوبند، مشکوٰۃ شریف ص ۶۳/ باب الاذان، الفصل الثانی یاسر ندیم دیوبند)

[۲] عن حذیفة قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم انی لاادری مابقائی فیکم فاقتدوا بالذین من بعدی ابی بکرؓ وعمرؓ، مشکوة شریف ص ۵۶۰/ باب مناقب ابی بکرؓ وعمرؓ، الفصل الثانی، یاسر ندیم دیوبند ترمذی شریف ص ۲۰۷/ ج ۲/ مناقب ابی بکرؓ الصدیق رضی اللّٰه تعالیٰ عنه مکتبه بلال دیوبند.

قرآنِ کریم کی سند

سوال: – قرآن کریم کے لئے صرف تواتر طبقاتی ہے یا تواتر اسنادی ہے؟ اگر تواتر اسنادی ہے تو سند کیا ہے؟ بطریقِ عن عن یا کسی اور طریقے سے ہے؟ فقط

الجواب حامداً ومصلیاً

تواتر طبقاتی تو ظاہر ہے۔ اسی کی وجہ سے ہر شخص نے اپنی سند کو عن عن سے پہونچانے کی کوشش نہیں کی نہ ضرورت سمجھی۔ حضرت مرداس اسلمیؓ مستقلاً تدریسِ قرآنِ کریم فرمایا کرتے تھے۔ حضرت ابوالدرداءؓ کے درس میں ایک وقت میں سولہ سو طلبہ تھے[1] اور بعض حضرات نے اپنی عمر تدریسِ قرآن کریم میں صرف کردی۔ کیونکہ ارشاد نبوی ﷺ ہے خیرُکُمْ من تعلَّمَ القُرْاٰنَ وَعَلَّمہٗ[2] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ، دارالعلوم دیوبند۔ ۱۷/۱/۹۵ھ

سورۂ فاتحہ کس پارہ کا جزء ہے؟

سوال: – سورۂ فاتحہ اول پارہ کا جزء ہے یا تیسویں پارہ کا؟ اگر اول پارہ کا جزء ہے تو سورۂ بقرہ کے اول رکوع پر رکوع نمبر ۲/ کیوں نہیں لکھا جاتا، اور اگر تیسویں پارہ کا جزء ہے تو اس کو اول پارہ کے شروع میں لکھنے کی ابتداء کب سے اور کیوں ہوئی۔ بینوا وتوجروا۔

---

[1] سعید بن عبدالعزیز عن مسلم بن مشکم قال لی ابو الدرداء اعدد من فی مجلسنا قال فجاء وا الفا وست مئة ونیفا الخ (سیر اعلام النبلاء ص ۳۴۶/ ج ۲/)

[2] مشکوٰۃ شریف ص ۱۸۳/ کتاب فضائل القرآن ،الفصل الاول یاسر ندیم دیوبند، بخاری شریف ص ۷۵۲/ ج ۲/ باب من تعلم القرآن وعلمہ کتاب فضائل القرآن مکتبہ اشرفی دیوبند.

ترجمہ: تم میں بہتر وہ شخص ہے جو قرآن پاک سیکھے اور اس کو سکھائے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ پاروں کی تعیین احادیث میں مذکور نہیں ہے، بعد کے حضرات نے تعیین فرمائی ہے یہ بھی معلوم نہیں ہوسکا کہ تعیین کرنے والے کون ہیں، اور یہ تعیین کس بنیاد پر ہے، کیونکہ کوئی پارہ چھوٹا ہے کوئی بڑا ہے، کوئی ایسی جگہ سے شروع ہوتا ہے کہ پہلے سے بات چلی آرہی ہے وہ پوری نہیں ہوئی کہ بعد والا پارہ شروع ہوگیا، نہ اس میں ترتیب کی رعایت ہے نہ مضمون کا لحاظ ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۴/۶/۱۴۰۱ھ

سورۂ فاتحہ قرآن مجید کی سورۃ ہے یا نہیں؟

سوال:- سورۂ فاتحہ قرآن مجید کی سورت ہے کہ نہیں؟ اگر ہے تو کونسے پارہ کی سورۃ ہے؟ نیز یہ کہ صرف سورۂ فاتحہ پڑھنے سے نماز میں تو کوئی قصور واقع نہیں ہوتا، نیز شانِ نزول وغیرہ مفصل تحریر فرمائیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

سورۂ فاتحہ (الحمد شریف) بالیقین کتاب اللہ قرآن شریف کی سورۃ ہے۔ مصحف عثانی میں سب سے پہلے سورۂ فاتحہ ہے۔ اس کے بعد سورۂ بقرہ ہے۔ بچوں کی تعلیم میں سہولت کی خاطر پارۂ عم میں خلافِ ترتیب سورتیں لکھی گئی ہیں۔ سورۂ فاتحہ نماز میں (امام ومنفرد کے لئے) پڑھنا واجب ہے اور اس کے ساتھ سورۃ یا تین آیات کی مقدار پڑھنا بھی واجب ہے اور نفسِ قراءت فرض ہے[1] اگر صرف فاتحہ پر کفایت کی تو نفس قراءت کا فریضہ اور سورۂ فاتحہ کا وجوب

---

[1] (قوله ومنها القراءة) اى قراءة آية من القرآن وهى فرض عملى (الى قوله) واما قراءة الفاتحة والسورة اوثلاث آيات فهى واجبة أيضاً كماسياتى (الشامی نعمانیہ ص۳۰۰ رج ۱ رشامی زکریا ص ۱۳۳ ر ج ۲ رباب صفۃ الصلاۃ مبحث القراءۃ الہندیہ ص ۷۱ رج ۱ رالفصل الثانی فی واجبات الصلاۃ طبع کوئٹہ)

تو ادا ہو گیا مگر ضم سورۃ کا وجوب ادا نہیں ہوا۔ اگر بھولے سے واجب ترک ہو جائے تو سجدۂ سہو لازم ہوتا ہے۔ عمداً واجب ترک کرنے سے اعادۂ نماز واجب ہوتا ہے[۱] شانِ نزول اور مزید معلومات لبابُ النقول، الدر المنثور، مفاتیح الغیب، وغیرہ میں ملاحظہ فرمالیں[۲]۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ، دار العلوم دیوبند ۲۳/۲/۹۰ھ

---

[۱] یجب سجدتان بتشهدوتسليم لترک واجب سهوا وان تکررو ان کان ترکه عمداً أثم ووجب اعادة الصلوٰة لجبر نقصها (نور الایضاح ص ۱۳۰/ باب سجود السهو الهندية ص ۱۲۶/ ج ۱/ باب سجود السهو مکتبه کوئٹه)

[۲] الباب الثانی فی فضائل هذه السورة المسئلة الاولی میں شان نزول کا ذکر ہے۔ (تفسیر مفاتیح الغیب ص ۱۴۷/ ج ۱/ ومطبوعہ دار الفکر بیروت ص ۹۱/ ج ۱/)

لباب النقول فی اسباب النزول مولفه جلال الدين عبدالرحمٰن بن ابی بکر السیوطی مطبوعه دار احياء العلوم بیروت میں اس سورۃ کا ذکر ہی نہیں البتہ علامہ سیوطیؒ نے الدر المنثور فی التفسیر بالمأثور کی پہلی جلد میں سو صفحات پر اس کے فضائل وغیرہ تحریر کئے ہیں جس میں شان نزول ص ۲/ و ۳/ پر ہے۔

باب ششم: متفرقاتِ قرآن

قرآن میں سائنس کی بحث

سوال:- ایک شخص کا یہ خیال ہے کہ قرآن پاک کا نزول اس لئے ہوا ہے کہ اخروی سعادت اور نجات حاصل ہو سکے اور خدا کی صحیح معرفت نصیب ہو۔ اسی مقصد کے لئے خدا نے جہاں مناسب سمجھا وہاں تمثیلات بیان کیں اور دلائل آفاقی وانفسی سے کام لیا مگر قرآن سائنس اور مادیت کی تعلیم دینے والی کتاب نہیں۔ کائنات کے بارے میں قرآن نے جو کچھ بیان کیا ہے وہ ضمنی ہے یا تو توحید کے بیان کے لئے یا رسالت وآخرت وغیرہ عقائد اسلامی کے استدلال کے لئے۔ مقصد نزول، کائنات کی ماہیت وغیرہ بیان کرنا نہیں اسی لئے اس کا یہ گمان ہے کہ کائنات کے بارے میں قرآن نے جو کچھ انکشافات کئے ہیں ان میں سے بہت سی چیزیں حقیقت نفس الامریہ ہیں اور بعض چیزیں مسلم قوم ہیں۔ چونکہ قرآن تو عرب قوم کو توحید ورسالت اور آخرت پر مضبوطی کے ساتھ جمانا چاہتا ہے اس لئے کائنات کے بارے میں ان کے جو خیالات تھے اسی کو دلیل کے طور پر بیان کیا گیا اس کا یہ مطلب نہیں تھا کہ حقیقت نفس الامر بھی یہی ہے اگر یہ خیال صحیح تسلیم کرلیا جائے تو اس سے بہت سے اعتراضات سے چھٹکارامل جاتا ہے جو آئے دن سائنس کی جدید تحقیقات کے ذریعہ سے قرآن پر ہوتے رہتے ہیں۔ آپ سے دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا یہ خیال صحیح ہے امید کہ اس کے ہر پہلو پر بڑے غور وفکر سے جواب عنایت فرمائیں گے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

فیض الباری[1] میں بھی اس کے قریب ہے مثلاً اس میں ہے کہ آسمان حرکت کرتا ہوا

[1] (قلت) والذی لانشک فیه ان الشمس فی مشاهد تناهی (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

معلوم ہوتا ہے۔ چاند، سورج، تاروں کی حرکت نظر آتی ہے۔ قرآن پاک نے اس ظاہری ہیئت کا تذکرہ فرمایا ہے وَالشَّمْسُ تَجْرِیْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا[1] كُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ[2] وغیرہ اس سے بحث کرنا کہ زمین متحرک ہے یا آسمان زائد از ضرورت ہے بلکہ ظاہری ہیئت سے جو عبرت ونصیحت حاصل کی جاسکتی ہے اور خالق کی طرف رہنمائی ہوتی ہے۔ اس پر اکتفا کیا گیا ہے اگر سائنس نے پتہ بھی لگالیا کہ زمین متحرک ہوتی ہے یا آسمان متحرک ہوتا ہے یا آسمان موجود ہی نہیں بلکہ منتہائے نظر ہے اور جو متحرک ہے اس کی حرکت طبعی ہے یا عائق کی وجہ سے تو اول تو اس پر بھی کوئی قطعی دلیل قائم نہیں اس لئے کہ آئے دن تحقیقات بدلتی رہتی ہیں بعد والا طبقہ اپنے سے پہلوں کی تغلیط وتردید کرتا رہتا ہے اور یہ سب کچھ ظن وتخمین پر ہے نہ کہ علم و یقین پر ورنہ تبدل نہ ہوتا۔ کیونکہ حقائق واقعیہ میں تبدل نہیں ہوتا۔ دوسرے جو مقصد ہے

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) المتحركة امان تلك المشاهدة لاجل حركة الارض لشئى آخر فلانبحث عنه الآن، ولكنانتكلم اولاعلى ان الذى ثبت فى مشاهدة العوام ومضت لهم على تلك دهور، حتى انه لم يبق منهم احدالاوهويزعم ان الشمس متحركة واشربت به قلوبهم، ورسخ فى بواطنهم، فهل يناسب للشرع ان ينقض مشاهدتهم تلك عندالمخاطبة معهم اويجارى معهم كان ماعندهم ايضاً نحو من نفس الامر فلوكان هناك هيس لين لقلت له ان الاصوب هو المماشاة معهم، وعدم النقض لمشاهدتهم وفرضهاايضاً نحوامن نفس الامر لانه لوكان الشرع بنى كلامه فى الكونيات على الواقع حقيقة لبقى القران مكذباعندهم الى ان يظهرلهم الواقع ايضاً كما هو عنده، كمسأله الحركة هذه فانه لوكان القرآن صدع بحركة الارض مثلاً لبقى مكذبافيمن مضوامن الفلاسفة ،لعدم ثبوتهاعندهم وان صدقه الناس اليوم، وكذلك لوصرح بحركة الفلك لصدقه القدماء البتة ولكن صار اليوم مكذبا، لايعتقدبه احدلثبوتهاعندهم بخلافه فاغمض القرآن عن نحوتلك الكونيات التى لايتعلق له بهاغرض فى اعمالناليسوى امره عند هولاء، ولاتحول تلك المباحث بينه وبين ايمانهم، ولعمرى هذاهوالاحسن الخ (فيض البارى ص ۲۲۴ / ج ۴ / مطبوعه ڈابھیل سورت، كتاب التفسير تحت سوره يٰسين)

[1] سورۂ یٰسین آیت ۳۸ / ۔ **ترجمہ:** اورآفتاب اپنے ٹھکانے کی طرف چلتا رہتا ہے (بیان القرآن)

[2] سورۂ یٰسین آیت ۴۰ / ۔ **ترجمہ:** اور دونوں ایک ایک دائرے میں تیررہے ہیں (بیان القرآن)

(معرفت خالق اوراس کی اطاعت) اس سے یہ سائنسداں طبقہ بہت دوراور محروم ہے وہ عامۃ خالق ہی کا منکر ہے۔ پھرتو یہ سائنس وبال جان ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

قرآن شریف سے چور کا نام نکالنا

سوال:-قرآن شریف کے ذریعہ چیلنج دیکر کسی شخص کو مجرم اور یقینی طور پر چور بتلانا کیسا ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

ناجائز ہے لایاخذالفال من المصحف شرح فقه اکبر[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ ہذا

صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم ۵۹ھ

فالنامہ قرآن پاک میں کیوں ہے؟

سوال:-فال نکالنا کفر ہے تو فالنامہ قرآن میں کیوں لگائے گئے ہیں۔ مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے کئی کتابوں میں کفر اور شرک لکھا ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

فالنامہ قرآن شریف میں تاجروں نے لگا دیا ہے تا کہ لوگ زیادہ خریدیں۔ حضرت

[1] شرح فقه اکبر ص ۸۳/لایاخذ الفال من المصحف ،مطبوعه رحیمیه دیوبند،فتاوی حدیثیه ص ۲۳۱/ مطلب فی انه یکره اخذالفال من المصحف ،مطبوعه دارالفکر بیروت.

مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نور اللہ مرقدۂ نے نہیں لگایا، نہ لگانے کی اجازت دی[1]۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

شیطان قراءتِ قرآن پر قادر نہیں

سوال:- مولانا لکھنویؒ نے نقل کیا کہ شیطان قرأتِ قرآن پر قادر نہیں۔ لیکن بخاری شریف میں حدیثِ طویل عن ابی ہریرہؓ ہے جس میں شیطان نے ابوہریرہؓ کو آیۃ الکرسی کی تعلیم کی لہٰذا اس میں پڑھنا بھی آ گیا۔ اس تعارض کا کیا جواب ہے۔ زید اس کو جواب دیتا ہے کہ پڑھنا بطور نام کے ہے جیسے سورہ الحمد للہ کہنا۔ لہٰذا یہ پڑھنے میں شمار نہیں۔ یا شیطان نے صرف آیۃ الکرسی کہا ہوگا۔ یا اس وقت شیطان انسان کے روپ میں تھا۔ وغیرہ وغیرہ۔

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ جوابات بھی دیئے گئے ہیں اور محققین نے دیئے ہیں[2]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین دارالعلوم دیوبند

---

[1] ملاحظہ ہو بہشتی زیور ص ۴۰/ ج ۱/ کفر اور شرک کی باتوں کا بیان، مطبوعہ تھانوی دیوبند، امداد الفتاوی ص ۵۸/ ج ۴/ زکریا بکڈپو دیوبند۔

[2] والذی تبدی لا بی ھریرۃ فی حدیث الباب کان علی ھیئۃ الأدمیین (ارشاد السادری ص ۳۲۶/ ج۵/ حدیث ۲۳۱۱/ کتاب الوکالۃ، باب اذا وکل رجلا فترک الوکیل الخ دارلفکر بیروت) فتاوی حدیثیہ ص ۲۳۳/ مطلب یجوز تکریر سورۃ الاخلاص خلافاللامام احمد مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت.

کیا ملائکہ کو تلاوتِ قرآن پاک پر قدرت ہے؟

سوال:- علم الکلام مؤلفہ حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلویؒ نے قول حافظ ابن صلاحؒ کا تحریر کیا ہے کہ فرشتے قرآن مجید پڑھ نہیں سکتے سن سکتے ہیں۔ فالتالیات ذکراً. فاذاقرأناہ فاتبع قُرآنہ سے کیا مراد ہے؟ اور وقتِ نزول جبرئیلؑ قرآن پاک کو کس طرح نازل فرماتے تھے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلویؒ نے صحیح لکھا ہے[۱] حضرت جبرئیل علیہ السلام جب قرآن پاک کی آیت لاکر سناتے تو حضور اکرم ﷺ ساتھ ساتھ پڑھنا شروع فرماتے اس خیال سے کہ بھول نہ جائیں[۲] اس پر ارشاد ہوا۔ لاتُحرّکُ بہٖ لِسَانَکَ لِتَعْجَلَ بِہٖ اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَہٗ وَقُرْاٰنَہٗ فَاِذاقَرأناہ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنہ ثم اِنَّ عَلَیْنَابَیانَہٗ[۳] (الآیۃ) یہ وحی پہنچنے کے وقت کا واقعہ

---

[۱] قال ابن الصلاح فی فتاویہ قراء ۃ القرآن کرامۃ اکرم اللّٰہ بھاالبشرفقدوردان الملائکۃ لم یعطوا ذلک وانھاحریصۃ لذلک علی استماعہ من الانس (الاتقان فی علوم القرآن) ص۱۰۵/ج۱/(مطبوعہ دارالفکر بیروت) قبیل النوع الخامس والثلاثون فی آداب تلاوتہ الخ،الفتاوٰی الحدیثیہ ص۲۳۳/مطلب یجوزتکریرسورۃ الاخلاص الخ دارالمعرفۃ بیروت.

[۲] اخرج الشیخان فی الصحیحین عن ابن عباس قال کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا نَزَلَ جِبْرَئِیْلُ بِالْوَحْیِ یُحَرِّکُ لِسَانَہٗ وَشَفَتَیْہِ فَیَشْتَدُّعَلَیْہِ وَکَانَ یُحَرِّکُ عَنْہُ یُرِیْدُاَنْ یَّحْفَظَ مَااَنْزَلَ اللّٰہُ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ تَعَالیٰ لَاتُحَرِّکُ الخ (الی قولہ)عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُحَرِّکُ شَفَتَیْہِ اِذَاَنْزَلَ یُخْشٰی اَنْ یَنْفَلِتَ (مظھری ص۱۳۹/ج۱/)سورۃ القیامۃ تحت آیت ۱۵/مطبوعہ ندوۃ المصنفین دھلی.

[۳] سورۃ القیامہ آیت ۱۵/تا۱۸/۔ **ترجمہ:** اے پیغمبر آپ قرآن پر اپنی زبان نہ ہلایا کیجئے تا کہ آپ اس کو جلدی جلدی لیں ہمارے ذمہ ہے اس کا جمع کر دینا اور اسکا پڑھوا دینا۔ تو جب ہم اسکو پڑھنے لگا کریں تو آپ اسکے تابع ہوجایا کیجئے پھر اسکا بیان کرا دینا ہمارے ذمہ ہے۔ (بیان القران)

ہے۔ایسانہیں ہے کہ جوفرشتہ جب دل چاہے تلاوت کرلیا کرے۔فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبدمحمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند۱۹/۸/۸۷ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین دارالعلوم دیوبند

مسلمان قرآن شریف کونہیں سمجھتا

سوال:- ایک بڑے دُکھ کی بات یہ ہے کہ جب ہم قرآن شریف کی تلاوت کرتے ہیں تو ہم یہ نہیں سمجھ پاتے کہ آخراس کا ترجمہ کیا ہے۔ جوآیات ہم اس وقت پڑھ رہے ہیں آج ہم مسلمان اپنے اسلام کے بارے میں صحیح طرح نہیں جانتے اس لئے بڑاافسوس ہے۔

الجواب حامداًومصلیاً

اگرکوئی شخص قانون کی زبان یارائج الوقت ملک کی زبان کونہ سیکھے درانحالیکہ اس کی تعلیم کاباقاعدہ انتظام ہے اور ہرطرح کی سہولتیں ہیں اوروہ یہ کہے کہ دکھ کی بات ہے کہ ہم قانون کی کتاب کونہیں سمجھ پاتے۔یااسٹیشنوں،بازاروں،دفتروں،کچہریوں میں جواعلانات، سائن بورڈ، نقشے، نام لگے ہوئے اور لکھے ہوئے ہیں ان کونہیں سمجھتے،تواس کا صاف صاف جواب یہی ہے کہ یہ دکھ آپ نے خودہی اپنے سرلے رکھاہے کہ قانون کی زبان اوررائج الوقت زبان کونہیں سیکھااورجگہ جگہ جوتعلیم گاہیں،کالج، یونیورسٹیاں موجود ہیں جن میں تعلیم ہوتی ہے،امتحانات ہوتے ہیں،سندیں ملتی ہیں پھراچھی ملازمتوں پربلایاجاتاہے۔ان سب سے آپ نے صرفِ نظرکرکے سب کوبیکارسمجھ لیاہے۔یہی جواب آپ کے اس سوال کاہے۔ آپ انگریزی تعلیم پریاہندی تعلیم پروقت صرف کرتے ہیں دماغی محنت خرچ کرتے ہیں، روپیہ خرچ کرتے ہیں،راحت وآرام ترک کرتے ہیں،اس کاپھل آپ لیتے ہیں۔وہاں کوئی دُکھ نہیں ہوتا۔اس طرح آپ عربی تعلیم پرمحنت کرتے وقت خرچ کرتے تو آپ اس کوسمجھ لیتے اوردُکھ رفع ہوجاتا۔ تفاسیروتراجم،اردو، ہندی، انگریزی،عربی ہرزبان میں موجود ہیں

الحاصل اس دُکھ کی دوا خود آپ کے پاس ہے، ذرا ہمت وتوجہ کی ضرورت ہے۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ دار العلوم دیو بند ۸۹/۱۱/۵ ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دار العلوم دیو بند

نصوص شرعیہ سے متعلق چند معلومات

سوال:-قواعدِ شرعیہ اسلامیہ جو نصوص قطعیہ کی دعوت سے مسلمان پر رکھے گئے ہیں وہ کسی وقت بھی قابل تغیر وتبدل ہیں یا نہیں؟ (۲) وہ امر جو نصوصِ قطعی سے ثابت ہو اس میں علماء میں سے کسی فرد کو ترمیم یا تنسیخ کر دینے کا شرعاً حق پہنچتا ہے یا نہیں؟ (۳) قرآن کریم قانونِ اسلامی ہے یا نہیں؟ اگر قانون اسلامی ہے تو یہ قانون الیٰ یوم القیامۃ قائم رہنے کا حق کامل رکھتا ہے یا نہیں؟ (۴) قرآن کریم میں جس قدر احکامات بعبارۃ النص یا باشارۃ النص ثابت ہیں ان کی حمایت نبی علیہ السلام نے قولاً یا فعلاً فرمائی ہے یا نہیں؟ (۵) قرآن کی تفسیر واقعی نبی علیہ السلام کی زندگی علمی و عملی وقولی ہے یا نہیں؟ (۶) قرآن وحدیث دونوں نے مل کر جو راہ عمل بتلائی مسلمانوں کو الیٰ یوم القیامۃ عمل کرنے کے لئے کامل ہے یا ناقص؟ (۷) اگر کامل ہے تو موجودہ زمانے کا مسلمان اپنی ذاتی اغراض یا کسی اور مصلحت کی بنا پر اس میں اپنی مرضی سے تغیر وتبدل کرنے کا مجاز ہے یا نہیں؟ (۸) کیا قرآن وحدیث مع اپنی تفسیرات مشہورہ اور اپنی اپنی تنقیحاتِ مقبولہ اور فقہیہ مسلمانوں کا قابل عمل اور حوادثات زمانہ سے بے خوف بنا دینے والا قانون ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

تحریر کردہ جملہ امور اہل علم حضرات کے لئے بدیہی ہیں۔ تعارض ادلہ کی وجہ سے

یا راجح ومرجوح کے عدم تعیین کی بناء پر کوئی خلجان ہوتو واضح بھی کیا جا سکتا ہے۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۳۰/۴/۹۲ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین دارالعلوم دیوبند

آیت اُڑنے کا عقیدہ

سوال:- جس شخص کا عقیدہ ہو کہ موسیٰ علیہ السلام کے توراۃ پھینکنے سے وتفصیل کُلِ شیٔ ۔آیت اُڑ گئی اس کا عقیدہ صحیح ہے یا نہیں اصل بات کیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس کا تذکرہ کتب عقائد میں کہیں نہیں پایا جس شخص کا یہ عقیدہ ہے اسی سے اس کی دلیل دریافت کی جائے۔فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

قرآن کریم میں صیغہ جمع وصیغہ مفرد کی تفصیل

سوال:- شخصے می گوید کہ درقرآن کریم صیغہ توحید نیست مگر چند جا زیرا کہ عبارت قرآن کریم بصیغۂ جمع تلفظ می فرماید بناءً علیہ درتصوف ہم توحید ذاتی نمایاں نیست زیرا کہ درتصوف ہم توحید را تقسیم کردہ اند درقرآن حکیم مثالش۔نَحْنُ نَزَّلْنَا الذکر ۔دیگر اِنَا اِلَیْکُمْ لَمُرْسَلُوْنَ .اِنَّا اعْطَیْنَاکَ الکوثر.اِنَّا اِلیٰ رَبَّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ اِنَّ اِلَیْنَا اِیابَھُمْ ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا حِسَابَھُمْ. بسیارے کہ قرآن کریم بصیغۂ جمع تلفظ می فرماید۔

الجواب حامداً ومصلیاً

صیغہ جمع برائے واحد ہم مستعمل می شود در زبان عربی وفارسی ایں استعمال بے شمار

است پس در ہر جا صیغۂ جمع را برائے تعدد فہمیدن ومنافی توحید دانشتن سراسر خطا است در قرآن کریم بنیاد ایمان بر توحید نہادہ است قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ الآیة[1] اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ الآية[2] اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ الآية[3] لَمْ يَكُنْ لَّهُ شَرِيْكٌ الآية[4] و بر توحید مشرکین اعتراض وتعجب می نمودند۔

اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهاً وَاحِداً اِنَّ هٰذَا الشَّئْىُ عُجَابٌ[5] وتصوف کہ منتہا ومقصود او احسان است۔ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ[6] الحدیث بر توحید مبنی است و ہیچ گونہ شرک را روا ندارد۔ چنانچہ اول ذکر در تصوف ہمین است لا الٰہ الا اللّٰہ کہ ایں کلمہ در کلام مجید[7] ودر حدیث شریف[8] نیز آمدہ وجمیع صحابہ کرام ومن بعد ہم ہمہ ایں کلمہ را راسِ ایمان راس تصوف نگاشتہ اند[9]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۹۴/۸/۱۶ھ

---

[1] سورۂ اخلاص آیت ۱/۔ **ترجمہ:** آپ کہہ دیجئے کہ وہ یعنی اللہ ایک ہے۔ (از بیان القرآن)

[2] سورۂ فاتحہ آیت ۴/۔ **ترجمہ:** ہم آپ ہی کی عبادت کرتے ہیں اور آپ ہی سے درخواست اعانت کی کرتے ہیں۔ (از بیان القرآن)

[3] سورۂ بقرہ آیت ۱۶۳/۔ **ترجمہ:** اور جو تم سب کے معبود بننے کا مستحق ہو وہ تو ایک ہی معبود ہے۔ (از بیان القرآن)

[4] سورۂ اسراء آیت ۱۱۱/۔ **ترجمہ:** نہ اسکا کوئی سلطنت میں شریک ہے۔ (از بیان القرآن)

[5] سورۂ ص آیت ۵/۔ **ترجمہ:** کیا اس نے اتنے معبودوں کی جگہ ایک ہی معبود رہنے دیا واقعی یہ بہت ہی عجیب بات ہے۔ (از بیان القرآن)

[6] مشکوۃ شریف ص ۱۱/۔ کتاب الایمان الفصل الاول مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند۔

ترجمہ: تو اللہ کی اس طرح بندگی کرو گویا کہ تو اس کو دیکھتا ہے۔

[7] سورہ محمد آیت ۱۹/۔ **ترجمہ:** بجز اللہ کے اور کوئی قابل عبادت نہیں۔ (از بیان القرآن)

[8] مشکوۃ شریف ص ۱۱/۔ کتاب الایمان الفصل الاول مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند۔

[9] ترجمہ سوال: ایک شخص کہتا ہے کہ قرآن کریم میں صیغہ توحید نہیں ہے مگر چند جگہ اس لئے کہ قرآن کریم میں صیغہ جمع کے ساتھ تلفظ فرمایا ہے اسی بناء پر تصوف میں بھی توحید ذاتی نمایاں نہیں ہے اس لئے کہ تصوف میں بھی توحید کی تقسیم کی ہے قرآن حکیم میں اس کی مثال یہ ہے نحن نزلنا الذکر دوسری مثال: انا الیکم لمرسلون. انا اعطیناک الکوثر. انا الٰی ربنا لمنقلبون. ان الینا ایابھم ثم ان علینا حسابھم. (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ کیجئے)

قرآن کی سالگرہ منانا

سوال:- آج کل اخباروں میں اور ریڈیو پر آتا رہتا ہے کہ قرآن شریف کے نزول کو چودہ سو سال ختم ہو کر پندرہ سو کے آغاز پر ختم قرآن جابجا کیا جا رہا ہے بلکہ بعض نے تو آئندہ رمضان تک کا اور بعض نے عید الاضحیٰ تک کا وقت اس تقریب کیلئے دیا ہے کہ ان میں ضرور کر لینا چاہیے تو ہم محض پورے شہر والوں کو دعوت دے کر بلائیں اور قرآن خوانی کرائیں۔ پچاس سے زائد قرآن ختم ہو جائیں گے اور ہر خاص و عام نزول قرآن اور قرآن کی اہمیت کے متعلق علماء کرام سے بیانات سنیں گے جو مفید ہوں گے شرعی طور پر جائز ہے یا نہیں یا کرنے میں حرج ہے کہ نہیں؟

الجواب حامداً ومصلياً

قرآن پاک اللہ جل جلالہ عم نوالہ کا بابرکت کلام ہے۔ جو کہ اس امت کے لئے مستقل لائحہ عمل ہے۔ اس کی تلاوت پر بہت بڑا اجر وثواب ہے[۱] اس پر یقین رکھنا اصل ایمان

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) بہت جگہ قرآن کریم میں صیغۂ جمع کے ساتھ تلفظ فرمایا ہے۔

ترجمہ جواب: حامداً ومصلیاً! صیغہ جمع بھی واحد کے لئے استعمال ہوتا ہے عربی اور فارسی زبان میں اس کا استعمال بہت ہے پھر ہر جگہ صیغہ جمع کو تعدد کے لئے سمجھنا اور توحید کے منافی جاننا سراسر غلطی ہے قرآن کریم میں ایمان کی بنیاد توحید پر رکھی گئی ہے **قل هو الله احد الآية. اياک نعبد و اياک نستعين الآية. الٰهكم اله واحد الآية. لم يكن له شريک الآية.** اور توحید پر مشرکین اعتراض اور تعجب کرتے ہیں، **اجعل الآلهة الٰهاً واحداً ان هٰذا الشئی عجاب.** اور تصوف کا منتہا ومقصود احسان ہے **ان تعبدو الله كانک تراه الحديث** توحید پر مبنی ہے اور کسی قسم کا شرک جائز نہیں رکھتا چنانچہ پہلا ذکر قرآن کریم میں یہی ہے **لا اله اله الله** یہ کلمہ قرآن مجید اور حدیث شریف میں بھی آیا ہے اور تمام صحابہ کرامؓ اور ان کے بعد والوں نے اس کلمہ کو ایمان اور تصوف کی جڑ شمار کیا ہے۔

[۱] **عن ابن مسعود قال قال رسول الله ﷺ من قرأ حرفاً من كتاب الله فله به حسنة والحسنة بعشرة امثالها الخ مشكوٰة ص ۱۸۶ / كتاب فضائل القرآن الفصل الثانى مطبوعه ياسر نديم ديوبند سنن الدارمى ص ۴۳۱ / ج ۲ / باب فضل من قرأ القرآن دار الكتب العلميه۔**

ہے اس پر عمل کرنا پروانہ نجات ہے[۱] نزول قرآن سے ایک سوسال گذرنے پر اکابرامت اور سلف صالحین نے اس قسم کی کوئی جوبلی، تقریب، یا سالگرہ نہیں منائی۔ درآنحالیکہ اس وقت کے حضرات کے لئے خیر ہونے کی بشارت احادیث میں موجود ہے اور وہ حضرات ایمان بہت قوی رکھتے تھے اور ان میں اعمال صالحہ تلاوت وغیرہ کا جذبہ آج کے لوگوں سے کہیں زیادہ تھا اور قرآن کریم کے حقوق کو بہت زیادہ پہچانتے تھے۔ یہ تقریب ایک محدث چیز ہے جو دین کے نام پر اب دیگر اقوام وملل کی حرص میں پیدا کی جارہی ہے۔ اس لئے اس کو ہرگز اختیار نہ کیا جائے۔ مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا ھٰذَا مَا لَیْسَ مِنْهُ فَھُوَ رَدٌّ۔ متفق علیہ[۲] فقط واللہ سبحانہٗ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۶/۱۱/۸۷ھ

قرآن کریم بواسطۂ جبرئیل آیا اور توراۃ بلا واسطہ

سوال:- جناب مفتی صاحب الحمد للہ میں مسلمان ہوں اور قرآن شریف کو نہایت عزت کی نظر سے دیکھتا ہوں اور اسی پر ہمارا عمل ہے لیکن بعض مرتبہ غور کرنے سے ایسی باتیں ذہن میں آتی ہیں جو غور طلب ہوتی ہے۔ لہٰذا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ وہ چیز آپ کے سامنے پیش کروں تاکہ آپ کی صحیح رائے اس مسئلہ میں معلوم ہو سکے۔ مسئلہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے بڑے بڑے جلیل القدر پیغمبرؑ نازل فرمائے۔ جس میں بڑے بڑے چار ہیں ان کی کتابیں بھی بڑی

---

[۱] یجب علی المرء ان یومن بان القرآن کلام الله منزل غیر مخلوق الی قوم ویجب علی کل شخص ان یقر بما فیه ویتبعه ویتمسک به ظاهراً وباطناً الخ مباحت العقیدة فی سورة الزمر ص ۴۵۶/ کیفیة الایمان بالقرآن مطبوعه الرشد ریاض.

[۲] مشکوٰة شریف ص ۲۷/ باب الاعتصام بالکتاب والسنة مطبوعه یاسر ندیم دیوبند، بخاری شریف ص ۳۷۱/ ج ۱/ کتاب الصلح حدیث عائشه باب اذا اصطلحوا علی صلح جور فهو مردود طبع اشرفیه دیوبند.

ترجمہ: جس نے نئی بات نکالی ہمارے اس دین میں جو اس میں نہ تھی وہ مردود ہے۔

مانی جاتی ہیں لیکن غور طلب مسئلہ یہ ہے کہ حضرت موسیٰؑ پر اللہ تعالیٰ نے توریت کو بلا واسطہ نازل فرمایا ہے اور حضرت محمد ﷺ پر قرآن شریف بواسطۂ جبرئیل علیہ السلام قرآن شریف میں امن الرسول سے مترشح ہوتا ہے جواب سے نوازیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

تورات کتاب بصورت الواح حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دی گئی جیسے کسی شخص کو کسی جگہ کا ذمہ دار بنایا جائے اور ایک ہدایت نامہ لکھ کر کے اس کے حوالہ کر دیا جائے کہ اسکے موافق عمل کرتے رہنا چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس پر عمل کیا اور امت کو اس پر عمل کی دعوت دی۔ قرآن پاک اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جو ۲۳ر سال کی مدت میں آہستہ آہستہ حسب مصالح ومواقع اتارا گیا اس کو کتاب ہمارے اعتبار سے اس حیثیت سے کہا جاتا ہے کہ اس کو لکھا گیا۔

(لوح محفوظ) سے اس کو نازل کیا گیا[1] جیسے کسی کو ولی عہد بنایا جائے اور ہر ہر موقع پر اس کو بواسطہ یا بلا واسطہ بتایا جاتا رہے کہ اس وقت یہ کرو اس وقت یہ کرو کلام اور کتاب میں جو فرق ہے وہ ظاہر ہے اس حیثیت کی گہرائی میں جتنا بھی غور کروگے قرآن پاک کی عظمت کا یقین بڑھتا جائے گا اور موجودہ حالت میں توریت اصلی باقی ہی نہیں رہی۔ قَالَ اللّٰهُ تَعَالیٰ يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَوَاضِعِهِ الآية[2] وَقَالَ تَعَالیٰ يَكْتُبُوْنَ الْكِتَابَ بِاَيْدِيْهِمْ ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ هَذا مِنْ عِنْدِاللّٰهِ[3] اس دنیا میں کلام فرمانے اور مقام قاب قوسین پر بلا کر کلام فرمانے کو بھی ملحوظ

---

[1] القرآن نزل دفعة واحدة من اللوح المحفوظ الى السماء الدنيا اولاثم نزل نجمانجما و آية آية بحسب المصالح والحوائج اليه عليه السلام والى قوله لان نزوله فى الواقع كان بدفعات مختلفة فى مدة النبوة انور الانوار ص ۹ / بحث تعريف الكتاب (مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند)

[2] سورۂ مائدہ آیت ۱۳ر۔ **ترجمہ**: وہ لوگ کلام کو اس کے مواقع سے بدلتے ہیں۔ (از بیان القرآن)

[3] سورہ بقرہ آیت ۷۹ر۔ **ترجمہ**: جو لکھتے ہیں کتاب کو اپنے ہاتھوں سے پھر کہہ دیتے ہیں کہ یہ خدا کی طرف سے ہے۔ (از بیان القرآن)

رکھیں۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ علم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

قرآن میں مذکور پیغمبروں کی تعداد

سوال: - قرآن پاک میں مذکور پیغمبروں کی کل تعداد بمطابق دعویٰ بیضاوی ۲۸ر ہے کیا یہ درست ہے۔ نیز مذکور انبیاء فی القرآن کی نبوت کو پہچاننے کا طریقہ کیا ہے۔ مثلاً نبیوں کی فہرست میں ہوں تو نبی ہوں گے بعض کتابوں میں معلوم ہوا مگر یہ اس لئے درست نہیں کہ حضرت مریم ذوالکفل عزیرؒ بلکہ عیسیٰؑ نبیوں کی فہرست میں مذکور ہیں اور پھر نبی ہونے نہ ہونے کا اختلاف ہے۔

الجواب حامداًومصلیاً

بیضاویؒ نے یہ دعویٰ کس جگہ پر کیا ہے اس کی پوری نشاندہی فرمائیں تاکہ اس کے متعلقات میں دیکھا جائے شاید وہاں تفصیل مذکور ہوتمام پیغمبروں کے نام تو حق تعالیٰ نے سیدالمرسلین علیہ السلام کو بھی نہیں بتائے۔ وَمِنْهُمْ مَنْ لَمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ الآیۃ[1] پھر کوئی پوری فہرست کیسے بتا سکتا ہے۔ قرآن کریم میں کسی کے نام کے ساتھ رسول کا لفظ ہے۔[2] اور کسی کے نام کے ساتھ نبی کا لفظ ہے۔[3] کسی کے متعلق اس پر کتاب نازل ہونے کا تذکرہ ہے یہ پیغمبر ہیں۔[4] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۷/۱۱/۱۴۰۰ھ

---

[1] سورۂ مومن آیت ص ۷۸ر۔ **ترجمہ:** اور بعضے وہ ہیں جن کا ہم نے آپ سے بیان نہیں کیا۔ (از بیان القرآن)

[2] وَاِنَّمَا الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُولُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهُ (سورۂ نساء آیت ۱۷۱ر)

ترجمہ: مسیح عیسیٰ ابن مریم تو اور کچھ بھی نہیں البتہ اللہ کے رسول ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ایک کلمہ ہیں۔ (از بیان القرآن)

[3] وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ اِبْرَاهِيمَ اِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَبِيًّا (سورہ مریم آیت ۴۱ر)

ترجمہ: اور آپ اس کتاب میں ابراہیمؑ کا ذکر کیجئے وہ بڑے راستی والے اور پیغمبر تھے۔ (از بیان القرآن)

[4] وَاٰتَيْنَا مُوسَى الْكِتٰبَ وَجَعَلْنٰهُ هُدًى لِبَنِىٓ اِسْرَاءِيْلَ اَلَّا تَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِىْ (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر دیکھئے)

۷۸۶ کا عدد تسمیہ کا قائم مقام نہیں

سوال:- بسم الله الرحمن الرحیم کے بدلہ ۷۸۶ لکھنے پر بسم اللہ کا ثواب ملے گا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

بسم الله الرحمن الرحيم کا ثواب ۷۸۶ لکھنے سے نہیں ملے گا۔ یہ تو بسم الله کا عدد ہے جن سے اشارہ ہوسکتا ہے۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

غلاف قرآن اور غلاف کعبہ میں کون افضل ہے؟

سوال:- زید کہتا ہے کہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۳۳۰ھ میں پانی پت میں وعظ فرمایا تھا جس میں حضرت نے ایک اہم مسئلہ بیان فرمایا تھا کہ غلافِ کلام اللہ غلافِ بیت اللہ سے افضل ہے۔ چونکہ کلام اللہ کی صفات ازلیہ ابدیہ میں سے ہے اور صفت موصوف میں علاقہ اتحاد ہوتا ہے۔ اس بناء پر وہ کپڑا غلافِ کلام اللہ جس کا اتصال صفت حق تعالیٰ کے کلام سے ہے وہ افضل ہے بہ نسبت اس کپڑے کے جس کا اتصال صفتِ باری تعالیٰ سے نہیں ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ مسئلہ ضروریاتِ دین میں سے نہیں کہ اس پر ایمان کی صحت موقوف ہو یا اس پر ادائے فرائض موقوف ہو محض علمی نکتہ کے درجہ میں ہے۔ ایسے مسائل میں نزاع نہیں کرنا چاہئے۔

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) وَكِيْلًا (سورہ اسراء آیت ۲/)

ترجمہ: اور ہم نے موسیٰ کو کتاب دی اور ہم نے اس کو بنی اسرائیل کے لئے ہدایت بنایا کہ تم میرے سوا کوئی کارساز مت قرار دو۔ (از بیان القرآن)

قرآن کریم کا بیت اللہ سے افضل ہونا حدیث شریف[۱] سے معلوم ہوتا ہے۔ اسی واسطے جو غلاف (جزدان) قرآن کریم سے متصل ہے وہ غلافِ بیت اللہ سے افضل ہوگا۔ یہ بات الگ ہے کہ غلاف بیت اللہ پر کلمہ شریف یا کوئی آیت لکھی ہوتو اس کی وجہ سے اس کو افضیلت ہو جائے۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲/۱۲/۹۸ھ

---

[۱] عَنْ اَبِی سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْ لُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ الرَّبُّ تَبَارَکَ وَتَعَالیٰ مَنْ شَغَلَهُ الْقُرْآنُ عَنْ ذِکْرِیْ وَمَسْئَلَتِیْ اَعْطَیْتُهُ اَفْضَلَ مَااُعْطِیَ السَّائِلِیْنَ وَفَضْلُ کَلَامِ اللّٰہِ عَلیٰ سَائِرِ الْکَلَامِ کَفَضْلِ اللّٰہِ عَلیٰ خَلْقِهٖ (مشکوٰۃ شریف ص۱۸۶/ باب فضائل القرآن مکتبہ یاسر ندیم دیوبند)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جس شخص کو قرآن میرے ذکر اور مجھ سے سوال کرنے سے مشغول کر دے تو میں اس کو اس سے زائد دوں گا جو میں سائلین کو دیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے کلام کی فضیلت تمام کلاموں پر ایسی ہے جیسے کہ اللہ تعالیٰ کو فضیلت ہے اللہ کی مخلوق پر۔

باب ہفتم: حدیث سے متعلق مباحث ومسائل

محدث کی تعریف

سوال:- محدِّث ومُحدِث میں کیا فرق ہے؟ کیاہندوستان میں اس وقت بھی کوئی محدِّث حیات ہیں یانہیں؟ یاحضرت مولانا محمود حسن اسیر مالٹا شیخ الہند ہندوستان میں خاتم المحد ثین تھے۔ بعض عالم اب بھی اپنے نام کے ساتھ محدث لکھتے ہیں یہ کہاں تک صحیح ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

مُحدِثُ ، بے وضوکو کہتے ہیں[1] اور جوشخص حدیث دانی کا مدعی ہواوروہ فقہ وحدیث کا ماہر نہ ہوتو استہزاء کےطور پر اسکوبھی کہتے ہیں یہ محدّث (علم حدیث کا ماہر) نہیں بلکہ مُحدِثُ (بے وضو) ہے۔

محدث اس شخص کو کہتے ہیں جس نے علم حدیث کے متون واسانید وعلل،تواریخ کواصولاً وفروعاً سنداً، پڑھا،لکھا ہواوراس کے لئے شہروں اورگاؤں کا سفر بھی کیا ہو[2]۔

بعض حضرات علم حدیث کا مشغلہ رکھنے والے اب بھی موجود ہیں جن کا اورکوئی مشغلہ ہی نہیں۔فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

حررہٗ العبدمحمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

اَوَّلُ مَاخَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیُ

سوال:- اَوَّلُ مَاخَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیُ، اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میرے نورکوپیدا

[1] المُحدِث: من سبقه الحدث الاصغر الموجب للوضوء .التعريفات علىٰ قواعد الفقه ص ۴۶۹/ مطبوعه اشرفی دیوبند.

[2] انما المحدث من عرف الاسانيد والعلل واسماء الرجال والعالي والنازل وحفظ مع ذلك جملة مستكثرة من المتون وسمع الكتب الستة ومسند احمدوسنن البيهقي ومعجم الطبراني الخ (مقدمه الاوجز ص ۱۲۵/ الفائدة الثانيه في مراتب اهل الحديث ء مكتبه امداديه مكه مكرمه)التعريفات الفقهية علىٰ قواعد الفقه ص ۴۷۰/مطبوعه اشرفی دیوبند.

کیا۔آیا یہ حدیث ہے یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

مجمع البحار[۱] کے حاشیہ میں اس کو حدیث کہا ہے(الیواقیت والجواہر ص۲۰[۲] میں بھی اس کو حدیث لکھا ہے۔ فتاویٰ[۳] ابن حجر مکی ص۴۴/و۲۰۶/ میں اس کے مضمون کو عبدالرزاق سے حدیث نقل کیا ہے۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

اَوَّلُ مَاخَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِیْ اوراَوَّلُ مَاخَلَقَ اللّٰهُ الْقَلَمَ

سوال:-(۱) اوَّلُ مَاخَلَقَ اللّٰهُ نُورِی،اوراوَّلُ مَاخَلَقَ اللّٰهُ الْقَلَمُ او کما قالؐ، یہ دونوں متضاد ہیں کون صحیح ہےاورکون غلط ہے؟اگر دونوں درست ہیں تو پھر تطبیق کیسے؟

(۲) رات ریڈیو میں کہیں سے آواز آرہی تھی کوئی صوفی صاحب فرمارہے تھے کہ

---

[۱] وكذلك تاويل قوله صلى الله عليه وسلم اول ماخلق الله نوری ،ای اول ماخلق الله من جنس الانوار كان نوری، مختصر(حاشیه مجمع بحارالانوار ص۱۱۸/ج۱/)مطبوعه المعارف العثمانيه ،حيدرآباد،مادة اول.

[۲] قدورد فی الحديث اول ماخلق الله نوری (اليواقيت والجواهر ص۲۰/ج۲/المبحث الثانی والثلاثون فی ثبوت الرسالةِ الخ مطبوعه مصری)

[۳] فقد اخرج عبدالرزاق بسنده عن جابربن عبدالله الانصاریؓ قال قلت يارسول الله بابی انت وامی اخبرنی عن اول شئی خلقه الله قبل الاشياء قال ياجابر ان الله خلق قبل الاشياء نورنبيك محمد ﷺ من نوره(الحديث) فتاویٰ حديثيه ص۵۹/مطلب:هل خلقت الملائكة دفعة واحدة ام لا.دار المعرفة بيروت.

ترجمہ: حضرت جابربن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے کہا یارسول اللہ ﷺ میرے اماں ابا آپ پر قربان یارسول اللہ ﷺ مجھے خبر دیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے سب چیزوں سے پہلے کس چیز کو پیدا کیا۔ارشادفرمایا اے جابر بے شک اللہ تعالیٰ نے سب چیزوں سے پہلے تیرے نبی محمد ﷺ کے نور کو اپنے نور سے پیدا فرمایا۔

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے اپنے نور میں سے میرا نور پیدا کیا اور پھر میرے نور سے تمام کائنات کو پیدا فرمایا۔ کیا یہ حدیث درست ہے۔ اگر درست ہے تو لم یلد و لم یولد کے خلاف نہیں؟ کیا خدا بھی منقسم ہے؟ کیا رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کے جز نہ بن گئے؟ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذٰلِکَ.

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) یہ دونوں درجۂ صحت کو نہیں پہونچی ہیں کما صرح بہ[۱]

(۲) کتب صحاح میں یہ حدیث موجود نہیں۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیو بند

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین دارالعلوم دیو بند

حدیث لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ، اَنَا مِنْ نُوْرِ اللّٰہِ کی تحقیق

سوال:- محترمی جناب مفتی صاحب۔ سلام مسنون

---

[۱] اول ماخلق اللّٰہ القلم رواہ احمد والترمذی صححہ عن عبادۃ ابن الصامت مرفوعاً الٰی ماقال ورجالہ ثقات الا الضحاک بن مزاحم فوثقہ ابن حبان وقال لم یسمع من ابن عباس وضعفہ جماعۃ. کشف الخفاء ص۲۶۳/ج۱/ حرف الھمزۃ مع الواؤ (مطبوعہ بیروت لبنان) اول ماخلق اللّٰہ نور نبیک یاجابر رواہ عبدالرزاق بسندہ عن جابربن عبداللّٰہ الٰی ماقال واختلف ھل القلم اول المخلوقات بعد النور المحمدی ام لا،فقال الحافظ ابو یعلٰی الھمدانی الاصح ان العرش قبل القلم الٰی قولہ فیجمع بینہ وبین ماقبلہ بان اولیۃ القلم بالنسبۃ الٰی ماعدا النور النبوی المحمدی والماء والعرش وقیل الاولیۃ فی کل شی بالاضافۃ الٰی جنسہ الخ کشف الخفاء ص۲۶۵/ج۱/ حرف الھمزۃ مع الواؤ،مطبوعہ بیروت لبنان،فتاوٰی حدیثیہ ص۱۵۸/مطلب ھل ورد اول ماخلق اللّٰہ القلم ام لا،مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت،مرقات ص۱۲۲/ج۱/باب الایمان بالقدر،الفصل الاول مطبوعہ بمبئی.

گزارش یہ ہے کہ براہ کرم ذیل میں لکھی ہوئی حدیثوں کی صحت کے بارے میں تفصیلی جواب مرحمت فرمایئے۔ حدیث **لَوْلَاکَ لَمَاخَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ** دوسری حدیث **اَنَا مِنْ نُوْرِ اللّٰہِ وَالْخَلْقُ کُلُّھُمْ مِنْ نُوْرِیْ.**

الجواب حامداً ومصلیاً

پہلی روایت لفظاً موضوع ہے[1] معناً صحیح ہے دوسری روایت مصنف عبدالرزاق میں ہے[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] لولاک لماخلقت الافلاک قال الصغانی انه موضوع کذافی الخلاصة لکن معناه صحیح فقد روی الدیلمی عن ابن عباسؓ مرفوعاً اتانی جبریل فقال یامحمد لولاک ماخلقت الجنة ولولاک ماخلقت النار وفی روایة ابن عساکر لولاک ماخلقت الدنیا (الموضوعات الکبیر ص ۱۰۱ / مطبوعه کراچی، حرف اللام کشف الخفاء ص ۱۶۴ / ج ۲ / حرف اللام رقم الحدیث ص ۲۱۲۳ / مطبوعه بیروت لبنان)

[2] یہ حدیث مصنف عبدالرزاق میں تلاش کرنے کے باوجود نہیں ملی البتہ اس کے مضمون کی تائید ایک اور حدیث سے ہوتی ہے جس کو فتاوی حدیثیہ میں مصنف عبدالرزاق سے نقل کیا ہے۔ وہ یہ ہے۔

اخرج عبدالرزاق بسنده عن جابربن عبدالله الانصاریؓ قال قلت یارسول الله بابی انت وامی اخبرنی عن اول شی خلقه الله قبل الاشیاء قال یاجابر ان الله خلق قبل الاشیاء نور نبیک محمد صلی الله علیه وسلم من نوره فجعل ذلک النور. یدوربالقدرحیث شاء الله ولم یکن فی ذلک الوقت لوح ولاقلم ولاجنة ولانار ولاملک ولاسماء ولاارض ولاشمس ولاقمر ولاانس ولاجن الخ (فتاوی حدیثیه ص ۵۹ / بیروت)

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میرے اماں ابا آپ پر قربان مجھے خبر دیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے سب چیزوں سے پہلے کس چیز کو پیدا کیا ارشاد فرمایا اے جابرؓ بیشک اللہ تعالیٰ نے سب چیزوں سے پہلے تیرے نبی محمد ﷺ کے نور کو پیدا کیا جب وہ نور تقدیر کے ساتھ گھومنے لگا جہاں اللہ تعالیٰ نے چاہا اور اس وقت لوح تھی نہ قلم نہ جنت اور نہ جہنم نہ فرشتہ نہ زمین آسمان نہ سورج نہ چاند اور نہ انسان نہ جنات الخ۔

تذکرۃ الموضوعات میں یہ حدیث موجود ہے: انا من نوراللّٰه والمومنون منی الخیر فی وفی امتی الٰی یوم القیامة قال ابن حجر لااعرفه، تذکرة الموضوعات ص ۸۶ / فضل الرسول ﷺ وخصاله الخ مطبوعه مصری.

لَوْلَاکَ لَمَاخَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ وغیرہ احادیث کی تحقیق

سوال:- (۱) حدیث لَوْلَاکَ لَمَاخَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ. لَوْلَاکَ لَمَااَظْهَرْتُ الرُّبُوْبِيَّةَ، عُلَمَاءُ اُمَّتِىْ كَاَنْبِيَاءِ بَنِىْ اِسْرَائِيْلَ . اَنَا اَحْمَدُ بِلَامِيْم وَاَنَا عَرَبٌ بِلَاعَيْنٍ۔ کیا یہ حدیثیں درست ہیں، ضعیف ہیں یا موضوع۔ جیسا حکم ہو تحریر فرماویں۔

(۲) قضاء عمری جو جمعۃ الوداع کے دن پڑھتے ہیں اس کا پڑھنا کیسا ہے کیا تمام عمر کی نماز جو قضاء ہو چکی ہیں معاف ہو جائیں گی۔

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) لولاک لماخلقت الافلاک قال الصغانی انه موضوع کذافی الخلاصة لکن معناه صحيح فقدروى الديلمى عن ابن عباسؓ مرفوعاً اتانى جبرئيل فقال يامحمد لولاک لماخلقت الجنة ولولاک ماخلقت النار وفى رواية بن عساكرلولاک ماخلقت الدنيا اھ موضوعات کبیر[1]

حدیث علماء امتى كانبياء بنى اسرائيل قال الدِّمْيَرِى والعسقلانى لااصل له وكذا قال الزركشى وسكت عنه السيوطى واما حديث العلماء ورثة الانبياء فرواه الاربعة عن ابى الدرداءؓ اھ موضوعات کبیر[2] انا احمد بلاميم وانا عرب بلاعين کسی حدیث کی کتاب میں نظر سے نہیں گذری۔ بظاہر یہ دونوں روایت موضوع معلوم ہوتی ہیں۔ واللہ اعلم اور حدیث لولاک لما خلقت الخ وعلماء امتى الخ معنیً صحیح ہیں۔

(۲) اس طرح قضاء عمری پڑھنے سے عمر بھر کی قضا نمازیں معاف نہیں ہوتیں اور یہ

---

[1] الموضوعات الكبير ص ۱۰۱ /مطبوعه كراچى حرف اللام ، كشف الخفاء ص ۲۲۳ / ج ۲ / مطبوعه بيروت.

[2] الموضوعات الكبير ص ۸۲ /مطبوعه كراچى حرف العين.

قضاء عمری شرعاً بے اصل و بدعت ہے[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مظاہر علوم سہارنپور ۲۶/۴/۵۵ھ

صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

حدیث لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ

سوال:- لولاک لماخلقت الافلاک. لولاک لماخلقت الدنیا ۔ان دونوں میں سے کس کے الفاظ صحیح ہیں۔حدیث پاک کی کس کتاب میں مذکور ہیں اور باب و صفحہ تحریر فرمایئے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

لولاک لماخلقت الافلاک[۲] کو مولانا تھانویؒ نے امداد الفتاویٰ[۳] ص ۹۰/ میں اور مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے فتاویٰ عزیزی[۴] میں موضوع لکھا ہے۔علامہ شوکانیؒ نے الفوائد المجموعۃ فی الاحادیث الموضوعہ ص ۱۰۸/[۵] میں موضوع بتایا ہے۔لیکن ملا علی قاری نے

---

[۱] من قضى صلوٰة من الفرائض فی آخر جمعة من شهر رمضان كان ذلک جابراً لكل صلوة فائتة في عمره الى سبعين سنة باطل قطعاً لانه مناقض للاجماع على ان شيئاً من العبادات لايقوم مقام فائتة سنوات الخ (الموضوعات الكبير ص ۱۲۵ /مطبوعه کراچی حرف المیم)

[۲] **ترجمہ:** اگر آپ نہ ہوتے تو میں افلاک کو پیدا نہ کرتا مطلب یہ ہے کہ اے محمد ﷺ اگر آپ کو پیدا کرنا مقصود نہ ہوتا تو میں آسمانوں کو بھی پیدا نہ کرتا۔

[۳] یہ حدیث مذکور فی السوال (لولاک لماخلقت الافلاک) کہیں نظر سے نہیں گذری اور ظاہراً موضوع معلوم ہوتی ہے (امداد الفتاویٰ ص ۹۷/ج ۵/حدیث کے متعلق مباحث ومسائل، حدیث لولاک لماخلقت الافلاک کی تحقیق، مطبوعہ زکریا بکڈپو دیوبند)

[۴] منہ حدیث لولاک لماخلقت الافلاک در ہیچ کتاب بنظر نیامدہ (فتاوی عزیزی ص ۱۲۲/ج ۱/ بیان حدیث لولاک الخ مطبوعہ رحیمیہ دیوبند)

[۵] الفوائد المجموعۃ ص ۳۲۶/ باب فضائل النبی ﷺ ورقم الحدیث ۱۸/ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت۔

موضوعات کبیر[1] میں تحریر فرمایا ہے۔ لولاک لماخلقت الافلاک قال الصغانی انه موضوع کذافی الخلاصة لکن معناه صحیح فقد روی الدیلمی عن ابن عباسؓ موفوعاً اتانی جبرئیل فقال یامحمد صلی الله علیه وسلم لولاک ماخلقت الجنة لولاک ماخلقت النار وفی روایة ابن عساکر لولاک ماخلقت الدنیا. اس سے معلوم ہوا کہ اس کے الفاظ موضوع ہیں۔ مگر معنی صحیح ہیں اسی عبارت سے حدیث لولاک لما خلقت الدنیا کا حال بھی معلوم ہوگیا۔ کہ اس کو ابن عساکرؒ نے روایت کیا ہے۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

اِنَّ لِلْقُرْآنِ ظَهْراً وَبَطْناً

سوال:- اِنَّ لِلْقُرْآنِ ظَهْراً وَبَطْناًاِلٰی سَبْعِیْنَ الْبَطْنِ وفی روایة الیٰ سبعین بطناً۔ اس کا ترجمہ کیا ہے اور یہ حدیث ہے یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

مجھے اس طرح یہ کسی حدیث کی کتاب میں دیکھنا یاد نہیں[2] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] الموضوعات الکبیر ص ۱۰۱ /مطبوعه کراچی ص ۵۹/ مطبوعه مجتبائی دهلی حرف اللام.

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد سنایا۔ اگر آپ نہ ہوتے تو میں جنت کو پیدا نہ کرتا اگر آپ نہ ہوتے تو میں جہنم کو پیدا نہ کرتا اور ابن عساکرؒ کی روایت میں ہے۔ اگر آپ نہ ہوتے تو میں دنیا کو پیدا نہ کرتا۔

[2] **نوٹ:** -حدیث میں ظہر او بطن کا ذکر تو ہے لیکن سبعین بطن کا ذکر نہیں۔ عن ابن مسعودؓ قال قال رسول الله ﷺ انزل القرآن علیٰ سبعة احرف لکل آیة منها ظهر و بطن الحدیث مشکوٰة ص ۳۵ / کتاب العلم، الفصل الثانی، اتحاف السادة ص ۶۵ / ج ۲ / کتاب قواعد العقائد، الفصل الثانی، مطبوعه دار الفکر.

حدیث کنت کنزاً مخفیاً کی تحقیق

سوال:- یہ روایت کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا میں نے چاہا کہ خود کو ظاہر کروں پس اس عالم کو پیدا کیا۔ اس کے عربی الفاظ کیا ہیں؟ یہ حدیث کیسی ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

حدیث کنت کنزاً مخفیاً لااعرف فاحببت ان اعرف فخلقت خلقا فعرفتهم بی فعرفونی[۱] قال ابن تیمیة لیس من کلام النبی علیه السلام ولایعرف له سند صحیح ولاضعیف وتبعه الزرکشی والعسقلانی لکن معناه صحیح مستفادمن قوله وماخلقت الجن والانس الالیعبدون ای لیعرفون کمافسره ابن عباس ؓ۔ (موضوعات کبیر[۲] ص ۵۴ر مطبوعہ مجتبائی)

اس سے معلوم ہوا کہ یہ روایت بلاسند ہے اور حضور اقدس ﷺ کا کلام نہیں البتہ تفسیر ابن عباس ؓ سے اس کے معنیٰ کی ایک درجہ میں تائید ہوتی ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

کُنتُ کنزاً مخفیاً الحدیث

سوال:- ایک مولوی صاحب نے ایک حدیث بیان کی تھی کہ ''کنتُ کنزاً مخفیاً فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ الخ ''اور اس حدیث کا مطلب یہ بیان کیا تھا کہ تمام

---

[۱] **ترجمہ:** میں غیر معروف مخفی خزانہ تھا میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں پس میں نے مخلوق کو پیدا کیا اور ان کو اپنی معرفت کرائی سو انھوں نے مجھ کو پہچانا۔

[۲] الموضوعات الکبیر ص ۹۳ رحرف الکاف مطبوعه کراچی المصنوع فی معرفة الحدیث الموضوع ص ۱۰۱ رحرف الکاف، رقم الحدیث ۲۳۲، مکتب المطبوعات الاسلامیة حلب مصر کشف الخفاء ص ۱۳۲ رج ۲ رحرف الکاف رقم الحدیث ج ۲ ۲۰۱۶ مطبوعه بیروت لبنان، المقاصد الحسنه ص ۳۲۷ ررقم الحدیث ۸۳۸ رمطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت.

اشیاء کے ساتھ اللہ تعالیٰ لگے ہوتے ہیں۔ کیا ایسا مطلب لینا صحیح ہے۔؟ برائے مہربانی اطلاع فرمائیں۔

نوٹ: -حضرت شیخ الہندؒ نے اپنے ترجمہ قرآن مجید میں سورۂ طلاق کی آخری آیت "اِنَّ اللّٰہَ قَدْ اَحَاطَ بِکُلِّ شَیءٍ عِلْماً" کے بارے میں حاشیہ میں تحریر فرمایا ہے کہ "کنت کنزاً الخ" گو یہ حدیث محدثین کے نزدیک صحیح نہیں ہے۔ غالباً یہ حدیث اس آیت سے مستفاد ہے۔ اوکما قال۔ لیکن میری سمجھ میں نہیں آتا کہ حدیث اس آیت سے کیسے مستفاد ہے۔ برائے کرم اس حدیث کے ساتھ اس آیت کے تعلق کو سمجھا کر ثواب دارین حاصل کریں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر ان مولوی صاحب کے بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ کی معرفت دنیا کی ہر ہر شئی سے ہوسکتی ہے اور ہر شئی سے وجود خداوندی اور قدرتِ خداوندی پر استدلال کیا جاسکتا ہے تو یہ معنیٰ لینا درست ہے لیکن لفظ غیر محتاط ہے۔

حضرت شیخ الہندؒ کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ کنت کنزاً مخفیاً یا اس قسم کی جو چیزیں زبانوں پر یا اوراق میں پائی جاتی ہیں ان کا منشاء اور ماخذ یہ آیت بن سکتی ہے۔ جو عموم علم، عموم قدرت پر نص ہے۔[۱] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۵/۲/۸۸ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۶/۲/۸۸ھ

---

[۱] کنت کنزاً الاعرف. فأحببت ان اعرف فخلقت خلقا فعرفتهم بی فعرفونی. نص الحفاظ كابن تيمية والزركشی والسخاوی علی انه لااصل له (المصنوع فی معرفه الحديث الموضوع ص ۱۰۱/حرف الكاف رقم الحديث ص ۲۳۲/ مطبوعه حلب مصر) الموضوعات الكبير ص ۹۳/حرف الكاف، مطبوعه كراچی، كشف الخفاء ص ۱۳۲/ج ۲/حرف الكاف، رقم الحديث ج ۲۰۱٦/مطبوعه بيروت لبنان المقاصد الحسنة ص ۳۲۷/رقم الحديث ۸۳۸/ مطبوعه دار الكتب العلميه بيروت.

کُنتُ نبیاً و اٰدم پر اشکال

سوال:- کنتُ نبیاً و آدم بین الخ کیا یہ درست ہے؟ حدیث شریف کا مطلب وضاحت سے فرمائیں۔ اگر آپ ازل سے نبی تھے تو پھر حق کی تلاش میں کم وبیش چالیس ۴۰ دن تک غارِ حرا میں کیوں بیٹھے رہے؟ اور وَوَجَدَکَ ضَالًّا کس لئے ارشاد ہوا؟ پہلی وحی کے بعد کیوں آپ خائف ہوئے، اور زَمِّلُوْنِیْ فرماتے ہوئے گھر تشریف لے گئے۔ اور پھر حضرت خدیجہؓ نے تسلی وتشفی دی، حضرت نوفل کے پاس لے گئیں۔ تو یہ باتیں ازلی نبوت کے منافی معلوم ہوتی ہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ روایت درست ہے[۱]۔ اس کی تشریح اس طرح ہے۔ قد جاء ان اللہ تعالیٰ خلق الارواح قبل الاجساد فقد تکون الاشارۃ بقولہ کنتُ نبیاً الی روحہ الشریفۃ والیٰ حقیقتہ والحقائق تقصر عقولنا عن معرفتھا وانما یعلمھا خالقھا ومن امدہ بنور الٰہی ثم ان تلک الحقائق یوتی اللہ کل حقیقۃ منھا مایشاء فی الوقت الذی یشاء فحقیقۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم قد تکون من قبل خلق اٰدم اٰتاھا اللّٰہ ذٰلک الوصف بان یکون خلقھا متھیئۃ لذٰلک وافاضۃ علیھا من ذٰلک الوقت فصار نبیاً الحاوی للفتاویٰ ص ۱۰۰ / ج ۲[۲]۔ اس تشریح کے بعد کوئی اشکال نہ ہوگا۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین غفرلہٗ

---

[۱] کنت نبیا وآدم بین الروح والجسد اخرجہ احمد والبخاری فی تاریخہ والبغوی وابن السکن وغیرھمافی الصحابۃ وابو نعیم فی الحلیۃ وصححہ الحاکم. وکذاھو بھذااللفظ عندالترمذی وغیرہ عن ابی ہریرۃ متی کنت او کتبت نبیاقال واٰدم وذکرہ (باقی حواشی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

لو کان موسیٰ وعیسیٰ حیین کی تحقیق

سوال:- یہاں ایک قادیانی مولوی صاحب کی اور پادری صاحب کی بحث چل کر (لو کان موسیٰ وعیسیٰ حیا) پر ٹھہر گئی۔ قادیانی مولوی حدیث کی کتب سے یہ الفاظ بتلادے تو پادری کے جامع مسجد کو پچاس روپیہ دینے پر بات ٹھہری ہے۔ قادیانی مولوی نے لاہور کی لائبریری سے کتب منگا کر بتلانا قبول کیا ہے اور لائبریری کو لکھا ہے مندرجہ ذیل کتب ارسال کرنے کو لکھا ہے اور لکھا ہے کہ یہ حدیث ان کتب میں ہے۔ آپ تحریر فرمائیں کہ یہ کتب حدیث کی کتب ہیں یا نہیں؟

(۱) زرقانی علیٰ مواہب اللدنیہ (۲) الیواقیت والجواہر

(۳) شرح فقہ اکبر (۴) مدارج السالکین

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) زرقانی[۱] مواہب لدنیہ کی شرح ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔

(۲) الیواقیت والجواہر[۲] میں شیخ اکبر کی فتوحات مکیہ کے مغلق مقامات کو حل کیا گیا ہے۔

(پچھلے صفحہ کا بقیہ حواشی) وقال الترمذی انه حسن صحیح الخ (المقاصد الحسنه ص۳۲۷/رقم الحدیث ۸۳۷/ مطبوعه بیروت لبنان، کشف الخفاء ص ۱۲۹/ ج۲/حرف الکاف مطبوعه لبنان بیروت)

ترجمہ: میں نبی تھا اور آدم علیہ السلام روح وجسم کے درمیان تھے۔

[۲] الحاوی للفتاوٰی ص ۱۰۰/ ج۲/مطبوعه فیصل آباد پاکستان.

---

[۱] المواهب اللدنیة بالمنح المحمدیة فی السیرة النبویة فی مجلد للشیخ الامام شهاب الدین القسطلانی المصری المتوفی سنة ۹۲۳ /ثلاث وعشرین وتسع مائة الی ماقال "وشرح المواهب المولیٰ العلامة خاتمة المحدثین محمد بن عبدالباقی الزرقانی المصری المالکی المتوفیٰ سنة ۱۱۲۲/ اثنتین وعشرین ومائة والف شرحا حافلافی اربع مجلدات ،کشف الظنون ۷، ۱۸۹۶/ ج۲/ مطبوعه دارالفکر.

[۲] الیواقیت والجواهر فی بیان عقائد الاکابر للشیخ عبدالوهاب الشعرانی کشف الظنون ص۲۰۵۴/ ج۲/ مطبوعه دارالفکر.

روایات حدیث جمع کرنے کا اس میں اہتمام نہیں۔ بلکہ علم الاسرار وعلم التصوف کے مضامین کو اس میں بیان کیا ہے۔

(۳) شرح فقہ اکبر علم کلام[۱] میں ہے۔علم حدیث میں نہیں۔

(۴) مدارج السالکین[۲] ہمارے پاس موجود نہیں۔اس کے نام سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بھی تصوف میں ہے۔فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ ۵۵/۸/۳۰ھ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

صحیح: عبداللطیف یکم رمضان ۱۳۵۵ھ

یہ الفاظ روایات صحیحہ کے خلاف ہیں صحیح روایات میں صرف "لو کان موسیٰ" ہے عیسیٰ نہیں ہے[۳] اگر تفصیل اس بحث کی دیکھنی ہو تو عقیدۃ الاسلام فی حیوٰۃ عیسیٰ علیہ السلام دیکھو۔فقط واللہ اعلم

سعید احمد غفرلہٗ

نجد میں فتنوں اور زلازل سے متعلق چند احادیث

سوال:- مندرجہ ذیل احادیث صحیح ہیں یا غلط؟ اگر صحیح ہیں تو ان کا ترجمہ تحریر فرمائیں۔

---

[۱] الفقه الاكبر فى الكلام للامام الاعظم ابى حنيفة نعمان بن ثابت الكوفى وشرحهٗ لمولٰنا على القارى فى مجلد وسمّاه منح الازهر كشف الظنون ص۱۲۸۷/ج۲/ مطبوعه دارالفكر.

[۲] مدارج السالكين الى رسوم طريق العارفين للشيخ عبدالوهاب الشعرانى الخ كشف الظنون ص۱۶۴۰/ج۲/ مطبوعه دارالفكر.

[۳] وجاء فى حق موسٰى عليه السلام :لوان موسٰى كان حيّا ماوسعه الااتباعى ،ذكره فى الفتح من باب قوله صلى اللّٰه عليه وسلم "لاتسألوا اهل الكتاب عن شىء (ص۲۸۱/ج۱۲/) وهو فى المسند (۳۳۸/ ج۳/) عن جابر، وكذا وقع هذا الحديث بذكر موسٰى فقط فى الكتب حيثما تناقلوه كما فى كنز العمال (۵۱/ج۱/)عن كتب عديدة الى ماقال وحيثما وقع بذكر عيسٰى ايضاً كما فى نسخة تفسير ابن كثير فمن سهوالنا سخين قطعا وبتّا ولااصل له فى كتاب من كتب الحديث، عقيدة الاسلام مختصراً ص۸۰، ۸۱/ المجلس العلمى ڈابهيل .

حدیث(۱) وَاَنَّـهُ سَيَكُوْنُ فِيْ اُمَّتِيْ كَذَّابُوْنَ ثَلاثُوْنَ كُلُّهُمْ يَزْعُمُ اَنَّهٗ نَبِيُّ اللّٰهِ وَاَنَا خَاتِمُ النَّبِيِّيْنَ لَانَبِيَّ بَعْدِىْ. ازمشکوٰۃ ص ۴۶۵/.

حدیث(۲) اِذَارَأَيْتُمُ الَّذِيْنَ. الحديث، از مشکوٰۃ ص ۵۵۴/.

حدیث(۳) يَكُوْنُ فِيْ اٰخِرِالزَّمَانِ دَجَّالُوْنَ كَذَّابُوْنَ. ازمشکوٰۃ ص ۲۸/.

حدیث(۴) يَتَحَدَّثُوْنَ بِالْاَحَادِيْثِ. از مشکوٰۃ ص ۲۸/.

حدیث(۵) لَاُالْفِيَنَّ اَحَدَكُمْ. // // ص ۲۹/.

حدیث(۶) اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَافِي شَامِنَا اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَافِي يَمَنِنَا. مشکوٰۃ ص ۵۸۲/.

حدیث(۷) هُنَاكَ الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ وَبِهَا يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ. از مشکوٰۃ.

مذکورہ بالا احادیث علماء بریلی نے ایک رسالہ میں تحریر کی ہیں اوران کا ترجمہ بھی تحریر کیا ہے جو کہ علماء دیوبند کے خلاف کیا ہے۔ مجھے آپ کے ترجمہ سے ملانا ہے۔ صحیح ہے یا غلط؟ اور پھر ایک بدعتی کو دکھلانا ہے۔

الجواب حامداًومصلیاً

احادیث مذکورہ فی السوال پوری پوری نہیں ہیں بلکہ وہ پوری حدیث سے ٹکڑے لئے گئے ہیں، پوری حدیث مع ترجمہ اس طرح ہیں۔

(۱) عَنْ ثُوْبَانَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَاوُضِعَ السَّيْفُ فِيْ اُمَّتِيْ لَمْ يُرْفَعْ عَنْهَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَلَاتَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَلْحَقَ قَبَائِلُ مِنْ اُمَّتِيْ بِالْمُشْرِكِيْنَ وَحَتّٰى تَعْبُدَقَبَائِلُ مِنْ اُمَّتِيَ الْاَوْثَانَ وَاَنَّهٗ سَيَكُوْنُ فِيْ اُمَّتِيْ كَذَّابُوْنَ ثَلَاثُوْنَ كُلُّهُمْ يَزْعُمُ اَنَّهٗ نَبِيُّ اللّٰهِ وَاَنَا خَاتِمُ النَّبِيِّيْنَ لَانَبِيَّ بَعْدِىْ وَلَاتَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ اُمَّتِيْ عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِيْنَ لَايَضُرُّهُمْ مَنْ خَالَفَهُمْ حَتّٰى يَاْتِيَ اَمْرُاللّٰهِ رواه ابوداؤد والترمذی (مشکوٰۃ شریف[1] ص ۴۶۵/ کتاب الفتن) حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے

---

[1] مشکوٰۃ شریف ص ۴۶۵/ کتاب الفتن،الفصل الثانی مطبوعہ یاسرندیم دیوبند.

کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ جب میری امت میں تلوار کھینچی جائے گی تو وہ میری امت سے قیامت تک نہیں اٹھائی جائے گی اور قیامت نہیں آئیگی یہاں تک کہ میری امت کے چند قبائل مشرکین سے جا ملیں اور یہاں تک کہ میری امت کے چند قبائل بت پرستی کرنے لگیں۔ عنقریب میری امت میں تیس جھوٹے پیدا ہوں گے، جن میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کریگا کہ وہ اللہ کا نبی ہے۔ حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں اور میری امت میں سے ایک جماعت حق پر ہوگی جو غالب رہے گی اور مخالفین کی مخالفت ان کو کچھ مضر نہ ہوگی۔

(۲) عَنْ اِبْنِ عُمَرؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا رَأَیْتُمُ الَّذِیْنَ یَسُبُّوْنَ اَصْحَابِیْ فَقُوْلُوْا لَعَنَۃُ اللّٰہِ عَلٰی شَرِّکُمْ .رواہُ الترمذی (مشکوٰۃ[1] ص ۵۵۴/)

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرت رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو میرے اصحاب کو بُرا کہتے ہیں تو تم کہو کہ خدا کی لعنت ہو تمہارے فعلِ بد پر۔

(۳) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَکُوْنُ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ دَجَّالُوْنَ کَذَّابُوْن یَاْتُوْنَکُمْ بِالْاَحَادِیْثِ بِمَالَمْ تَسْمَعُوْا اَنْتُمْ وَلَا اٰبَاءُ کُمْ فَاِیَّاکُمْ وَاِیَّاهُمْ لَایُضِلُّوْنَکُمْ وَلَایَفْتِنُوْنَکُمْ رواہ مسلم[2] (مشکوٰۃ ص ۲۸/ باب الاعتصام بالکتاب و السنۃ)

(۴) حاشیہ ۱۴/قولہ بمالم تسمعوا انتم و لااٰبائکم ای یتحَدَّثون بالاحادیث الکاذبۃ ویبتدعون احکاماً باطلۃ و اعتقادات فاسدۃ[3] (مرقاۃ)

---

[1] مشکوٰۃ شریف ص ۵۵۴/ باب مناقب الصحابۃؓ الفصل الثالث مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند.

[2] مشکوٰۃ شریف ص ۲۸/باب الاعتصام بالکتاب و السنۃ مقدمۂ مسلم ص ۱۰/ج ۱/ باب النھی عن الروایۃ عن الضعفاء.

[3] حاشیہ مشکوٰۃ شریف ص ۲۸ /حاشیہ ۱۴/مرقاۃ ص ۱۹۰/ج ۱/باب الاعتصام بالکتاب و السنۃ مطبوعہ بمبئی.

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آخری زمانہ میں فریب دینے والے جھوٹے ہوں گے، جوکہ تمہارے پاس ایسی ایسی حدیث لائیں گے جوکہ تم نے اور تمہارے باپ دادا نے نہیں سنی۔ پس تم ان سے بچو اور اپنے آپ کو بچاؤ۔ تم کو وہ نہ گمراہ کریں اور نہ فتنے میں ڈالیں۔ یعنی جھوٹی حدیثیں بیان کریں گے اور احکام باطلہ اور اعتقادات فاسدہ بتائیں گے۔

(۵) عَنْ اَبِی رَافِعٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاُالْفِيَنَّ اَحَدَكُمْ مُتَّكِأً عَلٰى اَرِيْكَتِهٖ يَاْتِيْهِ الْاَمْرُ مِنْ اَمْرِیْ مِمَّا اَمَرْتُ بِهٖ اَوْنَهَيْتُ عَنْهُ فَيَقُوْلُ لَااَدْرِیْ مَاوَجَدْنَا فِیْ كِتَابِ اللّٰهِ اِتَّبَعْنَاهُ رواهُ احمد وابوداؤد والترمذی وابن ماجه والبيهقی فی دلائل النبوة (مشكوٰة شريف[1] ص ۲۹/)

حضرت ابورافعؓ سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں تم کو ایسی حالت میں نہ پاؤں کہ تم میں سے کوئی اپنے تخت پر تکیہ لگائے بیٹھا ہو اور اس کے پاس میرا کوئی حکم آوے جس کا میں نے حکم کیا ہو یا اس سے منع کیا ہو اور وہ یوں کہہ دے کہ میں نہیں جانتا۔ جو ہم قرآن میں پاتے ہیں اس کا اتباع کرتے ہیں۔

(۶-۷) عَنْ اِبْنِ عُمَرَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَافِیْ شَامِنَا وَاللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَافِیْ يَمْنِنَا قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَفِیْ نَجْدِنَا قَالَ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِیْ شَامِنَا اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِیْ يَمْنِنَا قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَفِیْ نَجْدِنَا فَاَظُنُّهُ قَالَ فِی الثَّالِثَةِ هُنَاكَ الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ وَبِهَا يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانُ رواهُ الْبُخاری (مشكوٰة شريف[2])

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے

---

[1] مشكوٰة شريف ص ۲۹/ باب الاعتصام بالكتاب والسنة مطبوعه ياسر نديم ديوبند.

[2] مشكوٰة شريف ص ۵۸۲/ باب ذكر اليمن والشام مطبوعه ياسر نديم ديوبند.

خداوند تعالیٰ ہم کو ہمارے شام میں برکت دے۔اے اللہ ہم کو ہمارے یمن میں برکت دے۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول (ﷺ) یوں بھی فرمایئے کہ اے اللہ ہم کو ہمارے نجد میں بھی برکت دے۔ پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے اللہ ہم کو ہمارے شام میں برکت دے اے اللہ ہم کو ہمارے یمن میں برکت دے۔ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسولؐ ہمارے نجد میں بھی۔ حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ آنحضرت ﷺ نے تیسری مرتبہ فرمایا کہ اس جگہ یعنی نجد میں زلزلے اور فتنے ہیں۔

نوٹ: اگر کوئی شخص یہ کہے کہ یہ احادیث حضرت نبی اکرم ﷺ نے علماء دیوبند کی مذمت کیلئے ارشاد فرمائی ہیں تو وہ شخص حضور اکرم ﷺ پر بہتان باندھ کر اپنے لئے جہنم کا سامان کر رہا ہے۔ حدیث پاک میں ارشاد ہے۔ مَنْ کَذَبَ عَلَیَّ مُتَعَمِّداً فَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ[1] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

زلزلہ کے اسبابُ حدیث اور قول فلاسفہ میں تعارض

سوال:- زلزلہ کے شرعی نقطۂ نظر سے کیا کیا اسباب وعلل ہیں اگر کثرتِ معاصی اس کے اسباب قرار دیئے جائیں تو کوئی صحیح حدیثِ رسول اللہ ﷺ بھی اس کے متعلق منقول ہے یانہیں؟ اگر ہے تو مع حوالہ تحریر فرمائیں۔ تو پھر حدیث کے مقابلہ میں فلاسفہ اور سائنسدانوں کے نظریہ کا کیا جواب ہوگا جو اس بات کے مدعی ہیں کہ زمین کے سوراخوں میں ہوا داخل ہو جاتی ہے اور وہ دفعتاً نکلنا چاہتی ہے تو نکل نہیں سکتی۔ پھر اس کی تیزی کی وجہ سے زمین میں زلزلہ پیدا ہو جاتا ہے۔ نیز سائنسدانوں نے یہ بھی دعویٰ کیا ہے کہ زمین کے نیچے اجزاء ناریہ ہیں۔ جب وہ متحرک ہوتے ہیں تو زمین میں زلزلہ پیدا ہو جاتا ہے۔ یہ لوگ آلات کے

---

[1] مشکوٰۃ شریف ص ۳۲/ کتاب العلم مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند۔ **ترجمہ**: جس نے جان بوجھ کر میری جانب جھوٹ منسوب کیا تو چاہیئے کہ وہ اپنا ٹھکانہ جہنم بنالے۔

ذریعہ ان اجزاء ناریہ کو دیکھ کر چند دن پہلے ہی بتا دیتے ہیں کہ فلاں وقت میں زلزلہ ہوگا۔ ٹھیک اسی وقت پر زلزلہ بھی ہو جاتا ہے۔

نیز شاستر والے بھی جنتریوں میں ایسا ہی لکھ دیتے ہیں اور ہم نے اس سال تجربہ بھی کیا جو دن یا وقت جنتری میں لکھا تھا ٹھیک اسی وقت پر زلزلہ ہوا۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ مفصل بیان فرمائیں۔ چونکہ ہمیں ان لوگوں سے ہمیشہ واسطہ پڑتا رہتا ہے۔ اس لئے براہِ کرم عقلی ونقلی جواب سے تفصیلی طور پر مطلع فرمائیں۔ شرعی اسباب وعلل اور ان لوگوں کے نظریہ میں تطبیق بھی ہوسکتی ہے یا نہیں؟ اگر کثرت معاصی زلزلہ کی علت ہے۔ تو پھر ان لوگوں کو کیسے معلوم ہو جاتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) احادیث سے یہ بات ثابت ہے کہ قیامت کے قریب بکثرت زلزلے آئیں گے[۱] زلزلۂ قیامت کا تذکرہ قرآن کریم میں بھی ہے۔ اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا[۲] اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَیْءٌ عَظِیْمٌ[۳] حضور اکرم ﷺ کے سامنے بھی زلزلہ آیا جس پر ارشاد فرمایا کہ ابھی وقت نہیں آیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بصراحت اس کا سبب کثرت ذنوب کو فرمایا ہے۔ فتاویٰ عزیزی[۴] وغیرہ میں بھی ایسا ہی لکھا ہے۔ اس کی صورت خواہ یہ ہو کہ زمین کی رگیں ملائکہ کھینچتے ہیں خواہ یہ ہو کہ زمین میں ہوا بھرنے سے یا نکالنے میں یا کوئی اور صورت ہو۔

---

[۱] عن ابی ہریرۃؓ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لاتقوم الساعۃ حتی یقبض العلم وتکثر الزلازل الحدیث بخاری شریف ص ۱۴۱/ج ۱/ابواب الاستسقاء باب ماقیل فی الزلازل الخ مطبوعہ اشرفی دیوبند.

[۲] سورۃ الزلزال آیت ۱/. **ترجمہ:** جب زمین اپنی سخت جنبش سے ہلائی جاوے گی (بیان القرآن ص ۱۱۳/ج ۳/)

[۳] سورۃ الحج آیت ۱/۔ **ترجمہ:** یقیناً قیامت کا زلزلہ بڑی بھاری چیز ہوگی (بیان القرآن ص ۶۱/ج ۲/)

[۴] حق تعالیٰ برای آگاہ کردن بندگان غافل وبرائے سبک کردن زمین از گناہاں بندگان ملائک را حکم می فرماید قطعہ را از زمین حرکت دھند اینہا بادتند در زمین داخل میکنند کہ بسبب قوت حرکت آن زمین در جنبش آید۔ فقط (فتاویٰ عزیزی ص ۱۲۶/ج ۲/مطبوعہ رحیمیہ دیوبند حقیقت زلزلہ)

ترجمہ: حق تعالیٰ غافل بندوں کو آگاہ کرنے کے لئے اور زمین کو گناہوں سے ہلکا کرنے کے لئے فرشتوں کو حکم فرماتے ہیں کہ زمین کے ایک ٹکڑے کو حرکت دیں (یہ فرشتے) سخت ہوا زمین میں داخل کر دیتے ہیں کہ اس کی حرکت کی قوت کے سبب سے زمین جنبش میں آجاتی ہے۔

یہ سب اس عالم اسباب میں ظاہری صورتیں ہیں جیسے حدیث پاک میں آتا ہے کہ جہنم کا ایک سانس ٹھنڈا ہے جس سے سردی پھیلتی ہے۔ایک سانس گرم ہے جس سے گرمی پھیلتی ہے[1] حالانکہ بظاہر اسباب موسم کے تغیر اور سورج کی شعاعوں سے اس کا ظہور ہوتا ہے جس کو سب جانتے ہیں اور جنتریوں میں چھپا ہوا ہے۔سائنسدانوں کا قول وحی نہیں ہے جس کے تسلیم کرنے یا وحی کے ساتھ متعارض ہونے کی صورت میں تعارض رفع کرنے کی ذمہ داری عائد ہوتا ہم ہوسکتا ہے کہ جہنم کے سانس کا اثر ابتداءً سورج پر پہونچتا ہو جو لوگوں سے مخفی ہو اور سورج کے واسطے سے زمین پر پھیلتا ہو جس کو اور لوگ بھی دیکھتے ہوں اس طرح ممکن ہے کہ کثرت معاصی کی بناء پر زمین کے سوراخوں میں ہوا کا داخل یا خارج ہونا سائنس داں معلوم کرکے بتادیتے ہیں کہ زلزلہ آئے گا۔ایک چھوٹا سا رسالہ (اخبار الزلزلہ) ہے جو اس موضوع پر ہے اس کو ملاحظہ کیا جائے۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

شق صدر کے متعلق روایت کی تحقیق

سوال:- سیرت کی کتابوں میں واقعہ لکھا ہے کہ جب حضور ﷺ دائی حلیمہ کے قبیلہ میں تھے تب شق صدر ہوا اور معراج کی شب میں حطیم میں تھے اس وقت بھی شق صدر ہوا یہ روایت کہاں تک صحیح ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

تفسیر مظہری[2] ج ۱۰/ص ۲۹۰/میں پہلا واقعہ صحیح مسلم سے نقل کیا ہے اور دوسرا واقعہ

[1] عن ابی ہریرۃؓ ان جھنم استأذنت ربھا فنفسھا فی کل عام مرتین فشدۃ الحر من حر جھنم وشدۃ البرد من زمھریرھا ،مسند احمد ص ۳۹۴/ج ۲/مطبوعہ بیروت.

[2] وشرح الصدر قد وقع للنبی صلی اللہ علیہ وسلم فی مرتبۃ العیان مرتین مرۃ فی صباہ کماروی مسلم عن انس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

بخاری شریف[۱] اور مسلم شریف[۲] سے نقل کیا ہے۔ زیادہ تفصیل مطلوب ہو تو تفسیر ابن کثیر[۳] دیکھیں اردو میں ''نشر الطیب[۴]''، میں یہ واقعہ مذکور ہے معراج سے متعلق اس میں جو بیان ہے اس کو علیحدہ بھی کتابی شکل میں شائع کر دیا گیا ہے۔ اس کا نام ہے (تنویر السراج فی لیلۃ المعراج)۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) اتاہ جبرئیل وھو یلعب فی الغلمان فاخذہ فصرعہ فشق عن قلبہ فاستخرج منہ علقۃ فقال ھذا حظ الشیطان منک ثم غسلہ فی طشت من ماء الزمزم ثم لأمہ واعادہ فی مکانہ وجاء الغلمان یسعون الی امہ ای ظئرہ فقالوا ان محمدا قدقتل فاستقبلوہ وھو منتقع اللون قال انس فکنت اری اثر المخیط فی صدرہ ومرۃ ثانیۃ لیلۃ المعراج کمافی الصحیحن عن انس قال کان ابوذر یحدث ان رسول اللہ علیہ وسلم قال ذکر ایضا قصۃ المعراج وفیہ فنزل جبرئیل ففرج صدری ثم غسلہ بماء الزمزم ثم جاء بطشت من ذھب ممتلی حکمۃ وایمانا فافرغہ فی صدری ثم اطبقہ (تفسیر مظہری ص ۲۹۰/ج ۱۰/سورۃ الانشراح مطبوعہ رشیدیہ کوئٹہ)

ترجمہ حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حضرت رسول مقبول ﷺ کے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے جب کہ آنحضرت ﷺ بچوں میں کھیل رہے تھے انہوں نے آپ کو پکڑ کر لٹایا اور قلب مبارک کو چاک کر کے جما ہوا خون نکالا اور کہا یہ شیطان کا حصہ ہے پھر اس کو ایک طشت میں ماءِ زمزم سے دھویا پھر اس کو درست کر دیا اور اس کی جگہ پر رکھ دیا اور بچے دوڑے ہوئے آنحضرت ﷺ کی رضاعی والدہ کے پاس آئے اور کہا کہ محمد ﷺ کو قتل کر دیا گیا لوگ آپ کے پاس آئے اس حالت میں کہ آپ کا رنگ بدلا ہوا تھا حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں آنحضرت ﷺ کے سینۂ مبارک میں سوئی کا نشان دیکھتا تھا اور دوسری مرتبہ لیلۃ المعراج میں ہوا جیسا کہ صحیحین میں ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے لیلۃ المعراج کا واقعہ بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے میرے سینے کو چاک کیا پھر ماءِ زمزم سے دھویا پھر سونے کا طشت لائے جو ایمان وحکمت سے بھرا ہوا تھا اس کو میرے سینہ (دل) میں ڈال کر اس کو سی دیا۔

[۱] بخاری شریف ص ۵۰/ج ۱/ اول کتاب الصلوۃ، باب کیف فرضت الصلوۃ فی الاسراء مطبوعہ اشرفی دیوبند.

[۲] مسلم شریف ۹۲/ج ۱/ باب الاسراء برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی السمٰوات، کتاب الایمان مطبوعہ دار الکتاب.

[۳] تفسیر ابن اکثیر ص ۸۳۰/ج ۴/مطبوعہ تجاربہ مکۃ المکرمۃ، سورۃ الانشراح.

[۴] نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب ﷺ آٹھویں فصل بعض واقعات زمانہ طفولیت میں الخ۔ ص ۲۳/۔

چاروں قل پڑھنے کی روایت

سوال:- صبح وشام یا رات میں سوتے وقت چاروں قل پڑھ کر دم کرنے کی روایت نہیں مل رہی ہے۔ کیا یہ مشائخ سے منقول ہے یا کوئی روایت ہے البتہ قل ثلاثہ کی روایت تو مل گئی۔

الجواب حامداً ومصلیاً

عن فروة بن نوفل عن ابيه اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَاجَاءَ بِکَ قَالَ جِئْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ تُعَلِّمُنِیْ شَيْئًا اَقُوْلُهُ عَنْدَمَنَامِیْ قَالَ اِذَا اَخَذْتَ مَضْجَعَکَ فَاقْرَاُقُلْ يٰاَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ ثُمَّ نَمْ عَلٰى خَاتِمِهَا. فَاِنَّهَا بَرَاءَةٌ مِّنَ الشِّرْکِ[1].
عَنْ عَائِشَةَؓ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَااٰوٰی اِلٰی فِرَاشِهٖ كُلَّ لَيْلَةٍ جَمَعَ كَفَّيْهِ ثُمَّ نَفَثَ فِيْهِمَا قُلْ هُوَاللّٰهُ اَحَدٌوَقُلْ اَعُوْذُبِرَبِّ الْفَلَقِ وَقُلْ اَعُوْذُبِرَبِّ النَّاسِ يَمْسَحُ مِنْ جَسَدِهٖ يَمُرُّبِهِمَا عَلٰى رَاْسِهٖ وَوَجْهِهٖ وَمَااَقْبَلَ مِنْ جَسَدِهٖ يَفْعَلُ ذَالِکَ ثَلَاثَ مَرّاتٍ، عمل اليوم والليلة ص ۱۸۷[2]. فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

---

[1] عمل اليوم والليلة ص ۲۳۸ / قرأة قل يايها الكافرون عند النوم، مطبوعه دار الفكر بيروت، مصنف ابن ابی شيبة ص ۲۴۹ / ج ۱۰ / دار الفكر.

ترجمہ جواب: فروہ ابن نوفل اپنے باپ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت کرتے ہیں (کہ وہ حضرت نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے) حضرت نبی اکرم ﷺ نے حاضری کی وجہ دریافت فرمائی انھوں نے عرض کیا (اس لئے حاضر ہوا ہوں) تاکہ آپ مجھ کو کوئی ایسی چیز تعلیم فرماویں جس کو میں سوتے وقت پڑھ لیا کروں۔ ارشاد فرمایا جب بستر پر لیٹو تو قل یاایھا الکافرون پڑھ کر سو جاؤ اس لئے کہ یہ (صورت) شرک سے برأت ہے۔

[2] عمل اليوم والليلة ص ۲۳۸ / قرأة قل يايها الكافرون عند النوم مطبوعه دار الفكر بيروت، مصنف ابن ابی شيبة ص ۲۴۹ / ج ۱۰ /. حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت رسول مقبول ﷺ جب ہر رات بستر پر تشریف لاتے تو قل ھو اللہ احد اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھ کر دونوں ہاتھوں میں دم فرماتے اور اپنے سر اور چہرہ اور جسم مبارک پر جہاں تک ہاتھ پہونچتا ہاتھ پھیرتے تین مرتبہ ایسا ہی فرماتے۔

تحقیق مجدد

سوال:- مصدر فیض وکرم جناب مہتمم صاحب مدرسہ مظاہر علوم دام فیضہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

(۱) حدیث مجدد کہ صرف ابوداؤد میں آئی ہے، کیا اس کو علماء حدیث نے لفظاً صحیح سمجھا ہے۔

(۲) کیا ہر صدی کے ابتداء یا آخر میں مجدد کا ہونا ضروری ہے کیا مجدد صدی کے درمیان میں نہیں آسکتا۔

(۳) کیا یہ ضروری ہے کہ مجدد ہر صدی میں ضرور ہی ہو۔ کیا مجدد خدائی عہدہ ہے کیا یہ ضروری ہے کہ مجدد اپنے دعویٰ کا اظہار کرے؟

(۴) کیا حدیث شریف کے الفاظ سے یہ نتیجہ نہیں نکل سکتا ہے کہ تجدید کا کام ایک جماعت کرسکتی ہے یہ ضروری نہیں کہ مجدد صرف ایک شخص ہو؟

(۵) علاوہ مندرجہ بالا سوالات کے اگر اور کوئی خاص بات آپ کے علم میں ہوتو وہ بھی ضرور تحریر فرماویں۔ والسلام

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) حدیث: "اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَبْعَثُ لِھٰذِہِ الْاُمَّۃِ عَلٰی رَأْسِ کُلِّ مِائَۃِ سَنَۃٍ مَنْ یُّجَدِّدُ لَھَا دِیْنَھَا" کی حاکم نے مستدرک[۱] میں اور بیہقی نے مدخل میں تصحیح کی ہے۔ علامہ سیوطیؒ نے لکھا ہے۔ اتفق الحفاظ علیٰ انہ حدیث صحیح[۲] ملا علی قاری مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں[۳]

---

[۱] المستدرک ص ۵۲۲/ ج ۴/ کتاب الفتن والملاحم، مطبوعہ دار الفکر بیروت.

[۲] اس حدیث کی شرح میں علامہ سیوطیؒ کا ایک رسالہ ہے جس کا خلاصہ ابوداؤد شریف کے حاشیہ میں لکھا ہے اس میں ہے هذا الحديث اتفق الحفاظ علىٰ تصحيحه منهم الحاكم في المستدرك والبيهقي في المدخل الخ. (حاشیہ نمبر ۵ ابوداؤد ص ۵۸۹/ ج ۲/ اول کتاب الملاحم)

[۳] مرقاة شرح مشكوٰة ص ۳۰۲/ ج ۱/ كتاب العلم، الفصل الثاني، مطبوعه نوريه ديوبند.

ج ۱/ص ۲۴۸/ میں فرماتے ہیں **وسنده صحيح ورجاله كلهم ثقات.**

(۲) مجدد کے لئے یہ ضروری ہے کہ اس کی تجدید شریعت اور تبلیغ احکام کی شہرت ایک صدی کے اخیر اور دوسری صدی کے شروع میں ہو اور جو شخص صدی کے شروع اور اخیر میں اس کام کو انجام نہ دے بلکہ درمیان صدی میں انجام دے تو وہ اس حدیث کے ماتحت مجدد کہلانے کا مستحق نہیں۔

(۳) حدیث مذکور میں وعدہ ہے اور اللہ تعالیٰ وعدہ خلافی نہیں فرماتے اِنَّ اللّٰہَ لَایُخْلِفُ الْمِیْعَادَ[1] لہٰذا معلوم ہوا کہ ہر صدی میں مجدد کا ہونا ضروری ہے اور مجدد خدائی عہدہ ہے لیکن یہ کسی روایت سے معلوم نہیں ہوتا کہ مجدد کو دعویٰ کا اظہار بھی ضروری ہے۔

(۴) حدیث شریف میں لفظ من مذکور ہے اور اس کا اطلاق ایک فرد پر بھی ہوتا ہے اور جماعت پر بھی لہٰذا یہ بھی ممکن ہے کہ تجدید کا کام ایک جماعت کرے **قال صاحب جامع الاصول وقد تكلم العلماء في تاويله وكل واحد اشار الىٰ العالم الذى هو فى مذهبه وحمل الحديث عليه والاولىٰ الحمل علىٰ العموم فان لفظة من تقع علىٰ الواحد والجمع اه** بذل المجہود[2] ص ۴۰۳/ج ۵/ومرقاۃ[3] ص ۲۴۷/ج ۱/۔

اعلم ان المراد من رأس المائة فى هٰذالحديث اٰخرها الىٰ قوله وقال الطيبى الرأس مجاز عن اٰخر السنة وتسميته رأسا باعتبار انه مبدأ لسنة اخرى انتهىٰ الىٰ ان قال وما قال بعض السادات الاعاظم ان قيدالراس اتفاقى وان المراد ان الله يبعث فى كل مائة سواء كان فى اول المائة اووسطها او اٰخرها واختاره ليس بظاهر بل الظاهر ان القيد احترازى ولذٰلك لم يعد كثير من

[1] سورة الرعد آیت ۳۱/۔

[2] بذل المجهود ص ۲۰۲/ج ۱۷/ومطبوعه رشيديه سهارنپور ص ۱۰۴/ج ۵/كتاب الملاحم باب مايذكر فى قرن المأة.

[3] مرقاة ص ۳۰۲/ج ۱/كتاب العلم الفصل الثانى مطبوعه نوريه ديوبند.

الاکابر الذین کانوا فی وسط المائة من المجددین و ان کانوا افضل من المجدد الذی کان علیٰ رأس المائة ففی مرقاة الصعود قدیکون فی اثناء المائة من هوافضل من المجددعلیٰ رأسها نعم لوثبت کون قیدالرأس اتفاقیاً بدلیل صحیح لکان دائرة المجددیة اوسع ولدخل کثیرمن الاکابر المشهورین المستجمعین لصفات المجددیة فی المجددین کامام احمد بن حنبل ومحمد بن اسماعیل البخاری ومالک بن انس ومسلم النیسابوری وابی داؤد السجستانی وغیرهم من ائمة الهدیٰ اھ عون المعبود[1]

(۵) الفوائدالجمّة فیمن یجددالدین لهذه الامة. مولفہ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ اور التنبئة لمن یبعثه علیٰ رأس المائة مولفہ علامہ سیوطیؒ کا مطالعہ کیجئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ ۱/۵/۵۵ھ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۳/ ربیع الثانی ۵۵ھ

کلُّ قصیرٍ اور کُلُّ طویلٍ کی تحقیق

سوال:- حضرت علیؓ اور حضرت عمرؓ میں کس کا قد بڑا تھا۔ حضور ﷺ کی کوئی ایسی حدیث ہے جس میں دونوں کے قد کے متعلق ذکر کیا گیا ہے جس میں الاعمرؓ و الاعلیؓ کہہ کر مذکور ہے۔ کچھ مضمون حدیث غالبًا اس طرح ہے کہ جتنے لمبے وہ سب ایسے الاعمر، جتنے قصیر وہ سب ایسے الاعلی۔

---

[1] عون المعبود ص۱۷۸/تا۱۸۰/ج۴/مطبوعه نشر السنة ملتان، کتاب الملاحم باب مایذکر فی قرن المأة.

الجواب حامداً ومصلیاً

حضرت عمرؓ کا قد دراز تھا حضرت علیؓ سے کذا فی صبح الاعشیٰ[۱] وتاریخ الخلفاء[۲] جن دوالا اِلّا کا آپ نے سوال کیا ہے ان کا نام ونشان متون حدیث میں نہیں ملا۔ لوگوں کی زبان پر جو چیز آجائے بلاسند اس کو حدیث کہہ دینا درست نہیں[۳] طویل اور قصیر کے بارے میں احمق اور فتنہ ہونا کسی حدیث میں نہیں دیکھا۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۲/۱/۸۹ھ

تحقیق اَحدَثَ

سوال:- حدیث شریف میں اَحدَثَ کی تحقیق مطلوب ہے میں سمجھتا ہوں کہ من اَحدَثَ کے معنیٰ نئی چیز کے نکالنا یہ سمجھ صحیح ہے یا غلط کس قاعدے سے یہ معلوم ہو کہ یہ نئی چیز مالیس منہ میں ہے یا نہیں۔ مثال دے کر سمجھایئے۔ فقط

الجواب حامداً ومصلیاً

من احدث ای اتی بامر جدید فی امرنا الذی نشتغل به مالیس منه ای شیئاً لم یکن له سندظاهر او خفی من الکتاب والسنة فهورد ای الذی احدثه

---

[۱] من کان فی غایة الطول کان عمربن الخطاب رضی الله عنه کا نه راکب والناس یمشون لطوله (صبح الاعشی ص۴۴۷/ ج ۱/ مخلصاًالمقالة الاولیٰ الباب الاول ،الفصل الثانی النوع السادس عشر، اوصاف جماعة من المشاهیر)

[۲] اخرج ابن سعد والحاکم عن ذرقال خرجت مع اهل المدینة فی یوم عید فرأیت عمریمشی حافیاً شیخاً اصلع اٰدم اعسرطوالامشرفاً علی الناس کانه علی دابة (تاریخ الخلفاء للسیوطی ص ۹۳/فصل فی صفته (ای عمر) رضی اللّٰه عنه ،مطبوعه مجتبائی دهلی،وکان علی شیخاً (سمینا) اصلع کثیرا لشعر ربعة الی القصرالخ (ایضا ص ۱۱۸/علی بن ابی طالب)

[۳] عن حفص بن عاصم قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم کفیٰ بالمرء کذبا ان یحدث بکل ماسمع مسلم شریف ص ۹/ ج ۱/ فی المقدمة باب النهی عن الحدیث بکل ماسمع مطبوعه یاسرندیم دیوبند.

مردود ا ھ مبارق الازہار ص۲۷/ج ا[1] للبدعة معنی لغوی عام هوالمحدث مطلقاعادة او عبادة ومعنی شرعی خاص هوالزيادة فی الدين اوالنقصان منه الحادثان بعدالصحابة بغير اذن من الشارع لاقولا ولافعلا ولاصريحاولا اشارة فلا تتناول العادات اصلابل تقصرعلیٰ بعض الاعتقادات وبعض صورالعبادات فهٰذه هی مراده عليه السلام لقوله عليه السلام من احدث فی امرنا هٰذامالیس منه فهورد والبدعة فی الاعتقاد هی المتبادرة من اطلاق البدعة والمبتدع والهویٰ واهل الهواء فبعضها كفروبعضها ليست به ولكنها اكبر من كل كبيرة فی العمل حتى القتل والزناوليس فوقها الاالكفرو البدعة فی العبادة وان كانت دونها لكنها ايضا منكر وضلالة لاسيما اذاصادمت سنة مؤكدة ا ھ الطريقة المحمدية[2]

مثلاً قبر پر چراغ جلانا غلاف چڑھانا قبور پرنذر چڑھانا بزرگان دین کی ارواح سے مرادیں مانگنااوران کومتصرف فی الکون اعتقاد کرنا۔وغیرہ وغیرہ۔براہین قاطعہ اصلاح الرسوم۔ بہشتی زیور وغیرہ میں بہت جزئیات وامثلہ موجود ہیں نیز کتاب المدخل اس باب میں بے نظیر ہے چار جلدوں میں ہے۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا هٰذَا الحدیث کا مطلب

سوال:- حدیث مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَاهٰذَا مَالَیْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ. کیا یہ صحیح حدیث ہے۔امر کے معنی حکم کے ہیں۔احداث اس کو کہتے ہیں جوجدید ہو پہلے نہ ہو۔ مالیس منہ کی

---

[1] مبارق الازهار ص۵۳/ج ا/الباب الاول،الفصل الاول ابتداء بمن الموصولة الخ مطبوعه دارالجيل بيروت.

[2] الطريقة المحمدية ص ۱۲، ۱۱/الفصل الثانی فی البدع مطبوعه مصر.

ضمیر کس کی طرف راجع ہورہی جو موجود نہیں ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَاهٰذَا مَالَیْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ[1] صحیح ہے متفق علیہ ہے۔ بخاری[2] و مسلم[3] میں موجود ہے امر سے مراد امر دین ہے جو چیز امر دین سے نہ ہو اس کو ایجاد کرنا اور دین میں داخل کرنا سخت گناہ ہے اسی کو فرمایا گیا ہے کہ یہ رد یعنی مردود ہے منہ کی ضمیر اَمْـرِنَا کی طرف راجع ہے اس حدیث سے جملہ بدعات کا مردود ہونا صاف معلوم ہوتا ہے۔ فتح الباری شرح بخاری[4] جلد ۵ /ص ۲۲۲ / میں لکھا ہے۔ هٰذا الحديث يصلح ان يسمى نصف ادلة الشرع وهٰذا الحديث معدود من اصول الاسلام وقاعدة من قواعده فان معناه من اخترع فى الدين مالايشهد له اصل من اصوله فلايلتفت اليه قال النووىؒ هٰذا الحديث ممايىنبغى ان يعتنىٰ بحفظه واستعماله فى ابطال المنكرات واشاعة الاستدلال به كذلك. فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور جمادی الاولیٰ ۶۹ھ

الجواب صحیح: سعید احمد ۲۱ / جمادی الاولیٰ ۱۸۶۹ھ

---

[1] **ترجمہ:** جو شخص ہمارے اس امر (دین) میں وہ چیز ایجاد کرے جو اس (دین) میں سے نہیں ہے (بدعت) وہ مردود ہے۔

[2] (بخاری شریف ص ۳۷۱ / ج ۱ / كتاب الصلح باب اذا اصطلحوا على صلح جور فهو مردودٌ ،مطبوعه اشرفى ديوبند)

[3] مسلم شريف ص ۷۷ / ج ۲ / كتاب الاقضية باب نقض الاحكام الباطلة ورد محدثات الامور ، مطبوعه سعد ديوبند.

[4] فتح البارى المطبعة الكبرى مصر ص ۲۲۲ / ج ۵ / كتاب الصلح،باب اذا اصطلحوا علىٰ صلح جور فهو مردود.

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ عَلیٰ کُلِّ مُسْلِمٍ کی تشریح

سوال:- حدیث شریف میں آیا ہے۔ طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ عَلیٰ کُلِّ مُسْلِمٍ اس سے علم دین کی کتنی مقدار مراد ہے؟ مفصل جواب تحریر فرماویں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

جتنی مقدار کے ذریعہ سے عقائد حقہ اخلاق فاضلہ فرائض و واجبات اور محرمات کو سمجھا جائے[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

مَنْ صَلّٰی خَلْفَ عَالِمٍ تَقِیٍّ

سوال:- جس نے ایک نماز کسی پرہیزگار امام کے پیچھے پڑھی اس نے گویا بنی اسرائیل کے ایک نبی کے پیچھے نماز پڑھی اور جس نے کسی عالم باعمل متقی کے پیچھے نماز پڑھی اس نے گویا میرے پیچھے نماز پڑھی۔ یہ حدیث کی کس کتاب میں ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ہدایہ[2] میں یہ روایت ہے۔ من صلی خلف عالم تقی فکأنما صلّٰی خلف نبی[3]۔

---

[1] قال الشراح المراد بالعلم مالامندوحة للعبد من تعلمه کمعرفة الصانع والعلم بوحدانیته ونبوة رسوله وکیفیة الصلاة فان تعلمه فرض عین الخ مرقاة ص۲۳۳/ج۱/کتاب العلم مطبوعه اصح المطابع بمبئی، شامی زکریا ص۱۲۶/ج۱/مقدمه، مطلب فی فرض الکفایه وفرض العین فتح الباری ص۱۹۲/ج۱/باب فضل العلم، مطبوعه مکة المکرمة.

[2] هدایه ص۱۲۲/ج۱/باب الامامة، مطبوعه تهانوی دیوبند.

[3] **ترجمہ:** جو شخص کسی متقی عالم کے پیچھے نماز پڑھے ایسا ہے جیسے کسی نبی کے پیچھے نماز پڑھی ہو۔

نصب الرایہ[۱] ص۲۶/ ج ۲/ میں اس کو غریب لکھا ہے اور کوئی تخریج نہیں کی۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۶/ ۷/ ۸۸ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۶/ ۷/ ۸۸ھ

حدیث قضاء عمری

سوال:- قضاء عمری اس خیال سے پڑھی کہ تمام سال کی نماز جوفوت شدہ ہیں اس کے پڑھنے سے معاف ہو جاتی ہیں درست ہے یا نہیں؟ قضاء عمری اس صورت سے پڑھی جاتی ہے دو رکعت نفل با جماعت۔ کیا یہ نماز شریعت اسلامی میں ثابت ہے؟ فقہ کی کونسی کتاب میں لکھی ہوئی ہے اور حدیث کی کسی کتاب میں ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ نماز شرعاً ثابت نہیں۔ نوافل کو جماعت سے پڑھنا مکروہ ہے[۲] دو رکعت اس طور سے پڑھ کر یہ اعتقاد رکھنا کہ اس سے عمر بھر کی فوت شدہ نمازیں معاف ہو جاتی ہیں بالکل اصول شرع کے خلاف ہے جو فرض نماز فوت ہوئی ہے اس کی قضا فرض ہے جو واجب نماز فوت ہوئی ہو اس کی قضا واجب ہے جو سنت نماز فوت ہوئی ہو اس کی قضا سنت ہے **قضاء الفرض والواجب و السنة فرض وواجب وسنة، لف ونشر مرتب وجميع اوقات**

[۱] الحديث الحادى والستون. قال عليه السلام من صلى خلف عالم تقى فكانما صلى خلف نبى قلت غريب (نصب الرايه ص۲۶ ج۲ كتاب الصلوٰة مطبوعه المجلس العلمى ڈابھیل، المقاصد الحسنة للسخاوى ص ۴۱۶/ مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت حرف الميم، كشف الخفاء ص۲۵۷/ ج۲/ رقم الحديث ۲۵۱۴/ حرف الميم، مطبوعه داراحياء التراث العربى بيروت الموضوعات الكبير ص ۱۲۱/ حرف الميم، مطبوعه كراچى، المصنوع فى معرفة الحديث الموضوع ص ۱۵۲/ رقم الحديث ۳۴۴/ مكتب المطبوعات الاسلامية، حلب مصر.

[۲] التطوع بالجماعة اذا كان على سبيل التداعى يكره (الهنديه ص۸۳/ ج۱/ الباب الخامس فى الامامة، الفصل الاول بالجماعة مطبوعه كوئٹه)

العمر وقت للقضاء اھ (درمختار[۱])

جوحدیث قضاء عمری کے لئے انیس الواعظین میں لکھی ہے وہ موضوع ہے موضوعات کبیر[۲] فوائد مجموعہ[۳] عجالۂ نافعہ[۴] وغیرہ میں اس کو موضوع لکھا ہے مولانا عبدالحئی لکھنویؒ نے قضاء عمری کے بطلان میں ایک مستقل رسالہ[۵] تصنیف فرمایا ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

تعمیر کعبہ کے وقت روایت برہنہ ہوجانے کی

سوال:- قبل النبوۃ جوحضور ﷺ نے سیدنا حضرت عباسؓ کے کہنے سے اپنا ازارِ مبارک بناء دیوار کعبہ کے سلسلہ میں دوش پر رکھ لیا تھا، یہ واقعہ بخاری کے کس باب میں ہے اور صفحہ کیا ہے؟ ترجمۃ الباب کیا ہے؟ آنحضرت ﷺ کی عمر مبارک اس وقت کیا ہوگی؟

الجواب حامداً ومصلیاً

باب کراھیة التعری فی الصلوٰة وغیرھا ص ۵۲ / باب فضل مکة

۱؎ الدر المختار ص ۱۰۰ / ج ۱ / باب قضاء الفوائت مطبوعه زکریا دیوبند وشامی زکریا ص ۵۲۴ / ج ۲ / باب قضاء الفوائت.

۲؎ من قضی صلوٰة من الفرائض فی اٰخر جمعة من شهر رمضان کان ذلک جابر الکل صلوة فائتةٍ فی عمره الی سبعین سنة باطل قطعاً لانه مناقض للاجماع علی ان شیئاً من العبادات لایقوم مقام فائتة سنوات الخ. (الموضوعات الکبیر ص ۷۴ / مطبوعه مجتبائی دهلی) المصنوع فی معرفة الحدیث الموضوع ص ۱۵۶ / مکتب المطبوعات الاسلامیة، حلب مصر، کشف الخفاء ص ۲۷۲ / ج ۲ / حرف المیم مطبوعه بیروت لبنان.

۳؎ من صلی فی اٰخر جمعة من رمضان الخمس الصلوٰة المفروضة فی الیوم واللیلة قضیت عنه مااجل به من صلوة سنة هذاموضوع لاشک فیه (الفوائد المجموعہ ص ۲۱)

۴؎ افراط در وعید شدید بر گناہ صغیر باافراط در وعد عظیم بر فعل قلیل چنانچہ من صلی رکعتین فله سبعون الف دار الخ. (عجالہ نافعہ ص ۳۰ /)

۵؎ رسالہ کا نام ردع الاخوان عن محدثات آخر جمعۃ رمضان ہے۔

وبنیانها ص ۲۱۵/ باب بنیان الکعبۃ ص ۵۴۰/ بخاری شریف جلد اول میں تین مواقع پر یہ واقعہ مذکور ہے، ترجمہ وصفحات نقل کر دیئے گئے ہیں۔ بعض شراح کی رائے یہ ہے کہ عمر مبارک اس وقت پندرہ سال کی تھی لیکن عامۃً مؤرخین وشراح نے ۳۵/سال لکھی ہے[۱]۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۲/۱/۸۹ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

بعد عصر مطالعہ کے متعلق حدیث کی تحقیق

سوال:- کیا کوئی ایسی حدیث جس میں عصر کے بعد مطالعہ کی ممانعت کی گئی ہو موجود ہے؟ تسلی بخش جواب سے مطمئن فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

من اکرم حبیبتیه فلایکتب بعدالعصر لیس فی المرفوع ولکن قداوصیٰ الامام احمد بعض اصحابه ان لا ینظر بعدالعصر فی کتاب[۲]. اخرجه الخطیب

---

[۱] قال الزهری لمابنت قریش الکعبة لم یبلغ النبی صلی الله علیه وسلم الحلم وقال ابن بطال وابن التین کان عمره خمس عشرة سنة وقال هشام بین بناء الکعبة والمبعث خمس سنین وقیل ان بناء الکعبة فی سنة ست وثلاثین من مولده صلی الله علیه وسلم وذکر البیهقی بناء الکعبة قبل تزوجه صلی اللّٰه علیه وسلم خدیجة رضی اللّٰه عنها والمشهور ان بناء قریش الکعبة بعد تزوج خدیجة بعشر سنین فیکون عمره صلی اللّٰه علیه وسلم اذذاک خمسة وثلاثین سنه وهو الذی نص علیه محمد بن اسحاق الخ عمدة القاری ص ۷۰/ ج۲/ جزء ۴/ مطبوعه دارالفکر بیروت ،باب کراهیة التعری فی الصلوة، السیرة النبویة لابن هشام ص ۲۰۴/ سیرت مصطفی ص۱۱۳/۔زرقانی علی مواهب اللدنیه ص۲۰۳/ج۱/بنیان قریش الکعبة مطبوعه دارالمعرفة بیروت، السیرة الحلبیة ص ۱۵۶ / ج ۱/.

[۲] **ترجمه:** جوشخص اپنی آنکھوں کوعزیز رکھے وہ عصر بعد نہ لکھا کرے۔ یہ حدیث مرفوع نہیں البتہ امام احمدؒ نے اپنے بعض تلامذہ کو وصیت کی کہ عصر بعد کتاب نہ دیکھا کریں۔

وغیرہ وقال الشافعیؒ فیما رواہ حرملة بن یحییٰ کمااخرجه البیهقی فی مناقبه الوراق انما یأکل دیة عینیه ا ھ المقاصد الحسنة[۱] ص ۳۹۹/. فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۲۷/۳/۹۱ھ

جَزی اللّٰہ عَنَّا بماھو اھلہٗ کی فضیلت

سوال:- فضائل دورد شریف مصنفہ حضرت مولانا محمد زکریا صاحب مدظلہٗ۔ میں جَـزَی الـلّٰـهُ عَـنَّـا بِمَاھُوَ اَھْلُهٗ کی بڑی فضیلت لکھی ہے۔کیا صحیح ہےاورکب کب کیسے کیسے پڑھا جائے؟

الجواب حامداًومصلیاً

جی ہاں صحیح ہے[۲] جب جب جیسے جیسے دل چاہے پڑھا جائے نہ وقت کی تعیین ہے نہ کسی خاص نیت کی تعیین ہے۔فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ دار العلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ دار العلوم دیوبند

---

[۱] المقاصدالحسنة ص ۳۹۹/رقم الحدیث ص۱۰۶۷/حرف المیم مطبوعه دار الکتب العلمیه بیروت ، کشف الخفاء ص ۲۲۹/ج۲/ مطبوعه بیروت ،حرف المیم ،الفوائد المجموعة ص۲۱۷/ دار الکتب العلمیة بیروت.

[۲] عن ابن عباسؓ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ جَزَی اللّٰهُ عَنَّا مُحَمَّداً ﷺ بِمَا هُوَ اَهْلُهٗ اَتْعَبَ سَبْعِیْنَ مَلَکًا اَلْفَ صَبَاحٍ رواہ ابونعیم فی الحلیة وابن هشام فی الترغیب الخ.(القول البدیع ص۴۳/) کنز العمال رقم الحدیث ۳۹۰۰/ص ۲۳۴/ج۲/مطبوعه مؤسسة الرسالة بیروت،المعجم الکبیر للطبرانی ص۱۶۵/ج۱۱/رقم الحدیث ۱۱۵۰۹/مطبوعه دار التراث العربی.

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت نبی اکرم ﷺ کا ارشاد پاک نقل کرتے ہیں کہ جو شخص جزی اللـه عـنـا مـحـمداً صلی الله علیه وسلم بماهوا اهلهٗ اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے حضرت محمد ﷺ کو وہ بدلہ عطا فرمائے جس کے وہ اہل ہیں وہ ستر فرشتوں کو ہزار صبح تک مشقت میں ڈالیگا یعنی ستر فرشتے ہزار روز تک اس کا اجروثواب لکھتے رہیں گے۔

تہتر فرقہ والی حدیث پر اشکال

سوال:- سرچشمۂ ہدایت منبع علم وفضل ،سلام مسنون آپ کا مختصر سا جواب مجھ جیسے کم فہم انسان کی ہدایت کے لئے نا کافی ہے ،خاص طور سے وہ حدیث جو جناب نے وضاحت کے طور پر تحریر فرمائی ہے، یعنی جس طریقہ پر اعتقادی، عملی ،اخلاقی حیثیت سے میں ہوں اور میرے صحابہؓ ہیں، جو فرقہ اس طریقہ پر رہے گا نجات پا جائے گا۔

جہاں تک مجھ کمترین کا علم ہے کہ فرقِ اسلام میں کوئی فرقہ ایسا نہیں ہے جو اپنے آپ کو اس کا مدعی نہ کہتا ہو کہ ہم رسول اکرم ﷺ کے طریقہ پر قائم ہیں اور صرف ایک فرقہ کو چھوڑ کر جتنے فرقہ ہیں اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں خواہ وہ حقیقتاً مسلمان نہ ہوں یہاں تک کہ قادیانی بھی یہ کہتے ہیں کہ ہم صحابہؓ کے عقائد پر قائم ہیں''

سوال یہ ہے کہ یہ کیسے سمجھا جائے کہ کونسا فرقہ واقعی رسول اللہ ﷺ کے اور صحابہ عظامؓ کے طریقہ پر قائم اور باقی نہیں ہیں جب کہ اکثر فرقوں کی بنیاد صحاح ستہ احادیث اور کلام پاک کی تفسیریں ہیں۔

مزید برآں یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ رسول مقبول ﷺ نے اپنے طریقے کے ساتھ صحابہؓ کے طریقہ کی شرط کیوں لگائی، کیا صحابہ کرامؓ کے طریقوں اور حضورؐ کے طریقہ میں فرق تھا اور اگر نہیں تھا تو اس قید کی کیا ضرورت تھی۔

صحابہؓ کے اقوال واعمال میں نمایاں تضاد کتب احادیث میں قدم قدم پر نظر آتا ہے کوئی مسئلہ خواہ وہ اعتقادی ہو یا عملی ہو یا اخلاقی ہو مابین فرق مسلمین ایسا نظر نہیں آتا جس میں کوئی بھی فرقہ تمام صحابہؓ کو ہم خیال سمجھتا ہو اور ہر مسئلہ کے لئے بالکل مخالف سمت میں لے جانے والے صحابہؓ کے اقوال کتب احادیث میں ملتے ہیں اور سب کی نہیں ،تو زیادہ تر کی نسبت رسول اکرم ﷺ کی طرف کی گئی ہے اور یہی اختلافِ اقوال مسلمانوں میں فرقہ بندی کا سبب بنا ہے۔

اس لئے مجھے یہ بات بالکل سمجھ میں نہیں آتی کہ وہ ہستیاں جن کے اقوال واعمال مسلمانوں میں فرقہ بندی کا سبب ہیں انہیں کے طریقے پرعمل درآمد نجات کا باعث ہوسکتا ہے، جب کہ مذکورہ اور مصدقہ حدیث میں بہتر (۷۲) کی ہلاکت اور صرف ایک کی نجات کی خبر دی گئی ہے امید ہے کہ جواب باصواب سے مشکور فرمائیں گے۔

مکرم ومحترم زید مجدکم .... السلام علیکم ورحمۃ اللہ

الجواب بیدہ تعالیٰ ازمۃ الحق والصواب۔حامداً ومصلیاً!

آپ کے سوال کا حاصل یہ ہے کہ اقوال صحابہ میں تضاد ہے اور یہ تضاد ہی امت میں فرقہ بندی کا سبب بنا ہے حتیٰ کہ امت کے تہتر فرقے ہوگئے صرف ایک فرقہ ناجی ہے اور بہتر فرقے جہنمی ہیں ان سب کی نہیں تو زیادہ تر کی نسبت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کی گئی ہے لہذا فرقۂ ناجیہ تو وہ ہوگا جو کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر ہوگا پھر حضور نے یہ کیوں ارشاد فرمایا کہ جس طریقہ پر میں ہوں اور میرے صحابہؓ ہیں اس طریقہ کی پیروی کرنے والا فرقہ ناجی ہے یعنی اپنے ساتھ صحابہؓ کو کیوں شامل کیا جب کہ وہ خود ہی اپنے اختلاف تضاد کے ذریعہ بہتر فرقوں کو جہنمی بنا رہے ہیں ان کی اتباع سے تو آدمی دوزخی بنے گا نجات نہیں پاسکتا۔

اگر واقعی آپ کے سوال کا حاصل یہی ہے تو جذبات سے یک سو ہوکر ذرا غور کریں کہ اس سوال کی بنیاد کیا ہے اور اس کا نتیجہ کیا ہے۔

صحابہؓ کے جو اقوال کتب احادیث میں بسند منقول ہیں جن کی وجہ سے امت کے اتنے فرقے بن گئے اور ان اقوال کی نسبت حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کی گئی ہے، دو حال سے خالی نہیں، یہ نسبت صحیح کی گئی ہے یا غلط، اگر صحیح کی گئی ہے تو صحابہ کرامؓ کا کیا قصور ہے کہ انھوں نے جو کچھ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا یا عمل کرتے ہوئے دیکھا اس کو نقل کردیا کیونکہ وہ اس کے مامور تھے اس لحاظ سے ان کو اس میں نقل کے سوا کچھ بھی دخل نہیں اور نقل صحیح

ہے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ حضرت رسالت مآب ﷺ نے خود ہی تہتر قسم کی متضاد باتیں ارشاد فرمائیں۔ جن میں بہتر کے اختیار کرنے والوں کے لئے جہنم کا ٹکٹ تجویز فرما کر دوزخی ہونے کی سند دی اور صرف ایک کو اختیار کرنے والوں کے لئے جنت کی بشارت مرحمت فرمائی۔

اگر صحابہ کرامؓ نے اپنے اقوال کی نسبت حضور اکرم ﷺ کی طرف غلط اور جھوٹ کی ہے، (معاذ اللہ) تو پھر وہ خود ہی اعتماد کے قابل نہیں رہے لہذا جو چیز بھی وہ نقل فرمائیں کوئی بھی قابل اعتماد نہیں ہوگی، پس قرآن کریم، حدیث شریف، توحید و رسالت ایمان و اسلام، اسوہ، سنت، بدعت، عبادات، معاملات، احکام، اخلاقیات، یہ سب چیزیں جو حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہی کے نفوس قدسیہ کے ذریعہ بعد والوں تک پہنچی ہیں ان پر کیسے اعتماد کیا جائے گا جب کہ ان پاکیزہ ہستیوں ہی کو نقل میں کاذب تصور کرلیا جائے گا۔ استغفر اللہ العظیم، پھر اس حدیث مسئولہ ہی پر کیا اعتماد کیا جائے گا۔ اس حیثیت سے کہ وہ تہتر متضاد باتیں فرما کر بہتر کے تسلیم کرنے والوں کو خود ہی جہنم میں بھیج رہے ہیں حالانکہ اللہ پاک نے ان کی بعثت کا مقصد یہ فرمایا ہے کہ وہ جہنم سے بچا کر جنت کی طرف لائیں تو جس آدمی کو اپنے رسول پر اعتماد نہ رہے خود ہی غور کرلیا جائے کہ رسولؐ کے نزدیک اس کا مقام کہاں ہے اور اللہ پاک کے نزدیک کہاں ہے؟ دوسری صورت میں صحابہ کرامؓ پر اعتماد نہ کرکے سارے دین ہی کو نا قابل اعتماد قرار دیدیا جاتا ہے۔

غرض دونوں صورتوں میں سے جو صورت بھی کسی سینہ میں ہوگی اس سینہ میں نہ ایمان ہوگا نہ توحید نہ رسالت نہ قران نہ حدیث نہ حضور اکرم ﷺ کے اخلاق فاضلہ، یہ سب چیزیں رخصت ہوکر اس سینہ میں شیطان کا گھونسلہ ہوگا اور اس کے لوازمات، اس لئے کہ ایک مؤمن تو اس سوال کو اپنے سینہ میں جگہ دے ہی نہیں سکتا، ہاں کوئی غیر مومن اس کو جگہ دے کر مومنوں کے دل میں وسوسہ اندازی کرے تو یہ ممکن ہے اس کے جواب کی صورت اس کے مسلمات کے

معلومات ہونے پر پیش کی جاسکتی ہے کہ آیا وہ قرآن وحدیث سے آزاد ہوکر صرف اپنی عقل کی روشنی میں جواب کا طالب ہے یا کوئی اور صورت ہے۔ اور جن اصول کے پیش نظر وہ جواب کا خواہشمند ہے وہ اصول خود بھی صحیح ہیں یا مجروح ہیں بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آن محترم نے بھی سوال کسی ایسے ہی شخص سے سنا ہے۔ خود آپ کے قلب میں نہیں ہوا اور خدا کرے پیدا بھی نہ ہوا گر بطور وسوسہ آئے بھی تو اس کی تباہ کن خطرناکی کے تصور سے (جس کی تفصیل احقر نے عرض کی ہے) فوراً ختم ہوجائے۔ واللہ الموفق والمعین

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

بہتر فرقے

سوال:- ترمذی شریف کی حدیث شریف ہے کہ قیامت تک اسلام میں ۷۲ فرقے نمودار ہونگے برائے مہربانی مطلع فرمادیں کہ اب تک عالم اسلام میں کتنے فرقے نمودار ہوچکے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

بہتر فرقوں کی تفصیل بہت طویل ہے۔ غیاث اللغات [1] کا مطالعہ کریں غنیۃ الطالبین [2] اور الشافعیہ وغیرہ میں بھی ہے۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

---

[1] غياث اللغات ص ۴۹۵ /باب ها فصل هامع فا مطبوعه منشى نول كشور.

[2] فاصل ثلاث وسبعين فرقة عشرة اهل السنة والخوارج والشيعة والمعتزلة والمرجئة والمشبهة والجهمية والضرارية والبخارية والكلابية فاهل السنة طائفة واحدة والخوارج خمس عشرة فرقة والمعتزلة ست فرق والمرجئة اثنتا عشرة فرقة والشيعة اثنتان وثلاثون فرقة والجهمية والنجارية والضرارية والكلابية كل واحدة فرقة واحدة والمشبهة ثلاث فرق فجميع ذالك ثلاث وسبعون فرقة (غنيه ص ۵۹ /ج ۱/ باب فى معرفة الصانع فصل فاصل ثلاث وسبعين الخ طبع دارالكتب العلمية الكبرء مصر)

تہتر فرقے

سوال:- یہود اکہتر فرقے ہوئے اور نصاریٰ بہتر اور اس امت کے تہتر فرقے ہوں گے اور سب کے سب گمراہ ہوں گے لیکن ایک فرقہ سند کے اعتبار سے یہ حدیث کیسی ہے اور اس کا مطلب کیا ہے؟ بینو ابالدلیل.

مولوی محمد یٰسین مدرس مدرسہ احیاء العلوم اعظم گڈھ

الجواب حامداًومصلیاً

یہ حدیث مشکوٰۃ شریف[1] باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ کی فصلِ ثانی میں ہے۔ سیوطیؒ نے سنن اربعہ سے اس کو نقل کیا ہے۔ علقمی نے سند کے اعتبار سے اس کو حسن صحیح کہا ہے۔

قال العلقمی قال شیخناالامام ابومنصور عبدالقاهربن طاهر التمیمی فی شرح هٰذا الحدیث کتابًا قال فیه قد علم اصحاب المقالات انه صلی الله علیه وسلم لم یردبالفرق المذمومة المختلفین فی فروع الفقه من ابواب الحلال والحرام وانما قصد بالذم من خالف اهل الحق فی اصول التوحید وفی تقدیر الخیر والشروفی شروط النبوة والرسالة وفی موالاةالصحابة وماجری مجریٰ هٰذه الابواب لان المختلفین فیها قد کفر بعضهم بعضاً بخلاف النوع الاول فانهم اختلفوا فیه من غیرتکفیر ولاتفسیق للمخالف فیه فیرجع تاویل الحدیث فی افتراق الامة الٰی هٰذه النوع من الاختلاف وقدحدث فی اٰخرایام الصحابة خلاف القدریة من معبد الجهنی واتباعه وتبرأمنهم المتاخرون من الصحابة کعبد الله بن عمرؓ وجابرؓ وانسؓ ونحوهم ثم حدث الخلاف بعدذٰلک شیئًا

---

[1] ان بنی اسرائیل تفرقت علی ثنتین وسبعین ملة وتفترق امتی علی ثلث وسبعین ملة کلهم فی النار الاملة واحدة الخ (مشکوٰة شریف ص ۳۰ /باب الاعتصام بالکتاب والسنةمطبوعه یاسر ندیم دیوبند)

فشیأالخ السراج المنیر[1] ص ۲۴۰/ج ۱/ان فرقِ ضالہ کو نام بنام بھی شراح حدیث نے شمار کیا ہے[2] شروح ترمذی[3] وابوداؤد[4] میں تفصیل موجود ہے۔فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور ۱۱/۳۰/۶۶ھ

تحقیقِ مُسِنَّۃ اوراس کی قربانی

سوال:- صحیح مسلم کی حدیث لَاتَذْبَحُوْ اِلَّا مُسِنَّۃً میں لفظ مسنۃ کے شرعی ولغوی معنیٰ کیا ہیں بعض عالم کہتے ہیں کہ مسنۃ کے معنیٰ دودانت والا جانور ہے برس دوبرس کی قید نہیں بعض اس کے معنیٰ یہ کہتے ہیں کہ جو دوبرس ہوکر تیسرے میں لگا ہو عام ازیں کہ دانت ہوں یا نہ ہوں قول صحیح کی ترجیح مدلل بیان کیجئے۔

الجواب حامداًومصلیاً

سن کے معنیٰ لغت میں دانت اور عمر دونوں کے آتے ہیں صراح میں ہے سن بالکسر دندان سنان ج ویجمع الاسنان علیٰ اسنة مثل قن واقنان واقنة وفی الحدیث اذا سافرتم فی الخصب فاعطواالرکب اسنتهاای امکنوها من المرعیٰ وتصغیرسن

---

[1] السراج المنیر ص ۲۵۶/ج ۱/تحت حرف الالف مع الفاء، مطبوعه دارالفکر بیروت.

[2] واعلم ان اصول البدع کمانقل فی المواقف ثمانیة المعتزلة وهم عشرون فرقةً والشیعة وهم اثنان وعشرون فرفة والخوارج وهم عشرون فرقة والمرجئة وهی خمس فرق والنجاریة وهم ثلاث فرق والجبریة فرقة واحدة والمشبهة فرقة ایضاً فتلک اثنان وسبعون فرقة کلهم فی النار والفرقة الناجیة هم اهل السنة الخ مرقات مختصراً ص ۲۰۴/ج ۱/باب الاعتصام بالکتاب والسنة الفصل الثانی مطبوعه بمبئی، الملل والنحل ص ۱۱۱/ج ۲/الکلام فی بیان النحل وذکر فرق اهل الاسلام ،مطبوعه بیروت.

[3] تحفة الاحوذی ص ۳۹۷/ج ۷/ابواب الایمان باب افتراق هٰذه الامة الخ مطبوعه دارالفکر بیروت.

[4] بذل المجهود ص ۱۸۹/ج ۵/کتاب السنة باب شرح السنة ،مطبوعه یحیوی سهارنپور،عون المعبود ص ۳۲۳/ج ۴/مطبوعه ملتان.

سنية وسال وعمر وقولهم لااٰتيک سن الحل أی الا اٰتيک ابدالان الحل لاتسقط له سن ويقال کم سنک يعنی سال تو الخ[۱]۔

لیکن قربانی کے لئے جانور کی عمر کا اعتبار ہوگا اور ہر جانور کی علیحدہ علیحدہ عمر معتبر ہے وتخصيص هٰذه القربة بسن دون سن، امر لايعرف الابالتوقيف فيتبع ذٰلک واما معانی هٰذه الاسماء فقد ذکر القدوریؒ ان الفقهاء قالوا الجذع من الغنم ابن ستة اشهر الثنی منه ابن سنة الخ بدائع[۲] ص ۷۰/ ج ۵/ اور دانت کا اعتبار نہیں حتیٰ کہ اگر کسی جانور کی عمر پوری ہو مگر دانت نہ آسکے ہوں اور باوجود دانت نہ ہونے کے اپنا چارہ کھاسکتا ہو تو اس کی قربانی درست ہے۔ البتہ اگر چارہ نہ کھاسکتا ہو تو اس عیب کی وجہ سے اسکی قربانی درست نہ ہوگی۔ والالهتماء وهی التی لا اسنان لها الااذاکانت تعتلف وکذا التی ذهب اسنانها لايجوز ذٰلک اذاکان يمنعها ذٰلک من الاعتلاف، فتاویٰ السراجیہ[۳] ہدایہ میں مسنہ کی تعریف لکھی ہے۔وهی التی طعنت فی الثالثة[۴] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

صحیح: عبداللطیف ۵/ ذی الحجہ ۵۳ھ

جعظری کی تشریح

سوال: – نفحۃ العرب ص ۱۸۱/ ختامه مسک کے عنوان کے تحت لايدخل الجنة الجواظ والجعظری مذکور ہے۔ روایت احادیث میں سے کس حدیث کی کتاب میں ہے۔ یہاں صرف مشکوٰة باب الغضب والکبر اَلاَاُخبِرُکُمْ بِاَهْلِ النَّارِ کُلُّ عُتُلٍّ جَوَّاظٍ

---

[۱] صراح مع قراح ص ۵۰۶/ مطبع مجیدی واقع کانپور.

[۲] بدائع الصنائع ص ۷۰/ ج ۵/ کراچی. کتاب الاضحية.

[۳] فتاویٰ السراجیه ص ۸۹/ مطبع العالی لکھنؤ.

[۴] هداية ص ۱۸۹/ ج ۱/ باب الزکوة مطبوعه تهانوی دیوبند.

مُسْتَکْبِرٍ. میں دیکھا اس میں جواظ ہے جعظری نہیں ہے۔ نیز لفظ جعظری کے کیا معنیٰ ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

الجعظری الفظ المتکبر (مجمع البحار[۱]) مشکوٰۃ شریف[۲] ص ۴۳۳؍ سے ایک ورق پہلے ص ۴۳۱؍ پر دیکھئے۔ یہ روایت موجود ہے اور اس میں لفظ جعظری کی شرح بھی مذکور ہے۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۳؍۸؍۹۵ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۳؍۸؍۹۵ھ

تعدد آدم علیہ السلام

سوال:- میں نے بچشم خود کئی تواریخ میں دیکھا ہے اب وہ تاریخ یاد نہیں۔ بہت غور وخوض کرتا ہوں مگر حافظہ کام نہیں کرتا، اس میں یہ حدیث لکھی تھی۔ **عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قال رَسُولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہ علیہ وسلم ان اللّٰہَ تعالیٰ خلق مأۃ الف آدم**۔ راویٔ سابق اور کتاب کا حوالہ یاد نہیں۔ یہاں تک لکھا تھا کہ آدم کی اولاد ۴۵؍ اور ۵۰؍ ہزار سال اس زمین پر حکمراں رہی۔ اس کے بعد بوجہِ معصیت نیست ونابود ہوتی رہی کیا یہ حدیث صحیح ہے یا میں بھولتا ہوں؟

---

[۱] الجعظری اَلْفَظُّ الْغَلِیْظ المتکبر (مجمع بحار الانوار ص ۳۶۴؍ ج ۱؍ تحت لفظ جعظر، مطبوعہ حیدرآباد)

[۲] عَنْ حَارِثَۃَؓ بْنَ وَھَبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَایَدْخُلُ الْجَنَّۃَ الْجَوَّاظُ وَلَاالْجَعْظَرِیُّ قال والجواظ الغلیظ الفظ (رواہ ابوداؤد) یقال الجعظری الفظ الغلیظ (مشکوٰۃ شریف ص ۴۳۱؍) باب الرفق والحیاء مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند.

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ کا ارشاد پاک ہے کہ جنت میں جواظ (سخت خو) اور جعظری (متکبر) داخل نہیں ہوگا (یعنی سزا پانے سے پہلے)

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ حدیث کتب صحاح میں موجود نہیں۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ

ایک لاکھ آدم

سوال:- سیرت حلبیہ اردو جلد اول قسط اول ص ۸۰/ مطبع ادارہ قاسمیہ دیوبند میں شیخ محی الدینؒ کا ایک خواب نقل کیا گیا ہے اوران کی کہی ہوئی بات پوری نقل کی گئی ہے۔ یہ سن کر مجھے وہ حدیث یاد آ گئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک لاکھ آدم پیدا فرمائے ہیں۔ تو میں (شیخ) محی الدین نے کہا کہ ممکن ہے کہ یہ جد (دادا) جن کی طرف میرا اشارہ ہے ان ہی میں سے ہوں، جب کہ تاریخ اس بارے میں نام معلوم ہے الخ دریافت طلب امر یہ ہے کہ یہ روایت کیسی ہے اوراس روایت میں ایک لاکھ آدم سے کیا مراد ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ایک لاکھ آدم کا تذکرہ فتوحاتِ مکیہ[۱] میں ہے خواب میں نہیں، بلکہ بیداری میں طواف کرتے ہوئے کچھ حضرات کو دیکھا۔ ایک صاحب یہ شعر پڑھ رہے تھے۔

لقد طُفْنَا کماطفتم سنینا ☆ بھذ البیت طرا اجمعینا[۲]

پھر ان سے گفتگو بھی کی اوراس سلسلہ میں ایک حدیث بھی نقل کرتے ہیں۔ اِنَّ اللّٰـهَ خَـلَـقَ مِـائَةَ اَلْفِ اٰدم[۳] حضرت مجدد الف ثانی کے مکتوبات جلد ثانی ص ۵۸[۴] میں تفصیل مذکور

---

[۱] ولقد ارانی الحق تعالیٰ فیما یراہ النائم وانا طائف بالکعبة مع قوم من الناس لا اعرفھم بوجوھھم فانشدوا بیتین ثبت علی البیت الواحد ومضی عنی الآخر فکان الذی ثبت علیه من ذلک فتذکرت حدیثا عن رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم ان الله خلق مأة الف اٰدم الخ (الفتوحات المکیة ص ۵۴۹/ جزء الثالث)

[۲] **ترجمہ:** جس طرح تم طواف کررہے ہواسی طرح ہم نے اس بیت اللہ کا برسوں طواف کیا ہے۔

[۳] **ترجمہ:** بےشک اللہ تعالیٰ نے ایک لاکھ آدم پیدا کئے۔

[۴] مکتوبات امام ربانیؒ ص ۱۱۳، ۱۱۲/ ج ۲/ مکتوب پنجاہ وھشتم، مطبوعه دھلی.

ہے۔ امداد الفتاویٰ[1] جلد ۳/ ص ۱۴۰/ مطبوعہ کتب خانہ رحیمیہ دیوبند میں ہدایۃ الاسرار سے ایک عبارت نقل کر کے جواب طلب کیا ہے، اس کو اور اس کے جواب کو ملاحظہ فرمائیں۔ ہم غریبوں کے فہم سے بالاتر مضمون ہے ممکن ہے آپ سمجھ جائیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

جس کا روپیہ برباد کرنا ہو اس کے دل میں تعمیر کا شوق

سوال:- میں نے ایک کتاب میں یہ حدیث پڑھی ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کو ذلیل کرنا چاہتے ہیں اس کا پیسہ بنیاد میں لگا تا ہے تو وہ کون سی بنیاد ہے؟ یہ بات سمجھ میں نہیں آتی۔

الجواب حامداً ومصلیاً

جس کا پیسہ تباہ کرنا ہو اس کے دل میں تعمیرات کا شوق پیدا ہو جاتا ہے۔ بلاضرورت کے بھی محض اپنی شان دکھانے کے لئے وہ مٹی گارہ میں روپیہ خرچ کرتا رہتا ہے کہ ایک منزل پر دوسری منزل تعمیر کرتا ہے ایک مکان موجود ہے پھر دوسرا مکان بناتا ہے[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۳/۳/۹۰ھ

مصافحہ سے متعلق حدیث

سوال:- مصافحہ دونوں ہاتھ سے مسنون ہے تو کس طرح، حدیث سے تو معلوم

---

[1] ایں چنیں مضمون اکثر بزرگان منقول شدہ است مگر تحقیق آنست کہ حضرت شیخ مجدد الف ثانیؒ درمکتوب پنجاہ وہشتم از جلد ثانی نوشتہ اند وھوھذا نوشتہ بود کہ شیخ محی الدین عربی قدس سرہ درفتوحات مکیہ حدیثے نقل می کنند کہ آں سرور فرمودہ علیہ وعلی الہ والصلوٰۃ والسلام ان اللہ تعالیٰ خلق مائۃ الف آدم وحکایتے می آرد در بعضے مشاہدات عالم دروقت طواف کعبہ معظّمہ چنیں ظاہر شد کہ ہمراہ جمع طواف می کنند الخ (امداد الفتاویٰ ص ۵۶۰/ ج ۴/ مسائل شتیٰ مطبوعہ زکریا دیوبند)

[2] عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلنَّفَقَةُ كُلُّهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اِلَّا الْبِنَاءُ فَلَا خَيْرَ فِيْهِ، مشکوۃ شریف ص ۴۴۱/ کتاب الرقاق مطبوعہ یاسرندیم دیوبند الفصل الثانی وفی المرقات (فی هذ التراب) ای البناء فوق الحاجة الخ ص ۳۰/ ج۵/ کتاب الرقاق، الفصل الثانی مطبوعه بمبئی.

ہوتا ہے کہ ہر ہاتھ کی کف دست دوسرے ہاتھ کی کف دست سے ملے اور یہ اس صورت میں ممکن ہے کہ جب ہر ہاتھ کو الگ الگ ملائے لیکن مروجہ طریقہ کہ فریقین میں سے ہر ایک کی ایک ہاتھ کی دوسرے ہاتھ سے ہتھیلی ملے اور دوسرے ہاتھ کی کف دست اوپر کی جانب رہے یہی رائج ہے۔ یعنی دونوں کے دائیں ہاتھ کی کف دست ملتی ہیں اور دونوں کے بائیں ہاتھ کی کف دست دوسرے ہاتھ کے ظہر پر ہوتی ہے۔ اس کا ثبوت کہاں سے ملتا ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

بخاری شریف[1] میں عبداللہ ابن مسعود کی روایت مذکور ہے۔ و کان کفی بین کفیه الخ اس سے معلوم ہوا کہ صحابی کا ایک ہاتھ حضور اقدس ﷺ کے دونوں ہاتھوں میں تھا اس صورت میں کف دست کا کف دست سے ملنا بالکل واضح ہے البتہ دوسرا ہاتھ پشت دست پر ہوگا اور صحابی نے اپنے دوسرے ہاتھ کا ذکر نہیں کیا ظاہر یہ ہے کہ انکا دوسرا ہاتھ نبی کریم ﷺ کے داہنے دست مبارک کی پشت پر تھا جیسا کہ آج کل علماء متبعین کا عمل ہے بخاری شریف میں باب الأخذ بالیدین موجود ہے۔ ثم للتصافح باليدين حديث مرفوع ايضا كما فى الادب المفرد و اراد المدرسون ان يستدلوا عليه من حديث ابن مسعودؓ هٰذا فقالوا امّا كون التصافح فيه باليدين من جهة النبى ﷺ فالحديث نص فيه واما كونه كذ لک من جهة ابن مسعودؓ فالراوى ان اكتفى بذكر يده الواحدة الاان المرجو منه انه لم يكن ليصافحه بيده الواحدة والنبى صلى الله عليه وسلم قدصافحه بيديه الكريمتين فانه يستبعدمن مثله ان لايبسط يديه وقديكون النبى ﷺ بسط له يديه غيران الرواى لم يذكره لعدم كون غرضه

---

[1] بخارى شريف ص ۹۲۶ / ج ۲ / كتاب الاستيذان ، باب الاخذ باليدين ، مطبوعه اشرفى ديو بند.

متعلقا بذلک ولاریب ان الرواۃ یختلفون فی التعبیرات الخ . فیض الباری[۱] ص ۴۱۱/ ج ۴/۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

ابن ماجہ کی ایک روایت کا مطلب

سوال:- ابن ماجہ میں ص ۱۳/ پر ’’فضل علی ابن ابی طالب‘‘ کے ذیل میں یہ روایت درج ہے۔ عن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ قال کان ابولیلیٰ یسیر مع علی فکان یلبس ثیاب الصیف وثیاب الشتاء فقلنا لو سألته فقال ان رسول اللہ ﷺ وانا الخ.

یسیر اور فکان کے اوپر نشان سے معلوم ہوتا ہے کہ دونوں کی ضمیر کا مرجع ایک ہے یعنی ابی لیلیٰ، جو قطعاً غلط ہے۔ اس لئے کہ ترجمۃ الباب سے مناسبت نہیں ہوتی۔ دوسرے یہ کہ معنیٰ بھی مختل ہو جاتا ہے۔ میں نے یہ سمجھا ہے کہ دونوں کا مرجع ایک نہیں ہے۔ یسیر کا مرجع ابی لیلیٰ ہے اور فکان کا مرجع علی رضی اللہ عنہٗ ہیں اور لو سألته کی جزا سألت فقال محذوف ہے۔ یہ تشریح اس وقت صحیح ہے جب کہ عبدالرحمٰن اور علی کا زمانہ ایک نہ ہو۔ لیکن اگر دونوں کا زمانہ ایک ہے تو اس کا مطلب یہ بھی ممکن نہیں معلوم ہوتا ہے کہ عبدالرحمٰن اصل اور اول ہیں جو واقعہ سے واقف تھے مگر بغرض تائید اپنے باپ ابولیلیٰ کو بھی شریک کیا ہے۔ اگر میں نے صحیح سمجھا تو فبہا، ورنہ مفہوم صحیح سے مطلع فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

فضل علی ابن ابی طالب والی حدیث میں یسیر ا اور فکان پر نشان ضمیر کا مرجع بتانے کے لئے نہیں بلکہ نسخہ کا نشان ہے چنانچہ یسیر میں دوسرا نسخہ یمر ہے اور فکان میں دوسرا نسخہ

[۱] فیض الباری ص ۴۱۱/ج ۴/ کتاب الاستیذان الدلیل علی المصافحة بالیدین مطبوعه مجلس علمی ڈابھیل .

وکان ہے۔حاشیہ میں نسخہ موجود ہے۔اس قسم کا نشان کتب حدیث بخاری شریف وغیرہ میں بکثرت ہوتا ہے ان کا یہی مطلب ہوتا ہے۔عبدالرحمٰن ابن ابی لیلیٰ کہتے ہیں ہم نے اپنے والد ابولیلیٰ سے کہا آپ حضرت علیؓ سے سوال کر لیتے (واقعہ خیبر کا) تو انھوں نے وہ واقعہ سنا دیا جس سے حر و برد سے عدم تاثیر کی وجہ بھی معلوم ہوگئی[۱]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

صاحب الورد وتارک الورد (الحدیث)

سوال: —مَنْ اَرَادَ الْعِبَادَةَ وَيُرَائِیْ فَقَدْ اَشْرَکَ بِاللّٰهِ وَمَنْ قَالَ لَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ بَعْدَالصَّلٰوةِ الْفَرِيْضَةِ فَقَدْ كَفَرَبِاللّٰهِ.صَاحِبُ الْوِرْدِ مَامُوْنٌ وَتَارِكُ الْوِرْدِ مَلْعُوْنٌ.

ایک کتاب ہے جناب حاجی محمد زردارخاں صاحب کی تالیف شدہ کتاب مذکور چند جزئیات کا مجموعہ ہے۔اس کتاب کے ص ۱۷۱ مرغوب القلوب، شمس تبریز، جزء میں یہ حدیث شریف قدسی کے عنوان سے مکتوب ہے۔ظاہری الفاظ سے حدیث صحیح نہیں معلوم

---

[۱] پوری روایت اس طرح ہے۔عن عبدالرحمن بن ابی لیلی قَالَ كَانَ اَبُوْلَيْلٰی يَسِيْرُ مَعَ عَلِيٍّ فَكَانَ يَلْبَسُ ثِيَابَ الصَّيْفِ فِیْ الشِّتَاءِ وَثِيَابَ الشِّتَاءِ فِی الصَّيْفِ فَقُلْنَا لَوْسَأَلْتَهُ فَقَالَ اَنَّ رَسُوْلُ اللّٰهُ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ اِلَیَّ وَاَنَااَرْمَدُا الْعَيْنِ يَوْمَ خَيْبَرَ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّی اَرْمَدُ الْعَيْنِ فَتَفَلَ فِیْ عَيْنِیْ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ اَذْهِبْ عَنْهُ الْحَرَّوَالْبَرْدَ قَالَ فَمَا وَجَدْتُّ حَرًّاوَّلَابَرْداً بَعْدَيَوْمَئِذٍ اَلْحَدِيْث سنن ابن ماجه ص ۱۲/. فضل علی ابن ابی طالبؓ مطبوعه اشرفی دیو بند.

ترجمہ: حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰؒ فرماتے ہیں کہ ابولیلیٰ رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ چلتے تھے پس وہ گرمی کے کپڑے سردی میں اور سردی کے کپڑے گرمی میں پہنتے تھے ہم نے کہا کاش آپ ان سے اس کا سوال کر لیتے تو انہوں نے کہا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے دن مجھ کو بلوایا اور میری آنکھیں دکھ رہی تھیں میں نے کہا یارسول اللہ ﷺ میری آنکھیں دکھ رہی ہیں آنحضرت ﷺ نے میری آنکھوں میں تھتکار دیا پھر دعاء فرمائی اے اللہ اس سے سردی گرمی کو دور کردے پس اس کے بعد سے میں سردی گرمی محسوس نہیں کرتا۔

ہوتی۔ بندہ کا ناقص فہم اسی کا قائل ہے۔ اگر بفرض محال حدیث مکتوب صحیح العبارۃ ہوتو اس کے کیا معنٰی ہیں؟اوراحادیث کی کون سی کتاب میں ہے مدلل جواب مطلوب ہے۔

الجواب حامداًومصلیاً

میں نے کسی حدیث کی کتاب میں یہ عبارت بعنوان حدیث نہیں دیکھی۔ ظاہری مفہوم کے لحاظ سے اس کو حدیث کہنا بھی صحیح نہیں۔ بعض الفاظ بالکل حدیث صحیح کے خلاف ہیں۔ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَؓ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلوٰةٍ مَكْتُوْبَةٍ لَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ الحديث مشكوٰة شريف[1] ص ۸۸.

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۰/۱/۹۵ھ

من قال لَااِلٰهَ اِلاّ اللّٰهُ دَخل الجَنَّةَ

سوال:- حدیث میں فرمایا گیا ہے مَنْ قَالَ لَااِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ فَقَدْ دَخَلَ الْجَنَّةَ. مدعی نے دعویٰ کیا ہے کہ اگر کسی کافر نے اس حدیث کو پڑھ لیا تو کافرانہ اعمال کی سزا دینے کے بعد ایک نہ ایک دن اس کو جنت میں داخل کیا جائے گا۔ان کا دعویٰ ہے کہ حدیث میں لفظ من عام ہے اس میں کافر و مسلم سب برابر ہیں۔اب سوال یہ ہے کہ لفظ من کے تحت میں ایمان شرط ہے یا نہیں؟ اگر ایمان شرط ہے تو کافر کو کیسے جنت میں داخل کیا جائے گا۔اگر ایمان شرط نہ ہو تو اس کی کیا دلیل ہے؟ حدیث وقرآن کی روشنی میں مدلل جواب تحریر فرمائیں۔

الجواب حامداًومصلیاً

اس قول پر جنت کی بشارت ہے جب کہ تصدیق قلبی کے ساتھ ہو اسی کا نام ایمان

---

[1] مشكوٰة شريف ص ۸۸ /باب الذكر بعد الصلوٰة مطبوعه ياسر نديم ديوبند.

ترجمہ: مغیرہ بن شعبۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت نبی اکرم ﷺ ہر فرض نماز کے بعد لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ پڑھتے تھے فقط (مشکوۃ شریف ص ۸۸/ باب الذکر بعد الصلوۃ)

ہے[۱] اس کے بعد آدمی کافر نہیں رہے گا کافر جنت میں نہیں جائے گا۔ فقط واللہ سبحانہٗ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۳/۷/۹۱ھ

مَنْ قَالَ لَااِلٰہَ اِلاّ اللّٰہ الخ

سوال:- حدیث ابوہریرہؓ کہ پیغمبر خدا حکم اعلان بشارت بہ تہنیت فرمود "مَنْ قَالَ لَااِلٰہ اِلَّا اللّٰہ دخلَ الجنة" بعد اعلان می گوید ضرب بنی عمر فخررت لاستی او کماقال۔[۲]

الجواب حامداًومصلیاً

ایں حدیث مفصلاً بحوالہ صحیح مسلم در مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۵ مذکور است[۳]

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

۱؎ عن عبادة بن الصامتؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ شَهِدَاَنْ لَّااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْ لُ اللّٰهِ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ النَّارَ (قوله من شهد) اى بلسانه مطابقا لجنانه (مرقاة ص ۹۳ ج ۱ كتاب الايمان الفصل الثالث مطبوعه اصح المطابع بمبئى. نوى على المسلم ص ۴۱/ج ۱/كتاب الايمان، باب الدليل علىٰ من مات علىٰ التوحيد دخل الجنة، مطبوعه بلال ديو بند.

ترجمہ: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص یہ گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور بیشک محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اللہ تعالیٰ اس پر جہنم کو حرام فرما دیتے ہیں۔

۲؎ **ترجمہ سوال:** حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کہ پیغمبر خدا ﷺ نے ان کو کہنے والے کو جنت میں داخل ہونے کی بشارت کے اعلان کا حکم فرمایا تھا۔ اعلان کے بعد فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھ کو مارا جس سے میں سرین کے بل گر پڑا۔

ترجمہ جواب: یہ حدیث مفصلاً بحوالہ صحیح مسلم مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۵/ پر مذکور ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

۳؎ ملاحظه هو مشكوة شريف ص ۱۵/كتاب الايمان، الفصل الثالث مطبوعه ياسر نديم ديوبند، مسلم شريف ص ۴۵/ج ۱/ كتاب الايمان، باب الدليل على من مات علىٰ التوحيد دخل الجنة، مطبوعه بلال ديو بند.

حدیث قرطاس

سوال:- حدیث قرطاس معتبر است یا نہ ودر کدام کتب وارد شدہ است؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ایں حدیث طویل در مشکوٰۃ المصابیح ص ۵۴۸[1] بحوالہ صحیح بخاری وصحیح مسلم منقول است۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

حدیث ''من تزیَّ بغیر زیه الخ'' کی تحقیق

سوال:- من تزیَّ بغیر زیه فقتل فد مُهُ هَدُرٌ جس کو حضرت شاہ صاحب مرحوم ومغفور نے ایک جن صحابی کی طرف سے روایت کیا ہے اور اکابر دیوبند بھی اس روایت کو حضرت شاہ صاحب سے سلسلہ وار نقل کرتے ہیں۔اس روایت کا محدثین کرام کے نزدیک کیا مقام ہے؟

ترجمہ سوال: حدیث قرطاس معتبر ہے یا نہیں؟ اور کس کتاب میں وارد ہے؟

ترجمۂ جواب: یہ حدیث طویل مشکوٰۃ المصابیح ص ۵۴۸ میں بحوالہ صحیح بخاری وصحیح مسلم منقول ہے۔

[1] عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّاحُضِرَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي الْبَيْتِ رِجَالٌ فِيْهِمْ عُمَرُبْنُ الْخَطَّابِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلُمُّوْا اَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًالَنْ تَضِلُّوْابَعْدَهُ الخ (مشکوٰۃ شریف ص ۵۴۸/ باب وفاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم)الفصل الثالث،بخاری شریف ص ۸۴۶/ ج ۲/ کتاب المرضٰی باب قول المریض قوموا عنی، مطبوعہ اشرفی دیوبند،مسلم شریف ص ۴۳/ ج ۲/ کتاب الوصیة ،باب ترک الوصیةالخ مطبوعہ بلال دیوبند.

ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ جب آنحضرت ﷺ کی وفات کا وقت قریب آیا مکان میں کچھ لوگ موجود تھے ان میں عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ آؤ میں تمہارے لئے ایک نوشتہ لکھ دوں تا کہ اس کے بعد تم گمراہ نہ ہوجاؤ۔

الجواب حامداًومصلیاً

اس کے متعلق علامہ سخاویؒ نے المقاصد الحسنہ ص۱۹۲[۱] میں لکھا ہے۔مَنْ تَزَيَّ بِغَيْرِ زِيِّهٖ فَقُتِلَ دَمُهٗ هَدْرٌ ليس له اصل يعتمد ويحكى فيه حكايات منقطعةان بعض الجان حدث به اماعن على رضى الله عنه مرفوعاً واما عن النبى صلى الله عليه وسلم بلاواسطة مالم يثبت فيه شيئ.[۲] یعنی اس کی کوئی قابل اعتماد اصل نہیں،بعض جنات کی حکایات نقل کی جاتی ہیں جو کہ سند کے اعتبار سے منقطع ہیں اور کوئی چیز بھی ثابت نہیں۔یہی مضمون ملاعلی قاریؒ کی الموضوعات الکبیر[۳] اوراس فن کی دیگر کتب میں ہے۔فقط واللہ سبحانہٗ اعلم

املاہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۳۹۹/۴/۲۶ھ

"ليس مِنّى ولست منه" کا مطلب

سوال:- حدیث "لَيْسَ مِنِّي وَلَيْسَ مِنَّا" کے متعلق کہنے والے(کہ یہ صرف ترہیباً ہے معناً کچھ نہیں) کے لئے شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

لَيْسَ مِنِّي وَلَيْسَ مِنَّا کے استعمال کو مطلقاً ترہیب کے لئے قرار دینا صحیح نہیں[۴]۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹۲/۱۰/۲۰ھ

---

[۱] المقاصد الحسنة ص۴۰۷/حرف الميم،حديث ۱۰۹۹/مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت.

[۲] **ترجمہ:** جوشخص اپنی شکل کے علاوہ کوئی دوسری شکل بنائے پھراس کوقتل کردیا جائے تواس کا خون وقتل معاف ہےاھ۔

[۳] الموضوعات الكبير ص۱۱۷/حرف الميم ،مطبوعه كراچى، المصنوع فى معرفة الحديث الموضوع ۱۴۷/حرف الميم ،حديث رقم۳۲۷/مطبوعه حلب،كشف الخفاء ص۲۳۹/ج۲/ حرف الميم ،حديث ۲۴۳۳/مطبوعه داراحياء التراث العربى،بيروت.

[۴] ومعناه عنداهل العلم انه ليس ممن اهتدیٰ بهدينا واقتدیٰ بعلمنا وعملنا وحسن طريقتنا الخ مسلم شريف ص۷۱/ج۱/فى المقدمة،مطبوعه سعد ديوبند.

”مَوْقِفُ سَاعَةٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ“ کی تحقیق

سوال:-مَوْقِفُ سَاعَةٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ خَیْرٌ مِّنَ الْعِبَادَةِ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ عِنْدَ حَجْرِ الْاَسْوَدِ. او کما قال ؐ مہربانی فرما کر حدیث کا حوالہ عنایت فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

دوسرے الفاظ تو فضائل کے بہت اونچے وارد ہوئے ہیں۔ یہ لفظ دیکھنا مجھے یاد نہیں۔ ممکن ہے کسی روایت میں ایسا بھی ہو جن صاحب نے یہ بیان کیا یا لکھا ہو انھوں نے کوئی حوالہ دیا ہو تو وہاں دیکھ لیں[1] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹۵/۱۰/۱۷ھ

حدیث ”مَنْ تَمَسَّکَ بِسُنَّتِی الخ“ کا حوالہ

سوال:- ومن تمسک بِسُنَّتِیْ عندفسادامتی فلہٗ اجرمائة شهيد ، او کما قال ؑ . اس کا حوالہ درکار ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ تَمَسَّکَ بِسُنَّتِیْ عِنْدَ فَسَادِ اُمَّتِیْ فَلَہٗ اَجْرُمِائَةِ شَھِیْدٍ. رواہ مشکوٰة[2] ص ۳۰/ (البیھقی فی

---

[1] قَالَ (اَبُوْهُرَیْرَةَ ؓ) سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ مَوْقِفُ سَاعَةٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ خَیْرٌ مِنْ قِیَامِ لَیْلَةِ الْقَدْرِ عَنْدَ الْحَجَرَ الْاَسْوَدِ رواہ ابن حبان فی صحیحه والبیهقی وغیرها (الترغیب والترهیب للمنذری ص ۲۴۶/ج ۲/ کتاب الجهاد، الترغیب فی الرباط فی سبیل اللّٰہ، طبع مصر)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ کے راستہ میں تھوڑی دیر ٹھہرنا حجرۂ اسود کے پاس شب قدر میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔

[2] مشکوٰة شریف ص ۳۰/مطبوعه یاسرندیم دیوبندمرقاة ب ص ۲۰۶/ج ۱/باب الاعتصام بالکتاب،مطبوعه اصح المطابع بمبئی،الفصل الثانی

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رسول مقبول ﷺ کا ارشاد پاک منقول ہے جو شخص میری امت کے فساد کے وقت میری سنت کو مضبوط پکڑے اسکے لئے سو شہیدوں کا ثواب ہے۔

کتاب الزھدمن حدیث ابن عباسؓ) مرقاۃ ص ۲۵۰/. فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

خضاب سے متعلق چند احادیث

سوال:- خضاب کے متعلق اگر ہوسکے تو چند احادیث تحریر فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

(ابن عباسؓ) مَرَّعَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ قَدْ خَضَبَ بِالْحِنَّاءِ فَقَالَ مَااَحْسَنَ هٰذَا فَمَرَّ اٰخَرُقَدْخَضَبَ بِالْحِنَّاءِ وَالْكَتَمِ فَقَالَ هٰذَااَحْسَنُ مِنْ هٰذَاثُمَّ مَرَّ اٰخَرُ قَدْ خَضَبَ بِالصُّفْرَةِ فَقَالَ هٰذَا اَحْسَنُ مِنْ هٰذَا كُلِّهٖ لابی داؤد (جمع الفوائد[1]) ص ۱۹۸/ج۲/.

(جابرؓ) اُتِيَ بِاَبِيْ قُحَافَةَ يَوْمَ الْفَتْحِ وَلِحْيَتُهٗ وَرَاْسُهٗ كَالثُّغَامَةِ بَيَاضاًفَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيِّرُوْاهٰذَابِشَيْئٍ وَاجْتَنِبُوْ السَّوَادَ[2] لمسلم[3] وابی داؤد[4]

[1] جمع الفوائد ص ۲۲۳/ج۲/مطبوعہ الرشید بالمدنیۃ المنورۃ باب الخضاب، مشکوٰۃ ص ۳۸۲/ باب الترجل مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند.

ترجمۂ احادیث: حضرت نبی اکرم ﷺ کے پاس سے ایک شخص گذرا جو مہندی کا خضاب کئے ہوئے تھا ارشاد فرمایا کیا ہی اچھا ہے پھر دوسرا شخص گذرا جس نے مہندی اور کتم کا خضاب کر رکھا تھا فرمایا یہ اس سے اچھا ہے پھر ایک شخص گذار جو زردی کے ساتھ خضاب کئے ہوئے تھا ارشاد فرمایا یہ ان سب سے اچھا ہے۔

[2] **ترجمہ احادیث:** حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابو قحافہ کو فتح مکہ کے موقع پر لایا گیا ان کی داڑھی اور سر بالکل سفید تھے حضرت نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا اس کو کسی چیز سے بدل دو اور سیاہی سے بچنا۔

[3] جمع الفوائد ص ۲۲۵/ج۲/الخضاب للشعر ،مطبوعہ الرشید بالمدنیۃ المنورۃ مسلم شریف ص ۱۹۹/ج۲/کتاب اللباس، باب استحباب مطبوعہ بلال دیوبند.

[4] ابو داؤد شریف ص ۵۷۸/ج۲/باب الترجل ،باب فی الخضاب مطبوعہ سعد دیوبند.

و النسائی[۱]۔فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

مَنِ اسْتَغْفَرَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنَاتِ الخ حدیث کی تشریح

سوال:- کیا یہ حدیث صحیح ہے؟ مَنِ اسْتَغْفَرَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنَاتِ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعاً وَعِشْرِيْنَ مَرَّةً اَوْ خَمْساً وَعِشْرِيْنَ مَرَّةً اَحَدَ الْعَدَدَيْنِ كَانَ مِنَ الَّذِيْنَ يُسْتَجَابُ لَهُمْ وَيُرْزَقُ بِهِمْ اَهْلُ الْاَرْضِ.

الجواب حامداً ومصلیاً

مَنِ اسْتَغْفَرَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعاً وَعِشْرِيْنَ مَرَّةً اَوْ خَمْساً وَعِشْرِيْنَ مَرَّةً اَحَدَ الْعَدَدَيْنِ كَانَ مِنَ الَّذِيْنَ يُسْتَجَابُ لَهُمْ وَيُرْزَقُ بِهِمْ اَهْلُ الْاَرْضِ.[۲] طب عن ابی الدرداء رضی الله عنه) كنز العمال[۳] ص ۲۰ / ۱ الكتاب الثانی من حرف الهمزة فی الاذكار من قسم الاقوال. البتہ یہ حدیث صحاح میں نہیں۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹۲/۵/۶ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] نسائی شریف ص ۲۴۸/ کتاب الزینة، الامر بالخضاب، مشکوٰۃ شریف ص ۳۸۰/ باب الترجل، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند فتح الباری ص ۴۷۱/ ج ۱۱/ مجمع الزوائد ص ۲۹۳/ ج ۵/ کتاب اللباس، باب ماجاء فی الشیب والخضاب، مطبوعه دار الفکر فیض القدیر ص ۴۸/ ج ۴/ مطبوعه دار الفکر بیروت.

[۲] **ترجمہ:** جو شخص مومن مردوں اور مومن عورتوں کے لئے ہر دن ستائیس مرتبہ استغفار کرے وہ ان لوگوں میں سے ہو جائے گا جن کی دعائیں قبول کی جاتی ہیں اور جن کی وجہ سے زمین والوں کو رزق دیا جاتا ہے۔

[۳] کنز العمال ص ۴۷۶/ ج ۱/ الباب الخامس فی الاستغفار والتعوذ، مطبوعه مؤسسته الرسالة بیروت. مجمع الزوائد ص ۳۵۲/ ج ۱۰/ کتاب التوبة، باب الاستغفار للمؤمنین الخ دار الفکر بیروت.

حدیث ”من اَحییٰ سُنتی“ کا حوالہ

سوال:- مَنْ اَحْيٰ سُنّتِیْ فَقَدْ اَحْیَانِی او کمال قالؑ ۔ اگر یہ حدیث ہے تو اس کتاب کا نام اور کس باب میں ہے؟ مطلع فرمائیں۔ بعض مخالف حضرات کو اس کے ثبوت میں تردد ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ رَفَعَهُ مَنْ اَحْییٰ سُنَّةً مِنْ سُنَّتِیْ اُمِیْتَتْ بَعْدِیْ فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَمَنْ اَحَبَّنِیْ كَانَ مَعِیْ رزین (جمع الفوائد[1] ص ۴۱/ ج ۱/) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

انا احمد الخ کیا حدیث ہے؟

سوال:- مندرجہ ذیل حدیث کے بارے میں زید اور بکر کا اختلاف ہے ۔ زید کہتا ہے کہ حدیث قدسی ہے بکر کہتا ہے کہ حدیث قدسی نہیں ہے۔ حدیث یہ ہے۔ **انا احمد لانهم انافوق العرش احمد وفی السماء احمد وفی الارض محمد وبشرنی محمودؐ** . براہِ کرم جواب سے نوازیں۔

---

[1] جمع الفوائد ص ۱۴۱/ج ۱/ کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة ومطبوعه مکة المکرمة ص ۹ ۲/ ج ۱/.
ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے جس شخص نے میری کسی سنت کو زندہ کیا جس کو میرے بعد مردہ کر دیا گیا تھا اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ میرے ساتھ ہوگا۔ (جنت میں)
تنبیہ: سوال کے مطابق بھی حدیث شریف ترمذی میں موجود ہے (ترمذی ص ۹۶/ج ۲/) کتاب العلم، باب ماجاء فی الاخذبالسنة، وَمَنْ اَحییٰ سُنَّتِیْ فَقَدْ اَحْیَانِیْ وَمَنْ اَحْیَانِیْ کَانَ مَعِی فِی الْجَنَّةِ، باب الاخذ بالسنة، ابواب العلم، مطبوعه بلال دیوبند.
ترجمہ: جس شخص نے میری سنت کو زندہ کیا اس نے مجھ کو زندہ کیا اور جس نے مجھ کو زندہ کیا وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

کتب حدیث میں یہ روایت نہیں ملی محدثین نے ایک ایک حدیث کو سند کے ساتھ اپنی کتب میں جمع فرمایا ہے۔ جو شخص اس کو حدیث قدسی وغیرہ کہتا ہے اس سے پورا حوالہ دریافت کیا جائے۔فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۶/۱۰/۹۴ھ

ثواب تلاوت سے متعلق ایک حدیث کی تحقیق

سوال:- مندرجہ ذیل روایت کے بارے میں بتایا جائے کہ صحیح ہے یا نہیں؟

''حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ جو شخص قرآن شریف کی تلاوت نماز کے اندر کھڑے ہو کر کرے اس کو ہر حرف کے بدلہ میں سو نیکیوں کا ثواب ہوگا اور جو بیٹھ کر پڑھے ہر حرف پر پچاس نیکیوں کا ثواب ہوگا اور جو شخص نماز میں نہ ہو اور باوضو تلاوت کرے اس کو پچیس نیکیوں کا ثواب ہوگا۔ افضل یہ ہے کہ رات کو اکثر تلاوت کرے کہ اس وقت جمعیت دل کو زیادہ ہوتی ہے۔''

الجواب حامداً ومصلیاً

جو روایت سوال میں درج ہے اس تفصیل کے ساتھ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ سے منقول میں نے کہیں نہیں دیکھی۔ البتہ حضرت انس رضی اللہ عنہٗ سے بحوالہ دیلمی کنز العمال ص ۱۳۵/ج ۱/ میں اس کے کچھ اجزاء موجود ہیں، جس کے الفاظ یہ ہیں۔مَنْ قَرَأَالْقُرْاٰنَ فِی صَلوٰةٍ قَـائِـمـاً کَـانَ لَهٗ بِکُلِّ حَرْفٍ مِائَةُ حَسَنَةٍ وَمَنْ قَرَأَهٗ قَاعِداً کَانَ لَهٗ بِکُلِّ حَرْفٍ خَـمْـسُـوْنَ حَسَـنَـةً وَمَنْ قَرَأَهٗ فِی غَیْرِ صَلوٰةٍ کَانَ لَهٗ بِکُلِّ حَرْفٍ عَشَرَحَسَنَاتٍ وَمَنْ

اسْتَمَعَ اِلیٰ کِتَابِ اللّٰہِ کَانَ لَہٗ بِکُلِّ حَرْفٍ حَسَنَۃٌ۔[۱] (الدیلمی عن انسؓ)[۲] ممکن ہے کہ روایت مسئولہ حضرت علیؓ سے منقول ہو۔فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۴/۱۰/ ۹۵ھ

بیس رکعت تراویح والی حدیث ضعیف ہے کہنے والے کو جواب

سوال:- تراویح میں بیس رکعت والی حدیث ضعیف ہے اور آٹھ رکعت والی حدیث قوی ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

ان سے دریافت کیا جائے کہ آپ نے دعویٰ کیا ہے کہ بیس رکعت والی حدیث ضعیف ہے اور آٹھ رکعت والی حدیث قوی ہے۔مہربانی فرما کر دونوں حدیثیں پوری سند اور حوالہ کے ساتھ اصل کتاب حدیث سے نقل کریں اور وجہ بتائیں کہ فلاں حدیث قوی اور فلاں حدیث ضعیف کیوں ہے؟ کس راوی کی وجہ سے ہے اور اس راوی پر کس نے کلام کیا ہے اور یہ بھی لکھیں کہ پورے رمضان تراویح جماعت کے ساتھ پڑھی گئی ہے یا صرف چندرات اور ہر سال پڑھی گئی ہے یا صرف ایک سال۔پوری تفصیل لکھیں تب مسئلہ حل کیا جائے گا۔ناواقف اور بے علم آدمی کو تو ہاں، نہیں، جائز، ناجائز کا جواب کافی ہوتا ہے اور اہل علم حضرات کے لئے اتنا کافی نہیں ہوتا۔آپ چونکہ حدیث قوی وضعیف کو پہچانتے ہیں اس لئے آپ کے سامنے ہاں، نہیں، کافی نہیں۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] **ترجمہ:** جس نے نماز میں کھڑے ہوکر قرآن پاک پڑھا اس کو ہر حرف کے بدلے سو نیکیاں اور جو (نماز میں) بیٹھ کر پڑھے اس کو ہر حرف کے بدلے پچاس نیکیاں اور جو بغیر نماز کے پڑھے ہر حرف کے بدلے دس نیکیاں اور جو کتاب اللہ کو سنے اس کو ہر حرف کے بدلے ایک نیکی ملتی ہے۔

[۲] کنز العمال ص ۵۴۱/ج ۱/ رقم الحدیث ۲۴۲۷/الباب السابع فی تلاوۃ القرآن، مطبوعہ موسسۃ الرسالۃ بیروت. مسند الدیلمی ص ۵۴۱/ج ۱/مطبوعہ حلب مصر.

درخت کے جڑوں سمیت آنے والے معجزہ سے متعلق روایت کی تحقیق

سوال:- ایک اعرابی نے پیغمبر ﷺ کے پاس آ کر کہا یا رسول اللہ ﷺ تحقیق میں مسلمان ہوا ہوں ایک معجزہ ایسا دکھایئے کہ جس سے میرا ایمان ویقین زیادہ مضبوط ہو۔ آپ ؐ نے فرمایا کیا چاہتا ہے؟ اس نے کہا کہ فلاں درخت کو اپنے نزدیک بلایئے۔ آپ ؐ نے فرمایا تو ہی جا کر بلالا۔ اس نے جا کر کہا اے درخت تجھے رسول اللہ ﷺ نے بلایا ہے۔ تب اس درخت نے اپنے کو ایک طرف جھکایا تو ادھر کی جڑیں ٹوٹ گئیں۔ پھر دوسری طرف جھکایا تو ادھر کی جڑیں بھی ٹوٹ گئیں۔ اسی طرح چاروں طرف کی جڑیں توڑ کر اپنی جڑیں اور شاخوں کو کھینچتا ہوا پیغمبر ﷺ کے حضور سلام کر کے کھڑا رہا۔ تب اعرابی نے کہا یا رسول اللہ ﷺ مجھے اب خوب یقین ہو گیا۔ بس درخت کو رخصت فرمایئے۔ وہ اپنی جگہ پر جا کر جڑوں کو گاڑ کے قائم ہو گیا۔ اعرابی نے کہا یا رسول اللہ ﷺ مجھے حکم دیجئے کہ آپ کے پاؤں اور سر کو بوسہ دوں۔ آپ ؐ نے اجازت دی۔ پھر کہا یا رسول اللہ ﷺ مجھے اور حکم دیجئے کہ میں آپ کو سجدہ کروں۔ آپ ؐ نے فرمایا کہ اگر خدا کے سوا کسی اور کو سجدہ جائز ہوتا تو میں حکم دیتا کہ ہر عورت اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔ کیونکہ مرد کا حق عورت پر بڑا ہے۔ (حدیث شریف) کیا یہ حدیث شریف صحیح ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ روایت قدرے تغیر کے ساتھ شفاء قاضی عیاض[۱] میں ہے۔ ملا علی قاری[۲] نے اس کی

---

[۱] وَعَنْ بُرَیْرَةَؓ سَئَالَ اَعْرَابِیٌّ النَّبِیَّ صَلّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ آیَةً فَقَالَ لَہٗ قُلْ لِتِلْکَ الشَّجَرَةِ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہِ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَدْعُوْکِ قَالَ فَمَالَتِ الشَّجَرَةُ عَنْ یَمِیْنِھَا (باقی حواشی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

شرح بیان کی ہے۔صحاح میں اس تفصیل کے ساتھ دیکھنا محفوظ نہیں۔البتہ معجزات وفضائل کی کتابوں میں ہے۔خصائص کبریٰ للسیوطی۔دلائل النبوۃ لابی النعیم وغیرہ میں یہ حدیث نہیں ملی۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۷/۱۰/۹۹ھ

قصۂ جابرؓ بوقت غزوۂ خندق سے متعلق روایت

سوال:- ایک بدعتی مولوی ہر عید پر ایک تقریر کرتا ہے جس میں حضرت جابر رضی اللہ عنہٗ کی دعوت کا تذکرہ کرتا ہے۔اس میں وہ کہتا ہے کہ دعوت کے لئے حضرت جابر رضی اللہ عنہٗ نے بکری کا بچہ ذبح کیا۔حضرت جابرؓ کے دو چھوٹے چھوٹے صاحبزادے تھے وہ بکری کے بچے کو ذبح ہوتے دیکھتے رہے۔بعد میں ایک نے دوسرے سے کہا کہ آؤ ہم بھی ذبح کرتے ہیں۔ایک لیٹ گیا دوسرے نے چھری چلائی۔بچہ شہید ہوگیا۔دوسرے نے جب یہ منظر دیکھا تو گھبراہٹ سے مکان کی چھت سے بھاگتا ہوا گرا وہ بھی جاں بحق ہوگیا۔حضرت جابر رضی اللہ عنہٗ نے دونوں بچوں کو لپیٹ کر چٹائی میں ایک کونے میں کھڑا کر دیا تا کہ دعوت کے انتظام میں فرق نہ آئے تمام صحابہؓ حاضرین نے کھانا کھایا مگر حضور اکرم ﷺ نے نہیں کھایا کھانے سے پہلے فرمایا کہ جابر دونوں بچوں کو لاؤ ساتھ میں کھانا کھائیں گے اولاً ٹال مٹول کیا۔بالآخر معاملہ کی نوعیت پیش کردی۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ جاؤ اوران کو نکال لاؤ۔جب حضرت جابرؓ چٹائی کے پاس پہنچے تو دونوں کلمۂ شہادت پڑھتے ہوئے ساتھ میں آئے۔کیا اس قسم کی کوئی

(پچھلے صفحہ کا باقی حواشی) وَشِمَالِهَا وَبَيْنَ يَدَيْهَا وَخَلْفِهَا فَتَقَطَّعَتْ عُرُوْقُهَا ثُمَّ جَاءَ تْ تَخُدُّ الْاَرْضَ تَجُرُّ مُغْبَرَّةً حَتّٰى وَقَفَتْ بَيْنَ يَدَىْ رَسُوْ لِ اللّٰهِ صَلّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَارَسُوْ لَ اللّٰهِ الحديث كتاب الشفاء ص ۲۲۵ /ج ۱/ فصل فى كلام الشجر وشهادته الخ مطبوعه مؤسسة الكتب الثقافية بيروت.

۲ شرح شفاء ص ۲۱٦ /ج ۱/فصل فى كلام الشجر المطبعة العثمانية.

ضعیف روایت بھی ہے اور پھر وہ اس پر مصالحہ لگا کر اہل حق پر کیچڑ اچھالتا ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ روایت اتنی ثابت ہے کہ غزوۂ خندق کے وقت حضرت جابر رضی اللہ نے حضرت رسول اکرم ﷺ کے چہرۂ انور پر نقاہت اور کمزوری کا اثر دیکھا۔ بیتاب ہو کر گھر آئے بکری کا بچہ ذبح کیا۔ بیوی کو کھانا پکانے کے لئے کہا اور خود نبی اکرم ﷺ کو اطلاع دی۔ آپ ؐ نے دریافت فرمایا کہ کیا کھانا ہے۔ بتلایا کہ بکری کا بچہ ہے۔ تھوڑے جو ہیں ان کی روٹی ہے۔ ارشاد فرمایا یہ تو بہت ہے اور ایک بڑے مجمع کو ساتھ لے کر تشریف لے گئے۔ برکت کے لئے گوشت کی ہانڈی میں اور روٹی کے آٹے میں لعاب دہن ڈالا، کچھ پڑھ کر دم کیا اور دس دس آدمیوں کا حلقہ بنا کر روٹی اور گوشت کھلایا، یہاں تک کہ سب سیر ہو گئے۔ گوشت بھی ہانڈی میں باقی رہا روٹی بھی تنور میں پکتی رہی۔ یہ واقعہ صحیح بخاری میں موجود ہے[1] لیکن حضرت جابر رضی اللہ عنہٗ کا حال یہ ہے کہ ان کے والد غزوۂ احد میں شہید ہو گئے تھے۔ یہ اس وقت کم عمر تھے ان کے نو ۹ ؍ بہنیں تھیں۔ بعض کی شادی ہو گئی تھی اور اکثر کی نہیں ہوئی تھی انھوں نے ایک عمر رسیدہ پرانی بیوہ سے نکاح کر لیا تھا تا کہ وہ ان کی سب بہنوں کی تربیت کرے اور گھر کا انتظام کرے۔ اس وقت ان کے خود کوئی بچہ نہیں تھا[2] ان کی طرف دو بچوں کی نسبت کرنا اور اس قصہ

---

[1] سَمِعْتُ جَابِرَبْنَ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ لَمَّا حُفِرَ الْخَنْدَقُ رَاَيْتُ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمَصًا شَدِيْداً فَانْكَفَيْتُ اِلٰى اِمْرَاَتِيْ فَقُلْتُ هَلْ عِنْدَكَ شَيْءٌ فَاِنِّي رَاَيْتُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمَصًا شَدِيْداً فَاَخْرَجَتْ اِلَيَّ جِرَابًافِيْهِ صَاعٌ مِنْ شَعِيْرٍوَلَنَا بُهَيْمَةٌ دَاجِنٌ فَذَبَحْتُهَا وَطَحَنَتِ الشَّعِيْرَ الخ. (بخاری شریف ص ۵۸۹/ ج ۲/ باب غزوة الخندق مطبوعه اشرفی دیوبند)

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں کہ جب خندق کھودی گئی میں نے رسول اللہ ﷺ کے اندر سخت بھوک کا اثر دیکھا میں لوٹ کر اپنی بیوی کے پاس گیا اور میں نے کہا کیا تیرے پاس کچھ ہے اس لئے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے اندر سخت بھوک کا اثر دیکھا ہے اس نے ایک تھیلا نکالا جس میں ایک صاع جو تھا اور ہمارا ایک بکری کا بچہ تھا میں نے اس کو ذبح کیا اور اس نے جو کو پیسا الخ۔

[2] بخاری شریف ص ۲۸۲/ ج ۱/ کتاب البیوع، باب شری الدواب و الحمیر مطبوعه اشرفی دیوبند.

کواس طرح رنگ دیکر بیان کرنا غلط ہے، بے بنیاد ہے۔ جوشخص ایسی بات بیان کرتا ہے اس سے دریافت کیا جائے کہ یہ حدیث شریف کی کونسی کتاب میں ہے۔ اردو کے بعض غلط سلط رسالوں میں اس قسم کی بے بنیاد باتیں ہیں جو بے سند ہیں ہرگز قابل اعتماد نہیں۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۱/۱۱/۹۹ھ

نکاح کے بعد "اَللّٰھُمَّ اَلِّفْ بَیْنَھُمَا کَمَا اَلَّفْتَ بَیْنَ یُوْسُفَ وَزلیخاعَلَیْھِما السَّلام" کی تحقیق

سوال:- یہاں کے قاضی صاحبان نکاح کے بعد دعا میں یہ بھی پڑھتے ہیں اللھم الف بینھما کما الفت بین یوسف وزلیخا علیھما السلام بعض صاحبان فرماتے ہیں کہ یہ الفاظ دعا میں شریک نہ کرو۔ کیونکہ حضرت یوسف وزلیخا علیہما السلام کودعا میں شامل کرنا اچھانہیں ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کا زلیخا کے ساتھ نکاح نہیں ہوا تھا۔ کیاان لوگوں کی بات درست ہے؟اور کیااس طرح دعا مانگنا گناہ ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

بعض کتب میں نکاح ہونا مذکور ہے[1] البتہ قرآن کریم وصحاح کی کتب میں نکاح ہونا مذکورنہیں۔حدیث شریف میں اللھم الف بینھما کی دعا کے ساتھ کما الفت بین یوسف

---

[1] اخرج ابن جریر وابن ابی حاتم عن ابن اسحق قال ذکر وان قطفیر ھلک فی تلک اللیالی فزوج الملک یوسف زلیخا امرأة قطفیر الخ (تفسیر مظھری ص ۱۷۴/ج۵/)سورۂ یوسف تحت آیت ۵۷/مطبوعہ رشیدیہ کوئٹہ،الجامع لاحکام القرآن للقرطبی ص ۱۸۲/ج۵/ الجزء التاسع،سورۂ یوسف تحت آیت ۵۵/مطبوعہ دارالفکربیروت،تفسیرابن کثیر ص ۴۸۲/ ج۲/مطبوعہ تجاریہ مکة المکرمة.

وزلیخا علیہما السلام کونہیں دیکھا۔ حدیث پاک میں جو الفاظ آئے ہیں ان میں برکت ہی برکت ہے۔ دوسرے الفاظ میں وہ بات نہیں۔ کوئی شخص اگر دعا میں ایسا کہے تو اس سے لڑنے کی بھی ضرورت نہیں۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹/۵/۹۰ھ

النکاح من سُنّتی اورمن رغِبَ عَنْ سُنّتی کیا یہ ایک حدیث ہے؟

سوال:- ایک مولوی صاحب کہتے ہیں کہ النکاح من سنتی، فمن رغب عن سنتی یہ مستقل حدیث نہیں ہے بلکہ الگ الگ جملے ہیں، تو کیا یہ درست ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

ان صاحب کا کہنا صحیح ہے۔ دونوں جملے الگ الگ ہیں۔ ان کے درمیان ”وقال“ کہہ دیا جائے تاکہ الگ الگ ہونا واضح ہوجائے[۱] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۷/۱/۹۵ھ

”طعام المیت یمیت القلب“ حدیث نہیں

سوال:- میت کے ایصال ثواب کے لئے جو شیرینی بنائی جاتی ہے وہ یہاں کے

---

[۱] فمن رغب عن سنتی فلیس منی یہ جملہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت کا آخری جزء ہے ملاحظہ ہو (مشکوٰۃ شریف ص ۲۷/ باب الاعتصام مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند) النکاح من سنتی یہ جملہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت کا پہلا جزء ہے ملاحظہ ہو (ابن ماجہ ص ۱۳۴/ باب ماجاء فی فضل النکاح مطبوعہ مجتبائی دہلی) البتہ ابن ماجہ کی ایک روایت میں دونوں روایتوں کا مفہوم اس طرح جمع کردیا گیا ہے۔ عَنْ عَائِشَةَؓ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلنِّكَاحُ مِنْ سُنَّتِيْ فَمَنْ لَمْ يَعْمَلْ بِسُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّي، الحدیث ابن ماجہ شریف ص ۱۳۳/ باب ماجاء فی فضل النکاح مطبوعہ اشرفی دیوبند.

رواج کے مطابق یہاں کے غرباء اور امراء سبھی کھاتے ہیں۔ پھر طعام المیت یمیت القلب کا کیا مطلب ہے؟ اور وہ کون طعام ہے؟ اور کیا یہ حدیث ہے؟ اور مذکورہ شیرینی کیا سب ہی لوگوں کو کھانا جائز ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

میت کے لئے ایصال ثواب کرنا ہو تو کھانا وغیرہ غریبوں کو دیا جائے۔ مالدار اس کے مستحق نہیں[۱]۔ طعام المیت یمیت القلب حدیث نہیں ہے[۲]۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایصال ثواب کا کھانا غیر مستحق کھائے تو اس کا دل مردہ ہو جاتا ہے، اس کو خیر وشر کی تمیز نہیں رہتی۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ علم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۷/۵/۹۰ھ

کیا کاشتکار ہمیشہ محتاج رہتا ہے؟ اور زراعت سے متعلق حدیث کی تحقیق

سوال:- یہاں ایک مترجم قرآن مجید کے حاشیہ پر ایک حدیث درج ہے، جس میں یہ بتایا گیا ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس گھر میں کھیتی اور اس کا سامان ہوتا

---

۱ ویکره اتخاذ الضيافة من الطعام من اهل الميت لانه شرع فى السرور لافى الشرور وهى بدعة مستقبحة الى قوله وان اتخذ للفقراء كان حسنا، شامى زكريا ص ۱۴۸/ ج۳/ باب الجنازة، مطلب فى كراهة الضيافة من اهل الميت، تاليفات رشيديه ص ۱۴۶/ وكفايت المفتى ص ۱۱۶/ ج ۴/.

۲ ایں قول کہ طعام الميت يميت القلب حدیث نیست کلام بعض از تجربہ کاراں است (فتاویٰ عزیزی ص ۱۰۶/ ج ۲/) مطبوعہ رحیمیہ دیوبند۔

ترجمہ: یہ قول کہ طعام المیت یمیت القلب (میت کا کھانا دل کو مردہ کر دیتا ہے) حدیث نہیں بلکہ بعض تجربہ کاروں کا کلام ہے۔

ہے اس میں محتاجی اور مسکینی رہتی ہے اور یہ اس جگہ درج ہے کہ جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت نے من وسلویٰ کے عوض لہسن اور پیاز اور ککڑی وغیرہ کو ترجیح دی ہے۔ کیا حدیث مندرجہ بالا کی روشنی میں کھیتی کرنا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے محتاجی اور مسکینی لانا ہے۔ حدیث پاک کا حوالہ اس وقت ذہن میں نہیں ہے۔ ہاں البتہ ترجمہ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

پیشوں کے کچھ خواص بعض احادیث میں موجود ہیں جو ناپسند ہوں ان سے بچنے کی ہدایت کی گئی ہے۔ بعض طبعی خواص ہوتے ہیں ان سے بچنا دشوار ہوتا ہے مگر وہ پیشے بھی ضروری ہوتے ہیں کھیتی کرنے والے سال کا اکثر حصہ اس قدر مشغول رہتے ہیں کہ ان کو کسی چیز کی فرصت نہیں رہتی اور چھوٹی چھوٹی چیزیں ہی ان کی شب وروز کی ایسی ہوتی ہیں کہ ایک چیز مفقود ہوجائے تو وہ ہاتھ پر ہاتھ رکھے رہ جاتے ہیں اور کام نہیں کرپاتے، غرض احتیاج کا ظہور انھیں بے حد ہوتا ہے۔ اور عامۃً ذہن میں ان کے انتشار رہتا ہے سکون نصیب نہیں ہوتا۔ اس کے باوجود یہ پیشہ ناجائز نہیں ہے اور اس کے برکات بھی ظاہر ہیں کہ تمام روئے زمین میں بسنے والے اسی پیشے کی بدولت روزی کھاتے ہیں۔ اکثر علماء نے فرمایا ہے کہ زراعت افضل ہے تجارت سے **وافضل اسباب الکسب الجهاد ثم التجارة ثم الزراعة ثم الصناعة كذافي الاختيار شرح المختار والتجارة افضل من الزراعة عندالبعض والاكثر علىٰ ان الزراعة افضل كذافي الوجيز. الكردری .** (عالمگیری[1])

احتیاج کا وہ مطلب نہیں کہ کھیتی کرنے والا ہمیشہ فقیر مسکین رہتا ہے جس سے شبہ کیا جائے۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹۱/۱۲/۲۶ھ

---

[1] عالمگیری ص ۳۴۹/ ج۵/، کتاب الکراهية، الباب الخامس عشر في الكسب، شامی کراچی ص ۴۶۲/ ج۶/ کتاب الصيد، فتاوىٰ بزازيه على هامش الهنديه ص ۳۵۸/ ج۶/ کتاب الكراهية، نوع في المسجد مطبوعه دارالكتاب ديوبند.

لیلۃ القدر کی تعیین کی فراموشی

سوال:- مشہور ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ کو لیلۃ القدر متعین کر کے بتلا دی گئی تھی۔ حضور ﷺ لوگوں کو مطلع کرنے کے لئے حجرۂ مبارکہ سے باہر تشریف لائے۔ دو شخصوں میں تنازع ہو رہا تھا، آپ ان کے چکانے میں مشغول ہو گئے، اسی جھگڑے میں اس قدر دیر ہو گئی کہ قلب مبارک سے ذہول ہو گیا۔ یہ واقعہ احادیث سے ثابت ہے یا محض زبان زد ہے۔ اگر حدیث شریف سے ثابت ہے تو کس کتاب میں ہے؟ اور اس کے راوی قابل اعتبار ہیں یا نہیں؟ اور یہ واقعہ کس سن میں پیش آیا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ حدیث جمع الفوائد[1] میں ص ۴ پر بخاری، مسلم، ابوداؤد شریف، نسائی، ابن ماجہ کے حوالہ سے مذکور ہے۔ سن معلوم نہیں۔ حدیث مستند و معتبر ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

آیت سجدہ کی تفصیل

سوال:- یہ دونوں احادیث مسلم و ترمذی سے مروی ہیں جن کو ابن کثیر اپنی تفسیر پارہ ۱۸/ اور ۲۲/ میں لائے ہیں۔ (الف) سورہ حج کو دو سجدوں سے فضلیت دی گئی ہے، جوان

---

[1] وَفِي أُخْرٰى قَالَ يَاۤ أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّهَا كَانَتْ أُبِيِّنَتْ لِي لَيْلَةُ الْقَدْرِ وَإِنِّي خَرَجْتُ لِأُخْبِرَكُمْ بِهَا فَجَاءَ رَجُلَانِ يَحْتَقَّانِ مَعَهُمَا الشَّيْطَانُ فَنُسِّيتُهَا الحديث للستة الا الترمذی (جمع الفوائد ص ۲۴۴ / ج ۱/، الاعتكاف وليلة القدر، طبع مكه مكرمة، ص ۴۵۹/ ج ۱/ طبع مصر) بخاری شریف ص ۲۷۱/ ج ۱/ کتاب الصوم، باب رفع معرفة ليلة القدر الخ مطبوعه اشرفی دیوبند.

ترجمہ: لوگو! لیلۃ القدر مجھ کو بتا دی گئی تھی اور میں نکلا تا کہ تم کو خبر دیدوں پس دو شخص آئے اور جھگڑنے لگے ان کے ساتھ شیطان تھا پس مجھ کو اس کی (تعیین) بھلا دی گئی۔

پر سجدہ نہ کرے وہ اسے پڑھے ہی نہیں؟ (ب) اہل جہنم پانچ قسم کے ہیں وہ بے وقعت کمینے لوگ جو بے زر اور بے گھر ہیں اور جو تمہارے دامنوں سے لپٹے رہتے ہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

(الف) آیت سجدہ پڑھ کر مستحب یہ ہے کہ جلد ہی سجدہ کرلیا جائے[۱] جو شخص بے وضو ہو وہ حفظ تلاوت تو کرسکتا ہے مگر سجدہ نہیں کرسکتا۔ اس لئے باوضو تلاوت کرنا اعلیٰ بات ہے[۲] تا کہ آیت سجدہ جب آئے تو فوراً سجدہ کرلے۔ جو شخص بے وضو ہو وہ ایسی سورت تلاوت کرے جس میں سجدہ نہ ہو۔ ایسی سورت تلاوت نہ کرے جس میں سجدہ ہو[۳] یہ محض استحبابی حکم ہے وجوبی نہیں نیز اس حدیث کی سند میں کلام ہے[۴] اس کے مقابلہ میں دوسری حدیث قوی اور راجح ہے[۵]

---

[۱] وان قرأ آية السجدة فى الصلاة فان كانت فى وسط السورة فالا فضل ان يسجد ثم يقوم ويختم ويركع فتاوى هنديه ص ۱۳۳/ ج ۱/الباب الثالث فى سجود التلاوة مطبوعه دارالكتاب ديوبند.

[۲] ينبغى ان يتطهر عن الحدث باحدهما اذاقرأعن ظهر القلب (شرح شرعة الاسلام ص ۶۲/)

[۳] من لم يسجد هما فلا يقرأهما يريد لايقرأهما الا وهو طاهر (اوجز المسالک ص ۱۴۰/ ج ۴/ باب ماجاء فى سجود القرآن)البحر الرائق ص ۱۱۹/ ج ۲/باب سجود التلاوة مطبوعه كراچى پاكستان،فتاوى تاتارخانيه ص ۷۷۵/ ج ۱/كتاب الصلاة،سجدة التلاوة،مطبوعه كراچى پاكستان.

[۴] حديث عقبة بن عامر فى الباب حجة للشافعية فى سجدتى سورة الحج ولكنه من طريق ابن لهيعة فلا يقوم بمثله حجة وقال الحافظ فى التلخيص وهو ضعيف (معارف السنن ص ۸۱/ ج۵/) قال ابوعيسى هذا حديث ليس اسناده بالقوى (ترمذى شريف ص ۷۵ ج ۱ باب فى السجدة فى الحج ،بذل المجهود ص ۳۱۵/ ج ۲/باب تفريع ابواب السجود وكم سجدةً فى القرآن مطبوعه رشيديه سهارنپور.

[۵] عن ابن عباس رضى الله عنه قال فى سجود الحج الاول عزيمة والاخر تعليم اخرجه الطحاوى (۱۲۰۱) ورجاله كلهم ثقات، فالحديث حسن (اعلاء السنن ۲۱۲/ ج۷/ باب سجود التلاوة وما يتعلق به. طبع مكة مكرمه.

(ب) یہ حدیث کہاں ہے پوری مع حوالہ نقل کریں تو تشریح کی جائے گی۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲/۶/۹۱ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۳/۶/۹۱ھ

ایک صیغہ چالیس دفعہ پڑھنے سے چہل حدیث کا ثواب

سوال:- زید کو جو صیغہ درود یا استغفار یاد ہو تو کیا اس کے چالیس ۴۰ مرتبہ پڑھنے کے بعد ثواب کامل چہل حدیث کا ہو جائے گا یا علیٰحدہ علیٰحدہ چالیس صیغہ پڑھنا ضروری ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

چہل حدیث کی فضلیت تو چالیس حدیثوں کے ذریعہ حاصل ہوگی[۱] صیغہ درود شریف یا استغفار سے چالیس دفعہ پڑھنے سے حاصل نہیں ہوگی ہاں اس کے پڑھنے کا ثواب مستقل ملے گا۔ وہ بھی بہت قابلِ قدر ہے۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۶/۱/۸۸ھ

کیا استغفار والی حدیث مرفوع ہے؟

سوال:- کیا صیغہ ''استغفار استغفر اللہ (الی) واتوب الیہ'' حدیث مرفوع میں ہے اور اس کا اپنے معمول کے مطابق پڑھنا صحیح ہے اور کیا یہ استغفار کے تمام صیغوں کا خلاصہ ہے

---

[۱] من حفظ علی امتی اربعین حدیثا فی امر دینها بعثه اللّٰه فقیها قوله فی امر دینها احترازمن الاحادیث الاخباریة اللتی لاتعلق لها بالدین اعتقادااوعلما اوعملا من نوع واحد اوانواع. قال الامام النووی المرادبالحفظ هنا نقل الاحادیث الاربعین الی المسلمین الخ مرقاة شرح مشکوة ص ۲۵۲/ ج ۱/ کتاب العلم، الفصل الثالث، مطبوعه اصح المطابع بمبئی، فیض القدیر للمناوی ص ۱۱۹/ ج۶/ رقم الحدیث ص ۸۶۳۶/ مطبوعه دار الفکر بیروت.

اور کیا طلب مغفرت میں یہ سب برابر ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جی ہاں حدیث مرفوع میں موجود ہے[۱] صیغے مختلف آئے ہیں۔ ہر ایک اپنی ایک شان رکھتا ہے۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ ۲۶/۱/۸۵ھ

جنت کی چار نہریں

سوال: - مشارق الانوار کے اردو ترجمہ میں یہ حدیث پاک پڑھی کہ وہ بخاری ومسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ سیحون جیحون، فرات اور نیل ہر ایک بہشت کی نہریں ہیں۔ (ف) سیحون وجیحون ترکستان میں ہیں اور فرات عراق میں اور نیل مصر میں۔ ان نہروں کا پانی بہشت کی نہروں کے مشابہ ہے یا کم ازکم ان نہروں کی امداد وہاں سے ہوتی ہے۔ خاکسار کے ذہن میں اشکال پیدا ہو رہا ہے کہ جب دریا جنت سے نکلتی ہیں اور جنت آسمان میں ہے اور لاکھوں میل کا فاصلہ ہے تو اگر ہم کوئی مشین ایجاد کر کے اس کے مرکز پر پہنچنا چاہیں تو پہنچ جانا چاہئے۔ جیسے گنگا جمنا کے ہمالیہ کے علاقے میں ہم پہنچ سکتے ہیں بہرحال اس کا ربط کیا ہے؟ فقط

الجواب حامداً ومصلیاً

ان نہروں کا سلسلہ تو بہت دراز ہے ایک دوسری حدیث پر غور کر کے اس کا رابطہ جنت سے معلوم کر لیں۔ عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ

---

[۱] یسار ابن زید مولی النبی صلی الله علیه وسلم قال حدثنی ابی عن جدی انه سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهِ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ قَالَ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ غُفِرَ لَهٗ. مشکوٰۃ شریف ص ۲۰۵ / ج ۱ / باب الإستغفار والتوبة، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند مسند احمد ص ۲۹۲ / ج ۵ / حدیث ابی امیهؓ مطبوعه دار الفکر بیروت.

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَابَيْنَ بَيْتِي وَمِنْبَرِىْ رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ وَمِنْبَرِىْ عَلىٰ حَوْضِى متفق عليه . مشکوٰۃ شریف[۱] ص ۶۸/اس کے لئے نہ راکٹ پراڑنے کی ضرورت پیش آئے گی نہ کسی اور سواری کی اس کے بعد نہروں کا ربط خود بخود واضح ہوجائیگا اور مشقت کی زحمت سے بچ جائیں گے۔فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

کیا ساتوں زمینوں میں انبیاء ہیں؟

سوال:-رسالت مآب ﷺ نے فرمایا کہ مجھ جیسا زمین کے سات طبقوں میں موجود ہے۔روایت کیسی ہے اگر صحیح ہے تو کیا مطلب ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ روایت صحاح ستہ میں نہیں ہے،البتہ درمنثور[۲] میں حضرت ابن عباسؓ پر موقوف ہے۔

---

[۱] مشکوة شريف ص ۶۲۲/ج ۱/ باب المساجد ومواضع الصلاة ،الفصل الاول ،مطبوعه مصطفى احمد الباز مكه مكرمه ،مسلم شريف ص ۴۴۶/ج ۱/ كتاب الحج باب فضل مابين قبره صلى الله عليه وسلم ومنبره الخ۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ کا ارشاد پاک نقل فرمایا ہے میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان جنت کے باغیچوں میں سے ایک باغیچہ ہے اور میرا منبر میرے حوض پر ہے۔

[۲] واخرج ابن جرير وابن ابى حاتم والحاكم وصححه والبيهقى فى الشعب وفى الاسماء والصفات عن ابى الضحى عن ابن عباس فى قوله ومن الارض مثلهن قال سبع ارضين فى كل ارض نبى كنبيكم وآدم كآدم ونوح كنوح وابراهيم كابراهيم وعيسى كعيسى قال البيهقى اسناده صحيح ولكنه شاذ لااعلم لابى الضحى عليه متابعا (الدر المنثور ص ۲۱۱/ج۸/ سورة الطلاق تحت آيت ۱۲/مطبوعه دار الفكر بيروت)روح المعانى ص ۲۴۳/ج ۲۸/ مطبوعه مصطفائيه ديوبند،تفسير ابن كثير ص ۲۰۲/ج ۴/ مطبوعه مصطفى احمد البازمكه مكرمه.

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ومن الارض مثلهن کی تفسیر میں فرمایا ہے سات زمینیں۔ ہر زمین میں نبی ہے مثل تمہارے نبی کے اور آدم ہے مثل آدم کے اور نوح ہے مثل نوح کے اور ابراہیم ہے مثل ابراہیم کے اور عیسیٰ ہے مثل عیسیٰ علیہم السلام کے۔

اس پر حجۃ الاسلام مولانا قاسم نانوتویؒ نے اپنے رسالہ تحذیر[۱] الناس میں اور مولانا عبدالحی لکھنویؒ نے مجموعہ فتاوی[۲] کے شروع میں تفصیل سے کلام کیا ہے وہاں دیکھ لیا جائے۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ دارالعلوم دیو بند ۸/۱/۸۸ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیو بند

کیا زمین بیل کے سینگ پر ہے؟

سوال:- ایک کتاب جس کا نام ہزار مسئلہ ہے اس میں ایک حدیث بیان کی گئی ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ زمین ایک بیل کے سینگ پر ہے۔ ایک مرتبہ بیل کو شیطان نے بہکایا تو بیل نے زمین کو نیچے پھینکنے کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے ایک مچھر کو حکم دیا کہ بیل کی ناک میں گھس جا۔ چنانچہ وہ گھس گیا اور اس قدر کاٹا کہ بیل تھرا اٹھا۔ پھر بیل نے وعدہ کیا کہ اب ایسا نہیں کروں گا۔ چنانچہ وہ مچھر اب بھی بیل کے سامنے ادھر اُدھر اُڑتا رہتا ہے۔ تو بیل کو جب وہ وقت یاد آتا ہے تو کانپ جاتا ہے۔ اسی وجہ سے زمین میں زلزلہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اب فرمائیں کہ اس حدیث کی کچھ اصل ہے یا نہیں؟ نیز یہ بھی تحریر فرمائیں کہ شرعی حیثیت سے زمین سورج و چاند کی طرح معلق ہے یا کسی چیز پر ٹھہری ہوئی ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ سند صحیح سے مروی نہیں محدثین نے اسکو موضوع لکھا ہے جیسا کہ موضوعات کبیر میں

---

۱ تحذیر الناس ص ۳ / تا ۳۸ / مکتبہ فیض دیو بند۔

۲ مجموعہ الفتاویٰ ص ۱۰۷ / ج ۱ / کتاب العقائد مطبوعہ لکھنؤ۔

ہے۔[۱] چاند سورج کے معلق یا غیر معلق ہونے کے متعلق بحث کرنا موضوع فقہ وعقائد سے خارج ہے۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۳/۱/۹۳ھ

مرض الوفات میں قلم دوات طلب فرمانا وصیت لکھنے کے لئے

سوال:- یہاں پرلوگوں میں یہ بات مشہور ہے کہ جب حضور ﷺ کے وصال کا وقت تھا اور آپؐ پر جانکنی کا عالم تھا۔ آپ نے قلم دوات منگایا۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہٗ نے فرمایا کہ آپؐ کو ہذیان کا بحران ہوگیا ہے۔ کیا یہ روایت بخاری شریف وغیرہ میں ملتی ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سُلَيْمَانَ الْاَحْوَلِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍؓ يَوْمَ الْخَمِيْسِ وَمَايَوْمُ الْخَمِيْسِ اِشْتَدَّبِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَعُهُ فَقَالَ ائْتُوْنِى اَكْتُبُ لَكُمْ كِتَاباً لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدَهُ اَبَداً فَتَنَا زَعُوْا وَلَايَنْبَغِىْ عِنْدَ نَبِيٍّ تَنَازُعٌ فَقَالُوْا مَاشَأْنُهُ اَهَجَرَ؟ اِسْتَفْهِمُوْهُ فَذَهَبُوْا يَرُدُّوْنَ عَلَيْهِ فَقَالَ دَعُوْنِى فَالَّذِىْ اَنَافِيْهِ خَيْرٌ مِّمَّا تَدْعُوْنَنِىْ اِلَيْهِ وَاَوْصَاهُمْ بِثَلَاثٍ قَالَ اَخْرِجُوْا الْمُشْرِكِيْنَ مِنْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ وَاَجِيْزُوْا الْوَفْدَ بِنَحْوِمَا كُنْتُ اُجِيْزُهُمْ وَسَكَتَ عَنِ الثَّالِثَةِ اَوْقَالَ فَنَسِيْتُهَا اھ بخاری شریف[۲] ص ۶۳۸/ ج ۲/ پارہ ۱۸/ بخاری شریف کی حدیث نقل کردی گئی

---

[۱] ونحن ننبه على امور كلية يعرف بها من كون الحديث موضوعاً ومنها ان يكون الحديث مماتقوم الشواهد الصحيحة على بطلانه(إلى قوله) ومن هذا حديث ان الأرض على صخرة والصخرة على قرن ثور فاذا حرك الثورقرنه تحركت الصخرة، موضوعات كبير ص ۹۸/ فصل ومنها ان يكون الحديث مما تقوم الشواهد الصحيحة الخ مكتبه مجتبائى دهلى.

[۲] بخارى شريف ص ۶۳۸/ ج ۲/ كتاب المغازى ،باب مرض النبى صلى الله عليه وسلم ووفاته مطبوعه اشرفى ديوبند .

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جمعرات کا دن (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

اس میں غور کرلیا جائے کہ کیا مطلب ہے اور جو کچھ لوگوں میں مشہور ہے اس کی حقیقت و اصلیت کیا ہے۔ اگر اس کے بعد بھی کوئی بات دریافت طلب ہو تو اس کو خط بھیج کر دریافت کرلیں۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۲/۱۰/۸۵ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

رمضان میں مرنے والے سے سوالِ قبر

سوال:- رمضان میں فوت ہونے والے سے سوال نکیرین اور عذاب قبر اٹھالیا جاتا ہے اور پھر قیامت تک عذاب قبر نہیں ہوتا کیا اس بارے میں کوئی حدیث مرفوع ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس کی تصریح کسی حدیث میں دیکھنا محفوظ نہیں [۱]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۹/۱۰/۸۵ھ

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) اور کیا ہے جمعرات کا دن؟ رسول اللہ ﷺ کی تکلیف (بروز جمعرات) سخت ہوگئی ارشاد فرمایا۔ لاؤ میں تم کو ایک نوشتہ لکھدوں تا کہ اس کے بعد تم گمراہ نہ ہوجاؤ پس لوگوں نے آپس میں اختلاف کیا اور کسی نبی کے پاس اختلاف مناسب نہیں تھا لوگوں نے کہا آپ کی حالت کیسی ہے کیا بحالت غفلت فرمایا ہے حضرت سے اس کو سمجھ لو پس لوگ حضرت سے دوبارہ معلوم کرنے لگے آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا مجھے چھوڑ دو میں جس حالت میں ہوں وہ اس سے بہتر ہے تم مجھ کو جس کی دعوت دے رہے ہو اور تین چیزوں کی وصیت فرمائی ارشاد فرمایا۔ مشرکین کو جزیرۃ العرب سے نکالدینا آنے والے مہمانوں کو اس طرح توشہ دینا جس طرح میں دیتا ہوں (روای نے) تیسری چیز سے سکوت فرمایا یا یہ فرمایا کہ میں بھول گیا۔

[۱] **تنبیہ:** مندرجہ ذیل روایت سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ رمضان میں مرنے والے سے قیامت تک عذاب ہٹا ہی رہتا ہے **قال ابن رجب روی باسناد ضعیف عن انس بن مالک ان عذاب القبر یرفع عن الموتی فی شهر رمضان (شرح الصدور للسیوطی ص ۲۵۴/باب احسن الاوقات للموت) علی ان اللّٰه فی شهر رمضان متعلق بیر فع وفیه احتمال آخر ان یکون متعلقا بالموت فیکون المعنی ان الذین یموتون فی شهر رمضان لایعذبون**، حاشیہ مرنے کے بعد کیا ہوگا ص ۳۸/ رمضان میں مرنے والا، مطبوعہ ادارۂ اشاعت دینیات دہلی۔

جمعہ اور رمضان میں مرنے والے کی فضیلت

سوال:- ترمذی شریف کی حدیث ہے۔ مَامِنْ مُسْلِمٍ يَمُوْتُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اَوْلَيْلَةَ الْجُمُعَةِ اِلَّا وَقَاهُ اللّٰهُ فِتْنَةَ الْقَبْرِ.

اس حدیث کے متعلق جس قدر تحقیقات ہوں تحریر فرمائی جائیں۔ کیا مسلمان خواہ کسی قسم کا ہو اور ہر قسم کے معاصی میں مبتلا ہو اور اس کی وفات جمعہ یا جمعرات کو ہو جائے تو اس پر عذاب قبر بالکل نہ ہوگا یا صرف انھیں دنوں تک عذاب نہ ہوگا۔ نیز لوگوں میں مشہور ہے کہ رمضان المبارک میں بھی جس کا انتقال ہو جائے اس کو بھی عذاب قبر نہ ہوگا مجھے تو اس کے متعلق کچھ معلوم نہ ہو سکا اگر جناب اس کے اوپر روشنی ڈالیں تو بہتر ہوگا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

ترمذی شریف[1] کی روایت کے متعلق خود امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ ہے کہ:

(۱) هذا حديث غريب وليس اسناده بمتصل.

(۲) اور جمع الفوائد[2] میں ہے (انسؓ) رفعه من مات يوم الجمعة وقى عذاب القبر.

(۳) العرف الشذی[3] میں لکھا ہے۔ ماصح الحديث. فى فضل موت يوم الجمعة ولو صح بالفرض لكان الفضل من عدم السوال لمن مات يوم الجمعة لامن مات قبل واخر دفنه الى يوم الجمعة اھ۔

یہاں تک تو من حیث القوۃ والضعف اس روایت کے متعلق کلام ہے اس کے مطلب کے متعلق علماء کے دونوں قول ہیں۔

---

[1] ترمذی شریف ص ۱۲۷/ ج ۱/ مطبوعه مجتبائی دهلی، ابواب الجنائز، باب ماجاء فی من يموت يوم الجمعة.

[2] جمع الفوئد ص ۱۰۱/ ج ۱/ مطبوعه رحيميه ديوبند، كتاب الصلوٰة، وقت الجمعة ونداؤها وخطبتها ومايتعلق بذٰلك.

[3] العرف الشذی ص ۳۵۶/ ج ۱/ مطبوعه رحيميه ديوبند.

(۴) فقیل هذااليوم والليلة فقط ثم يعذب ليلة السبت وقيل لابل خلص فخلص نعم يحاسب فيجازى بعدالحشر اھ کوکب[1]۔

ملاعلی قاری رحمۃ اللہ علیہ مرقاۃ المفاتیح[2] میں فرماتے ہیں۔

(۵) فتنة القبر اى سواله وعذابه وهويحتمل الاطلاق والتقييد والاول هوالاولىٰ بالنسبةالىٰ فضل المولىٰ.

پھر علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں۔(۲)هذه الاحاديث اى التى تدل على نفى سوال القبر لاتعارض احاديث السوال السابقةاى لاتعارضها بل تخصها وتبين من لايسئل فى قبره ولايفتن فيه ممن يجرى عليه السوال ويقاسى تلك الاهوال و هذا كله ليس فيه مدخل للقياس ولامجال للنظر فيه وانمافيه التسليم والانقيادلقول الصادق المصدوق قال الحكيم الترمذى ومن مات يوم الجمعة فقد انكشف له الغطاء عما له عندالله تعالىٰ لان يوم الجمعة لاتسجر فيه جهنم وتغلق ابوابها ولايعمل سلطان النارفيه مايعمل فى سائر الايام فاذا قبض الله عبداً من عبيده فوافق قبضه يوم الجمعة كان ذلک دليلا لسعادته وحسن مآبه وانه لايقبض فى هذا اليوم الامن كتب له السعادة عندهٗ فلذلک يقيه فتنة القبر لان سببها انما هوتمييز المنافق من المؤمن قلت ومن تتمة ذلک ان من مات يوم الجمعة فله اجرشهيد فكان على قاعدة الشهداء فى عدم السوال كما اخرجه ابونعيم فى الحلية عن جابرؓ قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من مات يوم الجمعة او ليلة الجمعة اجير من عذاب القبر وجاء يوم القيامة وعليه طابع الشهداء واخرج حميدفى ترغيبه عن اياس بن بكيران رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من مات يوم الجمعة كتب له اجرشهيد ووقى فتنة القبر وا خرج

---

[1] الكوكب الدرى ص ۳۲۵/ج ۱/مطبوعه يحيويه سهارنپور.

[2] مرقاة المفاتيح ص ۲۱۲/ج ۲/باب الجمعة،الفصل الثالث،اصح المطابع بمبئى.

من طريق ابن جريج عن عطاء قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم مامن مسلم اومسلمة يموت في يوم الجمعة او ليلة الجمعة الاوقى عذاب القبروفتنة القبر ولقى الله ولاحساب عليه وجاء يوم القيامة ومعه شهوديشهدون له اوطابع وهذا الحديث لطيف صرح فيه بنفي الفتنة والعذاب معا اھ[۱]

مذکورہ بالا جواب میں ذکر شدہ عربی عبارت کا ترجمہ:

(۱) **ترجمہ:** یہ حدیث غریب ہے اس کی اسناد متصل نہیں۔

(۲) **ترجمہ:** حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے۔ جو شخص جمعہ کے روز وفات پائے عذاب قبر سے محفوظ رہے گا۔

(۳) **ترجمہ:** جمعہ کے روز وفات پانے کی فضیلت میں کوئی صحیح حدیث نہیں ہے اور اگر بالفرض صحیح ہو تب بھی فضیلت سوال نہ کئے جانے کی اس کے لئے ہوگی جس نے جمعہ کے روز وفات پائی ہو نہ کہ اس کے لئے کہ جس کی وفات اس سے قبل ہوئی اور جمعہ کے روز دفن کیا گیا ہو۔

(۴) **ترجمہ:** ایک قول یہ ہے کہ اس دن صرف عذاب نہیں ہوگا پھر شنبہ کی شب میں عذاب ہوگا ایک قول یہ ہے کہ بعد میں بھی عذاب نہیں ہوگا بلکہ جب اس کا چھٹکارا ہوگیا پس چھٹکارا ہوگیا۔ ہاں حساب لیا جائے گا پھر حشر کے بعد جزا سزا ہوگی۔

(۵) **ترجمہ:** فتنۂ قبر یعنی قبر کا سوال وعذاب اس میں اطلاق کا بھی احتمال ہے (کہ مطلقاً ختم کردیا جائے) اور تقیید کا بھی احتمال ہے (کہ صرف جمعہ کے روز عذاب وسوال نہ ہو) اور مولیٰ پاک تعالیٰ شانہ کے فضل کی طرف نسبت کرتے ہوئے اول زیادہ اولیٰ ہے۔

(۶) **ترجمہ:** یہ حدیثیں جو دلالت کرتی ہیں سوال قبر کی نفی پر۔ سوال کئے جانے والی سابقہ حدیثوں کے یہ معارض نہیں ہیں۔ (یعنی ان کے معارض نہیں) بلکہ ان کو خاص کرتی ہیں اور ان کو بیان کرتی ہیں کہ جن سے قبر میں سوال نہیں کیا جائے گا اور عذاب نہیں دیا جائے گا ان میں سے کہ جن سے سوال ہوگا اور جو ان خوفناکیوں کو برداشت کریں گے اور اس تمام میں قیاس کا کوئی دخل اور غور وفکر کو کوئی مجال نہیں ہے۔

اس میں تو صرف صادق ومصدوق ﷺ کے فرمان کو قبول اور تسلیم کرنا ہے حکیم ترمذی نے کہا ہے جو شخص جمعہ کے روز وفات پائے تو اس کے واسطے ان چیزوں سے جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں پردہ منکشف ہوجاتا ہے اس لئے کہ جمعہ کے دن جہنم کو نہیں دہکایا جاتا اس کے دروازوں کو بند کردیا جاتا ہے۔ (باقی ترجمہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

---

[۱] مرقاة ص ۲۱۲، ۲۱۳/ ج ۲/ باب الجمعة، الفصل الثالث، مطبوعه اصح المطابع بمبئى.

یوم جمعہ یا لیلۃ جمعہ میں مرنے والے کے لئے درجۂ شہادت حاصل ہونا درمختار[۱]، اشباہ[۲] اوجز المسالک[۳] وغیرہ کتب میں مذکور ہے۔ اگر کوئی شخص بحالتِ ابتلاء معصیت مرے لیکن کسی ایسے سبب سے مرے جس پر وعدۂ ثواب اور اجر شہادت حاصل ہوتا ہوتو وہ بھی شہید ہوگا پھر اگر کوئی بحالت معصیت نہ مرے تو وہ کیسے اجر شہادت سے محروم رہے گا۔

(۷)من غرق فی قطع الطریق فهو شهید وعلیه اثم معصیته وکل من مات بسبب معصیة فلیس بشهید وان مات فی معصیتة بسبب من اسباب

(پچھلے صفحہ کا باقی ترجمہ) آگ کا فرشتہ اس میں وہ عمل نہیں کرتا جو باقی ایام میں کرتا ہے۔ پس جب اللہ پاک اپنے کسی بندہ کو اپنے بندوں میں سے وفات دیتے ہیں اور اس کو وفات دینا جمعہ کے دن کے موافق ہو تو یہ اس کی سعادت اور حسن خاتمہ کی دلیل ہے اور اس دن میں وفات نہیں دی جاتی مگر اس شخص کو کہ جس کے واسطے سعادت اللہ پاک کے یہاں لکھ دی گئی اسی وجہ سے اللہ پاک اس کو عذاب قبر سے بچاتے ہیں اس لئے کہ اس کا سبب منافق کو مؤمن سے تمیز دینا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اس کے تتمہ میں سے یہ بھی ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن وفات پائے تو اس کے واسطے شہید کا اجر ہے۔

پس وہ سوال نہ کئے جانے میں شہداء کے قاعدہ پر ہوگا جیسا کہ ابونعیم نے حلیہ میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسکی تخریج کی ہے۔ انھوں نے بیان فرمایا کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات میں وفات پائے۔ عذاب قبر سے اس کو محفوظ رکھا جائے گا۔ قیامت کے دن وہ ایسی حالت میں آئیگا کہ اس پر شہداء کی علامت ہوگی اور حمید نے اپنی ترغیب میں ایاس ابن بکیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت فرمایا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص جمعہ کے روز وفات پائے اس کے لئے شہید کا اجر لکھا جائے گا اور عذاب قبر سے اس کو محفوظ رکھا جائے گا اور ابن جریج کے طریق سے حضرت عطاء نے نقل فرمایا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو مسلمان مرد یا عورت یوم جمعہ یا لیلۃ جمعہ میں وفات پائے اس کو قبر کے عذاب اور فتنہ سے محفوظ رکھا جائے گا اور وہ اللہ تعالیٰ سے ایسی حالت میں ملاقات کرے گا کہ اس پر کسی قسم کا حساب نہیں ہوگا اور وہ قیامت کے دن ایسی حالت میں آئے گا کہ اس کے ساتھ اس کیلئے گواہ ہوں گے جو اس کے لئے گواہی دینگے۔ یہ اس کیلئے علامت ہوگی یہ حدیث لطیف ہے۔ اس میں فتنہ اور عذاب ایک ساتھ دونوں کی نفی کی تصریح کی گئی ہے۔ (باقی ترجمہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ کریں)

[۱] الدر المختار علی الشامی زکریا ص ۱۶۴/ ج۳/ باب الشهید، مطلب فی تعداد الشهداء.
[۲] الاشباه والنظائر ص ۲۰۳/ الفن الثانی، القول فی احکام یوم الجمعة، مطبوعه اشاعت الاسلام دهلی.
[۳] اوجز المسالک ص ۹۰ ۴/ ج ۲/ کتاب الجنائز، الشهادة سبع سوی القتل وانواع الشهادة، مطبوعه مکتبه یحیویه سهارنپور.

الشهادة فله اجر شهادته وعليه اثم معصيته وكذلك لوقاتل على فرس مغصوب او كان قوم فى معصية فوقع عليهم البيت فلهم الشهادة وعليهم اثم المعصية اھ شامی[۱]**.**

حدیث شریف میں آتا ہے کہ جب رمضان شریف داخل ہوتا ہے جنت کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دئے جاتے ہیں[۲] الخ اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص رمضان شریف میں مرتا ہے وہ بھی عذاب سے محفوظ رہتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبد اللطیف ۳۰/ ذیقعدہ ۵۸ھ

چند احادیث کی تحقیق

سوال: -ایک اہل حدیث سے واسطہ پڑا اس نے مندرجہ ذیل احادیث کی نشاندہی

(پچھلے صفحہ کا باقی ترجمہ) (۷) **ترجمہ:** جو شخص راہ زنی کی حالت میں غرق ہو جائے تو وہ بھی شہید ہے اور اس پر اس کی معصیت کا گناہ ہوگا اور ہر وہ شخص جو کسی سبب معصیت میں مرے شہید نہیں اور اگر کسی معصیت میں اسباب شہادت میں سے کسی سبب کے ساتھ وفات پائی تو اس کے لئے اس کی شہادت کا بھی اجر ہے اور اس پر اس کی معصیت کا بھی گناہ ہے اور یہ حکم ہے اگر کوئی شخص غصب شدہ گھوڑے پر جہاد کرے یا کوئی قوم کسی معصیت میں مشغول ہوں اور مکان ان کے اوپر گر پڑے ان کے لئے شہادت بھی ہے اور ان پر معصیت کا گناہ بھی۔

[۱] **الدر المختار على الشامى نعمانيه ص ۲۱۲/ ج ۱/ باب الشهيد مطلب المعصية هل تنافى الشهادة.**

[۲] **عن ابى هريرة رضى الله عنه تعالىٰ عنهٗ قال قال رسول الله ﷺ اذا دخل رمضان فتحت ابواب السماء وفى رواية فتحت ابواب الجنة وغلقت ابواب جهنم الخ، مشكوٰة شريف ص ۱۷۳/ اول كتاب الصوم، مطبوعه ياسر نديم ديوبند مسلم شريف ص ۳۴۶/ ج ۱/ كتاب الصوم، باب فضل شهر رمضان، مطبوعه بلال ديوبند، بخارى شريف ص ۲۵۵/ ج ۱/ كتاب الصوم باب هل يقال رمضان مطبوعه اشرفى ديوبند.**

کے بارے میں کہا۔تاہم صحاح ستہ میں ہونی چاہئے اور سند واضح الدلالت ہونی چاہئے۔

(۱)عُلَمَاءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَاءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ (۲) اِخْتِلَافُ اُمَّتِیْ رَحْمَةٌ (۳)اَلنِّکَاحُ مِنْ سُنَّتِیْ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ (۴)نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ رَکْعَةِ الْبُطَیْرَةِ.

مذکورہ بالا احادیث کی نشاندہی فرماتے ہوئے اگر کچھ ان کے مسلک پر رد ہوجائے اوران کے اعتراضات پر کہ ہم اقتدا کس امام کی کریں۔آج یہ ایک بات ہے کل کو دوسری تیار ہوجاتی ہے۔لہٰذا ہم تو ڈرسے کہ حضور نے جو کچھ فرمایا ہم اس کو مانتے ہیں۔ان تمام چیزوں پر روشنی ڈال دی جائے تو بہتر ہوگا۔تاہم اقتداء کی ضرورت کیوں پیش آتی ہے اور بغیر اقتداء و تقلید کے چارہ کار کیوں نہیں ہے۔مشفی اور معقول طور پر جوابات عنایت فرمائیں۔رکعۃ البطیرۃ والی حدیث کو حضرت مہتمم صاحب نے بیان کیا تھا ان لوگوں کا کہنا ہے کہ اگر ہم کو فرصت کا ٹائم ملتا تو ہم ضرور معلوم کرتے مگر عدمِ فرصت کی بناء پر معلوم نہ کرسکے۔نیز حدیثوں کے ظاہر کے اعتبار سے جو اعتراضات واقع ہورہے ہیں ان کی تائید میں حدیث صحیح ہونی چاہئے۔

الجواب حامداًومصلیاً

ان الفاظ کے ساتھ یہ کتبِ صحاح میں موجود نہیں۔البتہ العلماءُ ورثة الانبیاء[1] کو ابوداؤد[2]، ترمذی[3]،احمد[4] وغیرہ ائمہ کرام نے روایت کیا ہے۔ابونعیم نے مرفوعاً اقرب الناس من

---

[1] **ترجمہ:** علماء انبیاء علیہم السلام کے ورثہ ہیں۔

[2] ابوداؤد شریف ص۵۱۳/ ج۱/ کتاب العلم مطبوعہ سعددیوبند.

[3] ترمذی شریف ص۹۷/ ج۲/باب ماجاء فی فضل الفقه علی العبادة مطبوعہ اشرفی دیوبند.

[4] مسنداحمد ص۱۹۶/ ج۵/مطبوعہ دارالفکر بیروت، المقاصد الحسنة ص۲۸۶/مطبوعہ عباس احمدالبازمکہ مکرمہ ،کشف الخفاء ص۶۴/ ج۲/ مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت،کنزالعمال ص۱۳۵/ ج۱۰/مطبوعہ مؤسسة الرسالة بیروت.

درجة النبوة اهل العلم و الجهاد[۱] کو روایت کیا ہے۔ (۲) ملاعلی قاریؒ[۲] نے اس کو بحوالہ قرطبی وبیہقی نقل کیا ہے۔ علامہ سخاویؒ نے بجائے ''امتی'' کے ''اصحابی'' نقل کیا ہے اور جملہ مسئولہ ایک ٹکڑا ہے حدیث کا پوری روایت اس طرح ہے۔ عَنِ ابْنِ عَبّاسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَهْمَا اُوْتِيْتُمْ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ فَالْعَمَلُ بِهٖ لَاعُذْرَلَاحَدٍفِيْ تَرْكِهٖ فَاِنْ لَمْ يَكُنْ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ فَسُنَّةٌ مِنِّيْ مَاضِيَةٌ فَاِنْ لَمْ تَكُنْ سُنَّةٌ مِنِّيْ فَمَا قَالَ اَصْحَابِيْ اِنَّ اَصْحَابِيْ بِمَنْزِلَةِ النُّجُوْمِ فِي السَّمَاءِ فَاَيُّمَااَخَذْتُمْ بِهٖ اِهْتَدَيْتُمْ وَاِخْتِلَافُ اَصْحَابِيْ لَكُمْ رَحْمَةٌاھ[۳]

(۳) یہ دو جملے الگ الگ بخاری شریف میں مذکور ہیں[۴] (۴) البطیرۃ تو کسی کتاب میں نہیں، لیکن امام زیلعی نے سند کے ساتھ حدیث نقل کی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں۔ ان رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى عن البتيراء[۵] اہل حدیث حضرات ائمہ فقہ ہی کے

---

[۱] المقاصد الحسنة ص ۲۸۶ / حرف العين المهملة، مطبوعه عباس احمدالباز مكه مكرمه، كشف الخفاء ص ۶۴ / ج ۲ / حرف العين المهملة، تذكرة الموضوعات ص ۲۰ / كتاب العلم، باب فضل العالم العامل على العابد، مطبوعه بمبئى.

ترجمہ: لوگوں میں درجۂ نبوت کے سب سے زیادہ قریب اہل علم اور اہل جہاد ہیں۔

[۲] موضوعات كبير ص ۲۶ / مطبوعه كراچى.

[۳] مقاصد حسنه ص ۲۶ / مطبوعه دارالباز مكه مكرمه. ترجمہ:۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول مقبول ﷺ نے ارشاد فرمایا جب کتاب اللہ میں سے کوئی چیز تم پر پیش کی جائے تو اس پر عمل کرنا لازم ہے اس کے ترک کرنے کا کسی کے لئے کوئی عذر نہیں اگر کتاب اللہ میں نہ ہو میری سنت پر عمل کرنا ضروری ہے پس اگر اس میں نہ ہو تو میرے حضرات صحابہؓ نے جو فرمایا اس پر عمل کیا جائے اس لئے کہ میرے صحابہ آسمان کے ستاروں کے مثل ہیں جس طریقہ کو اختیار کرلو گے ہدایت پا جاؤ گے۔ اور میرے اصحاب کا اختلاف تمہارے لئے رحمت ہے۔

[۴] فمن رغب عن سنتي فليس منى (بخارى شريف ص ۷۵۷ / ج ۲ / كتاب النكاح، باب الترغيب فى النكاح مطبوعه اشرفى ديوبند) النكاح من سنتى (ابن ماجه شريف ص ۱۳۴ / باب ماجاء فى فضل النكاح، مطبوعه مجتبائى دهلى)

[۵] زيلعى ص ۱۲۰ / ج ۲ / باب صلوة الوتر، مطبوعه المجلس العلمى، نصب الراية ص ۱۲۰ / ج ۲ / باب الوتر مطبوعه جده. **ترجمہ:** رسول خدا ﷺ نے تنہا ایک رکعت پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔

اختلاف سے اتنے پریشان کیوں ہیں ائمہ حدیث میں بھی تو اختلاف ہے بلکہ زیادہ ہے۔ پھر وہاں کیسے راستہ نکال لیتے ہیں بلکہ خود احادیث میں بھی اختلاف ہے جس کی وجہ سے ائمہ حدیث میں اختلاف ہے۔ جس طرح دیگر محدثین کے مقابلہ میں امام المحدثین حضرت امام بخاریؒ کو ترجیح دے لیتے ہیں اسی طرح اگر اختلاف کے وقت امام المجتہدین حضرت امام ابوحنیفہ کے قول کو راجح تصور کرلیا جائے تو کیا اشکال ہے۔

مسئلہ تقلید پر مستقل رسالے موجود ہیں ان کا مطالعہ کیا جائے عقد الجید، خیر التنقید، الاقتصاد، سبیل الرشاد، انتصار الحق وغیرہ۔ جس مسئلہ میں خلجان ہو اس کو دریافت کرلیا جائے۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۴/۳/۹۵ھ

توبہ سے متعلق ایک روایت کی تحقیق

سوال: -ایک کتاب میں ایک حدیث نظر سے گذری، مگر لب ولہجہ اور طرزِ عبارت حدیث سے جداگانہ محسوس ہوتا ہے۔ دو تین کتابوں میں دیکھا مگر کہیں نہ مل سکی۔ اگر موقع ہو تو تحریر فرمائیں اس کا مأخذ کیا ہے؟ الشاب التائب التارک بشهوته لاجله بمنزلة ملائكته.

الجواب حامداً ومصلياً

الشاب التائب الخ. یہ روایت ان الفاظ کے ساتھ مجھے نہیں ملی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

گناہ معاف ہونے کی ایک روایت

سوال: -ایک شخص نے بعد عصر کے بیان کیا بھائیو! کبیرہ گناہ بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوسکتا مگر جو شخص یہ عمل کرے، اس نے بیان کیا کہ باب جنت میں لکھا ہوا ہے۔ انــــی

انا الله لااله الاانا. محمد رسول الله. اس کلمہ کے پڑھنے سے ایک لاکھ چوبیس ہزار گناہ معاف ہوتے ہیں۔ اور بیان کیا کہ جو شخص جنازہ کے پیچھے چلے اس کے چالیس کبیرہ گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔ کیا یہ احادیث صحیح نہیں۔ اس کا حوالہ کیا ہے؟

الجواب حامداً مصلیاً

میں نے یہ حدیث کتاب میں نہیں دیکھی، کلمۂ طیبہ صدق دل سے اگر کوئی کافر شخص پڑھ لے گا تو گناہ تو کیا اس کا کفر بھی معاف ہوجاتا ہے[1] اور وہ ایسا ہوجاتا ہے جیسے ابھی پیدا ہوا ہو۔ لیکن قبول اسلام کے بعد جو گناہ کئے ہوں ان کے اتنی تعداد میں معاف ہونے کے لئے محض کلمہ شریف پڑھ لینا میں نے کسی حدیث میں نہیں دیکھا۔ جنازہ کے متعلق جو روایت بیان کی گئی ہے وہ مراقی الفلاح[2] میں موجود ہے۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱/۳/۸۹ھ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیشاب پاک ہے

سوال:- ایک عالم صاحب نے اپنے وعظ میں فرمایا۔ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک

---

[1] عَنْ عَمْرِوبْنِ الْعَاصِ قَالَ اَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ اُبْسُطْ یَمِیْنَکَ فَلِاُبَایِعُکَ فَبَسَطَ یَمِیْنَہٗ فَقَبَضْتُ یَدَیَّ فَقَالَ مَالَکَ یَاعَمَرَ وقُلْتُ اَرَدتُّ أن اَشْتَرِطَ قَالَ تَشْتَرِطُ مَاذَاقُلْتُ اَنْ یُغْفَرَلِی قَالَ اَمَاعَلِمْتَ یَا عَمِرُ اَنَّ الْاِسْلَامَ یَھْدِمُ مَاکَانَ قَبْلَہٗ (مشکوٰۃ شریف ص ۱۴/ کتاب الایمان، طبع یاسرندیم دیوبند.

ترجمہ حدیث: حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا دایاں ہاتھ پھیلایئے تاکہ میں بیعت کروں آپ نے اپنا دایاں ہاتھ پھیلا دیا میں نے اپنا ہاتھ سکوڑ لیا ارشاد فرمایا اے عمرو تجھے کیا ہوا میں نے کہا میں شرط کرنا چاہتا ہوں ارشاد فرمایا کیا شرط کرنا چاہتے ہو میں نے عرض کیا یہ شرط کہ میری مغفرت ہوجائے ارشاد فرمایا اے عمرو کیا تم کو یہ معلوم نہیں کہ اسلام اپنے سے پہلے سب گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔

[2] قوله صلى الله عليه وسلم من حمل جنازة اربعين خطوة كفرت عنه اربعين كبيرة (مراقى الفلاح مع الطحطاوى ص۴۹۸/مصرى) مراقى الفلاح ص۹۶/باب احكام الجنائز، فصل فى حملها ودفنها طبع عامره شرفيه مصر.

برتن میں پیشاب کیااورصحابی کو پھینک دینے کے لئے دیا۔ وہ دوسری جگہ پر جا کراس کو پی گئے ۔جب واپس آئے تو آپ ؐ نے دریافت فرمایا کہ پھینک دیا۔توانھوں نے جواب دیا کہ پی گیامیرے پیٹ میں دردتھاوہ ٹھیک ہوگیا۔اس پرآپ مسکرائے اورکہااب دردنہیں ہوگا۔ اس بناپر چندسامعین نے رقعہ دیا کہ آپ نے روایت غلط بیان کی ۔اگراس قسم کی روایت غیرمسلم کومل جائےتو وہ اسلام پرسخت اعتراض کرسکتے ہیں کہ ہم کوگائے کاپیشاب پینے پرکیوں بُراکہاجائے ۔ اس پر مولوی صاحب نے جواب دیا کہ یہ روایت شفاشریف میں ہے۔ دریافت طلب یہ ہے کہ شفاءشریف کس کی تصنیف ہے؟اس روایت کا درجہ کیا ہے؟ فقط

الجواب حامداًومصلیاً

حضرت نبی کریم ﷺ تمام مخلوقات میں سب سے زیادہ طاہراطہرمزکیٰ تھے آپ کی کوئی چیزنجس نہیں[1]،نہ دوسرے آدمیوں کوآپ ؐ پرقیاس کیاجاسکتاہے۔ جوروایت آپ نے سوال میں نقل کی ہے وہ شفاء[2] میں موجود ہے۔ یہ کتاب قاضی عیاضؒ کی تصنیف ہے اورمعتبر ہے۔ اسی طرح زرقانی[3] شرح مواہب لدنیہ اردوشرح شفاء[4] اورشامی[5] درمختار وغیرہ میں بھی

[1] النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لم یکن منہ شی یکرہ ولاغیرطیب کتاب الشفاء ص ۵۸ / ج ۱ / الباب الثانی فصل فی نظافۃ جسمہ وطیب رائحتہٖ، مطبوعہ بیروت. ای فان النجاسۃ للاستقذار و کراھۃ التلوث ولم یکن منہ ﷺ شی مکروہ عندالطباع السلیمۃ (نسیم الریاض شرح شفاء المطبعۃ الازھریۃ مصرص ۳۵۵ / ج ۱ /)

[2] وقدروی نحومن ھذاعنہ فی امرأۃ شربت بولہ ، فقال لھا(لن تشتکی وجع بطنک ابدا) ولم یامر واحداً منھم بغسل فم ولانھاہ عن عودۃ وحدیث ھذہ المرأۃ التی شربت بولہ صحیح الزم الدارقطنی مسلماً والبخاری اخراجہ فی الصحیح واسم ھذہ المرأۃ برکۃ واختلف فی نسبھا الخ (کتاب الشفاء ص ۵۸ / ج ۱ /)الباب الثانی فصل فی نظافۃ جسمہ وطیب رائحتہ، مطبوعہ بیروت.

[3] زرقانی شرح مواہب اللدنیہ میں یہ عبارت بھی ہے. فَلَمَّا اَصْبَحَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَااُمَّ اَیْمَنَ قُوْمِی فَاَھْرِ یْقِیْ مَافِی تِلْکَ الْفَخَارَۃِ فَقُلْتُ قَدْوَاللّٰہِ شَرِبْتُ مَافِیْھَا الخ (المواھب اللدنیہ ص ۲۳۱ / ج ۴ /) کتاب الشمائل النبوۃ،المقصدالثالث،الفصل الاول طبع دارالمعرفۃ بیروت.

[4] شرح شفاء ملاعلی قاری ص ۱۶۲ / ج ۱ / امانظافۃ جسمہ طبع عثمانیہ۔

[5] تنبیہ صحح بعض ائمۃ الشافعیۃ طھارۃ بولہ صلی اللہ علیہ وسلم وسائر فضلاتہ وبہ قال ابو حنیفۃ شامی نعمانیہ ص ۲۱۲ ج ۱ مطلب فی طھارۃ بولہ صلی اللہ علیہ وسلم (کتاب الطہارۃ)

ہے۔ البتہ حضرت نبی کریم ﷺ نے ازخود اس کی اجازت کسی کو مرحمت نہیں فرمائی، کسی نے غلبۂ محبت وعقیدت کی بناء پر ایسا کرلیا تو اس کو مجرم و مستحق سزا قرار نہیں دیا بلکہ درد سے شفاء کی بشارت دی۔ جو اعتراض غیر مسلموں سے آپ نقل کررہے ہیں ذرا غور کریں تو اس کا جواب ظاہر ہے۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۲؍۸؍۹۰ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

نبی اکرم ﷺ کے زخم کا خون پاک ہے۔

سوال:- جنگ احد میں آنحضرت ﷺ کے چہرۂ مبارک پر کچھ زخم آیا تھا اور اس زخم سے نکلا ہوا خون کسی صحابی نے پی لیا تھا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے بشارت دی تھی کہ اس پر جہنم کی آگ حرام ہے جسکے جسم میں میرا خون ہو، کیا یہ حدیث صحیح ہے؟ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خون کو حرام قرار دیا ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ واقعہ شروح حدیث میں موجود ہے اور معتبر ہے[۱]۔ حضور اکرم ﷺ کے کچھ خصائص ہیں ان میں آپ ؐ کو دوسروں پر قیاس نہیں کیا جاسکتا۔ بول کے متعلق بھی مواہب لدنیہ، عمدۃ

[۱] اَنَّ مَالِکَ بْنَ سِنَانٍ مَصَّ الدَّمَ مِنْ وَجْنَتِہٖ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ وَسَلَّمَ ثُمَّ اِزْدَرَدَہٗ فَقَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ مَسَّ دَمِیْ دَمَہٗ لَمْ تُصِبْہُ النَّارُ (عمدۃ القاری ص ۱۵۵ ؍ج ۹؍جزء ۱۷؍کتاب المغازی باب لیس لک من الامر شئ، مطبوعہ دارالفکر، الشامی نعمانیہ ص ۲۱۲؍ج ۱؍) کتاب الطھارۃ، مطلب فی طھارۃ بولہ ﷺ فتح الباری ص ۴۶۲؍ج ۷؍کتاب المغازی باب لیس لک من الامر شئ الخ.

ترجمہ: حضرت مالک بن سنان رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ کے رخسار مبارک سے خون چوس لیا پھر اس کو نگل لیا آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا جس کا خون میرے خون سے مل گیا اس کو آگ نہیں پہونچ سکتی۔

القاری، مرقاۃ، جمع الوسائل وغیرہ کتب میں طہارت کی تصریح کی گئی ہے[۱]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۹/۷/۱۴۰۶ھ

مسئلۂ شفاعت

سوال: -مولانا صاحب بی اے منشی فاضل فرماتے ہیں کہ شفاعت کوئی نہیں کرائے گا۔کیا قرآن مجید میں ارشاد باری یہ نہیں ہے۔عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَاماً مَّحْمُوْداً. اس سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا شفاعت فرمانا ثابت نہیں ہوتا۔ بخاری شریف پارہ اٹھارہ کتاب التفسیر میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کے دن ایماندار لوگ جمع ہوکر حضرت آدم علیہ السلام سے سفارش کرنے کی آرزو کریں گے حضرت آدم علیہ السلام انکار کریں گے بعد اس کے یکے بعد دیگرے پیغمبروں سے عرض کریں گے سب انکار کریں گے تب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں جا کر عرض کریں گے۔ آپ قبول فرما کر شفاعت کرادیں گے۔

کیا قرآن مجید اور حدیث رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا مسلمانوں پر فرض نہیں ہے۔ کیا قرآن مجید اور حدیث شریف رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے شفاعت کرانا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ثابت نہیں ہے۔کیا شفاعت سے انکار قرآن مجید سے اور حدیث شریف سے انکار نہیں ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا شفاعت فرمانا اہل حق کا مذہب اور احادیث مشہورہ سے صراحۃً ثابت

---

[۱] قال النووی فی شرح المھذب واستدل من قال بطھارتھا بالحدیثین المعروفین ان اباطیبۃ الحجام حجمہ صلی اللہ علیہ وسلم وشرب ولم ینکر علیہ وان امرأۃ شربت بولہ صلی اللہ علیہ وسلم فلم ینکر علیھا (زرقانی علی مواھب اللدنیہ ص۲۳۳/ج۴/ مطبوعہ دارالمعرفۃ، بیروت) جمع الوسائل ص۳/ج۲/ عمدۃ القاری ص۳۵/ج۲/جز۳/کتاب الطھارۃ، بیان طھارۃ شعر النبی صلی اللہ علیہ وسلم وفضلاتہ، مطبوعہ دارالفکر مرقاۃ ص۵۳/ج۲/باب احکام المیاہ، الفصل الاول، فضلاتہ علیہ الصلاۃ والسلام طاھرۃ، مطبوعہ مکتبہ نوریہ دیوبند.

ہے والشفاعة ثابتة للرسل والاخيار فى حق اهل الكبار بالمستفيض من الاخبار الىٰ (ان قال) لناقوله تعالىٰ وَاسْتَغْفِرْلِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وقوله تعالىٰ فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِيْنَ (الىٰ ان قال) وقوله عليه السلام شَفَاعَتِىْ لِاَهْلِ الْكَبَائِرِ مِنْ اُمَّتِىْ وَهُوَ مشهور بل الاحاديث فى باب الشفاعة متواترة المعنىٰ اھ شرح عقائد نسفی[1] ص ۸۸/ نیز بہت سی آیات سے بھی استدلال کرتے ہیں اور آیت عَسٰی اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَاماً مَّحْمُوْداً[2] کے متعلق بھی جمہور قائل ہیں کہ مقام محمود مقام شفاعت ہے۔ تفسیر مدارک التنزیل[3] میں اس آیت کے ذیل میں لکھا ہے۔ نصب علىٰ الظرف. اى عَسىٰ اَنْ يَبْعَثَكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُقِيْمُكَ مَقَاماً مَّحْمُوْداً او ضمن يبعثك معنىٰ يقيمك وهو مقام الشفاعة عندالجمهور ويدل عليه الاخبار الخ. شفاعت کا انکار در حقیقت نصوص قطعیہ اور احادیث صریحہ کا انکار ہے۔ معتزلہ شفاعت کے منکر ہیں اہل السنّت والجماعت نے کتب عقائد و تفسیر میں ان کی تردید کی ہے اور ان کے قول کو باطل قرار دیا ہے۔[4]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

جواب صحیح ہے: سعید احمد غفرلہٗ۔ صحیح: عبد اللطیف ۱۶/ محرم ۵۶ھ

---

[1] شرح عقائد نسفی ص ۱۱۴/ مبحث الشفاعة ثابتة، طبع یاسر ندیم دیوبند، شرح فقه اکبر ص ۱۱۴/ مطبوعه رحیمیه دیوبند.

[2] سورۂ بنی اسرائیل آیت ۷۹۔ **ترجمہ:** امید ہے کہ آپ کا رب آپ کو مقام محمود میں جگہ دے گا۔ (بیان القرآن)

[3] تفسیر مدارک ص ۳۲۵/ ج ۲/ مطبع اصح المطابع بمبئی.

[4] ومنعت الخوارج وبعض المعتزلة منهاوتعلقوابمذاهبهم فى تخليد المذنبين فى النار واحتجوا بقول الله تعالىٰ فماتنفعهم شفاعة الشافعين وبقوله تعالىٰ ماللظالمين من حميم ولا شفيع يطاع وهذه الايات فى الكفار واماتاويلهم احاديث الشفاعة بكونها فى زيادة الدرجات فباطل والفاظ الاحاديث فى الكتاب وغيره صريحة فى بطلان مذهبهم واخراج من استوجب النار (مسلم مع شرح للنووى ص ۱۰۴/ ج ۱/ كتاب الايمان باب اثبات الشفاعة واخراج الموحدين من النار مكتبه بلال ديوبند فتح الملهم ص ۳۶۰/ ج ۱/ جز ۲/ طبع اداره شركت علميه ديوبند)

فجر کے بعد اشراق تک ذکر میں مشغول رہنا

سوال: – فجر کی فرض نماز کے بعد بعض لوگ مصلے پر بیٹھے رہتے ہیں۔ طلوع آفتاب کے بعد بہ نیت اشراق دوگانہ چار رکعت نماز پڑھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس سے حج وعمرہ کا ثواب ملتا ہے۔ اس روایت کی کیا اصل ہے۔ آنحضرت ﷺ کے متعلق فرض کے بعد مصلے پر بیٹھے رہنا تو ثابت ہے، لیکن دوگانہ نماز پڑھنے کا ثبوت نہیں ملتا۔ مسئلہ کی پوری تحقیق فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّی الْفَجْرَ فِیْ جَمَاعَۃٍ ثُمَّ قَعَدَیَذْکُرُ اللّٰہِ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ ثُمَّ صَلّٰی رَکْعَتَیْنِ کَانَتْ لَہٗ کَاَجْرِ حَجَّۃٍ وَعُمْرَۃٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہِ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَامَّۃٍ تَامَّۃٍ تَامَّۃٍ رواہ الترمذی مشکوٰۃ شریف[1] ص ۸۹/ باب الذکر بعدالصلوات.

حدیث بالا اس مسئلہ کی اصل ہے۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۲/۱۰/۸۸ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

ذکر کے لئے اجتماع

سوال: – سنا ہے کہ کتاب الصلوٰۃ ترغیب وترہیب کی ایک حدیث میں آیا ہے کہ بروز قیامت ایک جماعت نور کے منبروں پر بیٹھی ہوگی۔ انبیاء ومرسلین اس جماعت پر رشک

---

[1] مشکوٰۃ شریف ص ۸۹/ باب الذکر بعدالصلوات طبع یاسر ندیم دیوبند.

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص فجر کی نماز پڑھ کر بیٹھ جائے اور سورج نکلنے تک اللہ کا ذکر کرتا رہے اسکے بعد دو رکعت پڑھے اس کے لئے حج وعمرہ کا ثواب ملتا ہے آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا پورا پورا پورا۔

کریں گے اس جماعت کا کوئی رشتہ ناطہ آپس میں نہ ہوگا بلکہ سب ایک دوسرے کے غیر ہوں گے اور محض اللہ کے ذکر اور یاد کے لئے دور دراز سے سفر کر کے جمع ہوتے ہوں گے یہ بات کہاں تک صحیح ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ روایت ترغیب وترہیب کی میری نظر سے نہیں گذری البتہ یہ موجود ہے[۱] کہ جو لوگ اندھیری رات میں دور سے جماعت کی نماز پڑھنے مسجد میں آتے ہیں ان کے لئے نور کے منبروں کی بشارت ہے اور جمع الفوائد[۲] میں یہ روایت بھی کچھ فرق کے ساتھ موجود ہے جو سوال میں درج ہے اور اس کے الفاظ یہ ہیں (ابوالدرداء) رفعه لَيَبْعَثَنَّ اللّٰهُ اَقْوَاماً يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِىْ وُجُوْهِهِمُ النُّوْرُ عَلٰى مَنَابِرِ اللُّؤْلُؤِ لَيَغْبِطُهُمُ النَّاسُ لَيْسُوْا بِاَنْبِيَاءَ وَلَا شُهَدَاءَ قَالَ فَجَثٰى اَعْرَابِيٌّ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صِفْهُمْ لَنَا نَعْرِفُهُمْ قَالَ هُمُ الْمُتَحَابُّوْنَ فِى اللّٰهِ مِنْ قَبَائِلِ شَتّٰى وَبِلَادٍ شَتّٰى يَجْتَمِعُوْنَ عَلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ يَذْكُرُوْنَهٗ للكبير[۳] اور مشکوٰۃ المصابیح[۴] ص ۴۲۶ میں انبیاء کے رشک کا بھی تذکرہ ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی ۲۳/۳/۵۳ھ

صحیح: عبداللطیف ۔ ۲۶/ربیع الاول ۵۳ھ

۱؎ عَنْ اَبِى اُمَامَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَشِّرِ الْمُدْلَجِيْنَ اِلَى الْمَسَاجِدِ فِى الظُّلَمِ بِمَنَابِرَ مِنَ النُّوْرِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَفْزَعُ النَّاسُ وَلَا يَفْزَعُوْنَ رواه الطبرانى فى الكبير وفى اسناده نظر (الترغيب والترهيب ص ۲۱۲/ج ۱/) الترغيب فى المشى الى المساجد سيما فى الظلم الخ مطبوعه دار الفكر بيروت الدر المنثور ص ۲۱۷/ج ۳/، ۲۱۴۲/ ج ۴/ سورۂ توبه آيت ۱۸/طبع دار الفكر.

ترجمہ: حضرت امامۃ رضی اللہ عنہ سے رسول پاک ﷺ کا ارشاد منقول ہے آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا اندھیریوں میں رات کے وقت مسجد میں جانے والوں کو بروز قیامت نور کے منبروں کی بشارت دیدیجئے لوگ گھبرائیں گے مگر وہ نہیں گھبرائیں گے۔

۲؎ جمع الفوائد ص ۲۴۹ ج ۲ مطبع الخيريه ميرٹھ ، كتاب الاذكار والادعية ،فضل الذكر والدعاء.

(باقی حواشی ۳/۴/ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

جہاں کی مٹی ہو وہیں دفن ہوتا ہے

سوال:- اکثر سنا ہے کہ بچہ ماں کے پیٹ میں قرار پکڑتا ہے اور لوتھڑے کی شکل اختیار کرتا ہے اس وقت فرشتے اس کی ناف میں مٹی رکھتے ہیں وہ جہاں کی مٹی ہوتی ہے وہاں ہی وہ شخص دفن ہوتا ہے یہ صحیح ہے یا غلط؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ روایت جمع الفوائد[۱] ص ۱۳۹/ ج ۲/ میں درج ہے مگر اس میں ناف کی تصریح نہیں۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

محمود گنگوہی ۲۳/ ۳/ ۵۳ھ

صحیح: عبداللطیف عفا اللہ عنہ ۲۶/ ربیع الاول ۵۳ھ

(پچھلے صفحہ کا بقیہ حواشی) [۳] **ترجمہ:** حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ بروز قیامت کچھ لوگوں کو ضرور موتیوں کے منبروں پر بلند فرمائیں گے جن کے چہرے نورانی ہوں گے جن پر لوگ رشک کریں گے نہ وہ انبیاء ہوں گے اور نہ وہ شہداء ہوں گے ایک دیہاتی نے گھٹنوں کے بل کھڑے ہو کر عرض کیا ان کی صفت بیان فرمائے یا رسول اللہ ﷺ تاکہ ہم ان کو خود پہچان لیں ارشاد فرمایا وہ لوگ وہ ہوں گے جو میری وجہ سے آپس میں ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں مختلف قبیلوں مختلف شہروں کے رہنے والے اللہ کے ذکر پر جمع ہوتے ہیں اور اس کا ذکر کرتے ہیں۔

[۴] عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ قَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ وَجَبَتْ مَحَبَّتِیْ لِلْمُتَحَابِّیْنَ فِیَّ وَالْمُتَجَالِسِیْنَ فِیَّ وَالْمُتَزَاوِرِیْنَ فِیَّ وَالْمُتَبَاذِلِیْنَ فِیَّ رواہ مالک وفی روایۃ الترمذی قال یقول اللہ تعالیٰ المتحابون فی جلالی لھم منابر من نور یغبطھم النبیون والشھداء (مشکوٰۃ شریف ص ۴۲۶/)باب الحب فی اللّٰہ یاسر ندیم دیوبند۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کا ارشاد عالی ہے۔ میری محبت واجب ہوگئی ان لوگوں کے لئے جو میری وجہ سے آپس میں ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں اور میری وجہ سے آپس میں ملکر بیٹھتے ہیں اور میری وجہ سے آپس میں ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں اور میری وجہ سے آپس میں ایک دوسرے پر خرچ کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو لوگ میرے جلال کی وجہ سے آپس میں محبت کرتے ہیں ان کے لئے ایسے منبر نور کے ہوں گے کہ ان پر انبیاء رشک کریں گے۔

---

[۱] ولرزین ،فَاِذَا بَلَغَ اَنْ یُّخْلَقَ بَعَثَ اللّٰہُ مَلَکًا یُصَوِّرُھَافَیَاتِی (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

حدیث شریف کا ادب

سوال:- زید حدیث کی کتاب سے مسائل خلاف وغیرہ پڑھ رہے تھے سر پر ٹوپی نہیں تھی اور پیر پر پیر ڈالے پڑھ رہے تھے بکر نے علیحدگی میں ان کو منع کیا کہ اس حالت میں سر پر ٹوپی وغیرہ ہونا چاہئے تو انھوں نے دلیل مانگی براہ کرم اس طرف اشارہ فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

حدیث پاک کا احترام لازم ہے حضرت امام مالکؒ عمدہ لباس پہن کر خوشبو لگا کر قبلہ رو بیٹھ کر درس دیا کرتے تھے عمامہ سر پر ہوتا تھا اثناء درس میں کسی اور طرف متوجہ نہیں[1] ہوتے

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) الْمَلَکُ بِتُرَابٍ بَيْنَ اِصْبَعَيْهِ فَيَخْلِطُهُ فِي الْمُضْغَةِ ثُمَّ يَعْجِنُهُ بِهَاثُمَّ يُصَوِّرُ كَمَايُؤْمَرُ فَيَقُوْلُ اَذَكَرٌ اَوْاُنْثٰى اَشَقِيٌّ اَوْسَعِيْدٌ وَمَاعُمُرُهُ وَرِزْقُهُ،وَمَا اَثَرُهُ وَمَامَصَائِبُهُ ، فَيَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى فَيَكْتُبُ الْمَلَکُ فَاِذَامَاتَ ذٰلِکَ الْجَسَدُ دُفِنَ حَيْثُ اُخِذَ ذَالِکَ التُّرَابُ.

ترجمہ: جب وہ پیدائش کے وقت کو پہنچتا ہے تو اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ بھیجتے ہیں اس کی صورت بنانے کے لئے۔ چنانچہ وہ فرشتہ اپنی دو انگلیوں کے درمیان مٹی لے کر آتا ہے اور اس کو مضغہ میں ملا دیتا ہے پھر اس کو اس کے ساتھ گوندھ دیتا ہے پھر حکم کے مطابق صورت بناتا ہے پھر وہ کہتا ہے کہ مذکر ہے یا مؤنث، نیک بخت ہے یا بد بخت، اس کی عمر کیا ہے، اس کا رزق کتنا ہے، اس کا اثر کیسا ہوگا، اس کے مصائب کیا ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرما دیتے ہیں، وہ فرشتہ لکھ دیتا ہے۔ جب وہ جسم مرتا ہے تو اسی جگہ مدفون ہوتا ہے جہاں سے وہ مٹی لی گئی تھی۔

(جمع الفوائد ص ۱۳۹/ ج ۲/ کتاب القدر، مطبوعہ رحیمیہ دیوبند) ارشادالطالبین ص ۳۳/ اس میں ناف کی تصریح ہے خطیب از ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کردہ کہ رسول اللہ ﷺ فرمودہ مَامِنْ مَوْلُوْدٍ اِلَّافِي سُرَّتِهٖ مِنْ تُرَابَتِهِ الَّتِيْ تُوْلَدُمِنْهَا الخ.

ترجمہ: ہر بچہ کے ناف میں اس کی وہ مٹی ہوتی ہے جس سے اس کو پیدا کیا گیا ہے۔

[1] ويستحب له إذا أراد حضور مجلس التحديث أن يتطهر بغسل أو وضوء ويتطيب ويتبخر ويستاک ويسرح لحيته ويجلس فی صدر مجلسه متمكنا فی جلوسه بوقار وهيبة وقد كان مالک رضی الله عنه يفعل ذالک (مقدمة اوجزالمسالک ص ۱۲۲/ ج ۱/ الباب السادس فی آداب المحدث طبع مكتبه امداديه مكة المكرمه) (وفيات الاعيان لإبن خلكان ص ۲۰/ ج ۴/ دارصادر بيروت)

تھے حتی کہ ایک دفعہ بچھو کرتے میں کسی طرح پہنچ گیا اور وہ کاٹتا رہا مگر آپ برابر درس دیتے رہے فارغ ہوکر دیکھا تو کئی جگہ اس نے کاٹ رکھا تھا[۱] حضرت امام بخاری رحمہ اللہ غسل کرتے وضو اور مسواک کرتے دو رکعت نماز پڑھتے تب ایک حدیث شریف لکھا کرتے تھے[۲] اس طرح سولہ سال میں بخاری شریف پوری لکھی مجمع البحار مقدمۃ الاوجز[۳] وغیرہ میں بڑے آداب لکھے ہیں جو شخص جس قدر بے پروائی کرتا ہے اس قدر علم حدیث کی خیر و برکت سے کم بہرہ یاب ہوتا ہے۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۵/۶/۸۷ھ

حدیث کے لئے وضو

سوال: - احادیث کی کتابیں بلا وضو پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

گنجائش ہے۔ مگر باوضو مستحب ہے[۴] فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] قال عبدالله بن المبارك : كنت عندمالك وهو يحدثنا فلد غته عقرب ست عشرة مرة و مالك يتغير لونه ولايقطع الحديث فلما تفرق الناس قال ! إنما صبرت إجلالاللحديث .مقدمه اوجزالمسالك ص۱۲۳ / ج ۱ الفائد ة الثانيه فى فضله وثناء الناس عليه، مكتبه امداديه مكة المكرمه.

[۲] قال الفربرى سمعت البخارى يقول ماوضعت فى كتاب الصحيح حديثاً الااغتسلت قبل ذٰلك وصليت ركعتين (مقدمة اللامع ص ۳۶/ ج ۱ /الفائدة السادسة فيما اهتم به الامام،مكتبه يحيوى سهارنپور)مقدمة مرقات المفاتيح ص ۱۳ / ج ۱ /مطبوعه اصح المطابع بمبئى.

[۳] مقدمه اوجزالمسالك ص ۱۲۳، ۱۲۲ / ج ۱ /الباب السادس فى آداب المحدث مطبوعه مكة المكرمة .

[۴] (و)القسم (الثالث) وضوء (مندوب) فى احوال كثيرة كمس الكتب الشرعية ورخص مسها للمحدث الخ. (مراقى الفلاح على الطحطاوى)ص ۶۲ / فصل فى اوصاف الوضوء، مطبوعه مصر.

بے پڑھے حدیث کا حوالہ دینا

سوال:- جو شخص حدیث نہیں پڑھا ہے اور صرف کسی آدمی سے سنا ہے اور جاہل ہے وہ فوراً گفتگو کے اندر حدیث کا حوالہ دیتا ہے کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر کسی کو معلوم ہو کہ یہ حدیث فلاں کتاب میں ہے اور وہ حوالہ دیدے تو اس میں مضائقہ نہیں ہے لیکن حدیث شریف کا بتانا اور اس کی تشریح کرنا بغیر استاد سے پڑھے بسا اوقات غلط اور فتنہ کا سبب بن جاتا ہے اس لئے اس سے احتیاط کرنا چاہئے اہل علم حضرات بھی اس میں احتیاط کرتے ہیں بے علم آدمی تو بہت غلطی کریگا اور دوسروں کو غلطی میں مبتلا کرے گا[۱] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۳/۵/۹۰ھ

اِسْتَعِیْنُوْا عَلٰی اُمُوْرِکُمْ کا مطلب

سوال:- اِسْتَعِیْنُوْا عَلٰی اُمُوْرِکُمْ بِالْکِتْمَانِ کا کیا مطلب ہے؟ مثال سے واضح فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

جو حاجت پیش آئے تو مخلوق سے نہ کہے اس سے پوشیدہ رکھے خالق سے کہے کہ وہی

---

[۱] واما احکام الباب فحاصله انه لاتقبل روایةالمجهول وانه یجب الاحتیاط فی اخذ الحدیث نووی علی هامش مسلم شریف ص ۱۱/ج ۱/ (باب النهی عن الروایة عن الضعفاء والا حتیاط فی تحملها) (کتب خانه رشیدیه دهلی)فتح الباری ص ۱۶۱/ج ۱/کتاب العلم ،مطبوعه دارالفکر بیروت.

خالق حاجت رواہے[1] مثلاً بھوک لگے تو دربدر سوال کرتا نہ پھرے کسی کے سامنے ظاہر نہ ہونے دے کہ مجھے بھوک ہے، خالق جل جلالہٗ کی طرف سے انتظام ہوگا۔ یرزقہٗ من حَیْثُ لاَ یَحْتَسِبُ[2]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۳/۳/۸۹ھ

اِنّمااَناقاسِمٌ وَاللّٰه یُعْطِیْ کی تحقیق

سوال:- کچھ احباب نے تذکرہ کیا کہ دارالعلوم دیوبند کے صدر دروازے پر درج ذیل حدیث کندہ ہے۔ اے محمد کہہ دو کہ ہمارا خدا ہم کو دیتا ہے اور ہم سب کو دیتے ہیں آنجناب سے گذارش ہے کہ یہ روایت جہاں تک صحیح ہو یا جیسا بھی ہو نوازیں اگر کندہ حدیث ہو تو اس کا حوالہ بھی۔

الجواب حامداًومصلیاً

اِنَّمَا اَنَاقَاسِمٌ وَاللّٰهُ یُعْطِیْ (الحدیث) بخاری شریف جلداول[3] ص ۱۶/ پر موجود ہے امام بخاری کا اس حدیث کو لینا اور اس کی تخریج کرنا خود اس کے صحیح ہونے کی دلیل ہے۔ اور بھی حدیث کی دوسری کتابوں میں مذکور ہے[4] اس کی سند صحیح ہے۔

[1] **فائدہ:** حدیث کے الفاظ یوں ہیں۔اِسْتَعِیْنُوْا عَلیٰ اِنْجَاحِ الْحَوَائِجِ بِالْكِتْمَانِ فَاِنَّ كُلَّ ذِیْ نِعْمَةٍ مَحْسُوْدٌ. (كنزالعمال رقم الحديث ۱۶۸۰۰/)ص ۵۱۷/ج۶/طبع بيروت، وفيض القدير ص ۴۹۳/ج ۱/ رقم الحديث ۹۸۵/طبع دارالفكر.

[2] سورۃ الطلاق آیت ۳/ **ترجمہ:** اور اس کو ایسی جگہ سے رزق پہنچا تا ہے جہاں اس کا گمان بھی نہیں ہوتا۔(از بیان القرآن)۔

[3] (مطبوعه اشرفی ديوبند) رقم الحديث ۷۲/كتاب العلم،باب من يرد الله به خيراً يفقههٗ فى الدين .

[4] المعجم الكبير ص ۳۹۰/ج ۱۹/ رقم الحديث ۹۱۵/طبع دارالاحياء التراث العربی، فيض القدير ص ۵۷۱/ج ۲/ رقم الحديث ۲۵۸۲/طبع دارالفكر بيروت.

(نوٹ) یہ حدیث حضور ﷺ نے بیان فرمائی ہے جس میں یہ نہیں فرمایا اے محمد! کہہ دو۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

املاہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۲/۶/۱۴۰۰ھ

احادیث جمع کرنے کی ممانعت

سوال:-احقر کو اپنے ایک عزیز سے (جو کہ دارالعلوم دیوبند میں زیر تعلیم ہیں) معلوم ہوا کہ آپ معاملات دین سے متعلق سوالات کے جوابات دیتے ہیں۔ میں ایک عرصہ سے اس سوچ میں تھا کہ کوئی ایسی قابل ہستی کا مجھے علم ہو جائے تا کہ اپنے خطرناک خیالات پر نظر ثانی کر سکوں خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ آپ جیسی قابل ہستی سے روشناس ہو رہا ہوں جو خدمت قوم کو اپنا وتیرہ بنائے ہوئے ہے میں نے عرصہ ہوا مالیگاؤں کی ایک لائبریری میں ایک کتاب ''رد اسلام'' پڑھی تھی اس کتاب کے پڑھنے پر مجھ پر جو تاثرات ہوئے ان کا مکمل اظہار ناممکن ہے البتہ مجملاً اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ میرے خیالات اس کتاب کے مصنف ڈاکٹر غلام جیلانی برقی کو بھی پیچھے چھوڑ گئے تھے اور آج بھی تقریباً یہی حال ہے یہ کتاب مجھے اس قدر پسند آئی کہ میں نے اسے کتنی مرتبہ پڑھا خود یاد نہیں، اس کتاب کے خاص حصے میں نے بطور یادداشت اپنے پاس لکھ کر رکھ لئے ہیں، اب حال ہی میں حکومت ہند نے اس پر پابندی عائد کر دی ہے (کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اس کتاب کے پڑھنے کے بعد ذہن میں لاتعداد سوالات ابھرے جو دماغ کے پردوں پر ایک بھاری بوجھ کی صورت میں آج بھی قائم ہیں ان سوالات نے میرا تمام تر ذہنی سکون چھین لیا ہے، ایک عجیب سی جھنجلاہٹ ذہن پر طاری ہوگئی ہے، مجھے ڈر ہے کہ کہیں ذہنی حالت اور بدتر نہ ہو جائے اس لئے آپ سے اپنے خیالات کا اظہار کر کے اپنی ذہنی کشمکش دور کرنا چاہتا ہوں تا کہ اپنی دیرینہ خواہش کی تکمیل کے لئے کچھ کوشش کر سکوں جو عرصۂ دراز سے تصورات کے پردوں پر نقش ہے یعنی میں چاہتا ہوں کہ

پھر سے مسلمان ہو جاؤں۔ وہ مسلمان جس کی شمشیر خاراشگاف سے ایک دنیا دہلتی تھی، وہ مسلمان جس کا نام سن کر اس کا دشمن ایک مہینہ کی مسافت پر لرز جاتا تھا وہ مسلمان جس نے دنیا کو اخلاق و دیانت، سچائی وانصاف اور قابل رشک زندگی کا سبق سکھلایا تھا۔ مگر کیا کروں اس وقت جو کم علمی اور متغیر خیالات نے ذہنی کشمکش برپا کر دی ہے اس سے کچھ سجھائی نہیں دیتا اس لئے آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ براہ کرم میرے سوالات کے تسلی بخش جوابات دے کر ایک اور دینی خدمت اور مجھ پر ایک بہت بڑا احسان کریں۔ میں جانتا ہوں کہ آپ کا وقت بے حد قیمتی ہے اس لئے اختصار کے طور پر سر دست صرف دو سوال پوچھ رہا ہوں۔ انشاء اللہ آئندہ بھی آپ سے دینی رہنمائی کا طالب رہونگا۔ ایک بات اور وہ یہ کہ جوابات کی زبان ممکنہ حد تک آسان ہو تو بہتر ہے یہ اس لئے کہ آپ کا حلقہ بوقت تحریر ایسی زبان استعمال کرتا ہے جو ہم جیسے ڈاڑھی منڈوں کی سمجھ سے بالاتر ہوتی ہے اور ساتھ ہی یہ بھی کہ جوابات گول مول زبان میں نہ ہوں۔ تو اور کرم ہوگا۔ امید ہے۔ کہ آپ مطلوبہ جوابات سے نواز کر صحیح رہنمائی فرمائیں گے وہ سوالات درج ذیل ہیں۔

(س ا:-) بخاری میں مذکور ہے کہ رحلت سے پہلے جب حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قلم اور دوات اور کاغذ لاؤ تمہیں میں ایک ایسی چیز لکھ کر دے جاؤں کہ میرے بعد تمہاری گمراہی کا کوئی امکان نہ رہے تو حضرت عمر ابن الخطابؓ جھٹ بول اٹھے ہمیں اللہ تعالیٰ کی کتاب کافی ہے۔ اسی طرح صحیح مسلم کی ایک حدیث ہے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہٗ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن کے بغیر میرا اور کوئی قول قلمبند نہ کرو اگر کوئی شخص ایسا لکھ چکا ہو تو اسے مٹا دے حدیث کے صحیح ہونے کے کئی دلائل ملتے ہیں مثلاً علامہ ذہبیؒ تذکرۃ الحفاظ میں لکھتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے پانچ سو احادیث کا ایک مجموعہ تیار کیا ہوا تھا لیکن ایک صبح اٹھ کر اسے جلا دیا اسی طرح آپ نے اپنے دور خلافت میں ایک دن ایک مجمع عام کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ تم لوگ آج احادیث میں اختلاف رکھتے ہو (یعنی احادیث میں اسی

زمانہ میں تحریف ہوگئی تھی) آئندہ یہ اختلاف بڑھتا جائے گا اس لئے تم آنحضرت ﷺ سے کوئی حدیث نقل نہ کرو اور اگر کوئی پوچھے تو کہو کہ ہمارے پاس قرآن ہے جو اس میں جائز قرار دیا ہے اسے جائز اور جسے ناجائز قرار دیا ہے اسے ناجائز سمجھو (تذکرۃ الحفاظ ص۳ ؍) اپنے دور خلافت میں ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے تمام صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین سے فرمایا گھر جاؤ اور احادیث کا تمام ذخیرہ اٹھالاؤ جب یہ ذخیرہ جمع ہوگیا تو آپ نے تمام صحابہ کے سامنے اسے جلا دیا (طبقات ابن سعد ۱۴۰ ؍)

حضرت عبداللہ بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ، نے تمام صحابہؓ کو جمع کر کے حکم دیا یہاں سے جانے کے بعد ہر شخص پہلا کام یہ کرے کہ اپنے مجموعۂ حدیث کو جلا ڈالے (مختصر جامع بیان العلم ص۲۳ ؍)

علامہ ذہبیؒ نے حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کا یہ فقرہ نقل کیا ہے کہ میں نے ایسی ایسی احادیث بیان کی ہیں کہ اگر ان کو عمر ابن الخطابؓ کے زمانہ میں نقل کرتا تو درے سے پیٹ ڈالتے (تذکرۃ الحفاظ ص۸ ؍) کیوں پیٹ ڈالتے رسول خدا کا اسوہ بیان کرنے پر کیا کوئی مسلمان ایسا کرسکتا ہے۔ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی کو روایت حدیث کی بناء پر پیٹنے پر تل گئے تھے اور اسی جرم میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت ابوذرؓ، حضرت ابوالدرداءؓ، جیسے عظیم المرتبت اصحاب کو قید کر دیا تھا۔ حضرت صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما نے احادیث کو ڈھونڈھ ڈھونڈ کر کیوں فنا کیا تھا صحابہ کو قید و بند کی سزائیں کیوں دی تھیں کیا یہ صریحاً اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ وہ کتاب اللہ کو مکمل اور اتم ضابطۂ حیات سمجھتے تھے اور یہ کہ وہ ارشاد رسول اللہ ﷺ کہ میرے بعد کوئی حدیث مت لکھو (صحیح مسلم) پر سختی سے عمل پیرا تھے۔

تو پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب ہم قرآن حکیم کو مکمل اور اتم ضابطۂ حیات سمجھتے ہیں تو احادیث جمع کیوں کی گئیں اور ان پر ایمان لانا خصوصاً ایسے حالات میں جب کہ احادیث

بگڑ کر کیا سے کیا ہوگئیں تھیں۔ خدا نے قرآن پاک میں بیسیوں جگہ اپنے لاکھوں انبیاء و سینکڑوں صحائف اور کروڑوں ملائکہ پر ایمان لانے کے احکامات نازل کئے ہیں مگر کیا سارے قرآن میں حدیث کا کہیں ضمناً بھی ذکر ہے کیا خدا ان احادیث پر ایمان لانے کا حکم نہیں دے سکتا تھا تو جب خدا و رسول اور ان کے صحابہ ؓ نے حدیث کو قابل ایمان نہیں سمجھا تو پھر آپ کیوں ہم پر صحیح بخاری و مسلم وغیرہ کو مسلط کرتے ہیں۔ تلخ گوئی کی معافی چاہتا ہوں۔ کیونکہ اپنی صاف گوئی کی عادت سے مجبور ہوں۔ میں آپ سے صرف اتنا پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ زیادہ صحیح مسلمان ہیں یا حضرت عمرؓ، اللہ ورسول کے منشاء سے وہ زیادہ باخبر تھے یا آپ اور جب وہ ذخیرۂ احادیث کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر فنا کر رہے تھے تو آپ کون ہوتے ہیں احادیث کو ہمارے سر تھوپنے والے دوبارہ معافی کی التجا ہے اس سے نرم الفاظ میں میرا مفہوم اچھی طرح ادا نہیں ہوسکتا تھا۔ اس لئے یہ سخت الفاظ لکھنے پڑے امید ہے کہ آپ معاف فرمائیں گے۔

(س۲:-) کیا بیشتر علماء کی طرح آپ کا بھی یہی خیال ہے کہ حدیث وحی خفی ہے۔ اگر ہاں تو یہ بتائیے کہ حدیث کو قرآن کے متن میں شامل کیوں نہیں کیا گیا۔

حدیث بھی اللہ کا پیغام ہے اور قرآن بھی تو پھر احادیث قرآن کے متن سے کیوں جدا کردی گئیں۔ صدیق ؓ وفاروق ؓ نے خود رسول اللہ ﷺ نے احادیث لکھنے سے کیوں منع کردیا تھا اور انھوں نے ذخیرۂ احادیث کو ہر ممکن طریقہ سے کیوں فنا کیا تھا کیا اللہ کے پیغام کی ان کی نظروں میں یہی وقعت تھی کہ خدا نے قرآن عظیم کے متعلق فرمایا ہے یہ ذکر اور ہدایت ہم نے نازل کیا اور ہم اس کی حفاظت کریں گے۔ قرآن کی صحت پر تمام عالم شاہد ہے مگر حدیث اس کا تو وہ ستیاناس ہوا کہ تمام عالم میں اس سے زیادہ محرف۔ بریدہ اور تراشیدہ لٹریچر موجود نہیں تو آپ پھر کس بنیاد پر حدیث کو وحی خفی سمجھتے ہیں۔

سردست یہ دو ہی سوال لکھ رہا ہوں آپ کا بڑا کرم ہوگا اگر آپ مفصل و مکمل و مدلل جواب سے نوازیں تاکہ میں تصویر کا دوسرا رخ بھی دیکھ سکوں۔ مجھے یقین تو نہیں کہ آپ میرے مطلوبہ

جوابات دیں گے لیکن پھر بھی جہاں تک مجھ سے ہوگا میں ان سوالات (اگر خدانخواستہ آپ نے بھی جواب نہیں دیا تو) کا جواب پانے کی کوشش کروں گا اور اگر پھر بھی ناکام رہا تو شاید ''رد اسلام'' سے بھی زیادہ سخت ایک کتاب شائع ہو جائیگی جو حدیثی اسلام کی زنجیروں کو پگھلا دے گی اس سے زیادہ کہنے کی ضرورت محسوس نہیں کرتا۔ایک بار آپ سے پھر اپنی تلخ گوئی کی معافی چاہتے ہوئے جواب کے لئے استدعا ہے۔امید کہ آپ میری بے چینی کو مدنظر رکھیں گے!

(نوٹ) جواب کے لئے لفافہ ارسال خدمت ہے۔والسلام

الجواب حامداًومصلیاً

مکرم محترم زید احترامہ.............................السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کے خطوط سے آپ کے جذبات کی قدر ہوئی جس کے دل میں مسلمانوں کی اصلاح کی تڑپ ہوگی اور اسباب اصلاح سے وہ خود خالی ہوگا اور سب کو غلط رو سمجھ کر سب سے مایوس و بے اعتماد ہوگا واقعی اس کی بے چینی کا اندازہ لگانا مشکل ہے اس کا دماغی توازن قائم رہنا دشوار ہے پھر جذبات کی رو میں جو کچھ کہہ ڈالے یا لکھدے تو اس سے کچھ بعید نہیں ایسے شخص کو مطمئن کرنا آسان کام نہیں، غالباً اسی وجہ سے آپ کو کہیں سے تسلی بخش جواب نہیں ملا ہوگا۔

آپ کے ہر قسم کے طعن، تلخ گوئی، جذباتی، گرم خون'' رداسلام'' سے زیادہ سخت تصنیف کی دھمکی سے متأثر ہوئے بغیر میں نے سوچا کہ اللہ کے نام پر میں بھی کوشش کر کے دیکھ لوں۔اثر دینے والا اللہ پاک ہے اور آپ سے آپ کی استعداد کے متعلق دریافت کیا۔تا کہ جو کچھ لکھوں آپ کے فہم کے مطابق ہومگر آپ کا جواب ملا کہ۔

میں نے کسی مدرسہ یا مکتب سے حدیث یا علوم حدیث کی تعلیم حاصل نہیں کی اور یہ بھی کہ خدائے کریم کی بہت بڑی مہربانی تھی جو اس نے مجھے دلدل میں پھنسنے سے بچالیا۔میں آپ کی اصطلاح میں جاہل مطلق ہوں۔اب دیکھنا ہے کہ آپ ایک جاہل کو مطمئن کر سکتے ہیں یا نہیں۔

آپ کے اس جواب کو پڑھ کر مجھے کلی مایوسی ہوگئی میں ہرگز نہیں سمجھا سکونگا ایک شخص ضعیف البصر ہے اس کو سفر کرنا ہے دور سے نشان راہ دیکھنے کے قابل نہیں دوسرے راہ رو پر اعتماد نہیں کہ اس کے ساتھ چلا جائے۔ بینائی کا علاج کرانے (دوا، آپریشن، چشمہ) کا تذکرہ آئے تو اس کو دلدل سمجھ کر اس سے بچے رہنے پر رشک وفخر کرتا ہے اور کہتا ہے کہ آپ کی اصطلاح میں میں بے بصر مطلق ہوں (مگر خلقی طور پر بے بصر نہیں ہوں اب دیکھنا یہ ہے کہ آپ دور سے ایک بے بصر کو نشان راہ دکھلا سکتے ہیں یا نہیں۔ ظاہر ہے کہ اس کو اس طرح نشان راہ دکھلانا دشوار ہے اس سے نہ یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ نشان راہ موجود نہیں۔ نہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ دوسرے لوگ بھی نشان راہ نہیں دیکھ رہے ہیں اور سب غلط چل رہے ہیں اور نہ یہ صحیح ہے کہ نشان راہ دکھلانا اتنا مشکل ہے کہ کسی کو دکھلایا نہیں جا سکتا۔ البتہ یہ ضرور صحیح ہے کہ جو صفات بالا کے ساتھ متصف ہو اس کو دکھلانے سے سب ہی قاصر ہیں الا یہ کہ خدائے پاک خرق عادت کے طور پر اس کی بینائی کو قوی فرمادے یا کوئی مرد خدا قوت روحانی سے اس کو اٹھا کر نشان راہ کے پاس لے جا کر کھڑا کردے۔

بار بار خط لکھنے اور انتظار جواب میں آپ کو واقعۃً زحمت ہوئی اس کی صدق دل سے معافی کا خواستگار ہوں آپ کے خط سے مجھے یہ فائدہ ضرور ہوا کہ میں نے آپ کے لکھے ہوئے حوالجات کو اصل کتابوں میں دیکھا ان کی حیثیت (صحیح وغلط، راجح ومرجوح، ناسخ، منسوخ، صریح، مبہم) سب کو از سر نو مستحضر کرلیا۔ پھر جن دلائل سے احادیث مقدسہ کا لکھنا ثابت و مامور بہ ہے ان کو جمع کیا اور خلفاء راشدینؓ نے جس جس طرح ان کی تعلیم واشاعت کا انتظام فرمایا اور اللہ پاک نے ان کی مساعی جمیلہ پر جس طرح دین اسلام کو فروغ دیا اور اس پر بہتر اثرات مرتب ہوئے ان کا بڑا مواد جمع کیا اور حدیث پاک سے بے تعلق ہو کر قرآن پاک سمجھنے کی کوشش کرنے میں جو جو بُرے اثرات پیدا ہوتے ہیں اور گمراہی پھیلتی ہے اس کے بہت سے نظائر اور دلائل کو جمع کیا اور حدیث شریف کے وحی خفی ہونے کا پورا ثبوت فراہم کیا۔

مگر افسوس صد افسوس کہ آپ کے موجودہ مجموعی خیالات ونظریات کے پیش نظر آپ کے لئے یہ مجموعہ کچھ بھی مفید اور تسلی بخش نہیں اس لئے آپ کے پاس بھیجنا بیکار اور عبث ہے۔ ایک دوست وہ سب مجموعہ پاکستان لے گئے۔

اخیر میں پھر معافی چاہتا ہوں اب میرے پاس آپ کے لئے صرف دعا ہے حق تعالیٰ آپ کو الجھنوں سے باحسن وجوہ نجات دے۔ صحیح راہ قلب پر منکشف فرمادے اپنے حبیب پاک ﷺ کی سنت پر عمل کی توفیق دے۔ بیش از بیش اپنا قرب نصیب فرمادے اور ہر قسم کے فتنوں سے محفوظ رکھے (آمین)

آپ کے بھیجے ہوئے دو لفافے رکھے ہیں وہ ارسال ہیں نیز ایک روپیہ کے ٹکٹ صرفۂ ڈاک کی حیثیت سے ارسال ہیں قبول فرمائیں۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸۸/۳/۱۸ھ

سنّی ہونے کا ثبوت

سوال: -مولانا صاحب بی اے منشی فاضل فرماتے ہیں نہ میں حنفی ہوں نہ مالکی نہ شافعی نہ حنبلی نہ شیعہ نہ قادیانی نہ سنی میں مسلم ہوں اور ان کے شاگرد چاروں طرف کہتے پھرتے ہیں کہ سنی ہونا قرآن مجید سے ثابت نہیں۔ سنی تو حضرت ﷺ کے دو ڈیڑھ سو سال بعد ہوئے جو سن کر مسلمان ہوئے۔ مشکوٰۃ شریف باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے البتہ آوے گا امت میری پر یعنی زمانہ جیسا کہ آیا اوپر بنی اسرئیل کے مانند پاپوش کے ساتھ پاپوش کے یعنی بہتر گروہ کے اور ہوگی امت میری تہتر گروہ پر سب وہ بیچ دوزخ کے مگر ایک گروہ، صحابہؓ نے عرض کیا کون ہوگا وہ گروہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جس پر میں ہوں اور میرے اصحاب اور اس ہی باب میں ارشاد فرمایا رسول کریم ﷺ نے فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ پس لازم پکڑ و طریقہ

میرا اور طریقہ خلفاء راشدین کا۔ کیا اس سے سنت والجماعت ہونا ثابت نہیں ہوتا اس کو سنی ہونا نہیں کہتے کیا سنت والجماعت یا سنی ہونا کفر ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

سنی[۱] وہ جماعت ہے جو کہ حضور اقدس ﷺ کی سنت اور آپ کے صحابہؓ کے طریق کے موافق عمل کرتے ہیں جیسا کہ بہت سی احادیث میں سنت اور جماعت صحابہؓ کے طریق کو اختیار کرنے اور اس پر چلنے کا حکم ثابت ہے اور اس سے علیحدہ ہونے کی برائی اور مذمت صراحۃً موجود ہے۔ لفظ سنی اگر صحابہؓ کے زمانہ میں موجود نہ ہو تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ سنت پر عمل کرنے والے بھی اس زمانہ میں موجود نہیں تھے۔ بلکہ تمام صحابہؓ سنی تھے اور حضور ﷺ نے سنی ہونے یعنی سنت پر عمل کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ تَمَسَّکَ بِسُنَّتِیْ عِنْدَفَسَادِاُمَّتِیْ فَلَهٗ اَجْرُمِائَةِ شَهِيْدٍ رَوَاهُ الْبَيْهَقِیُّ عَنْ اَبِیْ ذَرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ مَنْ خَالَفَ الْجَمَاعَةَ شِبْرًافَقَدْ خَلَعَ رِبْقَةَ الْاِسْلَامِ مِنْ عُنُقِهٖ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ[۲] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

جواب صحیح ہے۔ سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبد اللطیف ۱۶؍محرم ۵۶ھ

---

[۱] قال القاری تحت قوله صلى الله عليه وسلم (ماانا واصحابی) ای هی ماانا عليه واصحابی قيل جعلهاعين ماهوعليه مبالغة فی مدحها وبيانا لباهر اتباعها حتى يخيل انها عين ذلک المتبع الخ (مرقاة ص ۲۴۸ / ج ۱ /، ۲۰۴ / ج ۱ / طبع اصبح المطابع بمبئی ،باب الاعتصام)

[۲] **ترجمہ حدیث:** حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے میری سنت کو مضبوط پکڑا میری امت کے فساد کے وقت اس کے لئے سو شہیدوں کے برابر اجر ہے۔

ابوذر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جس نے بالشت بھر جماعت کی مخالفت کی اس نے اسلام کا پٹہ اپنی گردن سے نکال دیا۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۳۰ / تا ۳۱ /) باب الاعتصام طبع یاسر ندیم دیوبند۔

سید، مولیٰ، عبد کے معانی

سوال:- کتاب التوحید میں ایک حدیث نقل کی ہے کہ ایک وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہا اَنْتَ سَیِّدُنَا وَاَفْضَلُنَا وَخَیْرُنَا الخ او کمال قال آپ نے فرمایا اَلسَّیِّدُ هُوَ اللّٰهُ، تو اس سے سید کہنے کی ممانعت ثابت ہورہی ہے، پھر دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے کہ مالک رقبہ غلام کو عبدی نہ کہے اور غلام مالک کو رب نہ کہے بلکہ سید کہے اور سید خادم ہے یہاں سید کہنے کی اجازت دی جاتی ہے۔ یہ دونوں ایک دوسرے کے متضاد ہیں۔ کیا یہ حدیثیں صحیح ہیں۔ اگر صحیح ہیں تو پھر ایک دوسرے کے خلاف کیوں ہیں؟ مزے کی بات یہ ہے کہ فاضل مصنف کتاب التوحید میں جو حدیث نقل کرتے ہیں وہ خطبہ کے اندر خود بھی سیدنا ومولانا کا لفظ استعمال فرماتے ہیں قرآن شریف میں ہے۔ اَنْتَ مَوْلَانَا اور اَللّٰهُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا. تو کیا دوسرے کو مولانا کہنا درست ہے۔ کیا یہ حدیث درست ہے کہ من لامولاہ فعلی مولاہ جبکہ مومنین کا مولیٰ اور ولی اللہ ہے، تو پھر حضرت علیؓ کو کیسے فرمایا گیا؟ میں یہ سمجھنے سے قاصر ہوں وضاحت فرمائیں۔ علی اور عَلیِّ میں کیا فرق ہے؟ یہ نام کیسے جائز رکھا گیا ویسے تو منع کرتے ہیں رازق وخالق نہ کہو، عبدالرزاق وعبدالخالق کہو۔

الجواب حامداً ومصلیاً

سید کے ایک معنیٰ ایسے بھی ہیں جن کے اعتبار سے سید صرف اللہ ہے۔ اسی اعتبار سے فرمایا ہے اَلسَّیِّدُ هُوَ اللّٰهُ[1] ایک معنیٰ کے اعتبار سے دوسروں پر بھی اس کا اطلاق درست ہے۔

---

[1] عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الشِّخِیْرِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اِنْطَلَقْتُ فِیْ وَفْدِ بَنِیْ عَامِرٍ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا اَنْتَ سَیِّدُنَافَقَالَ السَّیِّدُاَللّٰهُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی (الحدیث) رواہ ابوداؤد وبسند جید (کتاب التوحید ص ۲۱۹/) ابوداؤد ص ۶۶۲/ج۲/کتاب الادب، باب فی کراهیة التمادح، طبع یاسر ندیم دیوبند.

ترجمہ: میں وفد بنی عامرؓ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا ہم نے کہا (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

تضاد رفع ہوگیا[۱] اسی طرح عبد کے ایک معنٰی ایسے بھی ہیں جن کے اعتبار سے اس کی اضافت غیر اللہ کی طرف نہ کی جائے ایک معنٰی کے اعتبار سے غیر اللہ کی طرف بھی اضافت جائز ہے جیسے عبدالمطلب[۲] عبد کی جمع عباد آتی ہے۔ قرآن پاک میں ہے وَاَنْکِحُوْا الْاَیَامیٰ مِنْکُمْ وَالصَّالِحِیْنَ مِنْ عِبَادِکُمْ[۳] (الآیۃ) لفظ مولیٰ کے معنٰی بھی متعدد ہیں۔ ایک معنٰی کے اعتبار سے مولیٰ صرف اللہ ہے جیسے اَللّٰہُ مَوْلَانَا وَلَامَوْلیٰ لَکُمْ. الحدیث[۴] دوسرے معنٰی کے اعتبار سے غیر اللہ کو بھی کہنا درست ہے، صاحب ہدایہ[۵] نے ایک روایت بالمعنٰی نقل کی ہے جس میں ایک صحابی کو ارشاد فرمایا ہے اَنْتَ مَوْلَانَامَنْ لَامَوْلیٰ لَہٗ، فَمَوْلَاہُ عَلِیّ کے الفاظ تو کسی حدیث میں دیکھنا یاد نہیں۔ البتہ ایک دوسری روایت ہے مَنْ کُنْتَ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ[۶]

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) آپ ہمارے سید ہیں ارشاد فرمایا سید تو اللہ تبارک وتعالیٰ ہے۔

اختلف الناس فی جواز اطلاق السید علی البشر فمنعه قوم ونقل عن مالک واحتجوا بقول النبی صلی الله علیه وسلم لماقیل له یاسیدنا قال السید الله تبارک وتعالیٰ الخ. (التوحید ص ۲۲۰/)

۱؎ ملاحظہ ہو مجمع بحار الانوار ص ۱۴۰/ ج ۳ تحت مادۃ سود، مطبوعہ حیدر آباد۔

۲؎ قال ابن حزم اتفقوا علی تحریم کل اسم معبد لغیر الله کعبدعمرو عبدالکعبة وماشبه ذلک حاشا عبدالمطلب (کتاب التوحید ص ۱۸۳/)

۳؎ سورۂ نور آیت ۳۲/ **ترجمہ:** اور تم میں سے جو بے نکاح ہوں تم ان کا نکاح کر دیا کرو اور تمہارے غلام اور لونڈیوں میں جو اس لائق ہوں ان کا بھی (بیان القرآن)

۴؎ والحاصل ان المولیٰ له معان متعددة منها مایختص به سبحانه تعالیٰ فلا یجوز استعماله فی حق غیره تعالیٰ (مرقاۃ ص ۶۰۲/ ج ۴/ باب الاسامی مطبوعہ مصر)

۵؎ رُوِیَ اَنَّ مَوْلیٰ (هوابورافع) رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سَاَلَهٗ اَتُحِلُّ لِیَ الصَّدْقَةُ فَقَالَ لَااَنْتَ مَوْلَانَا (هدایة ص ۲۰۶ تا ۲۰۷ ج ۱ کتاب الزکاة باب المصارف) مکتبہ تھانوی دیوبند۔

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ کے مولیٰ ابورافع رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ سے سوال کیا میرے لئے صدقہ حلال ہے ارشاد فرمایا نہیں تم تو ہمارے مولیٰ ہو۔

قال الزیلعی قلت اخربه ابوداؤد والترمذی عن شعبة عن الحکم ابن عتبة عن ابن ابی رافع عن ابی رافع مولی رسول الله صلی الله علیه وسلم (نصب الرایه ص ۴۰۴/ ج ۲/) طبع مجلس علمی ڈابھیل.

۶؎ رواه احمد والترمذی عن زیدابن ارقم (مشکوٰة شریف باب مناقب علی الفصل الثانی ص ۵۵۴/ یاسرندیم دیوبند)

اَلْـعَـلِـیُّ اللہ کا نام ہے مگر علی لفظ مشترک ہے،[۱] غیر اللہ کے لئے بھی مستعمل ہوتا ہے۔ اگر یہ نام ناجائز ہوتا تو حضرت علیؓ کا نام ضرور بدل دیا جاتا، جس طرح کہ دوسرے ایسے نام تبدیل کردیئے گئے[۲] اور محدثین نے تغیر الاسماء القبیحہ کا مستقل باب منعقد کیا ہے جو لفظ اللہ تعالیٰ کے لئے مخصوص ہے، اس کا اطلاق غیر اللہ پر ممنوع ہے[۳] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

غیر مسلم کو سکرات کے وقت سے ہی عذاب کی دلیل

سوال: -غیر اقوام کو بحالت سکرات سے ہی عذاب شروع ہونے کے متعلق حدیث شریف میں دلیل ہے کہ نہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی حدیث شریف مرفوع میں ہے جس کو مشکوٰۃ شریف ص۱۳۹/ پر نقل کیا ہے۔ اِنَّ الْـكَـافِـرَ اِذَا حَـضَـرَ بُشِّرَ بِعَذَابِ اللّٰهِ وَعَقُوْبَتِهٖ فَلَيْسَ شَئٌ

---

[۱] الـعـلـى فعيل من العلو ومعناه البالغ فى علوا الرتبه الى حيث لارتبة الاوهى منحطة عنه وهو من الاسـمـاء الاضافية الخ (طيبى شرح مشكوٰةشريف ص ۳۹/ج۵/) كتاب الدعوات ،باب اسماء اللّٰه تعالٰى طبع زكريابكڈپو ديوبند.

[۲] عـن زيـنـب بـنـت ابـى سلمه قالت سميت برة فقال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم لاتزكوا انفسكم اللّٰه اعلم باهل البرمنكم سموها زينب رواه مسلم وعن ابن عمران بنتا كانت لعمر يقال لهـاعـاصية فسّـمـاهـا رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم جميلة رواه مسلم،مشكوة شريف ص۴۰۷/ باب الاسامى ياسر نديم ديوبند .

[۳] واعـلـم ان التسـمـى بهـذاالاسم (اى ملک الاملاک وغيره) حرام وكذلک التسمى باسماء الله تعالیٰ الـمـخـتـصـة بـه كـالـرحـمـن والـقـدوس والـمهيـمـن وخـالق الـخـلـق ونحو ها(مسلم مع شرحه للنووى ص۲۰۸/ج۲/) كتاب الأداب، باب تحريم التسمى بملک الاملاک،مطبوعه رشيديه دهلى.

اَکْرَہَ اِلَیْہِ مِمَّااَمَامَہٗ فَکَرِہَ لِقَاءَ اللّٰہِ وَکَرِہَ اللّٰہُ لِقَاءَ ہٗ[1] متفق علیہ یہ مستقل عذاب ہے۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند، ۵/۹۱ھ

قبر اطہر سے دستِ مبارک علیہ السلام کا کسی کے لئے نکلنا

سوال: - کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دست مبارک کسی کے مصافحہ کے واسطے مزار اقدس سے نکل سکتا ہے؟ شریعت نے اس کو جائز قرار دیا ہے۔ روایت بے سند کی اشاعت باعثِ فتنہ ہوسکتی ہے کہ نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر اطہر میں زندہ ہیں،[2] حدیث پاک میں متعدد سندوں سے یہ چیز مروی ہے اور اس پر مستقل رسائل بھی علماء نے تصنیف کئے ہیں[3] جس طرح خرقِ عادت کے طور پر حیات ظاہری میں کچھ امور صادر ہوئے ہیں اور انکا صدور مسلم عقیدہ ہے۔ اسی طرح باذنہٖ تعالیٰ اگر کسی کے لئے قبر اطہر سے دست مبارک مصافحہ کے لئے نکل آئے تو یہ نہ عقلاً ممتنع ہے نہ شرعاً۔ علامہ تقی الدین سبکیؒ علامہ سیوطیؒ، علامہ زرقانیؒ، شیخ عبدالحقؒ نے اس قسم کے متعدد

---

[1] **ترجمہ:** بیشک کافر کی جب موت کا وقت آتا ہے اسکو اللہ تعالیٰ کے عذاب اور اسکی سزا کی خبر دیجاتی ہے پس کوئی چیز اسکے آگے والی چیز سے زیادہ ناپسند اسکو نہیں ہوتی جسکی وجہ سے وہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ بھی اسکی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے۔ مشکوۃ شریف ص ۱۳۹/ باب تمنی الموت وذکرہ طبع یاسر ندیم دیوبند، بخاری شریف ص ۹۶۳/ ج۲/ باب من احب لقاء اللّٰہ احب اللّٰہ لقاء ہ مطبوعہ اشرفی دیوبند مسلم ص ۳۴۳/ ج۲/ کتاب الذکر والدعاء باب من احب لقاء اللّٰہ الخ مکتبہ بلال دیوبند.

[2] فحصل من مجموع ھذہ النقول والاحادیث ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم حیی بجسدہ وروحہ وانہ یتصرف ویسیر حیث شاء فی اقطار الارض وفی الملکوت وھو بھیئتہٖ التی کان علیھا قبل وفاتہ الخ (الحاوی للفتاویٰ ص ۳۱۹/ ج۲/ کتاب البعث، تنویر الملک فی امکان رؤیۃ النبیؐ والملک، طبع دار الفکر.

[3] منھا انباء الاذکیاء بحیاۃ الانبیاء للسیوطی.

واقعات اپنی کتابوں میں نقل کئے ہیں[۱] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

کعبہ کو توڑنا اور حرم میں کافر کے داخل ہونے سے متعلق حدیثوں میں تعارض

سوال: -مفتی صاحب مجھے ایک بات سمجھ میں نہیں آتی کہ حضور ﷺ کی حدیث ہے کہ مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ میں کفر وشرک قیامت تک داخل نہ ہوں گے، نہ دجال داخل ہوسکتا ہے۔ کیونکہ فرشتے دروازوں پر متعین ہوں گے اور دوسری حدیث حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تک حبش والے تم سے نہ لڑیں تم ان سے نہ لڑو۔ کیونکہ خانہ کعبہ کا خزانہ دو چھوٹی چھوٹی پنڈلیوں والا حبشی نکالے گا۔ مشکوٰۃ شریف، دوسری روایت میں یہ ہے کہ دو چھوٹی چھوٹی پنڈلیوں والا حبشی ویران کرے گا۔ پھر بات یہ کہ مسلمان چاہے کتنا ہی بدبخت ہو وہ کعبہ کو منہدم نہیں کرسکتا۔ بخاری ومسلم۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی کافر ہی ڈھائے گا۔ تو دونوں حدیثوں میں ٹکراؤ لازم آتا ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا کس طرح ہوگا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

پہلی حدیث کا بھی حوالہ دیجئے جس میں کافر ومشرک کے حرمین شریفین میں داخل نہ ہو

---

[۱] وقال التاج ابن عطاء الله عن شيخه الكامل العارف ابى العباس الموسى صافحت بكفى هذهٖ رسول الله صلى الله عليه وسلم (الى قوله) والحكايات فى ذلك عن اولياء الله كثيرة جدا (فتاوىٰ حديثية ص ۲۹۹ / مطلب فى حكاية غريبة وان الانبياء اذن لهم فى الخروج من قبورهم والتصرف فى الملكوت مكتبه دارالمعرفة بيروت لبنان)وفى بعض المجاميع حج سيدى احمد الرفاعى فلما وقف تجاه الحجرة الشريفة انشدالى قوله فخرجت اليد الشريفة من القبر الشريف فقبَّلها، الحاوى للفتاوى ص ۳۱۴ / ج ۲ / كتاب البعث تنوير الملك فى امكان رؤية النبىؐ والملك مطبوعه دارالفكر.

سکنے کا ذکر ہے۔اگر اس کے الفاظ نقل کر دیں تو زیادہ اچھا ہے۔فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۱۸؍۷؍۹۰ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

فجر کی دو سنتیں بعد فرض پڑھے یا بعد طلوع شمس

سوال:–روایت ہے محمد بن ابراہیم سے، انھوں نے نقل کی قیس بن عمرو سے کہا کہ دیکھا نبی ﷺ نے ایک شخص کو کہ نماز پڑھتا تھا بعد نماز فرض صبح کے دو رکعتیں پس فرمایا رسول اللہ ﷺ نے نماز صبح کی دو رکعتیں ہیں۔ پس کہا اس شخص نے تحقیق کہ میں نے نہ پڑھی تھی دو رکعتیں سنت۔ یہ پہلی دو رکعتیں سنت ہیں۔ پس پڑھا ان کو اب بس چپ رہے رسول اللہ ﷺ روایت کیا اس حدیث کو ابوداؤد اور ابن ماجہ نے اور روایت کیا ترمذی نے۔

(۱) یہ حدیث ابوداؤد چھاپہ اول دہلی کے ص ۱۷۹ر میں ہے۔

(۲) یہی حدیث ابن ماجہ چھاپہ اول دہلی کے ص ۱۹۵ر میں ہے۔

(۳) یہی حدیث ترمذی چھاپہ احمدی دہلی کے ص ۹۷ر میں ہے۔

فائدہ: اس شخص نے جو بعد نماز فرض صبح کی سنتیں پڑھیں تو وجہ اس کی یہ معلوم ہوتی ہے کہ وہ شخص بعد تکبیر کہنے مؤذن کے آیا ہوگا اور بغیر پڑھے سنتوں کے بموجب حکم اس حدیث کے جو کہ مسلم میں روایت ہے ابوہریرہ رضی اللہ عنہٗ سے کہ کہا، فرمایا رسول اللہ ﷺ نے یعنی جس وقت کہ کھڑی کی جائے نماز یعنی تکبیر ہو فرضوں کی پس نہیں ہے کوئی نماز سواء نماز فرض کے، جماعت میں شامل ہو گیا ہوگا۔

یہ حدیث صحیح مسلم (جو کہ مع شرح نووی چھاپا گیا ہے) کے ص ۲۴۰ر پر ہے۔ یعنی حدیث بیان کی ہم سے محمد بن اسحاق بن خزیمہ اور وصیف بن عبداللہ حافظ نے بیچ انطا کیہ کے، کہا ان دونوں نے حدیث بیان کی ہم سے ربیع بن سلیمان نے، کہا انھوں نے حدیث بیان کی

ہم سے یحییٰ بن سعید نے، انھوں نے نقل کی اپنے باپ سے اور انھوں نے اپنے دادا قیس بن فہد رضی اللہ عنہٗ سے کہ تحقیق انھوں نے پڑھی نماز ساتھ رسول اللہ ﷺ کے صبح کی، اور نہ پڑھی تھی انھوں نے دو رکعتیں فجر کی سنتیں۔ پس جب سلام پھیرا رسول اللہ ﷺ نے تو یہ کھڑے ہوئے پس پڑھی دو رکعتیں فجر کی سنتیں اور رسول اللہ ﷺ دیکھتے تھے ان کی طرف۔ پس نہیں انکار کیا) اس کو، روایت کیا اس حدیث کو ابن حبان نے اپنی صحیح میں۔

(۱) حدیث طبرانی کبیر میں بھی ہے۔ کہا شوکانی نے نیل الاوطار مطبوعہ مصر ص ۱۷۰/ ج ۲/ میں ہے۔

(۲) کوئی شخص آفتاب نکلنے کے بعد پڑھنا چاہے تو درست ہے۔ آفتاب نکلنے کے بعد بھی حضورؐ کا حکم ہے۔ حدیث ترمذی مطبوعہ احمدی کے ص ۸۰/ میں ہے۔

اس لئے ہم یہ نہیں کہتے کہ بعد نکلنے آفتاب کے فجر کی سنتیں جائز نہیں، بلکہ مراد ہماری یہ ہے کہ جو چاہے بعد فرض صبح کے اسی وقت پڑھ لے اور جو چاہے بعد نکلنے آفتاب کے پڑھے۔ ان دونوں وقتوں میں منع کرنا کسی کا کسی کو حق نہیں پہونچتا۔ عدیم الفرصت ہونے کی وجہ سے بھی اور ثبوت نہ لکھ سکا ورنہ ابھی بہت کچھ لکھتا۔

کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین مسئلہ مذکورہ کے بارے میں جب کہ ماقبل میں ثابت کیا گیا ہے کہ فجر کی سنتیں سورج طلوع ہونے پہلے بھی پڑھ سکتے ہیں جب کہ فرض پہلے پڑھ لئے ہوں۔ حالانکہ مسلک احناف کے مطابق اگر جماعت فجر ہو رہی ہے اور مصلی کو اعتماد ہے کہ وہ نماز صبح کا قعدۂ اخیرہ پالے گا تو پہلے اس کو فجر کی سنتیں ادا کرنی چاہئیں (اور ایک صاحب فرماتے ہیں کہ اگر جماعت کھڑی ہوجائے تو فوراً جماعت میں شریک ہوجائے بغیر ادا کئے سنت فجر) اور اگر اندیشہ ہو کہ جماعت چھوٹ جائیگی تو جماعت میں شامل ہوجائے اور سورج طلوع ہونے کے بعد سنتیں پڑھے۔ حالانکہ ایک صاحب فرماتے ہیں کہ فجر کی سنتوں میں نماز فجر باجماعت پڑھنے کے بعد مصلی کو اختیار ہے کہ فرض ادا کرنے کے فوراً

بعد سنت فجر پڑھ لے یا آفتاب نکلنے کے بعد پڑھے۔ ان دونوں وقتوں میں اس کی کوئی ممانعت نہیں۔ ان صاحب نے اپنے اس اصرار پر مصر ہونے کے باوجود معلوم نہیں یہ حدیثیں کہاں سے نقل کی ہیں۔ ان سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ سنت فجر اگر فجر کی جماعت ہوجائے تو یہ ضروری نہیں کہ ان سنتوں کو طلوع شمس کے بعد ہی پڑھے۔ لہذا ماقبل میں جو حدیثیں ذکر کی گئی ہیں ان کا جواب کیا ہوگا؟ جواب بالوضاحت مطلوب ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اس مسئلہ پر غور کرنے کے لئے متعدد مضامین کی احادیث کو سامنے رکھنے کی ضرورت ہے۔ پھر معلوم ہوگا کہ حنفیہ کا مذہب کس قدر جامع ہے اور کس قدر حدیث کے مطابق ہے؟

(۱) حدیث شریف میں ہے کہ فجر سے پہلے دو رکعت مت چھوڑو۔ اگر چہ تم کو گھوڑے روند ڈالیں[۱] اس لئے حنفیہ ان دو سنتوں کی زیادہ تاکید کرتے ہیں۔

(۲) حدیث شریف[۲] میں جماعت سے نماز پڑھنے کی تاکید ہے۔ اس لئے حنفیہ کہتے ہیں کہ اگر جماعت میں شرکت سے یہ سنتیں مانع ہوں تو جماعت میں شریک ہوجائے ان کی وجہ سے شرکت جماعت سے محروم نہ رہے۔

(۳) حدیث شریف میں ہے کہ جب جماعت کھڑی ہوجائے تو فرض نماز کے علاوہ دوسری نماز نہیں اس لئے حنفیہ کہتے ہیں کہ ایسے وقت میں یہ سنتیں اس جگہ نہ پڑھے بلکہ حجرہ

---

[۱] عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاتَدَعُوْارَكْعَتِی الْفَجْرِ وَلَوْطَرَدُتْكُمُ الْخَيْلُ رواه احمد وابوداؤد واسناده صحيح (آثار السنن ص ۲۹ /ج ۲ /)باب فی تاکیدر کعتی الفجر، مطبوعه دار الاشاعت کلکته، ابوداؤدشریف ص ۱۷۹ / ج ۱ / کتاب الصلوة، باب فی تخفیفها، مطبوعه سعد دیوبند، شرح معانی الآثار ص ۲۵۸ / ج ۱ / باب اداء سنة الفجر.

[۲] عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلَاةُ الْجَمَاعَةِ تَفْضُلُ صَلَاةَ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَعِشْرِيْنَ دَرَجَةً آثارالسنن ص ۱۲۷ / ج ۱ / باب فی صلاة الجماعة ابوداؤد ص ۸۰ / ج ۱ / باب التشدید فی ترک الجماعة مطبوعه سعددیوبند.

یا کسی دوسری جگہ آڑ میں پڑھے[۱]

(۴) حدیث شریف میں ہے کہ بعد نماز صبح کوئی نماز نہیں، طلوع شمس سے پہلے[۲] اس لئے حنفیہ کہتے ہیں کہ بعد نماز صبح طلوع شمس سے پہلے ان کو نہ پڑھے۔

(۵) حدیث شریف میں ہے کہ جس کی صبح کی سنتیں چھوٹ گئی ہوں تو وہ طلوع شمس کے بعد پڑھے[۳] اس لئے حنفیہ کہتے ہیں کہ جس کی صبح کی سنتیں چھوٹ گئی ہوں وہ طلوع شمس کے بعد پڑھے۔ یہ حدیثیں آ ثار السنن[۴]، نصب الرایہ، شرح معانی الآ ثار، اوجز المسالک، بذل

---

[۱] رجل انتهى الى الامام فى الفجر ولم يصل ركعتى الفجر فخشى ان يفوته ركعة ويدرك الاخرى فانه يصلى ركعتى الفجر عندباب المسجدالخ (جامع الصغير ص ۹۰تا/ ۹۱/)عالمگيرى كوئٹه ص ۱۲۰/ج ۱/الباب العاشرفى ادراک الفريضة.

عن ابى هريرةؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَلَا صَلٰوةَ اِلَّاالْمَكْتُوْبَةَ (ترمذی ص۵۶/ج۱/)(مطبوعہ رشیدیہ دہلی)باب ماجاء اذااقيمت الصلوة فلاصلاة الا المكتوبة قوله اذااقيمت الصلوة الخ يتفرع عليه انه لايصلى سنة الفجر الخ(هامش الترمذى ص ۵۶/ج ۱/)

ترجمه: حضرت رسول مقبول ﷺ نے ارشادفرمایا جب نماز کی اقامت ہوجائے فرض نماز کےعلاوہ کوئی نماز نہیں۔

[۲] عن ابى سعيد الخدريؓ يقول سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لاصلوة بعد الصبح حتى ترتفع الشمس الحديث (بخارى شريف ص ۸۲/تا۸۳/ج ۱/)كتاب مواقيت الصلوة باب لاتتحرىٰ الصلوٰة قبل غروب الشمس، نسائى شريف ص ۹۶/ج ۱/كتاب الصلوة باب النهى عن الصلوة بعد الصبح الخ مشكوة ص ۹۵/باب اوقات النهى مطبوعه ياسرنديم ديو بند.

[۳] عن ابى هريرةؓ قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من لم يصل ركعتى الفجر فليصلهما بعدما تطلع الشمس (ترمذى ص۵۷ ج ۱) قال محمد احب الى ان يقضيها الى وقت الزوال لانه صلى الله عليه وسلم قضاهما بعدارتفاع الشمس غداة ليلة التعريس (هامش الترمذى ص۵۷ ج ۱)ابواب الصلوة باب ماجاء فى اعادتهما بعد طلوع الشمس.

[۴] ملاحظہ ہوآ ثار السنن ص۲۷تا۴۰/ج۲/نصب الراية ص ۱۶۲/ج ۲/(مطبوعه مجلس علمى ڈابهيل)قبيل باب قضاء الفوائت، شرح معانى الاثار ص۲۱۸/ج ۱/باب الرجل يدخل المسجد والا مام فى صلوة الفجر اورباب الرجل يدخل فى صلوة الغداة فيصلى منهاركعة ثم تطلع الشمس ص ۲۳۲، اوجز المسالک ص ۳۸۲تا۳۸۴ج ۲ بذل المجهود ص ۳۹۱/تا ۴۰۰/ج۶/ معارف السنن ص ۱۷/ج۴/اشرفيه ديوبند .

المجہود، معارف السنن میں موجود ہیں۔ضرورت ہوتو ان سب کو حدیث پاک کے عربی الفاظ ہی کے ساتھ نقل کردیا جائے۔ جولوگ ان سنتوں کو(شرکت جماعت کی وجہ سے) بالکل چھوڑ دیتے ہیں وہ حدیث نمبرا کے خلاف کرتے ہیں۔

اب غور کیا جائے جولوگ ان سنتوں میں مشغول ہوکر جماعت میں شرکت نہیں کرتے وہ حدیث نمبر۲ رکے خلاف کرتے ہیں

جولوگ جماعت کے کھڑی ہوجانے پر بھی اسی جگہ سنتیں پڑھتے ہیں وہ حدیث نمبر۳ کے خلاف کرتے ہیں۔

جولوگ جماعت کے بعد طلوع شمس سے پہلے ان سنتوں کو پڑھتے ہیں وہ حدیث نمبر۴،۵ رکے خلاف کرتے ہیں۔

حنفیہ کی تائید میں آثار صحابہ بہت کثرت سے منقول ہیں جس صحابی کو حضورا کرم ﷺ نے سنتیں بعد نماز فجر قبل طلوع الشمس پڑھتے دیکھا ان کو صریح الفاظ میں اجازت نہیں دی۔ ورنہ دوسرے صحابہ بھی اسی اجازت پر عمل کرلیا کرتے۔پس ممانعت اپنے حال پر ہے۔بعض روایات میں ہے[1] کہ ان کو دیکھ کراور جواب سن کرفرمایا ''فلااذن'' جس کا مطلب شرح ترمذی میں لکھاہے کہ اگر یہ سنتیں پہلے نہیں پڑھی تھی تب بھی ان کے پڑھنے کا یہ وقت نہیں۔ پس اس سے استدلال کرنا اور صریح ممانعت والی حدیث کو چھوڑنا اصولاً صحیح نہیں۔ نیز امام ترمذیؒ نے اس حدیث کولکھ کرفرمایا ہے۔اسنادھذا الحدیث لیس بمتصل[2] یعنی اس حدیث کی سند متصل نہیں۔فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۱/۱۰/۹۲ھ

---

[1] عَنْ قَيْسٍ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأُقِيْمَتُ الصَّلٰوةُ فَصَلَّيْتُ مَعَهُ الصُّبْحَ ثُمَّ انْصَرَفَ النَّبِىُّ ﷺ الخ. (معارف السنن ص۹۳ /ج۴/باب ماجاء فيمن تفوته الركعتان قبل الفجر الخ (مطبوعه نوريه كراچى)

[2] ترمذی شریف مع حاشیہ ص۵۷/ج۱/ باب ماجاء فيمن تفوته الركعتان قبل الفجر يصليها بعد صلاة الصبح طبع رشيديه دهلى.

دعاء برکت کے الفاظ

سوال:- مشکوٰۃ شریف میں باب المعجزات میں ایک حدیث ہے۔ یہ دسویں حدیث ہے۔ اسی حدیث کے الفاظ کے درمیان میں یہ ہے فبصق فیه وبارک ثم عمده اٰخره الی اٰخره.

دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس حصہ میں "وبارک" کا لفظ ہے یعنی آپ نے برکت کی دعاء فرمائی۔ وہ برکت کی کیا دعا تھی؟ دعا کے الفاظ کیا ہونگے؟ یہ مجھے ملے نہیں براہِ کرم آپ تحریر فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

وہ دعا یہ تھی[1] کہ یا اللہ اس تھوڑے کھانے میں برکت دے جو سب کو کافی ہو جائے۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۷/۸/۹۲ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۲۹/۸/۹۲ھ

ایک واقعہ سن کر اس میں شک پھر معلوم ہوا کہ یہ حدیث ہے اب کیا کرے

سوال:- کسی مقرر سے زید نے کوئی حدیث کا واقعہ سنا اور پھر اسے یاد نہیں رہا کہ یہ حدیث ہے یا نہیں؟ مگر زید نے موسیٰ سے یہ واقعہ بیان کر کے کہا کہ میں نے یہ واقعہ فلاں مقرر سے سنا۔ موسیٰ نے انکار کیا اور کہا کہ مجھے اس میں شک ہے۔ ایسا واقعہ غلط ہے اور پھر

[1] (قوله وبارک) ای ودعا بالبرکة فیه (مرقاة ص ۴۴۶/ ج ۵/ باب المعجزات مطبع بمبئی)

معلوم ہوا کہ یہ تو حدیث میں ہے۔ پھر انکار کرنے والے سے کہا کہ بھائی یہ تو میں نے حدیث کی بات سنائی تھی تب بات کو ٹال مٹول کر کے ختم کر دیا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

بلا تحقیق نہ کسی بات کو حدیث شریف کی طرف منسوب کیا جائے[1] نہ کسی ثابت شدہ حدیث کا انکار کیا جائے۔ اگر کوئی بات کسی مقرر سے سنی اور دل نے اس کو قبول نہ کیا اس وجہ سے اس کا انکار کر دیا۔ پھر معلوم ہوا کہ یہ بات حدیث پاک میں ہے، تو پھر انکار سے رجوع کر لیا جائے اور اس بات کو تسلیم کیا جائے۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

حدیث کی روایتیں ''عَنْ'' سے ہیں ''مِنْ'' سے نہیں

سوال: - حدیث کی جتنی روایت ہے سب کو ''عن'' سے ذکر کیا ہے ''من'' سے کیوں نہیں کیا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

محدثین کی اصطلاح ہے کہ وہ ''عن'' سے روایت کرتے ہیں ''من'' سے نہیں۔ ہر فن والوں کی اصطلاحات ہوتی ہیں، دوسروں کو دخل دینا بے سود ہے۔ دونوں ''عن و من'' میں فرق شرح نخبہ[2] میں مذکور ہے۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] فی حدیث ابن عباس رضی من کذب علی متعمداً فلیتبوأ مقعده من النار الخ مسند احمد ص۲۲۳/ ج ۱/ مطبوعه دارالفکر بیروت، مشکوۃ شریف ص ۳۲/ کتاب العلم، الفصل الاول طبع یاسر ندیم دیوبند.

[2] سواء كان ممن سمعه منه ای بغیر واسطة اوعنه بواسطة فان كلمة من للاتصال و كلمة عن للانقطاع فاذا قیل سمعت منه یکون سماعه بلا واسطة واذا قیل عنه یکون بواسطة، نخبة الفكر مع حاشیه ص۷۸/ مطبوعه کراچی.

شراب کا پینا حرمت سے پہلے

سوال:-صحیفہ نامی ایک پرچہ خانقاہ رحمانی مونگیر سے نکلتا ہے۔جنوری ۱۹۷۳ء کے پرچہ میں ایک مضمون چھپا ہے۔رائٹر غیاث الاسلام رحمانی ہیں۔انھوں نے اپنے مضمون میں حرمت شراب کے تحت یہ واقعہ درج کیا ہے کہ ایک صحابی نے ایک روز حضرت علی اور حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہما کو دعوت دی اور کھانے کے بعد شراب سے ضیافت فرمائی۔شراب کے نشہ میں قرآن کی آیات نامناسب انداز میں پڑھ گئے۔حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو معلوم ہوا تو انھیں بہت صدمہ ہوا اور بارگاہِ خداندی میں دعا فرمائی کہ اے اللہ! کوئی واضح حکم شراب کے لئے نازل فرما، تاکہ اس قسم کی لغویات سے صاحب ایمان محفوظ رہیں۔اس کے بعد ''لَاتَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ وَاَنْتُمْ سُکَارٰی'' الآیۃ نازل ہوئی۔اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا واقعی تاریخی طور پر حضرت علی رضی اللہ عنہٗ نے حرمت شراب سے پہلے شراب پی تھی۔ یہاں یہ مشہور ہے کہ دو شخص ایسے ہیں جنھوں نے ایمان سے پہلے عالم کفر میں بھی شراب نہیں پی۔ ایک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ اور دوسرے حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ۔ایک صاحب نے اس کے ثبوت میں احیاء العلوم امام غزالیؒ کا حوالہ دیا ہے اور بتلایا کہ حضرت علی وحضرت ابوبکر رضی اللہ عنہما نے کبھی شراب نہیں پی۔ پھر ایمان کے عالم میں تو حضرت علیؓ سے شراب پینا تو اور بھی مذموم فعل ہے۔

اس علاقہ میں اس مضمون کی وجہ سے ایک ہیجانی کیفیت طاری ہے اور یہ واقعہ موضوعِ بحث بن کر باہم نفاق کا سبب بن گیا ہے۔اس لئے اس کی پوری تحقیق کتب معتبرہ کے حوالہ کے ساتھ ارقام فرما کر مشکور فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

حضرت علی رضی اللہ عنہٗ کا حرمت خمر سے پہلے شراب پی کر نماز پڑھانا اور سورہ قل

یاایھاالکافرون کونامناسب طریقہ پراس میں پڑھنا حدیث وتفسیر کی کتب میں بسند صحیح موجود ہے[۱] جب کہ ایک چیز حرام نہیں تھی تو اس کے استعمال کو اتنا مذموم سمجھ کر صحابہ کرام کی طرف سے بدظن یا تذبذب ہونا غلط ہے۔ غزوۂ احد میں شہید ہونے والے بھی بعض حضرات صحابہ شراب پی کر شہید ہوئے، جن کے متعلق شبہات پیدا ہوئے تو آیت شریف نازل ہوئی۔ عَنْ اَبِی النُّعْمَانِ قَالَ کُنْتُ سَاقِیَ الْقَوْمِ فِیْ مَنْزِلِ اَبِی طَلْحَةَ فَنَزَلَ تَحْرِیْمُ الْخَمْرِ فَاَمَرَ مُنَادِیاً فَنَادیٰ فَقَالَ اَبُوْطَلْحَةَ فَاخْرُجْ فَانْظُرْ مَاهٰذَاالصَّوْتُ قَالَ فَخَرَجْتُ فَقُلْتُ هٰذَا مُنَادٍیُنَادِیْ اَلَااِنَّ الْخَمْرَقَدْحُرِمَتْ فَقَالَ لِیْ اِذْهَبْ فَاَهْرِقْهَا قَالَ فَجَرَتْ فِیْ سِکَکِ الْمَدِیْنَةِ قَالَ وَکَانَتْ خَمْرُهُمْ یَوْمَئِذٍاَلْفَضِیْخَ فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ قُتِلَ قَوْمٌ وَهِیَ فِیْ بُطُوْنِهِمْ قَالَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ لَیْسَ عَلَی الَّذِیْنَ آمَنُوْاوَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِیْمَاطَعِمُوْا[۲] اھ بخاری ص ۶۶۴ ر ج ۲ ر جس کا حاصل یہ ہے کہ تحریم سے پہلے پینے والے

---

[۱] روی ابوداؤد والترمذی وحسنه والحاکم عن علی علیه السلام قال صنع لنا عبدالرحمن ابن عوف طعامافدعانا وسقانا من الخمر وذلک قبل تحریم الخمر فاخذت الخمر وحضرت الصلوة فقد مونی فقرأت قل یایهاالکفرون اعبدماتعبدون بحذف لاهکذا الی اٰخر السورة فانزل الله تعالیٰ یایها الذین امنوالاتقربوا الصلوة وانتم سکریٰ (تفسیرمظهری ص ۱۱۲ / ج ۲ / سورة النساء ابوداؤد ص ۵۱۷ / ج ۲ /) کتاب الاشربة باب تحریم الخمر.

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ہمارے لئے کھانا تیار کیا اور ہماری دعوت کی اور ہم کو شراب پلائی اور یہ شراب کی حرمت سے پہلا واقعہ ہے اور نماز کا وقت ہوگیا مجھ کو نماز (امامت کے لئے) آگے بڑھادیا میں نے قل یاایھاالکافرون اعبدماتعبدون حذف لا کے ساتھ پڑھا اور اخیر تک اسی طرح پڑھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یاایھاالذین آمنوا لاتقربوالصلوٰة وانتم سکاری الخ.

[۲] **ترجمہ:** حضرت ابوالنعمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے مکان میں میں ہی پلانے والا تھا کہ شراب کی حرمت نازل ہوگئی اور منادی کو حکم دیا اس نے (شراب کی حرمت کا) اعلان کیا۔ ابوطلحہؓ نے کہا باہر نکل کر دیکھو کیسی آواز ہے میں باہر نکلا میں نے کہا یہ تو منادی اعلان کررہا ہے کہ شراب حرام ہوگئی ابوطلحہؓ نے مجھے فرمایا جاؤ شراب کو گرادو پس شراب مدینہ کی گلیوں میں بہی اور ان کی شراب فضیح تھی بعض نے کہا بعض لوگ شہید ہوئے اس حال میں کہ ان کے پیٹوں میں شراب تھی پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ لیس علی الذین آمنوا وعملو الصالحات الخ. بخاری ص ۶۶۴ / ج ۲ / کتاب التفسیر سورئہ مائدہ باب قوله لیس علی الذین اٰمنوا الخ مطبوعه اشرفی دیوبند.

گنہگار نہیں۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۸/۶/۳۹ھ

ایک خاص درود شریف کے فضائل

سوال:- میں نے ایک کتاب میں ایک درود شریف کے بارے میں دیکھا ہے کہ جس کے چالیس فائدے بتلائے گئے ہیں۔ پانچ ہزار نیکیاں لکھی جائیں گی اور پانچ ہزار گناہ معاف ہوں گے اور اس کی پیشانی پر لکھا ہوگا کہ یہ منافق نہیں ہے اور قیامت کے روز وہ شہداء کے ساتھ اٹھے گا، مال میں ترقی اور اولاد میں برکت ہوگی۔ روزِ قیامت حضور سرور کونین ﷺ فداہ ابی وامی مصافحہ فرمائیں گے۔ **اللھم اجعلنامنھم.** درود شریف یہ ہے۔ **صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِيِّ وَاٰلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلوٰةً وَسَلَاماً عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ.** براہِ کرم مطلع فرمائیں کہ یہ درود شریف حدیث کی کون سی کتاب سے ثابت ہے؟ اور یہ صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

آپ کے لکھے ہوئے الفاظ درود شریف مجموعی یکجائی اس ترتیب سے میں نے کسی کتاب میں نہیں دیکھے۔ جو الفاظ حضرت نبی اکرم ﷺ اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے منقول ہیں، ان کو علماء نے اپنی تصانیف میں جمع کر دیا ہے اور اس مقصد کے لئے مستقل کتابیں لکھی ہیں۔ علامہ سخاوی کی القول البدیع اور حضرت مولانا تھانویؒ کی زاد السعید اور حضرت مولانا زکریا صاحب مدظلہٗ العالی کی فضائل درود شریف میں تفصیل سے الفاظ درود شریف کو جمع کیا گیا ہے۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۰/۲/۹۰ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

کھانے کے بعد برتن میں ہاتھ دھوکراس پانی کو پینا

سوال:- کیاحضوراکرم ﷺ کھانا کھانے کے بعد برتن میں ہاتھ دھوکر دھوئے ہوئے پانی کو پی لیتے تھے، کیا یہ حدیث صحیح ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

میری نظر سے کوئی ایسی حدیث نہیں گذری جس میں یہ ہو کہ حضرت رسول مقبول ﷺ کھانا کھا کراس برتن میں ہاتھ دھوکراسی دھوئے ہوئے پانی کو پی لیا کرتے تھے۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبدمحمودغفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۵/۱/۹۰ھ

ضعف کی وجہ سے اقامت کے وقت بیٹھنا

سوال:- کیاابن ماجہ شریف میں یہ حدیث ہے کہ حضوراکرم ﷺ بسبب کمزوری اقامت کے وقت بیٹھتے تھے؟

الجواب حامداًومصلیاً

مجھے یہ محفوظ نہیں کہ ضعف کی وجہ سے حضورِاکرم ﷺ اقامت کے وقت بیٹھتے تھے۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبدمحمودغفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۷/۱۱/۹۲ھ

شہیداورجس کاانتقال اس کےایک سال بعدہواان میں افضل کون ہے؟

سوال:- ایک شخص شہید ہوتاہے۔ دوسراشخص (نمازی) کاایک سال کے بعد

انتقال ہوتا ہے۔ یہ دوسرا شخص شہید سے پہلے جنت میں جائے گا۔ کیا یہ حدیث صحیح ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جتنے اعمال صالحہ شہید نے کئے اور اس کے شہید ہونے پر اس کا سلسلۂ اعمال بند اور ختم ہو گیا، اگرچہ شہادت پر ختم ہوا جو کہ بہت ہی اعلیٰ چیز ہے۔ لیکن جس شخص نے سال بھر تک اس کے بعد اعمال صالحہ کئے (نماز وغیرہ) ظاہر ہے کہ یہ سال بھر کا ذخیرہ معمولی نہیں ہے کہ اس کو نظر انداز کیا جا سکے۔ اس میں فرق مراتب کو حدیث پاک میں بیان کیا گیا ہے[۱]۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۲۹/۷/۱۴۰۶ھ

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ملک الموت کے چپت مارنا

سوال:- حدیث زدن موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ملک الموت را عند الموت، در کدام کتاب است۔

---

[۱] عن ابی هريرة قال كان رجلان من بنی حی من قضاعة أسلمامع النبی صلی الله عليه وسلم واستشهد احدهما واخرالآخرسنة قال طلحة بن عبيدالله فرأيت الجنة فرأيت فيها المؤخرمنهما أدخل قبل الشهيد فعجبت لذالک فأصبحت فذكرت ذالک لرسول الله صلی الله عليه وسلم أو ذكرذلک لرسول الله صلی الله عليه وسلم فقال رسول الله صلی الله عليه وسلم أليس قدصام بعده رمضان وصلی ستة آلاف ركعة أو كذاوكذا ركعة صلاة السنة مسنداحمد ابن حنبل ص۳۳۳/ج۲/مكتبه دار الفكر بيروت، ابو داؤد ص ۳۴۹/ج ۱/ كتاب الجهاد باب فی النوريیٰ عند قبر الشهيد.

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ایک قبیلہ کے دو صحابی ایک ساتھ مسلمان ہوئے ان میں سے ایک صاحب جہاد میں شہید ہو گئے اور دوسرے صاحب کا ایک سال کے بعد انتقال ہوا میں نے خواب میں دیکھا کہ وہ صاحب جن کا ایک سال بعد انتقال ہوا تھا ان شہید سے بھی پہلے جنت میں داخل ہو گئے تو مجھے بڑا تعجب ہوا کہ شہید کا درجہ تو بہت اونچا ہے وہ پہلے جنت میں داخل ہوئے میں نے حضورؐ سے خود عرض کیا یا کسی اور نے عرض کیا تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جن صاحب کا بعد میں انتقال ہوا ان کی نیکیاں نہیں دیکھتے کتنی زیادہ ہو گئیں ایک رمضان المبارک کے پورے روزے بھی ان کے زیادہ ہوئے اور چھ ہزار اور اتنی اتنی رکعتیں نماز کی ایک سال میں ان کی بڑھ گئیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

این حدیث بحوالۂ صحیح بخاری وصحیح مسلم در مشکوٰۃ المصابیح ص ۵۰۷/ مذکور است۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا نکاح سات سال کی عمر میں اور رُخصتی نو سال کی عمر میں

سوال:- حدیث تزویج پیغمبر خدا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا در سن ہفت سالگی وزفاف در ۹/ سالگی احادیث فوق صحت دارد یا خبر (از حوزہ علمیہ احناف خوان ایران خراسان)

الجواب حامداً ومصلیاً

ایں حدیث بحوالہ صحیح مسلم در مشکوٰۃ المصابیح[۲] ص ۲۷۰/ مذکور است۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹۵/۲/۲۱ھ

ترجمۂ سوال: سوال موت کے وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ملک الموت کو چپت مارنے کی حدیث کہاں ہے۔

ترجمہ جواب: یہ حدیث صحیح بخاری وصحیح مسلم کے حوالہ سے مشکوٰۃ المصابیح ص ۵۰۷/ میں مذکور ہے۔ فقط

[۱] عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَ مَلَكُ الْمَوْتِ اِلٰى مُوْسىٰ بْنِ عِمْرَانَ فَقَالَ لَهُ اَجِبْ رَبَّكَ فَلَطَمَ مُوْسىٰ عَيْنَ مَلَكِ الْمَوْتِ الخ . (مشكوة شريف ص ۵۰۷/ باب بدأ الخلق ذكر الانبياء) بخاري شريف ص ۶۸۴/ ج ۱/ كتاب الانبياء باب وقاق موسىٰ عليه السلام الخ مطبوعه اشرفي ديوبند، مسلم شريف ص ۲۶۷/ ج ۲/ كتاب الفضائل باب من فضائل موسىٰ عليه السلام مطبوعه بلال ديوبند.

ترجمہ: آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ موسیٰ بن عمران علیہ السلام کے پاس ملک الموت (فرشتہ) آیا اور عرض کیا اپنے رب کا پیغام قبول کیجئے موسیٰ علیہ السلام نے ملک الموت کی آنکھ پر چپت مارا۔

ترجمۂ سوال: پیغمبر خدا ﷺ کے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا (باقی ترجمہ سوال وجواب وحاشیہ اگلے صفحہ پر)

لاطاعة فی المعصیة کی ترکیب نحوی

سوال:-گذارش ہے کہ حدیث کی عبارت لاطاعة لمخلوق فی معصیة الخالق میں بحث ہے امیر اللہ وظفیر کا کہنا ہے کہ اس میں لاطاعة فعل ماضی منفی ہے باب تفاعل سے اور لمخلوق مفعول ہے لاطاعۃ کا۔اور دلیل یہ ہے کہ ۃ اسم پر داخل نہیں ہوتا۔لیکن زین العابدین کا کہنا ہے کہ اس میں لامشابہ بلیس ہے اور اسم مصدر ہے۔لہٰذا آپ فیصلہ فرمائیں کہ کس فریق کی بات صحیح ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

حدیث شریف کے الفاظ تو یہ ہیں لاطاعة لمخلوق فی المعصیة[1]. اس میں لائے نفی جنس ہے، لامشبہ بلیس نہیں ورنہ اس کا اسم مرفوع ہوتا ہے[2] جیسے

وکن لی شفیعاً یوم لاذوشفاعةٍ ☆ بمغن فتیلا عن سوادبن قارب

(پچھلے صفحہ کا ترجمۂ سوال وجواب وحاشیہ) کے ساتھ سات سال کی عمر میں نکاح اور نو سال کی عمر میں رخصتی کی حدیث صحیح ہے یا نہیں۔

ترجمہ جواب: یہ حدیث بحوالہ مسلم مشکوٰۃ المصابیح ص ۲۷۰ر میں مذکور ہے۔

[1] مشکوٰۃ شریف ص ۳۲۱ر کتاب الامارۃ الفصل الثانی، مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند۔

[2] عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجَهَا وَهِیَ بِنْتُ سَبْعِ سِنِیْنَ وَزُفَّتْ اِلَیْهِ وَهِیَ بِنْتُ تِسْعِ سِنِیْنَ وَلعبتها مَعَهَا وَمَاتَ عَنْهَا وَهِیَ بِنْتُ ثَمَانِیَ عَشَرَةَ رواه مسلم (مشکوٰۃشریف ص ۲۷۰ باب الولی فی النکاح) سیرۃ ابن هشام ص ۲۹۳ ر ج ۶ ر ذکر ازواجه صلی اللّٰه علیه وسلم الخ مطبوعه مصری.

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ان سے سات برس کی عمر میں نکاح فرمایا اور نو برس کی عمر میں رخصتی فرمائی اس حال میں کہ ان کی گڑیا ان کے ساتھ تھیں اور آنحضرت ﷺ نے وصال فرمایا جب کہ ان کی عمر اٹھارہ برس کی تھی۔فقط

شرح التصریح علی التوضیح علی الفیةابن مالک ص ۲۰۱ ر ج ۱ ر دارالفکر بیروت.

ترجمہ: آپ میرے لئے سفارشی بن جایئے جس دن کہ کوئی سفارش کرنے والا کام نہیں آئے گا تاگے برابر (ذرہ برابر) سواد بن قارب کی طرف سے۔

اور لا طاعة کو باب تفاعل سے ماضی منفی کہنا تو بالکل صریح البطلان ہے۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۳؍۱؍۹۴ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۳؍۱؍۹۴ھ

کالے کپڑے والوں سے متعلق حدیث

سوال:- کیا کوئی ایسی حدیث ہے جس میں شیعوں کے لئے پیشین گوئی ملتی ہو کہ کالے کپڑے والے نکلیں گے لہذا جب یہ لوگ آئیں تو ان کو سلام نہ کرنا اور ان کے سلام کا جواب نہ دینا۔ ان سے مقاطعہ کرنا۔ کیا اس مضمون کی کوئی حدیث ہے۔ براہِ کرم مع حوالہ جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

ایسی کوئی حدیث میرے علم میں نہیں جس میں یہ ہو کہ کالے کپڑے والے نکلیں گے۔ لہذا جب یہ لوگ آئیں تو ان کو سلام نہ کرنا اور ان کے سلام کا جواب نہ دینا، ان سے مقاطعہ کرنا۔ شیعوں کے فرقے اپنے عقائد کے اعتبار سے مختلف ہیں ان کا حکم بھی مختلف ہے۔ ''الصواعق المحرقه'' میں تفصیل مذکور ہے۔[1] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۳؍۳؍۹۴ھ

غروب کے وقت سجودِ شمس

سوال:- اختلاف مطالع کی بنیاد پر سورج طلوع وغروب ہوتا رہتا ہے اور عند الطلوع نکلنے کی اجازت طلب کرتا ہے اور عند الغروب زیر عرش سجدہ بھی کرتا ہے۔ تفسیر معارف

---

[1] ملاحظہ ہو ص ۲۹؍ سے ۲۵۳؍ تک مکتبہ حقیقیہ استانبول۔

القرآن میں سجدہ بمعنی اطاعت کے تحریر فرمایا ہے۔ اطاعت تو ہر وقت ہی کرتا رہتا ہے۔ اسی اطاعت کی بناء پر مسافت کرتا ہے۔ تو احادیث میں عندالغروب سجدہ کرنے کے کیا معنٰی ہیں؟ عندالغروب کی قید کس وجہ سے ہے؟ دل میں خلجان آتا ہے کہ اس کے کیا معنٰی ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ہر مخلوق ہر آن طاعتِ خالق میں قہراً اختیاراً مشغول ہے تکویناً ہو یا تشریعاً۔ آفتاب غروب ہوتے وقت اس کی ماہیت سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وہ سجدہ کر رہا ہے اسی کو سجدۂ تحت العرش فرمایا۔ یہ ذکر کردہ روایت کے اعتبار سے ہے اور ہر آن کسی نہ کسی جگہ وہ سجدہ میں ہے وہاں کے دیکھنے والوں کو یہی محسوس ہوتا ہے ایک وقت ایسا آئے گا کہ رات طویل ہوگی اور سورج کو مشرق سے طلوع ہونے کی اجازت نہیں ہوگی بلکہ مغرب سے طلوع ہوگا جس کو دیکھ کر دنیا چلا اٹھے گی اور اس وقت توبہ کا دروازہ بند ہوجائیگا۔ پھر کسی کا ایمان مقبول نہیں ہوگا چونکہ عدم اجازت بھی حدیث پاک[1] میں مذکور ہے۔ اس لئے ہیئت کو سجدہ اور اجازت طلوع سے بیان کیا گیا جو کہ اقرب الی الفہوم ہے۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

جنت کی قیمت ادا کر کے سونا

سوال:- اکثر مسجدوں میں پرچہ دیکھا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو وصیت فرمائی کہ چار ہزار دینار صدقہ کر کے سویا کرو، ایک حج کر کے سویا کرو، جنت کی قیمت ادا کر کے سویا کرو، ایک قرآن شریف پڑھ کر سویا کرو، دولڑنے والوں میں صلح کر کے سویا کرو،

---

[1] عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حِیْنَ غَرَبَتِ الشَّمْسُ اَتَدْرِیْ اَیْنَ تَذْھَبُ ھٰذِہٖ قُلْتُ اَللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّھَا تَذْھَبُ حَتّٰی تَسْجُدَ تَحْتَ الْعَرْشِ فَتَسْتَاْذِنُ فَیُؤْذَنُ لَھَا وَیُوْشَکُ اَنْ یَّسْجُدَ وَلَاتُقْبَلُ مِنْھَا وَتَسْتَاْذِنُ فَلَایُؤْذَنُ لَھَا وَیُقَالُ لَھَا اِرْجِعِیْ مِنْ حَیْثُ جِئْتِ فَتَطْلُعُ مِنْ مَغْرِبِھَا الحدیث مشکوۃ شریف ص ۴۷۲/باب ذکر الدجال والعلامات بین یدی الساعۃ.

حضرت علیؓ نے فرمایا کہ یہ بہت مشکل ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ چار مرتبہ سورۂ فاتحہ پڑھ لو چار ہزار دینار صدقہ کرنے کا ثواب ہوگا۔ تین مرتبہ درود شریف پڑھ لو تو جنت کی قیمت ادا ہو جائے گی۔ وغیرہ یہ حدیث صحیح ہے۔ یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جس نے پرچہ لگایا اس سے سند اور حدیث دریافت کی جائے[1] میں نے کسی حدیث کی کتاب میں یہ چیز نہیں دیکھی۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۰/۷/۹۵ھ

حدیث موضوع کی علامت

سوال: -۱ ایک راوی ہے۔ جس پر کان یکذب و کان یضع الحدیث جیسی سخت جرحیں کی گئی ہیں وہ ایک حدیث روایت کرتا ہے اور کوئی دوسرا راوی اس کی تائید اور متابعت بھی نہیں کرتا۔ ثقہ، نہ ضعیف تو ایسے راوی کی اس حدیث کو موضوع یا قریب بہ موضوع شدید الضعف قرار دیا جاسکتا ہے یا نہیں۔ کسی حدیث کے موضوع ہونے کے لئے بنیادی طور پر کن چیزوں کا ہونا ضروری ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ایسی روایت کا حال شیخ الاسلام نے اس طرح بیان کیا ہے و ذکر شیخ الاسلام له

---

[1] منها وصايا على كلها موضوعة سوى الحديث الاول ص ۱۸۹ /اما هذه الوصايا المنسوبة لسيدنا على رضى الله عنه والمكذوبة على رسول الله صلى الله عليه وسلم فهى مطبوعة اكثر من مرة ولاتزال تطبع وتباع ويتداولها المغفلون فكاذبها آثم ملعون وطابعها آثم ملعون وبائعها آثم ملعون ومصدقها آثم ملعون والمصنوع فى معرفة الحديث الموضوع ص ۱۸۹ /طبع حلب.

ثلٰثة شروط احدها ان یکون الضعیف غیرشدید فیخرج من انفرد من الکذابین والمتهمین بالکذب ومن فحش غلطه نقل العلائی الاتفاق علیه الثانی ان یندرج تحت اصل معمول به الثالث ان لایعتقد عند العمل به ثبوته بل یعتقد الاخبارالخ تدریب الراوی[1] ص ۱۹۶/ کتب اصول حدیث میں کسی روایت کے موضوع ہونے کے متعدد قرائن بیان کئے گئے ہیں۔ بہت مختصر اور جامع ابن جوزیؒ کا قول ہے۔ وقال ابن الجوزی ما احسن قول القائل اذارأیت الحدیث یبائن المعقول اویخالف المنقول اویناقض الاصول فاعلم انه موضوع قال ومعنی مناقضته للاصول ان یکون خارجاً عن دواوین الاسلام من المسانید والکتب المشهورة (تدریب[2]) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

فضائل میں ضعیف روایت پر عمل

سوال:- ہمارے یہاں گذشتہ سال پندرہویں شعبان کا روزہ نہیں رکھا گیا اور کہا گیا کہ یہ روزہ کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے، کیا یہ صحیح ہے؟ علاوہ ازیں اس روزہ کو بدعت قرار دیتے ہیں۔ کیا فضائل میں ضعیف حدیثوں کا اعتبار ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

عَنْ عَلِیٍّؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهُ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَاکَانَتْ لَیْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَقُوْمُوْالَیْلَهَا وَصُوْمُوْیَوْمَهَا فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالیٰ یَنْزِلُ فِیْهَا لِغُرُوْبِ الشَّمْسِ اِلَی السَّمَاءِ الدُّنْیَا فَیَقُوْلُ اَلَامِنْ مُسْتَغْفِرٍفَاَغْفِرُلَهٗ اَلَا مُسْتَرْزِقٌ فَاَرْزُقَهٗ اَلَامُبْتَلیٰ

---

[1] تدریب الراوی ص ۱۸۰/ مطبوعه خیریه مصر.

[2] تدریب ص ۱۰۰/ مطبوعه خیریه مصر.

فَـاُعَـافِيُـهِ اَلَا كَـذَااَلَا كَـذَاحتـىٰ يَـطْلُعَ الفجرُ[۱] رواه ابـن مـاجة(مشـكوٰة شريف[۲] ص ۱۱۵/) ابن ماجہ[۳] میں یہ روایت صفحہ ۱۰۰/ پر ہے۔ سند کے اعتبار سے یہ روایت ضعیف ہے۔فضائل اعمال میں ضعیف حدیث سے استدلال درست ہے۔ويـجـوزعـنـداهـل الـحديث وغيرهم التساهل فى الاسانيد ورواية ماسوى الموضـوع من الضعيف والـعـمـل بـهٖ مـن غيـر بيـان ضـعـفه فى غير صفات الله تعالىٰ والاحكام كالحلال والـحـرام وغيـرهـمـا وذٰک كـالـقـصـص وفضائل الاعمال والمواعظ وغيرها مـمالاتعلق لهٗ بالعقائد والاحكام اھ (تدریب الراوی[۴] ص ۱۹۲/) پس اس روزہ کو بدعت کہنا درست نہیں جب کہ اس کے متعلق حدیث شریف موجود ہے۔فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲/۵/ ۹۲ھ

حدیث ضعیف سے استدلال کی شرط

سوال:- کسی حدیث میں اگر دوجگہ انقطاع ہوتو کیا اس کومعرض استدلال میں پیش کیا جا سکتا ہے اوراس سے کسی عمل کے استحباب وندب کوثابت کیا جاسکتا ہے؟ حالانکہ اس حدیث کے لئے ضعیف سے ضعیف نہ کوئی شاہد ہے نہ تابع۔

---

[۱] **ترجمہ:** حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشادفرمایا کہ جب نصف شعبان کی رات ہواس کی رات میں قیام کرواوردن میں روزہ رکھواس لئے کہ اللہ تعالیٰ غروب شمس سے طلوع فجر تک سماء دنیا کی طرف خاص تجلی فرماتے ہیں اورارشادفرماتے ہیں کوئی ہے استغفار کرنے والا کہ میں اس کی مغفرت کروں کوئی ہے رزق طلب کرنے والا کہ میں اس کورزق دوں کوئی بیمار ہے کہ میں اس کوعافیت دوں۔اوراسی طرح۔اوراسی طرح یہاں تک کہ طلوع فجر تک (رواہ ابن ماجہ ص۱۰۰/)

[۲] مشکوٰۃ شریف ص۱۱۵/ باب قیام شہر رمضان۔

[۳] ابـن مـاجـه ۱۰۰/باب فى قيام شهر رمضان ،باب ماجاء فى ليلة النصف من شعبان ومطبوعه رشيديه ديوبند ص ۹۹/ج ۱/.

[۴] تدريب الراوى ص ۱۹۲/.

الجواب حامداًومصلیاً

سنداً ایسی روایت ضعیف ہے امام نوویؒ نے تقریب میں لکھا ہے ویجوز عنداهل الحديث وغيرهم التساهل فى الاسانيد ورواية ماسوى الموضوع من الضعيف والعمل به من غيربيان ضعفه فى غيرصفات الله تعالىٰ والاحكام كالحلال والحرام وغيرهما وذلك كالقصص وفضائل الاعمال والمواعظ وغيرها ممالاتعلق له بالعقائد والاحكام اھ۔

اس کی شرح کرتے ہوئے سیوطیؒ نے ابن حنبل ابن مہدی ابن المبارکؒ سے نقل کیا ہے قالوا اذا روينافي الحلال والحرام شددنا واذا روينا فى الفضائل ونحوها تساهلنا اھ اس کے بعد شیخ الاسلامؒ سے نقل کیا ہے وذكر شيخ الاسلام له ثلٰثة شروط احدها ان يكون الضعف غيرشديدفيخرج من انفردمن الكذابين والمتهمين بالكذب ومن فحش غلطه نقل العلائى الاتفاق عليه. الثانى ان يندرج تحت اصل معمول به الثالث ان لايعتقد عندالعمل به ثبوته بل يعتقدالاخبار (تدریب الراوی[1] ص ۱۹۶/)

تقریب والی عبارت تذکرۃ الموضوعات[2] اور مقدمہ ابن الصلاح[3] اور معرفۃ علم الحدیث[4]

---

[1] تدريب الراوى ص ۱۸۰/ مطبوعه خيريه مصر.

[2] ويجوز عندالعلماء التساهل فى اسانيد الضعيف بلاشرط بيان ضعفه فى الوعظ والقصص والفضائل لافى صفات الله والحلال والحرام (تذكرة الموضوعات ص ۵/اول المقدمة مطبوعه مكتبه قيمه)

[3] يجوز عنداهل الحديث وغيرهم التساهل فى الاسانيد ورواية ماسوى الموضوع من انواع الاحاديث الضعيفة الخ (مقدمة ابن الصلاح ص ۱۱۳) ارشاد طلاب الحقائق ص ۲۶۹/ تا ۲۷۱/ج ۱/.

[4] معرفة انواع علم الحديث ص ۲۱۰/النوع الثانى والعشرون معرفة المقلوب تحت فصل، مطبوعه مكة المكرمة.

وغیرہ میں بھی ہے۔علماء اسلام کے دیگر اقوال بھی ہیں۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم
حررۂ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

بارہ امام

سوال:- ازروئے مذہب اہل سنت والجماعت کیا یہ حدیث صحیح ہے کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے۔کہ بعد میرے بارہ خلیفہ ہوں گے۔اگر یہ حدیث صحیح ہے تو ان کے نام تحریر فرمائیں۔

الجواب حامداًومصلیاً

یہ حدیث صحیح ہے[۱] بارہ خلفاء کے نام حدیث شریف میں مذکور نہیں۔اس حدیث کے مطلب میں مختلف اقوال ہیں۔ایک قول یہ ہے[۲] کہ جمیع مدت اسلام میں بارہ خلفاء ہوں گے اور قیامت سے پہلے پہلے پورے ہوجائیں گے یہ ضروری نہیں کہ وہ مسلسل ہوں یہ بھی ضروری نہیں کہ حضور ﷺ کے بعد ہی متصل ہوں۔ایک قول یہ ہے[۳] کہ بارہ کے بارہ ایک وقت میں

---

۱ عَنْ جَابِرِبْنِ سَمُرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَايَزَالُ هٰذَا الدِّيْنُ قَائِماً حَتّٰى يَكُوْنَ عَلَيْكُمْ اثْنَاعَشَرَ خَلِيْفَةً كُلُّهُمْ تَجْتَمِعُ عَلَيْهِ الْاُمَّةُ فَسَمِعْتُ كَلَاماً مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ اَفْهَمْهُ فَقُلْتُ لِاَبِيْ مَايَقُوْلُ قَالَ كُلُّهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ (ابو داؤد ص ۵۸۸ / ج ۲ /) اول کتاب المهدی.

ترجمہ: حضرت جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے کہ یہ دین برابر قائم رہے گا یہاں تک کہ تم پر بارہ خلیفہ ہوں گے کہ ان سب پر امت مجتمع ہوگی میں نے نبی اکرم ﷺ سے ایک کلام سنا جس کو میں نے نہیں سمجھا میں نے اپنے باپ سے کہا۔کیا ارشاد فرمارہے ہیں انہوں نے جواب دیا یہ ارشاد فرمایا۔کہ وہ سب قریش میں سے ہوں گے۔

۲ الوجه الثالث ان المراد وجود اثنی عشر خلیفة فی جمیع مدة الاسلام الی یوم القیامة یعملون بالحق وان لم تتوال أیامهم الخ. (فتح الباری ص ۱۲۸ / ج ۱۵ / کتاب الاحکام، باب بعد باب الاستخلاف مطبوعه دارالفکر)

۳ قوم قالوا یکونون فی زمن واحد کلهم یدعیی الامارة (فتح الباری ص ۱۲۶ / ج ۱۵ / کتاب الاحکام باب بعد الاستخلاف مطبوعه دارالفکر)

خلافت کے مدعی ہونگے ایک یہ ہے[۱] کہ بارہ امام مہدی کے بعد ہوں گے اوران کے بعد گویا قیامت شروع ہوجائے گی۔ایک یہ ہے[۲] کہ حضرت رسول اکرم ﷺ کے بعد متصلاً انکا سلسلہ شروع ہوجائے گا۔

چنانچہ وہ بارہ خلیفہ مسلسل گذر چکے ہیں جن کو سب جانتے ہیں عربی، فارسی، اردو سب تاریخوں میں سلسلہ واران کے نام موجود ہیں جن میں یزید ابن معاویہ بھی داخل ہیں اوراس صورت میں اس حدیث سے ان بارہ خلفاء کی کچھ فضیلت مقصود نہیں کہ وہ سب سے افضل ہوں گے۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ ان کو تسلط تام ہوگا اور یہ ایک پیشین گوئی ہے۔روافض کی[۳] رائے ہے کہ وہ ائمہ معصومین ہیں اوربھی اقوال ہیں۔ بذل المجہود شرح ابوداؤد شریف ص۱۰۰/ ج ۵/ فتح الباری شرح بخاری ص۱۸۴/ ج ۱۳/تاریخ الخلفاء ص۱۲/ میں اس حدیث کی۔شرح تفصیل سے مذکور ہے۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

اعمال امت کی پیشی

سوال:–عُرِضَ اَعْمَالُ الْاُمَّةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْخَمِيْسِ کی روایت نہیں ملتی۔مشکوٰۃ ومرقاۃ وغیرہ میں باب الشحناء میں ایک دوسری روایت تو ہے اوربھی

---

[۱] قال ابو الحسين بن المنادى فى الجزء الذى جمعه فى المهدى يحتمل فى معنى حديث يكون اثناعشر خليفة ان يكون هذابعدالمهدى الذى يخرج فى اخر الزمان(فتح البارى ص ۱۲۸/ ج ۱۵/باقی حواله بالا)

[۲] قال شيخ الاسلام ابن حجرفى شرح البخارى كلام القاضى عياض احسن ماقيل فى الحديث وارجح لتائيده بقوله فى بعض طرق الحد الخ. (تاريخ الخلفاء ص ۱۱/تا۱۲/ فصل فى بيان ان الائمه من قريش الخ مطبوعه مجتبائى دهلى)

[۳] قالت الاثناعشرية من الروافض انهم هم المعصومون المنصوصون من الله سبحانه وتعالىٰ (بذل المجهود ص ۱۰۱/ ج۵/ كتاب الملاحم مكتبه يحيويه مظاهرعلوم سهارنپور)

کہیں اب تک نہیں ملی۔

الجواب حامداً ومصلیاً

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تُعْرَضُ الْاَعْمَالُ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ وَالْخَمِیْسِ فَاُحِبُّ اَنْ یُّعْرَضَ عَمَلِیْ وَاَنَا صَائِمٌ[۱] رواہ الترمذی اھ مشکوٰۃ شریف[۲] کتاب الصوم باب صیام التطوع. لیکن اس میں عرض اعمال کے ساتھ علی النبی ﷺ کی تصریح نہیں بلکہ سکوت ہے۔

احقر کا خیال ہے کہ یہ عرض علی اللہ تعالیٰ ہے جیسا کہ فَاُحِبُّ اَنْ یُّعْرَضَ عَمَلِیْ وَاَنَا صَائِمٌ سے معلوم ہوتا ہے اسی باب کی فصل ثالث میں یہ بھی ہے یَغْفِرُ اللّٰهُ فِیْهِمَا لِکُلِّ مُسْلِمٍ اِلَّا ذَاهَا جِرَیْنَ یَقُوْلُ دَعْهُمَا حَتّٰی یَصْطَلِحَا[۳] رواہ احمد ابن ماجہ اھ اس سے بھی اسی خیال کی تائید ہوتی ہے ''العرف الشذی''[۴] میں علی اللہ کی تصریح بھی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ مدرسہ جامع العلوم کانپور

ہفتہ میں دو روز نامۂ اعمال کی پیشی

سوال:- یہ جو مشہور ہے کہ ہر جمعہ اور ہر دوشنبہ کی صبح کو حضور سرور کائنات ﷺ کے

---

[۱] **ترجمہ:** حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت رسول پاک ﷺ کا ارشاد پاک نقل فرماتے ہیں پیر اور جمعرات میں اعمال پیش کئے جاتے ہیں پس میں چاہتا ہوں کہ میرا عمل روزہ کی حالت میں پیش کیا جائے۔

[۲] مشکوٰۃ شریف ص ۱۸۰ / کتاب الصوم باب صیام التطوع، طبع یاسر ندیم دیوبند، ترمذی ص ۱۵۷ / ج ۱ / باب ماجاء فی صوم یوم الاثنین والخمیس، مطبوعہ دیوبند.

[۳] **ترجمہ:** ان دونوں دنوں میں اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کی مغفرت فرما دیتے ہیں مگر دو باہمی اختلاف والے (کہ ان کے بارے میں) حکم ہوتا ہے انکو چھوڑ دو یہاں تک کہ صلح کرلیں۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۱۸۰ / ابن ماجہ ص ۱۲۴ / ج ۱ / باب صیام یوم الاثنین والخمیس)

[۴] واما وجہ الصوم یوم الاثنین ففی روایة عن ابن عباس بسند قوی (الی قولہ) لان یوم الاثنین والخمیس ترفع الاعمال الی اللّٰہ تعالیٰ (العرف الشذی ص ۲۹۶ / کتاب الصوم، باب ماجاء فی صوم یوم الاثنین والخمیس)

سامنے تمام امت کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں اس کی کیا اصلیت ہے اور یہ کہاں تک صحیح ہے؟ خواجہ عامر حسن عفی عنہٗ

الجواب حامداً ومصلیاً

پیر اور جمعرات کو تمام امت کے اعمال اللہ تبارک وتعالیٰ کے دربار میں پیش کئے جاتے ہیں اور جمعہ کو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور آباء وامہات پر پیش کئے جاتے ہیں۔ حکیم ترمذی نے نوادر[1] میں اس کو روایت کیا ہے۔ ہٰکذا فی شرح الصدور[2] للسیوطیؒ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۰؍صفر ۶۸ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۰؍صفر ۶۸ھ

کیا انبیاء علیہم السلام کو نبوت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے ملی

سوال:- انبیاء علیہم السلام کی نبوت بالذات ہے یا بالعرض اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کو نبوت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے عطا فرمائی ہے یا بغیر واسطے کے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

حدیث[3] اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰهُ يُعْطِىْ[4] نیز دیگر نصوص سے بعض عرفاء نے استدلال

---

[1] وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ تُعْرَضُ الْاَعْمَالُ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَيَوْمَ الْخَمِيْسِ عَلَى اللّٰهِ تَعَالٰى وَتُعْرَضُ عَلَى الْاَنْبِيَاءِ وَعَلَى الْاٰبَاءِ وَالْاُمَّهَاتِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَيَفْرَحُوْنَ بِحَسَنَاتِهِمْ وَيَزْدَادُوْنَ وَجُوْهَهُمْ بَيْضًا وَنُزْهَةً فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَاتُؤْذُوْا مَوْتَاكُمْ (نوادر الاصول ص ۲۱۳/)مطبوعه دار السعاده قسطنطيه.

ترجمہ: پیر اور جمعرات کو اعمال اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں اور جمعہ کو انبیاء علیہم السلام اور آباء وامہات پر پیش کئے جاتے ہیں وہ ان کی نیکیوں سے خوش ہوتے ہیں اور ان کے چہروں کا نور بڑھ جاتا ہے پس اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور (اپنی بداعمالیوں سے) اپنے مردوں کو ایذا مت پہنچاؤ۔

[2] شرح الصدور مصرى ۱۷۸/باب عرض اعمال الاحياء على الموتى ،ومطبوعه دار المعرفة ص ۲۵۸/.

[3] بخارى شريف ص ۴۳۹/ ج ۱/ كتاب الجهاد،باب فان لله خمسه (باقی حواشی اگلے صفحہ ملاحظہ فرمائیں)

کرتے ہوئے اس بات کی تصریح کی ہے کہ جملہ معارف ونعماء الٰہیہ نبوت وغیرہ حضرت نبی اکرم ﷺ کو اللہ پاک نے ابتداءً عطا فرمائی ہیں۔ پھر آپ کے ذریعہ حسب ہدایت دوسروں کو تقسیم کی گئی ہیں۔ اصل مہبط ومخزن ذات اقدس ﷺ ہے[۱]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

حضور ﷺ کے والدین کے متعلق

سوال:- حضور ﷺ کے والدین کے ایماندار ہونے کی روایت کتب سیر میں یا احادیث میں آئی ہے یا نہیں اگر آئی ہے تو کیسی ہے اور انکے ایماندار ہونے پر اعتقاد و یقین رکھنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

حضور ﷺ کے والدین کے ایماندار ہونے میں اکابر کے مختلف اقوال ہیں۔ بعض فرماتے ہیں کہ **ماتا علی الکفر**[۲]۔

(پچھلے صفحہ کا باقی حواشی) وللرسول طبع اشرفی دیوبند، مسلم شریف ص۳۳۳/ ج ۱/ کتاب الزکاۃ باب النهی عن المسئلة، مكتبه بلال ديوبند.

[۴] **ترجمہ:** میں تو بس تقسیم کرنے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ عطا فرماتے ہیں۔

---

[۱] قال الشيخ محی الدين فی الفتوحات ان مستمد جميع الانبياء والمرسلين من روح محمد صلی الله عليه وسلم اذهو قطب الاقطاب الخ (اليواقيت و الجواهر ص ۲۰ ج ۲) ان المعطی حقيقة هو الله تعالیٰ ولست انامعطيا وانما انا خازن علی ماعندی ثم اقسم ماامرت بقسمته علی حسب ماامرت به (مسلم مع شرحه للنووی ص۳۳۳/ ج ۱/ مكتبه بلال ديوبند مدارج النبوة ص ۱۱۵/ ج ۱/) پنجم ذکر فضائل آنحضرتؐ وصل در خصائل آنحضرتؐ مکتبہ نوریہ رضویہ پاکستان۔

[۲] ثم الجمهور علی ان والديه صلی الله عليه وسلم ماتا كافرين الخ بذل المجهود ص ۲۱۴/ ج۵/ كتاب الجنائز، باب فی زيارة القبور، مرقات ص ۲۵۱/ ج ۱/ كتاب الجنائز، مطبوعه كراچی.

ایک روایت میں ہے۔اِسْتَاْذَنْتُ رَبِّی اَنْ اَسْتَغْفِرَ لِاُمِّی فَلَمْ یَأْذَنْ لِیْ[۱] مسلم کی ایک اور روایت میں ہے۔اِنَّ رَجُلًا قَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیْنَ اَبِیْ قَالَ فِی النَّارِ فَلَمَّا قَفَا دَعَاہُ فَقَالَ اِنَّ اَبِیْ وَاَبَاکَ فِی النَّارِ مسلم شامی[۲]۔

آیت وَلَاتُسْئَلُ عَنْ اَصْحَابِ الْجَحِیْمِ[۳] بصیغہ نہی حضورؐ کے سوال لیت شعری مافعل ابوای کے جواب میں نازل ہوئی۔تفسیر مظہری[۴] ص ۷۶ / میں لکھا ہے کہ یہ قوی نہیں۔ بعض روایت[۵] سے معلوم ہوتا ہے کہ حضورؐ کے والدین کو زندہ کیا گیا اور وہ آپ پر ایمان لائے بیہقی دلائل النبوۃ میں حضرت انسؓ سے اور ابن نعیم نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت بیان کی ہے وقال رسول اللہ ﷺ مَاافْتَرَقَ النَّاسُ فِرْقَتَیْنِ اِلَّاجَعَلَنِیَ اللّٰہُ فِیْ خَیْرِھِمَا

---

[۱] مسلم شریف ص ۳۱۴/ج ۱/کتاب الجنائز،فصل فی جواززیارۃ قبور المشرکین والاستغفارلھم،مکتبہ بلال دیوبند.

ترجمہ: میں نے اپنے رب سے اجازت طلب کی کہ اپنی والدہ کے لئے استغفار کروں مجھکو اجازت نہیں ملی۔

[۲] مسلم ص ۱۱۴/ج ۱/ کتاب الایمان بیان أن من مات علی الکفر فھو فی النارمکتبہ بلال دیوبند،الشامی نعمانیہ ص ۳۸۵/ج ۲/ باب نکاح الکافر، مطلب فی الکلام علی ابوی النبی ﷺ.

ترجمہ: ایک آدمی نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے والد کہاں ہیں؟ آپؐ نے فرمایا دوزخ میں۔جب وہ لوٹنے لگا تو اس کو بلایا اور فرمایا کہ میرے والد اور تیرے والد دونوں دوزخ میں ہیں۔

[۳] سورۂ بقرہ آیت ۱۱۹/۔**ترجمہ:** آپ سے دوزخ میں جانے والوں کی بازپرس نہ ہوگی۔(بیان القرآن)

[۴] وماذکر البغوی انہ قال عطاء عن ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ذات یوم لیت شعری مافعل ابوای فنزلت ھذہ الایۃ(الی قولہ) فلیس بمرضی عندی ولیس بقوی (تفسیر مظھری ص ۱۲۰/ج ۱/)طبع ندرۃ المصنفین دھلی سورۂ بقرہ آیت ۱۱۹/.

[۵] عن عروۃ عن عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا اخبرت ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سأل ربہ ان یحیی ابویہ فاحیاھما لہ وآمنا ثم اماتھما واللہ قادرعلی کل شی الخ.(السیرۃ النبویۃ مع الروض الانف ص ۱۹۴/ج ۱/زیارۃ الرسولؐ لقبر امہ طبع دار الفکر بیروت)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ وہ آپ کے والدین کو زندہ کردے،پس اللہ تعالیٰ نے زندہ کردیا،وہ آپ پر ایمان لائے پھر اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو موت دے دی اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

فَاُخْرِجْتُ مِنْ بَیْنِ اَبَوَیَّ وَلَمْ یُصِبْنِیْ شَیْءٌ مِنْ عَھْدِ الْجَاھِلِیَّةِ خَرَجْتُ مِنْ نِکَاحٍ لَمْ اَخْرُجْ مِنْ سِفَاحٍ مِنْ لَدُنْ آدَمَ حَتّٰی اِنْتَھَیْتُ اِلٰی اَبِیْ وَاُمِّیْ فَاَنَا خَیْرُکُمْ نَفْساً وَخَیْرُکُمْ اَباً[1] تفسیر مظہری ص ۶۷ / ج ۱[2] جلال الدین سیوطیؒ، ملا علی قاری، قاضی عیاض، قاضی ثناء اللہ وغیرہم نے مستقل تصانیف اس بارے میں کی ہیں اور روایات جمع کی ہیں۔

حق مذہب یہ ہے کہ اس مسئلہ میں نیز اس قسم کے دوسرے مسائل میں کنج وکاو کرنا مفید نہیں بلکہ کسی حد تک مضر ہے لہذا توقف وسکوت بہتر ہے۔ البتہ عمل سے شب وروز پیش آنے والے مسائل صوم وصلوٰۃ وغیرہ کی تحقیق مفید بلکہ ضروری ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۸/۱/ ۵۸ھ

ہذا صحیح: عبد اللطیف۔ بندہ عبد الرحمٰن عفی عنہ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۸/۱/ ۸۲ھ

طویل العمر جن صحابی کا ظہور

سوال: - ذیل میں درج کردہ بعنوان ''حدیث ظہور صحابی'' (جو فوٹو اسٹیٹ کاپی ہے کو بنیاد بنا کر مولوی محمد حنیف اسلم قاسمی کے شمارے میں اس کی پرزور اشاعت کی اس شمارے کا نام ''روحانی عالم'' مظفر نگر تھا وہ جو ماہ جنوری وفروری ۱۹۷۸ء میں شائع ہوا تھا جس سے عوام میں انتشار ہوا اور مستفتی نے مولانا محمد یونس صاحب شیخ الحدیث اور حضرت مولانا مظفر حسین

---

[1] **ترجمہ**: جب بھی لوگ دو جماعتوں میں تقسیم ہوئے اللہ تعالیٰ نے ان میں کی بہتر جماعت میں سے مجھے بنایا۔ پس مجھ کو نکالا گیا میرے والدین کے درمیان سے اس طرح کہ مجھ کو جاہلیت کے زنا کا اثر نہیں پہنچا، میں نکاح سے نکلا ہوں، زنا سے نہیں نکلا۔ حضرت آدمؑ سے لے کر یہاں تک کہ میں اپنے والدین تک، پس میں ذات اور نسب کے اعتبار سے تم میں سب سے بہتر ہوں۔

[2] (تفسیر مظہری ص ۱۲۰ / ج ۱ /) تفسیر الایة ولا تسئل عن اصحاب الجحیم سورۂ بقرہ آیت ۱۱۹ / طبع ندوة المصنفین دھلی، دلائل النبوة ص ۱۷۴ / باب ذکر شرف اصل رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم طبع بیروت.

صاحب مفتی مظاہرعلوم سہارنپور سے مراجعت کی اوران دونوں حضرات کے جوابات کے ساتھ دارالافتاءدارالعلوم دیوبند سے رجوع کیا۔

حدیث ظہورصحابی۔ **بسم الله الرحمن الرحيم عن امير المؤمنين خليفة المسلمين سلطان الاجنةسيدنا حضرت عمر بن خيام رضى الله عنه سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم قال النبى صلى الله عليه وسلم اصحابى كلهم كنجوم السماء المشرقة و واحد منهم يعيش طويلاً ويحمل خليفة فى الناس فى اواخراربع مائة سنة والف من الهجرة النبوية فهويظهربسنتى وتفترق امتى على ثلث وسبعين فرقة كلهم فى النار الا واحدة . فقالوا ومن ذاك يارسول الله قال هومن سن بسنتى وسنة خليفتى اصحابى كالنجوم فبايهم اقتديتم اهتديتم. اجزت الحكيم احسان الهٰى ان يروى هذاالحديث عنى. دستخط عمربن خيام** ۱۳۹۸ھ۔

بیان سلطان الاجنہ

میں مکہ کا رہنے والا ہوں مکان میرا میدان عرفات میں تھا اورآج بھی ہے میرے والدعمر بن احسان نے مجھے بتایا کہ میں ۵۰۰ء میں پیدا ہوا میرے والداپنی قوم کے سردار تھے اور بہت بڑے جادوگران کے پاس رہتے تھے خودبھی جادو کے ماہر تھے میرے والد کی عمر چھ سوسال ہوئی تھی ۷ھ میں ۹ رذیقعدہ کومیرے والد کا انتقال ہوا میں پندرہ دن کے بعد ۲۴ر ذیعقدہ ۷ھ کوصبح صادق کے وقت حضورﷺ کی خدمت میں پہونچا آپ فجر کی نماز پڑھ رہے تھے کچھ دیر میں نے انتظار کیا اس کے بعد حضورﷺ کے پاس پہنچا اوراسلام میں داخل ہوااور حضورﷺ کے ساتھ ہی رہنا شروع کیا جب ہجرت کی گئی میں اور کچھ صحابی حضورﷺ کے ساتھ مدینہ پہنچے میں ہر وقت حضورﷺ کی خدمت میں رہتا تھا ۷ھ نبوی سے ۱۰ھ تک جس

قدر جنگ ہوئیں میں سبھی میں حضور ﷺ کے ہمراہ رہا اور مدینہ میں رات کو حضرت بلالؓ کے ساتھ سوتا تھا اور اس کے بعد ۱۰ھ میں مجھے حکم ہوا کہ تم تبلیغ اسلام کے لئے اپنی قوم میں جاؤ میں نے یہاں آ کر بہت کوشش کی اور تین ماہ کے اندر پھر میرے لئے حکم ہوا کہ ہندوستان میں جاؤ میں نے یہاں آ کر بہت کوشش کی اور تین ماہ کے اندر نوسو ۹۰۰ ر جنات کو اسلام میں داخل کیا اس کے بعد میں حضور ﷺ سے ملنے کے لئے میں مدینہ پہنچا اور نوسو جنات کی تعداد میرے ساتھ گئی حضورؐ سے ملنے کے بعد ہم سب ہی ہندوستان واپس آ گئے حضورؐ مجھ سے بہت خوش ہوئے اور ہم سب کے لئے دعاء کی جب سے ہندوستان ہی میں رہتا ہوں جب یہاں آیا تھا یہاں کا بادشاہ عدال مسیح ابن عرفان تھا میں نے تبلیغ کا کام جاری رکھا اور ہم نے بڑی تعداد میں جنات کو مسلمان بنالیا بہت کوشش کرنے پر میں نے ۷۹۳ھ میں عدال مسیح بن عرفان کو (مسلمان) اسلام میں داخل کیا اور اس کا نام محمد قاسم رکھا اور لقب اس کا مولائی بن عرفان رہا اور میں قاضی شریعت بنادیا گیا۔

ایک مرتبہ مولوی اہل اللہ مجرم بن کر ہمارے سامنے پیش کئے گئے میں نے حضور ﷺ کی ایک حدیث بیان کردی، مولوی شاہ اہل اللہ نے مجھ سے کلام کیا کہ کیا تم صحابی رسول ہو میں نے کہا کہ ہاں میں حضورؐ کی خدمت میں رہا کرتا تھا ان کو پھر واپس پہونچادیا گیا ۱۲۴۱ھ میں شاہ محمد قاسم بن عرفان ہم سے رخصت ہو کر عالم بقاء کو پہنچ گئے قوم جنات نے مل کر مجھے تخت شاہی پر بیٹھادیا اور اپنا بادشاہ مان لیا اس کے بعد بابا فرید شکر گنج سے میں لاہور میں ملا پھر دوسری مرتبہ دہلی میں ملا۔ مولوی محمد یوسف صاحب سے ۴۰ مرتبہ خود ہی میں نے مل کر گفتگو کی اور تب تبلیغ کا کام ترقی پر پہونچا ایک مرتبہ خود ہی میں مولانا زکریا صاحب سے ملنے کے لئے بشکل انسان بن کر گیا مگر ان سے گفتگو نہ کر سکا اس کے بعد ۱۳۸۹ھ میں حکیم احسان الٰہی میرے پاس آ پہنچے اور بالمشافہ مجھ سے گفتگو کی تب سے۔

آج تک ہر ماہ چار پانچ مرتبہ میں خود حکیم احسان الٰہی کو اپنے پاس بلاتا ہوں اور

۹۷ھ میں میں نے حکیم احسان الٰہی کو اپنا خلیفہ مقرر کر دیا ہے انسانوں کی بیعت کے لئے ابھی تک کوئی دنیا کا انسان اس طرح سے میرے پاس نہیں آیا۔ اب امت محمدیہؐ پر ظاہر ہونے کے لئے اجازت دیدی ہے اور ساتھ ہی مولوی محمد حنیف کو بھی لگا دیا ہے تا کہ دونوں مل کر دین کی خدمت کر سکیں میں دعاء کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان دونوں کو دین کی خدمت کے لئے قبول فرمانے کی توفیق عطا فرمائے۔

عمر ابن خیام

ذیل کی معروضات کا جواب مرحمت فرمائیں۔ کیا یہ مضمون صحیح اور صادق ہو سکتا ہے اس کی صداقت اور اہل مضمون کی صداقت میں کوئی شبہ تو نہیں ہے یعنی یہ صاحب جو قوم جن میں سے ہیں اور اب تک حیات ہیں اور صحابی ہونے کے دعویدار ہیں سب کچھ صادق ہو سکتا ہے یا کہ حکیم احسان الٰہی اور مولوی حنیف کی جعل سازی اور دوکانداری کا چکر ہے کیونکہ یہ لوگ عملیات اور تعویذ گنڈے کرتے ہیں اور معلوم ہوا کہ حکیم احسان الٰہی کے قبضہ میں کوئی جن مؤکل ہیں اس کے ذریعہ سے یہ سب کچھ کرتے ہیں یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ مضمون صحابی جن کی طرف سے اپنے ماہنامہ رسالہ میں اشاعت کے لئے دیا گیا ہے۔

نیز معلوم ہوا کہ کسی تبلیغی آدمی نے ہمارے حضرت شیخ سے ان صحابی جن سے ملاقات کے متعلق دریافت کیا تھا تو آپ نے اجازت دی تھی لیکن ان صحابی نے ملاقات سے منع کر دیا ہے یہاں بھی کچھ لوگ حکیم احسان الٰہی سے متعلق ہیں ان کے ذریعہ سے ان صحابی سے کچھ دینی و دنیوی امور کے متعلق معلومات کرتے رہتے ہیں ان کے تحریری جواب آتے ہیں بعض تحریرات پر ان کے نام پر امیر المؤمنین کا لفظ بھی تھا اس پر میں نے اعتراض کیا۔ کہ امیر الجنات کہنا چاہئے اس کے بعد سے امیر المؤمنین کا لفظ ختم کر دیا ہے۔ اب بات دریافت کرنی ہے کہ اگر ان سے بشکل انسانی کوئی آدمی ملاقات کرلے تو وہ تابعین میں داخل ہوگا یا نہیں اور ان سے دینی فیض بذریعہ بیعت وغیرہ ہو سکتا ہے یا نہیں اور خیر القرون میں باہم جنات و انسان میں اس طرح بیعت اور رشد و ہدایت اور فیض رسانی کا سلسلہ قائم ہوا ہے

یا نہیں اوراب ہوسکتا ہے یا نہیں شافی وکافی رائے عالی کے ذریعہ تسلی فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) اس میں شک نہیں کہ بعض جنات نے حضرت نبی کریم ﷺ کے قرآن کریم پڑھنے کوسنا اور ایمان لائے جیسا کہ سورۂ جن میں مذکور ہے[۱]۔

(۲) یہ بھی صحیح ہے کہ عموماً جنات کی عمر طویل ہوتی ہے جیسا کہ آکام المرجان فی احکام الجان میں ہے[۲]۔

(۳) یہ بھی ثابت ہے کہ حضرت نبی کریم ﷺ متعدد مرتبہ تبلیغ احکام کے لئے جنات میں تشریف لے گئے جیسا کہ بذل المجہود[۳] میں مذکور ہے۔

(۴) یہ بھی ثابت ہے کہ غزوۂ تبوک کے موقع پر واپسی میں ایک جگہ سانپ کی شکل میں ایک جن خدمت اقدس میں حاضر ہوا جوحق ضیافت ادا کرنا چاہتا تھا جیسا کہ کتاب المغازی[۴] میں ہے ان مثبت امور کے ساتھ کچھ منفی امور بھی قابل لحاظ ہیں۔

(۱) اللہ تعالیٰ نے کسی جن کو نبی یا نذیر بنا کر انسانوں کی ہدایت کے لئے نہیں بھیجا[۵]

۱؎ قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا یَهْدِیْ اِلَی الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ (پارہ ۲۹/سورہ جن آیت ا/) **ترجمہ:** آپ کہئے کہ میرے پاس اس بات کی وحی آئی ہے کہ جنات میں سے ایک جماعت نے قرآن سنا پھر انھوں نے کہا کہ ہم نے ایک عجیب قرآن سنا ہے جوراہ راست بتلاتا ہے سو ہم تواس پر ایمان لے آئے (بیان القرآن ص۴۶/ج۳/)

۲؎ ملاحظہ ہو اکام المرجان فی احکام الجان الباب الثالث والثلاثون ص ۱۵۲/.

۳؎ ان ذهاب رسول الله ﷺ الی الجن وقع ست مرات الخ(بذل المجهود ص ۵۵/ج ۱/باب الوضوء بالبنيذ مكتبه رشيديه)

۴؎ قالوا وعارض الناس فی مسيرهم حية ذكرمن عظمها وخلقها وانصاع الناس عنها فاقبلت حتی واقفت رسول الله صلی الله عليه وسلم وهوعلی راحلته طويلا والناس ينظر ون اليها ثم الثوب حتی اعتزلت الطريق فنامت قائمة الخ(كتاب المغازی للواقدی ص ۱۸۵/ج۳/)آكام المرجان فی احكام الجان ص ۳۰/الباب الحاوی عشر،مطبوعه كراچی.

۵؎ جمهور العلماء سلفاوخلفا علی انه لم يكن من الجن قط رسول ولم تكن الرسل الامن الانس الخ (اکام المرجان ص۱۶،۳۴/)

(۲) حضرت نبی کریم ﷺ نے کسی جن کو عہدۂ امامت سپرد نہیں کیا جیسا کہ سفر میں تشریف لیجاتے وقت اپنی جگہ کسی کو امام مقرر کر کے جانے کا معمول تھا[۱]

(۳) کسی جہاد میں کسی جن کو امیر بنا کر نہیں بھیجا جیسا کہ صحابہؓ میں سے کسی کو امیر بنا کر بھیجنے کا معمول تھا[۲]

(۴) کسی جن کو کسی بستی میں حاکم اور قاضی بنا کر نہیں بھیجا جیسا کہ صحابہ کرامؓ کو بھیجا ہے[۳]

(۵) کسی جن کو قاضی بنا کر بھی کوئی تبلیغی دعوت نامہ دیکر نہیں بھیجا جیسا کہ صحابہ کرامؓ کو بھیجا ہے[۴]

غرض جنات کی کوئی ولایت امامت حکومت انسانوں پر ثابت نہیں فرمائی بلکہ اشرف المخلوقات ہونے کی وجہ سے جنات کی قیادت سے آزاد رکھا ہے یہاں تک کہ انسان عورت کا نکاح قوم جن کے مرد سے جائز نہیں قرار دیا گیا۔ جیسا کہ کتب فقہ شامی[۵] وغیرہ میں مذکور ہے

---

[۱] ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم خرج الی تبوک فاستخلف علیاً الحدیث بخاری شریف ص۶۳۳/ ج۲/باب غزوة تبوک مطبوعه اشرفی دیوبند.

[۲] بعثنا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم ثلاث مأة راکبٍ امیرنا عبیدة بن الجراحؓ الحدیث بخاری شریف ص۶۲۵/ج۲/باب غزوة سیف البحر،مطبوعه اشرفی دیوبند.

[۳] عن معاذ بن جبلؓ ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم لمابعثه الی الیمن فقال کیف تقضی اذا عرض لک قضاء الحدیث مشکوة شریف ص۳۲۴/کتاب الامارة باب العمل فی القضاء الخ فصل ثانی بخاری شریف ص۶۲۲/ج۲/کتاب المغازی باب بعث ابی موسیٰ ومعاذ الی الیمن مطبوعه اشرفی دیوبند.

[۴] ان عبداللّٰہ بن عباسؓ اخبره ان اباسفیانؓ بن حرب ان هرقل ارسل الیه فی رکب من قریش الحدیث بخاری شریف ص۴/ج۱/باب کیف کان بدء الوحی الخ مکتبه اشرفی دیوبند.

[۵] قلت وبقی من المحرمات الخنثی المشکل لجواز ذکورته والجنیة وانسان الماء لاختلاف الجنس (الشامی نعمانیه ص۲۷۷/ج۲/ فصل فی المحرمات)الاشباه والنظائر ص۱۸۲/ ج۱/الفن الثالث،احکام الجان، مطبوعه کراچی .

شوہر کو بیوی پر ولایت ہوتی ہے۔ اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَی النِّسَاءِ[1] واقعہ مسئولہ میں جس روایت کوظہور صحابی کے نام سے درج کیا گیا ہے اس کے سیاق سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ چودھویں صدی کے اخیر میں طویل العمر جن صحابی کا ظہور ہوگا اور امت کے ۷۳ر فرقے ہوں گے ایک فرقہ جو اس طویل العمر کی اطاعت کریگا صرف وہی نجات پائے گا باقی ۷۲ر فرقے جو اس کی اطاعت نہیں کریں گے۔

اگر چہ وہ قرآن کریم اور سند سے صحیح ثابت شدہ احادیث پر عمل کریں گے وہ سب جہنم میں جائیں گے، حالانکہ ۷۳ر فرقوں کی تفصیل اکابر اسلاف کی کتابوں میں صدیوں پہلے سے مذکور ہے۔ جیسا کہ سید عبدالقادر جیلانی[2] قدس سرہ اور علامہ ابن قیمؒ نے اپنی کتابوں میں تفصیلاً تحریر فرمایا ہے۔ مولانا محمد یونس صاحب دامت فیوضہم شیخ الحدیث مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور نے خوب وضاحت سے کلام کیا ہے مزید برآں غور طلب یہ بات بھی ہے کہ حضرت امام مالکؒ نے خلیفۂ وقت کی درخواست پر اپنی کتاب مؤطا تصنیف فرمائی جس پر خلیفہ نے چاہا کہ اس کتاب کو بیت اللہ میں آویزاں کیا جائے اور اعلان کردیا جائے کہ تمام لوگ اس کے موافق عمل کریں تو حضرت امام مالکؒ نے اس پر شدید انکار کیا اور فرمایا کہ صحابۂ کرام مختلف اطراف میں احادیث کو لے کر گئے ہیں جو حدیث جس کے پاس مستند ذرائع سے پہنچی ہے وہ تو اس پر ہی عمل کرے گا[3] سب کو مؤطا پر عمل کرنے کے لئے مجبور کرنے کا حق نہیں ہے اس کے برخلاف

[1] سورۂ نساء آیت ۳۴ر۔ ترجمہ: مرد حاکم ہیں عورتوں پر۔ (بیان القرآن)

[2] فصل فاصل ثلث وسبعين فرقة عشرة اهل السنة والخوارج والشيعة والمعتزلة والمرجئة والمشبهة والجهمية والضرارية والنجارية والكلابية. تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو شیخ عبدالقادر جیلانی کی کتاب غنية الطالبين ص ۱۹۲ر تا ۲۱۸ر، ۵۹ر ج ۱ر معرفة الصانع فصل فاصل ثلاث الخ مطبوعه دارالكتب العربيه مصر، ابن الجوزی کی کتاب تلبیس ابلیس الباب الثانی ص ۱۸ر تا ۲۳ر تلبیس مترجم ص ۴۸ر اصل کی بارہ شاخوں کا بیان دارالکتاب دیوبند، الاعتصام ص ۶۱ر تا ۷۷ر

[3] روى ابونعيم فى الحلية عن مالك بن انس انه قال شاورنى هارون الرشيد فى ان يعلق الموطأفى الكعبة ويحمل الناس على مافيه فقلت لا تفعل فان (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

واقعہ مسئولہ میں صرف ایک شخص کے اتباع پر نجات کو منحصر کر دیا گیا ہے اور وہ بھی ایسا کہ سب کی نظروں سے غائب اس کو صرف ایک شخص اس کا خلیفہ دیکھتا ہے بات کرتا ہے تو یہ درحقیقت اس طویل العمر جن کی اتباع کی دعوت نہیں بلکہ اس خلیفہ کے لئے مسلمانوں کی گردن کو جھکانا ہے حالانکہ اس خلیفہ کو شرعاً کسی جن سے کسی حدیث کا روایت کرنا بھی جائز نہیں ہے۔ **ومنها قبول رواية الجنى ذكره صاحب اكام المرجان وذكر السيوطى انه لاشك فى جواز روايتهم عن الانس ماسمعوه سواء علم الانسى بهم اولا واذا اجاز الشيخ من حضر دخل الجن كما فى نظيره من الانس وامارواية الانس عنهم فالظاهر منعها لعدم حصول الثقة بعدالتهم. الاشباه والنظائر**[1]

یعنی جنّات کو تو انسانوں سے حدیث روایت کرنے کا حق ہے مگر انسان کو جنات سے روایت کرنا ممنوع ہے کیونکہ جنات کے عادل ہونے پر اعتماد حاصل ہونے کی کوئی صورت نہیں وہ مختلف صورتیں بھی بنا سکتے ہیں اور اپنے نام بھی مختلف بتا سکتے ہیں مجھے خود بھی واسطہ پڑا ہے، ایک جن نے اپنا نام بتایا حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ ایک جن نے کہا ہم ختم المرسلین ہیں۔ علاوہ ازیں دستخط اور مہر میں ''سلطان الاجنۃ'' لکھا ہے حالانکہ اجنۃ تو جنین کی جمع ہے جن کی جمع نہیں۔ **قال الله تعالىٰ اذاَنْتُمْ اَجِنَّةٌ فِىْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ**.[2] اور جنین اس بچہ کو کہتے ہیں کہ جو ماں کے پیٹ میں ہوا بھی پیدا نہ ہوا ہو[3] اگر کوئی شخص ان طویل العمر جن سے ملاقات کرنا چاہے یا ان سے تعویذ یا حدیث کی سند لینا چاہے تو اس کو نرخنامہ دیکھ کر ہی حیرت

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم اختلفوا فى الفروع وتفرقوا فى البلدان وكل مصيب فقال وفقك الله تعالىٰ ياابا عبدالله الخ. (كشف الظنون ص ۱۹۰۸ / ج ۲ / باب الميم طبع دارالفكر بيروت، مقدمه اوجزالمسالك ص ۱۹ / ج ۱ / الفصل الثانى فى المؤلف وفيه فوائد، مطبوعه امداديه ملتان)

[1] الاشباه والنظائر ص ۱۸۱ / الفن الثالث، احكام الجان، مكتبه اشاعة الاسلام دهلى.

[2] سورۂ نجم آیت ۳۲ / ۔ **ترجمہ**: جب تم اپنی ماؤں کے پیٹ میں بچے تھے۔ (بیان القرآن)

[3] (الجنين) الولد مادام فى البطن وجمعه اجنة (مختارالصحاح ص ۱۱۴ /)

ہوگی کہ صحابہ کرامؓ تو بہت بلند مرتبہ تھے زہد وقناعت کا مجسمہ تھے اتباع کرنے والے بھی اس طرز سے ہمیشہ دور اور متنفر رہے۔بعض اکابر سے کسی حدیث کا کسی جن سے نقل کرنا بعض کتب میں مذکور ہے مگر وہ بطور اعجوبہ اور غریبہ اور نادرہ ہے جیسا کہ حضرت شاہ ولی صاحبؒ نے رسالہ ''النوادر[1]'' میں نقل فرمایا ہے۔اسی وجہ سے حضرت شاہ صاحبؒ نے اس رسالہ کا نام ہی النوادر رکھا ہے اس پر کسی عقیدہ یا عمل کی بنیاد رکھنا مقصود نہیں چہ جائے کہ نجات ہی اس پر منحصر کردی جائے۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

املاہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب لاریب فیہ۔سید احمد علی سعید دارالعلوم دیوبند ۹۹/۴/۴ھ

ہاتھ باندھ کر نماز پڑھنا

سوال:- ہمارے گاؤں میں شیعہ طبقہ کے لوگ بھی رہتے ہیں اور وہ ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھتے ہیں اور ہم لوگ مسلکِ حنفی کے ہیں اور وہ لوگ ہم لوگوں کو شیعہ مذہب کی تلقین کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حدیث اور قرآن میں کہیں نہیں لکھا کہ نیت باندھ کر نماز پڑھو، نہ ہاتھ باندھ کر نماز پڑھنے کا حکم ہے۔لہٰذا قرآن وحدیث کی روشنی میں اس کا جواب مرحمت فرماویں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

قرآن کریم میں صاف صاف حضور اکرم ﷺ کی اتباع واطاعت کا حکم ہے وَمَا اٰتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ الخ[2] اور حضور اکرم ﷺ نے خود بھی حالت قیام میں ہاتھ باندھ کر نماز پڑھی ہے اور دوسروں کو بھی اس کی ہدایت فرمائی ہے۔عَنْ قُبَيْصَةَ بْنِ هُلْبٍ عَنْ اَبِيْهِ

---

[1] ملاحظہ ہو النوادر من أحاديث سيد الاوائل والاواخر صلى الله عليه وسلم ذكر مسند الجن ص ۱۷۹، ۱۸۰/مكتبه يحيوى سهار نپور .

[2] سورۂ حشر آیت ۷/۔ **ترجمہ:** اور رسول تم کو جو کچھ دیدیا کریں وہ لے لیا کرو اور جس چیز سے تم کو روک دیں تم رک جایا کرو (بیان القرآن)

قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَؤُمُّنَافَيَاْخُذُ شِمَالَهُ بِيَمِيْنِهٖ[1] رواه الترمذی[2] وابن ماجه عن سهل بن سعد قَالَ كَانَ النَّاسُ يُؤْمَرُوْنَ اَنْ يَّضَعَ الرَّجُلُ الْيَدَ الْيُمْنٰى عَلٰى ذِرَاعِهِ الْيُسْرىٰ فِى الصَّلٰوةِ[3]. رواه البخاری[4] یہ دونوں حدیثیں مشکوٰۃ شریف ص ۷۵ روص ۷۶ ر پر موجود ہیں[5] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

نماز میں ارسال یدین

سوال: -مسلک مالکی میں کیا ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھتے ہیں یہ کس حدیث پر عمل ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری باب وضع الیمنی علی الیسری فی الصلوۃ[6] میں امام مالکؒ کی تین روایتیں نقل کی ہیں اول جمہور کے موافق ہے یعنی وہی ترجمۃ الباب ہے، ثانی ارسال ہے۔ ثالث فرض اور نفل میں تفصیل ہے یعنی نفل میں وضع اور فرض میں ارسال

---

۱ **ترجمہ:** حضرت رسول پاک ﷺ ہماری امامت فرمایا کرتے تھے اور دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ سے پکڑتے تھے۔

۲ ترمذی شریف ص ۵۹ ر ج ۱ ر ابواب الصلوۃ باب ماجاء فی وضع الیمین علی الشمال فی الصلوۃ، مطبوعہ دیوبند.

۳ **ترجمہ:** لوگوں کو حکم دیا جاتا تھا کہ آدمی دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کی کلائی پر رکھے۔

۴ بخاری شریف ص ۱۰۲ ر ج ۱ ر کتاب الاذان باب وضع الیمنٰی علی الیسریٰ فی الصلوۃ، مطبوعہ اشرفی دیوبند.

۵ مشکوٰۃ شریف ص ۷۶، ۷۵ ر باب صفة الصلوۃ طبع یاسر ندیم دیوبند، شامی کراچی ص ۴۸۶ ر ج ۱ ر کتاب الصلوۃ فصل فی تالیف الصلوۃ الی انتہائها، عالمگیری ص ۷۳ ر ج ۱ ر الفصل الثالث فی سنن الصلوۃ وآدابها، مطبوعہ کوئٹہ.

۶ فتح الباری ص ۲۲۴ ر ج ۲ ر، ۲۶۴ ر ج ۲ ر کتاب الاذان، باب وضع الیمنی علی الیسریٰ، طبع دارالفکر.

ہے جیسا کہ اوجز المسالک شرح مؤطا امام مالکؒ[1] میں مذکور ہے قال ابن عبدالبر لم یأت عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیہ خلاف وھو قول الجمھور من الصحابةؓ والتابعین وھو الذی ذکرہ مالک فی مؤطا ولم یحک ابن المنذر وغیرہ عن مالک غیرہ وروی ابن القاسم عن مالک الارسال وصار الیہ اکثر اصحابہ وعنہ التفرقة بین الفریضة والنافلة ومنھم من کرہ الامسأک ونقل ابن حاجب ان ذلک حیث یمسک معتمداً لقصد الراحة اھ فتح[2]۔

اس عبارت سے حسب تصریح ابن عبدالبر یہ بھی معلوم ہوگیا کہ حضور ﷺ سے ترجمۃ الباب کے خلاف منقول نہیں لیکن سعایہ میں طبرانی کے حوالہ سے ایک روایت نقل کی ہے ۔مِنْ حَدِیْثِ مُعَاذٍؓ اَنَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا کَانَ فِی الصَّلٰوۃِ رَفَعَ یَدَیْہِ قِبَالَ اُذُنَیْہِ فَاِذَا کَبَّرَ اَرْسَلَھَا اھ[3]۔

اور ایک حضرت عبداللہ بن الزبیرؓ کا اثر یعنی عمل نقل کیا ہے[4] پھر ان دونوں کا جواب دے کر لکھا ہے ومن ھٰھنا قال بعض المحققین ان الارسال لا یثبت من طریق لاصحیح ولاضعیف ولمولانا علی القاری المکی رسالة حقق فیھا ثبوت الوضع وزیف الارسال اھ[5] سعایہ ص ۱۵۶ / ج ۲ / ۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۶/۵/۹۵ھ

صحیح: عبداللطیف ۔ الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

---

[1] اوجز المسالک ص ۱۶۷ / ج ۳ / وضع الیدین احداھما علی الاخریٰ، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ مکة المکرمة.

[2] فتح الباری ص ۲۶۴ / ج ۲ / کتاب الاذان، باب وضع الیمنی علی الیسریٰ، طبع دارالفکر بیروت.

[3] **ترجمہ:** رسول اللہ ﷺ جب نماز میں داخل ہوتے دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھاتے تکبیر کہنے کے بعد چھوڑ دیتے۔

[4] عن یزید بن ابراھیم قال سمعت عمرو بن دینار قال کان ابن الزبیر اذا صلی یرسل یدیہ (السعایہ ص ۱۵۵ / ج ۲ /) کراچی

[5] السعایہ ص ۱۵۶ / ج ۲ / باب صفة الصلوة کراچی.

اٹک اٹک کر قرآن شریف پڑھنے والے کا اجر

سوال:-نسائی اور ابن ماجہ کے باب فضائل قرآن شریف میں جو یہ حدیث آئی ہے کہ اٹک اٹک کر پڑھنے والے کو دہرا ثواب اور جو تیز پڑھتا ہے اس کو اکہرا ثواب ملتا ہے یہ عقل کے خلاف اور انصاف کے خلاف ہے یا نہیں؟

محدثین نے اس کا کیا جواب دیا ہے۔ مہربانی فرما کر جواب صاف اردو میں مفصل ومدلل دینا چاہئے۔ فقط بینوا توجروا.

الجواب حامداًومصلیاً

چونکہ اٹک اٹک کر پڑھنے میں مشقت زیادہ ہوتی ہے اس لئے فرمایا ہے کہ ایسے شخص کو دو اجر ملیں گے ایک پڑھنے کا اجر دوسرا مشقت کا اجر۔ جو شخص روانی سے پڑھتا ہے اس کو مشقت نہیں ہوتی تو اس کو صرف پڑھنے کا اجر ملے گا اور اس سے مقصود قرآن شریف کی طرف توجہ اور رغبت دلانی ہے جو شخص ماہر ہے اٹک کر نہیں پڑھتا وہ افضل ہے اگر چہ اس کو مشقت کا اجر نہیں ملتا لیکن اس کا اجر بھی اٹک کر پڑھنے والے سے کچھ کم نہیں بلکہ زیادہ ہی ہوگا اگر چہ اکہرا ملے۔ فلہ اجران ای اجر لقراء ته واجر لتحمل مشقته وهذا تحريض علیٰ تحصيل القراء ة وليس معناه ان الذی يتتعتع فيه اجره اكثر من الماهر بل الماهر افضل واكثر اجراحيث اندرج فی سلک الملا ئكة المقربين والانبياء والمرسلين والصحابة المقربين اھ بذل[1] ص ۳۳۸ / ج ۲ /۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مظاہر علوم سہارنپور ۲۷/۱۲/ ۵۷ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۷/ ذی الحجہ ۵۷ھ

---

[1] بذل المجهود ص ۳۳۸/ ج ۲ / المكتبة الرشيديه بذل المجهود مصرى ص ۲۸۸ / ج ۷ / . كتاب الصلوٰة، باب ثواب قراء ة القرآن.

منکر نکیر سے پیشتر مردہ کے پاس رومان فرشتہ کا آنا

سوال:- ''صبح کا ستارہ'' کا مصنف لکھتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابن سلام منکر نکیر سے پیشتر مردہ کے پاس ایک فرشتہ آتا ہے کہ اس کا منہ سورج کی طرح چمکتا ہے نام اس کا رومان ہے۔ ص ۲۵ / کیا یہ صحیح ہے کہ منکر نکیر سے پہلے رومان نام کا ایک فرشتہ آتا ہے۔ مدلل جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے رومان فرشتہ کا منکر نکیر سے پہلے مقابر میں آنا فتاویٰ حدیثیہ[1] ص ۸ / میں بحوالہ قرطبی وغزالی منقول ہے بہشتی زیور[2] ص ۵۱ / میں صبح کا ستارہ کتاب کے دیکھنے کی ترغیب دی ہے مگر یہ بھی لکھا ہے کہ اس کی روایتیں بہت پکی نہیں ہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۸/۴/۹۲ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۹/۴/۹۲ھ

شرب قائماً اور اکل ماشیاً کی احادیث میں رفع تعارض

سوال:- مندرجہ ذیل احادیث کے تضاد کو رفع فرما کر ممنون فرمائیں (۱) نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یَّشْرَبَ الرَّجُلُ قَائِماً. رواہ مسلم (مشکوٰۃ شریف ص ۳۵ /)

---

[1] ذکر القرطبی والغزالی عَنْ اِبْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّہٗ قَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ مَااَوَّلُ مَایَلْقِیَ الْمَیِّتُ إِذَا دَخَلَ قَبْرَہٗ قَالَ یَااِبْنُ مَسْعُوْدٍ مَاسَأَلَنِیْ عَنْہُ إِلَّا اَنْتَ فَاَوَّلُ مَایَاْتِیْہِ مَلَکٌ اِسْمُہٗ رُوْمَانُ یَجُوْسُ خِلَالَ الْقَبْرِ الخ (فتاویٰ حدیثیہ ص ۱۱ / مطلب السوال بالعربیۃ لکل احد دارالفکر بیروت)

[2] بہشتی زیور مکمل ومدلل ص ۵۲ / ج ۱۰ /۔ بیان بعضے کتابوں کے نام جن کے دیکھنے سے نفع ہوتا ہے۔ مکتبہ تھانوی دیوبند۔

(۲) لَایَشْرِبَنَّ اَحَدٌ مِّنْکُمْ قَائِماً فَمَنْ شَرِبَ مِنْکُمْ فَلْیَسْتَقِئْ.

(۳) عَنْ اِبْنِ عُمَرؓ قَالَ کُنَّانَاکُلُ عَلیٰ عَهْدِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَمْشِیْ وَنَشْرَبُ وَنَحْنُ قِیَامٌ رواه الترمذی وابن ماجه وابوداؤد وقال الترمذی هذا حدیث حسن صحیح غریب.

(۴) عن عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده رضی الله تعالیٰ عنه قال رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَشْرَبُ قائماً وقاعداً رواه الترمذی ص۱۷۳ر۔

مذکورہ احادیث میں کھڑے ہوکر پینے کی دو حدیث سامنے ہیں۔ زید کہتا ہے کہ چونکہ آنحضرت ﷺ نے کھڑے ہوکر کھانے پینے کو منع کیا ہے اس لئے کھڑے ہوکر نہیں کھانا چاہئے۔ چنانچہ زید نے ایک مرتبہ عمر کو کھڑے ہوکر پانی پینے کی حالت میں دیکھا تو منع کیا اور کہا ایسا کرنے والا گنہگار ہے۔ زید کا یہ بھی کہنا ہے کہ بے شک کھڑے ہوکر پانی پینے کی احادیث موجود ہیں۔ لیکن جب حضور ﷺ نے منع فرمایا تو امت کو کھڑے ہوکر پینے کا حق نہیں۔ عمر کا کہنا ہے کہ جب کھڑے ہوکر پانی پینے کے بارے میں احادیث موجود ہیں تو پینا درست ہے۔ براہِ کرم اس تضاد کو رفع فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

دونوں قسم کی احادیث کے تعارض کو رفع کرنے کے لئے شراح حدیث نے متعدد طرق اختیار کئے ہیں۔ ایک یہ کہ نہی تحریم کے لئے نہیں بلکہ اس سے مقصد ادب ہے۔ دوم یہ کہ اس میں نسخ ہے پھر بعض نے نہی کو ناسخ مانا ہے بعض نے اس کا عکس مانا ہے، سوم یہ کہ محرم اور مبیح میں تعارض ہو تو ترجیح محرم کو ہوتی ہے۔ چہارم یہ کہ حدیث قولی اور فعلی میں تعارض ہو تو ترجیح قولی کو ہوتی ہے پنجم یہ کہ ماءِ زمزم اور فضل وضو دونوں مستثنیٰ ہیں۔

اگر مختصر لفظوں میں اس طرح تعبیر کر دیا جائے کہ اصل اباحت ہے اور نہی تعبدی نہیں

بلکہ طبی ہے۔ زمزم شفاء ہے اس میں مضرت نہیں ہے فصلِ وضو قلیل ہے اس پر مضرت مرتب نہیں ہوگی جس کو عادت ہو شرب قائماً کی اس کو مضر نہیں، تو میرے خیال میں قصرِ مسافت کے ساتھ منزل طے ہو جائے گی۔

(فصل) وکان من هديه الشرب قاعداً هذا كان هديه المعتادو صح عنه انهٗ نهى عن الشرب قائماً وصح عنه انهٗ امر الذى شرب قائماً ان يستقئ وصح عنه انه شرب قائماً قالت طائفة هذا ناسخ للنهى وقالت طائفة بل مبين ان النهى ليس للتحريم بل للارشاد وترک الاولىٰ وقالت طائفة لاتعارض بينهما اصلاً فانهٗ انماشرب قائماً للحاجة فانه جاء الىٰ زمزم وهم يسقون منها فاستقى فناولوه الدلو فشرب وهو قائم وهذا كان موضع حاجة وللشرب قائماً آفات عديدة منها انهٗ لايحصل به الرى التام ولايستقر فى المعدة حتّٰى يقسمه الكبدعلى الاعضاء وينزل بسرعة وحدة الى المعدة فيخشىٰ منه ان يبرد حرارتها ويشوشها ويسرع النفوذ الىٰ اسافل البدن بغيرتدريج وكل هذا يضربالشارب واما اذا فعله نادراً اولحاجةٍ لم يضره ولا يعترض بالعوائد علىٰ هذا فان العوائد طبائع ثوان ولها احكام اخرىٰ وهى بمنزلة الخارج من القياس عند الفقهاء ص ۱۸۹ / ج۳/[1]۔

تو یہ شرب کے متعلق گفتگو تھی۔ اکل ماشیاً کے ثبوت کا اثر تو جناب نے نقل کیا مگر نہی نقل نہیں کی تا کہ تعارض کو رفع کیا جائے، تاہم اگر نہی موجود ہو تو اکل ماشیاً کا یہ مطلب نہیں ہے کہ پلیٹ میں پلاؤ لے کر بازار میں کھاتے ہوئے جائیں یا ایک ہاتھ میں پیالہ اور دوسرے ہاتھ میں روٹی لے کر کھاتے ہوئے جائیں۔ بلکہ مقصد یہ ہے کہ منہ میں کھجور رکھی اور اس کھاتے رہے اور میدان جہاد میں تلوار چلاتے رہے جیسے آج کل آپ حضرات پان کھاتے ہوئے چلتے ہیں یا چنے کے دانے منہ میں ڈال لیتے ہیں اور کھاتے چلے گئے۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] زادالمعادص ۱۳۹ / ج۳/فصول فى آداب الشرب، دارالفكر.

زیر ناف ہاتھ باندھنے کو غلط کہنے والے کا جواب

سوال:–حالت نماز میں زیر ناف ہاتھ باندھنا غلط ہے اور سینہ پر ہاتھ باندھنا صحیح ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

یہاں آپ نے زیر ناف ہاتھ باندھنے کو غلط بتایا ہے، اس کی کیا دلیل ہے؟ ظاہر ہے کہ آپ نے اپنی طرف سے تو یہ حکم لگایا نہیں ہوگا، کہیں سے اجتہاد تو کیا نہیں ہوگا۔ دین کے مسئلہ میں رائے کو دخل دیا نہیں ہوگا۔ ضرور آپ کے پاس دونوں باتوں کی حدیث ہوگی اور وہ قوی ہوگی ضعیف پر تو عمل کرتے نہ ہوں گے۔ اب دونوں حدیثیں دونوں مسئلوں سے متعلق پوری سند اور حوالہ کے ساتھ تحریر فرماویں۔ کیونکہ بغیر دلیل اور بغیر حدیث کے اس قسم کی باتیں کرنا کوئی اچھا کام نہیں ہے بلکہ گمراہی پھیلانا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ہم سب کو گمراہ ہونے اور گمراہ کرنے سے بچائے اور ہادئ عالم رسول اکرم ﷺ کے اقوال واعمال کے اتباع کی توفیق دے دین کی سمجھ عطا فرمائے۔ آمین فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

املاہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۴۰۰/۱۱/۲۰ھ

اَلْاِسْلَامُ بَدَءَ غَرِیْباً

سوال:–الاسلام بدءغریباً کا کیا مطلب ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اسلام کی بتائی ہوئی باتیں عقائد، اخلاق، اعمال، عبادات کو جس طرح لوگوں نے ابتداءً اجنبی سمجھا اور تعجب اور انکار کی نظروں سے دیکھا اسی طرح بعد میں بھی لوگ اجنبی

سمجھیں گے اور تعجب وانکار کی نظروں سے دیکھیں گے[۱] اس پر فرمایا گیا ہے۔ فَطُوْبیٰ لِلْغُرَبَاءِ قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ مَنْ غُرَبَاءُ قَالَ الَّذِیْنَ یُصْلِحُوْنَ عِنْدَفَسَادِ النَّاسِ (الحدیث[۲])

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸۵/۶/۲۰ھ

کیا روزانہ تعلیم کرنا خلاف حدیث تو نہیں؟

سوال: - مشکوٰۃ کے اندر حدیث سے ثابت ہے کہ روزانہ تعلیم نہ کرنا چاہئے۔ ایک صحابی جمعرات کے روز تعلیم فرماتے تو اس سے غالباً منع فرمایا گیا۔ اب لوگ ہر روز تعلیم دیتے ہیں، حالانکہ دین کی بات سننے میں جتنی دلچسپی اس وقت تھی اب اس کا عشر عشیر بھی نہیں۔ پھر روزانہ تعلیم کے بارے میں کیا مسئلہ ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

دین کی ضرورت کا احساس کرایا جائے جس قدر دین سے بے رغبتی ہو اسی قدر تعلیم کی زیادہ ضرورت ہے۔ دینی مدارس قائم کئے جائیں۔ یہاں دارالعلوم دیوبند میں بعد فجر سے تعلیم شروع ہوجاتی ہے، چھٹی کے بعد بھی تعلیم ہوتی ہے، مغرب کے بعد بھی عشاء کے بعد جمعہ کے روز بھی، اصحاب صفہ تو سب کاموں سے فارغ ہوکر دین ہی حاصل کرنے کے

۱؎ قال القاضی وظاهر الحديث العموم وان الاسلام بدأ فی احادمن الناس وقلة ثم انتشر وظهر ثم سيلحقه النقص والاختلال حتى لايبقىٰ الافی احادوقلة ايضاً كمابدأ الخ نووی علی المسلم ص ۸۴/ ج ۱/ (مطبوعه رشيديه دهلی) كتاب الايمان فی بيان أن الاسلام بدأ غريباً، مرقات ص ۱۹۳/ ج ۱/ (مطبع اصح المطابع بمبئی) باب ا لاعتصام بالكتاب والسنة .الفصل الاول .

۲؎ (كنزالعمال ص ۲۳۹/ ج ۱/ رقم الحديث ۱۱۹۸/ طبع بيروت)

ترجمہ: توخوشخبری ہے غریبوں کیلئے۔ صحابہؓ نے فرمایا کہ اے اللہ کے رسول غرباء کون لوگ ہیں آپؐ نے فرمایا جو لوگ لوگوں کے فتنہ اور فساد میں مبتلاء ہونے کے وقت اصلاح کرنے والے ہوں گے۔

لئے خدمت اقدس میں آ پڑے تھے[۱] حضرت ابوالدرداءؓ کے حلقۂ درس میں سولہ سو طلباء تھے[۲] اور محدثین نے شب وروز علم حاصل کیا اور پھیلایا۔ حضرت امام بخاریؒ سے نوے ہزار لوگوں نے بخاری شریف پڑھی[۳] مشکوٰۃ شریف کا آپ نے حوالہ دیا ہے وہ وعظ وتذکیر کی صورت میں ہے۔[۴] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹۵/۵/۲۶ھ

پرانی قبروں کو مسجد میں شامل کرنا

سوال: -میں نے یہ حدیث بیان کی ہے ان لوگوں نے انکار کیا پھر میں نے علیٰحدگی اختیار کی ہے۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِيْ

---

[۱] واهل الصفة فقراء المهاجرين ومن لم يكن له منهم منزل يسكنه فكانوا يأوون الى موضع مظلل في مسجد المدينة مجمع بحار الانوار ص ۳۳۴/ج ۳/باب الصاد مع الفاء مطبوعه المدينة المنورة.

[۲] سير االصحابةؓ ص ۱۷۶/ج ۳/بيان حضرت ابو درداءؓ مطبوعه نعيميه ديوبند(يوپی)

[۳] قال الحافظ وذكر الفربري انه سمعه منه تسعون الفاً، مقدمه فتح الباری، هدی الساری ص ۶۷۹/ ذكر تصانيفه والرواة عنه مطبوعه مكة المكرمة.

[۴] عن شقيق قال كان عبدالله بن مسعود يذكرالناس في كل خميس فقال له رجل يا ابا عبد الرحمن لودوت انک ذكرتنا في كل يوم قال اما انه يمنعني من ذالک اني اكره ان املكم واني اتخولكم بالموعظة كما كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يتخولنا بها مخافة السامة علينا (مشكوة شريف ص ۳۳/ كتاب العلم، طبع ياسر نديم ديوبند)

ترجمہ: شقیق سے منقول ہے کہ عبداللہ بن مسعودؓ ہر جمعرات میں لوگوں کو نصیحت فرمایا کرتے تھے۔ آپؓ سے ایک شخص نے عرض کیا کہ اے عبدالرحمٰن! میں چاہتا ہوں کہ آپؓ ہمیں ہر دن نصیحت فرمایا کریں۔ ابن مسعودؓ نے فرمایا میں ایسا اس لئے نہیں کرتا ہوں کہ تم اکتا جاؤ گے اور نصیحت کے معاملہ میں، میں تمہیں دیکھ بھال کرتا ہوں جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری دیکھ بھال فرماتے تھے اس اندیشہ سے کہ کہیں ہم اکتا نہ جائیں۔

مَرَضِهٖ الَّذِیْ لَمْ یَقُمْ مِنْهُ لَعَنَ اللّٰهُ الْیَهُوْدُ وَالنَّصَارٰی اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِیَائِهِمْ مَسَاجِدَ[۱] (متفق علیہ، مشکوٰۃ ص۶۹/ج۱/) میرا کیا حکم ہے اس مسجد میں اگر نماز ادا کروں تو جائز ہے یا نہیں کیونکہ کچھ پرانے بوڑھوں سے شہادت ملی ہے کہ پہلے یہ مسجد چھوٹی تھی۔ پھر کشادہ کر لی گئی اس وقت مسجد کے ساتھ دو تین قبریں پرانی تھیں جن کا نشان مٹ گیا تھا ان کو بھی ہموار کر کے مسجد میں شامل کیا گیا۔

الجواب حامداًومصلیاً

اس حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ قبروں کو سجدہ نہ کیا جائے ان کو معبود نہ بنایا جائے[۲] اگر قبر پرانی ہو اور اس کی جگہ ہموار کر کے داخل مسجد کر لیا جائے اور قبر کا نشان باقی نہ رہے تو وہ اس حکم میں داخل نہیں۔ بخاری شریف کی شرح عمدۃ القاری[۳] میں لکھا ہے کہ قبرستان پرانا ہو گیا میت باقی نہیں رہی اور وہاں دفن کا سلسلہ بند ہو گیا تو اس جگہ کو مسجد بنا لینا شرعاً درست ہے کیوں کہ قبرستان بھی عام اہل اسلام کے لئے ہے اور مسجد بھی عام اہل اسلام کے لئے ہے۔ نیز درمختار میں ہے۔ جاز زرعه والبناء علیه اذا بلیٰ وصار ترابا. زیلعی درمختار علی هامش الشامی[۴] نعمانیہ ص۶۰۲/ج۱/ ویجوز دفن غیره علیه کمافی

---

[۱] **ترجمہ:** حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے مرض الوفات میں ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ لعنت کرے یہود و نصاریٰ پر کہ انہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو مسجد (سجدہ گاہ) بنا لیا۔

[۲] قال القاضی کانت الیهود والنصاریٰ یسجدون لقبور انبیائهم ویجعلونها قبلة ویتوجهون فی الصلاة نحوها فقد اتخذها اوثاناً فلذالک لعنهم ومنع المسلمین عن مثل ذالک الخ .مرقات ص۴۵۶/ج۱/(مطبوعه اصح المطابع بمبئی) کتاب الصلوٰۃ باب المساجد ومواضع الصلاة الفصل الاول.

[۳] لوان مقبرة من مقابر المسلمین عفت فبنیٰ قوم علیها مسجداً لم أربذالک بأساً لان المقابر وقف من اوقاف المسلمین لدفن موتاهم لایجوز لاحد أن یملکها فاذادرست واستغنیٰ عن الدفن فیها جاز صرفها الی المسجد الخ،عمدة القاری ص۱۷۹/ج۲/ (جزء رابع) کتاب الصلاة باب بیان حکم نبش قبور المشرکین الخ،طبع دار الفکر.

[۴] کتاب الصلاة باب صلاة الجنازة .درمختار علی الشامی زکریا ص۱۴۵/ج۳/.

الزیلعی ایضاً اھ شامی نعمانیہ[۱] ص۶۰۲ ر ج ۱ر آپ اپنے عمل پر نظر ثانی کریں۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

املاہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۹ر۷ر۱۴۰۰ھ

طبقات حدیث

سوال:- شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلویؒ نے عجالۂ نافعہ میں طبقات بیان فرمائے ہیں۔ وہ کیا کیا ہیں؟ احناف کا مسلک احادیث کی روشنی میں اور صحابۂ کرامؓ کا عمل بیان فرما کر ثواب دارین حاصل کریں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب حنفی محدث دہلویؒ نے عجالۂ نافعہ میں کتب حدیث کے طبقات بیان فرمائے ہیں یہ مضمون اپنے والد بزرگوار حضرت شاہ ولی اللہ صاحب حنفی محدث دہلویؒ سے لیا ہے جس کو انھوں نے تفصیل سے حجۃ اللہ البالغہ میں بیان فرمایا ہے۔ ثقہ احادیث کے لئے محدثین نے جو قوانین تجویز فرمائے ہیں ان کے لحاظ سے کتب حدیث چند طبقات پر ہیں۔ سب سے اعلیٰ طبقہ میں تین کتابیں شمار کی ہیں۔(۱) موطا امام مالکؒ (ام الصحیحین) (۲) بخاری شریف (۳) مسلم شریف۔ فالطبقة الاولیٰ منحصرة بالاستقراء فی ثلاثة کتب الموطأ صحیح البخاری وصحیح مسلم[۱] اور حجۃ اللہ البالغہ ص۱۳۳ر ج ۱ر طبقات ثانیہ میں ابوداؤد ترمذی نسائی وغیرہ کا تذکرہ ہے، الطبقة الثانیه تبلغ مبلغ الموطاء والصحیحین ولکنها تتلوها الیٰ قول کسنن ابی داؤدؒ جامع ترمذیؒ ومجتبیٰ النسائیؒ اور حجۃ اللہ البالغہ ص۱۳۳ر ج ۱ر میں۔

---

[۱] کتاب الصلاۃ باب صلاۃ الجنازۃ. درمختار علی الشامی زکریا ص ۱۴۵ / ج ۳/.

[۲] حجة الله البالغة ص ۱۳۲ / ج ۱ / باب طبقات کتب الحدیث مطبوعه مصر .

طبقہ ثالثہ میں مصنف ابی بکر بن ابی شیبہ، مصنف عبدالرزاق، مسند طیالسی کتب بیہقی وطبرانی وغیرہ کو داخل کیا ہے۔

طبقۂ رابعہ میں کتاب الضعفاء لابن حبان، کامل ابن عدی کتب خطیب دیلمی وغیرہ کو ذکر کیا ہے[1]۔

طبقۂ خامسہ میں کسی خاص کتاب کا نام نہیں لیا۔ بلکہ اس کو قطعاً ساقط الاعتبار قرار دیا ہے[2]۔ آخر میں ہر طبقہ کا مقام بیان کیا ہے۔

اما الطبقة الاولى والثانية فعليهما اعتماد المحدثين وحوم حماهما مرتعهم ومسرحهم واما الثالثة فلايباشرها للعمل عليها والقول بها الاالنحارير الجهابذة الذين يحفظون اسماء الرجال وعلل الاحاديث نعم ربما يوخذ منها المتابعات والشواهد وقد جعل الله لكل شئى قدراً.

واما الرابعة فالاشتغال بجمعها اوالاستنباط منها نوع تعمق من المتاخرين وان شئت الحق فطوائف المبتدعين من الرافضة والمعتزلة وغيرهم يتمكنون بادنى عناية ان يلخصوامنها شواهد مذاهبم فالانتصار بها غير صحيح في معارك العلماء بالحديث الخ. حجۃ اللہ البالغہ[3] ص۱۳۴/ج۱/۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۵/۷/۸۵ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

سوتے وقت کے اعمال کے سلسلہ میں حضرت علیؓ کی روایت

سوال:- حدیث میں ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ایک مرتبہ حضرت علیؓ سے ارشاد

---

[1] حجة الله البالغة ص ۱۳۴ / ج ۱ / باب طبقات كتب الحديث مطبوعه مصر.

[2] حجۃ اللہ البالغہ ص۱۳۴/ج۱/مطبوعہ مصر۔

[3] حجۃ اللہ البالغۃ ص۱۳۴/ج۱/باب طبقات کتب الحدیث مطبوعہ مصر۔

فرمایا کہ ہر رات کو پانچ کام کر کے سویا کرو (۱) چار ہزار دینار صدقہ کر کے سویا کرو (۲) ایک قرآن شریف پڑھ کر سویا کرو (۳) جنت کی قیمت دیکر سویا کرو (۴) دولڑنے والوں میں صلح کر کے سویا کرو (۵) ایک حج کر کے سویا کرو حضرت علیؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ یہ امر تو محال ہے مجھ سے نہ ہو سکے گا۔ پھر حضور ﷺ نے فرمایا۔ (۱) ایک مرتبہ سورہ فاتحہ پڑھ کر سویا کرو اس کا ثواب چار ہزار دینار صدقہ کرنے کے برابر ہے۔ (۲) تین مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھ کر سویا کرو اس کا ثواب ایک قرآن مجید کے برابر ہے۔ (۳) تین مرتبہ درود شریف پڑھ کر سویا کر اس سے جنت کی قیمت ادا ہوگی (۴) دس مرتبہ استغفار کر کے سویا کرو اس کا ثواب دولڑنے والوں میں صلح کرانے کے برابر ہے۔ (۵) چار مرتبہ تیسرا کلمہ پڑھ کر سویا کرو اس کا ثواب ایک حج کرنے کے برابر ہے۔ یہ سن کر حضرت علیؓ نے فرمایا یارسول اللہ یہ عمل میں ہر روز کروں گا۔ یہ حدیث اگر صحیح ہے تو اس میں جو غلطیاں ہوں اس کی اصلاح فرماویں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

صدقہ، تلاوتِ قرآن کریم، لڑنے والوں میں صلح، حج، درود شریف، استغفار، کلمہ طیبہ، سورۂ فاتحہ، سورۂ اخلاص کی فضیلت احادیث میں بہت آئی ہے[1] لیکن یہ پوری روایت اسی ترتیب کے ساتھ میں نے کسی کتاب میں نہیں دیکھی۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۵/۱۲/۹۵ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۵/۱۲/۹۵ھ

صبر کی دعا بہتر ہے یا عافیت کی

سوال: – جو اذیت یا مصیبت ہو کسی کی موت کے علاوہ اس پر صبر کے سوا چارہ ہی

---

[1] منها وصايا على كلها موضوعة سوى الحديث الاول وهو،، انت منى بمنزلة هارون من موسىٰ غير انه لانبى بعدى، ص ۱۸۹/اما هذه اوصاياالمنسوبة لسيدنا على رضى اللّٰه عنه والمكذوبة على رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فهى مطبوعة اكثر من مرة ولاتزال تطبع ويتداولها المغفلون فكاذبها آثم ملعون وطابعها آثم ملعون وبائعها آثم ملعون ومصدقها آثم ملعون ،المصنوع فى معرفة الحديث الموضوع ص ۱۸۹/طبع حلب.

نہیں اس پر تو صبر مانگے یا اس سے نجات وعافیت مانگے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اذیت ومصیبت سے عافیت ہی مانگے اگر ابتلا ہوجائے تو اس کے دفعیہ کی دعا کرے اور دفعیہ تک بھی صبر مانگے[1] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۳/۷/۸۹ھ

جنت کے پھل میں سے حور کا نکلنا

سوال:- بعض مقررین فرماتے ہیں کہ اہل جنت بعض پھلوں کو تراشیں گے تو اس میں سے حور نکلے گی۔ مزید یہ کہ وہ چھلکا حور کا لباس ہوگا۔ کیا یہ صحیح ہے؟ کس حدیث میں اس کا تذکرہ ہے؟ برائے مہربانی حوالہ حدیث وصفحہ کے جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

مجھے اس مضمون کی حدیث دیکھنا محفوظ نہیں[2] جن صاحب نے اس کو بیان کیا ہے ان سے حوالہ دریافت کیا جائے۔ قرآن کریم میں یہ البتہ موجود ہے کہ فِيهَا مَاتَشْتَهِيهِ الْاَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْاَعْيُنُ[3]۔

---

[1] سَلُوا اللّٰهَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فَاِنَّ اَحَداً لَمْ يُعْطَ بَعْدَ الْيَقِيْنِ خَيْراً مِنَ الْعَافِيَةِ. الحديث ترمذی شريف ص ۱۹۵/ ج ۲/ (مطبوعه رشيديه دهلی) ابواب الدعوات احاديث شتّٰی من ابواب الداعوت، وفی حديث اخرایّ الدعاء افضل قال سل ربک العافية الحديث مشكوٰة شريف ۲۱۹/باب جامع الدعاء مطبوعه ياسر نديم ديوبند.

ترجمہ: اللہ تعالیٰ سے معافی اور عافیت طلب کرو اس لئے کہ کسی کو یقین کے بعد عافیت سے بہتر کوئی چیز عطا نہیں کی جاتی۔

[2] اِنَّ الرَّجُلَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ لَيُمْسِکُ التُّفَّاحَةَ مِنْ تُفَّاحِ الْجَنَّةِ فَتَنْفَلِقُ فِیْ يَدِهٖ فَتَخْرُجُ مِنْهَا حَوْرَاءُ، قرطبی ص ۱۸۷/ ج ۹ /سورئه واقعه تحت قوله تعالیٰ "حور عين" آيت ۲۲/ مكتبه دارالفكر بيروت.

[3] سورۂ زخرف آیت ۷۱/۔

ترجمہ: وہاں وہ چیزیں ملیں گی جن کو جی چاہے گا اور جن سے آنکھوں کو لذت ہوگی۔ (بیان القرآن) ص ۹۴/ ج ۳/۔

جو کچھ بھی جنت میں خواہش کریں گے وہ ان کے لئے وہاں حاصل ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

کیا زانی ولی ہوسکتا ہے؟

سوال: – زید کہتا ہے کہ حدیث میں آیا ہے کہ زانی کو ولایت حاصل نہیں ہوسکتی۔ یہ کس حدیث میں ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ولی کہتے ہیں خدا کے دوست کو جو خدائے پاک کا مقرب ہوتا ہے اس کے لئے متقی ہونا ضروری ہے۔ جو شخص زنا یا دوسرے کبیرہ گناہ میں پھنسا ہو وہ ولی نہیں ہوسکتا۔ ''اِنْ اَوْلِيَاءُ هٗ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ[1]''، یہ مضمون قرآن کریم اور حدیث شریف سے ثابت ہے۔ مخصوص طور پر زانی کیلئے یہ بات کس حدیث میں ہے زید سے ہی دریافت کرنے کی ضرورت ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۱/۳/۹۴ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۱/۳/۹۴ھ

نصف ساق تک کرتا پہننا ثابت ہے

سوال: – نصف ساق تک کرتا پہننا فضول خرچی ہے یا نہیں حدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ حدیث پاک مداج النبوۃ[2] زادالمعاد[3] شرح سفرالسعادۃ شرح شمائل ترمذی شریف[4]

---

[1] سورۂ انفال آیت ۳۴۔ **ترجمہ:** اس کے متولی تو سواء متقیوں کے اور کوئی بھی اشخاص نہیں (بیان القرآن)

[2] وہم چنیں بود ذیل قمیص ورداء وازاروی علیہ وسلم صلی اللہ تا انصاف ساقین مدارج النبوۃ ص ۴۷۲ ج ۱ باب پازدہم، نوع دوم درلباس آنحضرت ﷺ مکتبہ نوریہ رضویہ پاکستان۔

[3] مطبوعہ دارالفکر ص ۳۵ ج ۱ فصل فی ملابسہ۔

[4] جمع الوسائل ص ۱۳۴ ج ۱ (مکتبہ اشرفیہ دیوبند) باب ماجاء فی لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

میں موجود ہے۔اس کو فضول خرچی کہنا غلط ہے جو کہ حدیث شریف سے ناواقفیت کی بناء پر ہے۔فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۸۹/۲/۲ھ

الجواب صحیح: نظام الدین دار العلوم دیوبند

کیا حضور ﷺ نے کسی کے لئے بددعاء فرمائی ہے

سوال:- زید اور بکر میں موضوع بحث یہ ہے کہ حضور ﷺ نے کسی کے لئے بددعاء نہیں فرمائی ہے کیونکہ آپ ﷺ رحمۃ للعالمین تھے۔بکر کہتا ہے کہ بعض مرتبہ شریعت کے معاملہ میں حضور ﷺ نے بددعا فرمائی ہے۔جیسا کہ ترجمہ بخاری شریف پارہ ۱۰/مطبوعہ رسالہ مولوی دہلی حدیث ۶۴/ کا ترجمہ اس طرح پرتحریر ہے۔کہ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ نے اپنا خط ایک شخص کو دے کر حکم دیا کہ حاکم بحرین کو پہنچادینا حاکم بحرین نے وہ خط لے کر کے کسریٰ (شاہ ایران) کو پہنچادیا۔کسریٰ نے آپؐ کے خط کو پارہ پارہ کردیا۔حضور ﷺ نے جب اس کی اطلاع پائی تو آپ نے اس کے لئے بددعاء فرمائی کہ اسکے بھی اسی طرح ٹکڑے ٹکڑے کردیئے جائیں۔مترجم نے جولفظ بددعا استعمال کیا ہے یہ لفظ زیر بحث ہے درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

حضرت نبی اکرم ﷺ نے اور بھی مواقع پر ظالموں کے لئے بددعا فرمائی ہے۔نماز میں قنوت نازلہ بھی پڑھی۔ خاص خاص آدمیوں کے نام لے کرکے بددعا فرمائی ہے۔ پھر آیت نازل ہوئی[۱] لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ اَوْيَتُوْبَ عَلَيْهِمْ اَوْيُعَذِّبَهُمْ فَاِنَّهُمْ

---

[۱] سالم عن ابيه انه سَمِعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَارَفَعَ رَاْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ مِنَ الرَّكْعَةِ الآخِرَةِ مِنَ الْفَجْرِ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ الْعَنْ فُلَاناً وَفُلَاناً وَفُلَاناً بَعْدَ مَايَقُوْلُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَه رَبَّنَالَكَ الْحَمْدُ، فَاَنْزَلَ اللّٰهُ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِشَيْئٌ الحديث بخارى شريف ص ۵۸۲/ج۲/رقم الحديث ۳۹۲۲/كتاب المغازى باب ليس لک من الامرشى الخ مطبوعه اشرفى ديوبند.

ظَـالِـمُوْنَ[۱] اس کے بعد سے بدعا فرمانا بند فرمادیا تھا، لہٰذا اب تعارض نہ رہا، عادت مبارکہ یہ بھی تھی کہ اپنی ذات خاص کے لئے آپ ﷺ انتقام نہیں لیتے تھے اور اللہ تعالیٰ کی حدود کو معاف نہیں فرمایا کرتے تھے[۲] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

صحیح: سید مہدی حسن دارالعلوم دیوبند ۸۹/۳/۲۷ھ

جہاد کا اطلاق

سوال:- آج جو جماعتیں پھرتی ہیں ان کے فضائل مختلف احادیث سے لوگ بیان کرتے ہیں خصوصاً ۷/لاکھ والی حدیث تو اس کے بارے میں حضرت والا احقر کے لئے کیا فرماتے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

رسالہ فضائل تبلیغ میں دیکھ لیں ۷/لاکھ والی روایت حافظ منذری کی ترغیب ترہیب میں موجود ہے[۳] لغدوۃ اور روحۃ فی سبیل اللہ[۴] والی روایت کو عامۃً شراح حدیث نے جہاد پر

۱؎ **ترجمہ:** آپ کو کوئی دخل نہیں یہاں تک کہ خدا تعالیٰ ان پر یا تو متوجہ ہوجاویں اور یا ان کو سزا دیدیں کیونکہ وہ ظلم بھی بڑا کررہے ہیں (از بیان القرآن) سورۂ آل عمران آیت ۱۲۸/۔

۲؎ وَمَاانْتَقَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِنَفْسِهٖ اِلَّااَنْ تُنْتَهَكُ حُرْمَةُ اللّٰهِ فَيَنْتَقِمُ لِلّٰهِ بِهَا الحديث.

ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ذات کے لئے انتقام نہیں لیتے تھے مگر یہ کہ اللہ کی حرمت کو توڑا جاتا تو آپؐ اللہ کے لئے اس کی وجہ سے انتقام لیتے تھے۔ بخاری شریف ۵۰۳/ج ۱/ رقم الحدیث ۳۴۳۴/ابواب المناقب باب صفة النبی صلی الله علیه وسلم (مطبوعہ اشرفی دیوبند)

۳؎ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍؓ اَنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ طُوْبىٰ لِمَنْ اَكْثَرَ فِي الْجِهَادِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰـهِ مِنْ ذِكْرِاللّٰهِ فَاِنَّ لَهٗ بِكُلِّ كَلِمَةٍ سَبْعِيْنَ اَلْفَ حَسَنَةٍ كُلُّ حَسَنَةٍ مِنْهَا عَشَرَةُ اَضْعَافٍ مَعَ الَّذِىْ لَهٗ عِنْدَاللّٰـهِ مَنَ الْمَزِيْدِ الحدیث الترغیب والترهیب ص ۲۵۴/ج ۲/کتاب الجهاد الترغیب والترهیب فی النفقة فی سبیل الله مطبوعه مصر.

ترجمہ: معاذ ابن جبلؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

محمول فرمایا ہے[۱]۔ عام اذہان میں جہاد کا مفہوم قتال فی سبیل اللہ ہے۔ حالانکہ امام نوویؒ نے غالبًا تیرہ قسمیں تحریر فرمائی ہیں۔ جس میں جہاد باللسان اور جہاد بالقلم بھی ہے۔ جہاد ماخوذ ہے جہد سے جس کا حاصل دین کی خاطر خدائے پاک کی دی ہوئی صلاحیت واستعداد کو اپنی وسعت کے موافق صرف کرنا[۲] یہ مفہوم ہر نوع کے جہاد کو شامل ہے۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ دار العلوم دیوبند ۸۵/۶/۲۰ھ

ہفت ہیکل کی فضیلت کی روایت

سوال:- احقر نے ہفت ہیکل کی فضیلت میں ایک کتاب میں دیکھا ہے۔ اس کتاب پر نہ مصنف کا نام ہے اور نہ اس کا حوالہ دیا گیا ہے۔ احقر اس بات کو بعینہٖ نقل کرتا ہے۔ حضرتِ والا سے گذارش ہے کہ احقر کو تفصیل کے ساتھ سمجھا دیں کہ صحیح ہے یا غلط ہے۔ مروی ہے کہ ایک دن نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ میں بیٹھے ہوئے تھے اتنے میں جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا کہ یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ کو سلام کہا ہے اور فرمایا کہ ہفت ہیکل اے

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) فرمایا خوشخبری ہے اس شخص کے لئے جو جہاد میں ذکر اللہ کی کثرت رکھے اس لئے کہ اس کو ہر کلمہ کے بدلہ ستر ہزار نیکیاں ملیں گی، اس طرح کہ ہر نیکی ان میں سے دس گناہ ہوگی اس مزید اجر کے ساتھ جو اس کے لئے اللہ کے یہاں ہے۔

[۴] الترغيب والترهيب ص ۲۶۸ / ج ۲ / كتاب الجهاد الترغيب فى الغدوة فى سبيل الله.

[۱] ومعناه ان الروحة يحصل بها هذاالثواب وكذاالغدوة والظاهر انه لايختص ذالک بالغدو والروح من بلدته بل يحصل هذا الثواب بكل غدوة اوروحة فى طريقه الى العزو وكذاغدوة وروحة فى موضع القتال الخ. نووى على مسلم ص ۱۳۴ / ج ۲ / (مطبوعه رشديه دهلى) باب فضل الغدوة والروحة فى سبيل الله .

[۲] وشرعاً بذل الجهد فى قتال الكفار ويطلق ايضاً علىٰ مجاهدة النفس والشيطان والفساق الخ، فتح البارى ص ۷۷ / ج ۶ / (مطبوعه نزار مصطفىٰ الباز) اول كتاب الجهاد.

حبیب اللہ نازل کرتا ہوں۔ جو کوئی ہفت ہیکل پڑھے گا یا اس کو اپنے پاس رکھے گا تو اس کو اور اس کے والدین کو عذاب دوزخ سے آزاد کرے گا۔ یا محمد ﷺ جس گھر میں یہ ہفت ہیکل ہوگا اس گھر میں دیو پری داخل نہ ہوگا۔ یا محمد ﷺ جو کوئی اس کو لکھ کر پاس رکھے گا وہ مرگ مفاجات اور بلا سے محفوظ رہے گا اور جو کوئی لکھ کر اپنے پاس رکھے گا وہ ہمیشہ سرخ رو اور باعزت اور جانکنی کے وقت سکرات موت ایسر آسان ہوگی۔ یا محمد ﷺ جو کوئی اس ہفت ہیکل کو ہر روز پڑھے گا اگر پڑھنا نہ جانتا ہو تو لکھ کر اپنے پاس رکھے گا تو اس کو ستر ہزار کلام پاک کا ثواب اور ستر ہزار شہیدوں کا اور ستر ہزار حج کا اور ستر ہزار مسجد تیار کرنے کا اور ستر ہزار غلام آزاد کرنے کا اور ستر ہزار آدمیوں کو روزہ افطار کرانے کا اور ستر ہزار حافظوں کا اور ستر ہزار غازیوں کا اور ستر ہزار حاجیوں کا اور ستر ہزار عالموں اور ستر ہزار عابدوں کا اور ستر ہزار فرشتوں کا اور ستر ہزار دانشمندوں کا اور ستر ہزار پیغمبروں کا اور چار ملک مقرب کا ثواب پاوے گا۔ اے محمد ﷺ جو کوئی اپنے پاس رکھے گا اللہ تعالیٰ اس کے اعمال نامہ میں ستر ہزار نیکی کا ثواب لکھے گا اور ستر بھوکوں کو کھانا کھلانے کا ثواب دے گا یا جو کوئی اپنے پاس رکھے گا اللہ تعالیٰ اس بندے کو چغل خوری سے اور غیبت کرنے والوں سے اور تمام بلیات وآفات سے محفوظ رکھے گا اگر وہ مقروض ہوگا تو اس کو قرض سے نجات دے گا اور اس کے دشمن کو مغلوب کرے گا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

کتب حدیث میں اس کا کہیں وجود نہیں اصول محدثین کے اعتبار سے یہ بالکل موضوع اور بے اصل ہے[1] نہ اس پر اعتقاد رکھا جائے اور نہ اس پر عمل کیا جائے۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹۷/۵/۱۹ھ

---

[1] ونحن ننبه على أمور كلية يعرف بها كون الحديث موضوعاً فمنها اشتماله على أمثال هذه المجازفات التي لايقول مثلها رسول الله صلى الله عليه وسلم (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

فضائل رجب کی احادیث

سوال:- شب معراج کی بیداری کے بارے میں فضائل احادیث صحیحہ میں مذکور ہیں یا نہیں؟ اوراس رات اہتمام سے شب بیداری کرنا کیسا ہے؟ نیز اس بارے میں یہ احادیث نقل کی جاتی ہیں وہ صحیح ہیں یا نہیں؟ کہ جوکوئی پاوے مہینہ رجب کا اوراس کی پندرہویں اورآخری تاریخ میں غسل کرے گا تو گویا کہ اس نے گناہوں سے پاکی ایسی حاصل کی جیسے ابھی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو۔ اس مہینہ کی پانچ راتیں افضل ہیں واسطے عبادت کے، ایک تو اول اورایک اوسط اورتین آخیر کی۔ اس ماہ کی ۲۷؍تاریخ کومعراج ہوئی تھی۔ حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جوکوئی اس ماہ میں ۳۰؍رکعت پڑھے اور ہر رکعت میں بعد فاتحہ کے قل یاایھاالکافرون الخ. تین بار پڑھےتو معاف کرتا ہےاللہ تعالیٰ اس کےتمام گناہ اور اس کے لئے ہردن شہید بدرکے برابر عمل اٹھایا جاوے گا۔ اورتمام مہینہ روزہ رکھنے والوں اورسال بھرنماز پڑھنے والوں کے برابر ثواب دیا جائے گا اور یہ بھی فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے مجھ کوخبر دی ہے کہ نہیں نماز پڑھتا اس نماز کومگر مومن، اورنہیں چھوڑتا اس نماز کومگر منافق اورمشرک، حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خبر دیجئے مجھ کواس نماز کی کس طرح پڑھوں اس نماز کو؟ تو فرمایا اے سلمان پڑھ، پھراس کے بعد نماز کی کیفیت مذکور ہے۔ طوالت کے خوف سے ذکرنہیں کی گئی۔ اس کیفیت کے بعد یہ حدیث مذکور ہے۔ اس ماہ میں روزے بھی رکھے جاتے ہیں۔ ان کے فضائل بھی بےشمار ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رجب کے مہینہ میں ایک دن ہےاورایک

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) وهی كثيرة جدا كقوله فی الحديث من قال لاإله الاالله: خلق الله من تلك الكلمة طائراً له سبعون الف لسان إلى قوله فی كل قصر سبعون الف حوراء وامثال هذه التی لايخلو حال واضعهامن احد الامرين اما ان يكون فی غاية من الجهل والحمق واما ان يكون زنديقا قصد التنقيص برسول الله صلى الله عليه وسلم باضافة مثل هذه الكلمات (المنار المنيف فی الصحيح والضعيف ص ۵۹/ فصل السادس) (موضوعات كبير ص ۹۲/فصل ونحن ننبه، مطبوعه مجتبائی دهلی)الآثار المرفوعة فی اخبار الموضوعة ص ۱۶۵/المقدمة فی المطالب المعظمه،مطبوعه كراچی.

رات جوکوئی روزہ رکھے اس میں اور عبادت کرے اس میں تو ہووے ثواب واسطے اس کے مانند جوروزہ رکھے ۱۰۰/سو برس تک۔ پس وہ رات ستائیسویں ۲۷/اور دن ستائیسواں ۲۷/ ہے۔ یہ پوری عبارت رکن الدین کتاب کی ہے۔ یہ احادیث صحیح ہیں یا غلط؟

الجواب حامداًومصلیاً

آخرشب میں بیدار ہوکر نماز پڑھنے اور دعا کرنے کی فضیلت احادیث صحیحہ سے ثابت۔ حضور ﷺ کا معمول بھی تھا اور صالحین کا شیوہ وطریقہ بھی ہے[1]شب معراج میں خصوصیت سے بیدار رہنے کے متعلق احادیث صحاح میں کوئی روایت میرے علم میں نہیں۔ ماہ رجب کی مخصوص تاریخوں میں غسل کی جوفضیلت سوال میں درج ہے یہ اصول کے اعتبار سے موضوع ہے، باطل ہے۔ ہرگز یہ اعتقاد نہ رکھا جائے۔ ستائیسویں تاریخ کا روزہ سو برس کے روزہ کے برابر ہونے کی بھی حدیث صحیح نہیں۔ ماثبت بالسنۃ میں تفصیل مذکور ہے۔[2]

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹۳/۸/۵ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین دارالعلوم دیوبند ۹۳/۸/۵ھ

۱؎ عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْزِلُ رَبُّنَا كُلَّ لَيْلَةٍ اِلَی السَّمَاءِ الدُّنْيَا حِيْنَ يَبْقٰی ثُلُثُ اللَّيْلِ الْاٰخِرُ يَقُوْلُ مَنْ يَدْعُوْنِیْ فَاسْتَجِيْبَ مَنْ يَّسْاَلُنِیْ فَاُعْطِيَه مَنْ يَسْتَغْفِرُنِیْ فَاَغْفِرَلَهٗ، بخاری شریف ص ۱۵۳/ ج ۱/ کتاب التهجد، باب الدعاء و الصلاة من آخر اللیل متفق علیه مطبوعه اشرفی دیوبند (تفسیر مظهری ص ۱۰۸/ ج ۱۰/)سورۂ مزمل آیت ۷/ مطبوعه ندوة المصنفین دهلی، عن أبی أمامة قال قال رسول اللّٰه ﷺ عَلَيْكُمْ بِقِيَامِ اللَّيْلِ فَاِنَّهٗ دَأْبُ الصَّالِحِيْنَ قَبْلَكُمْ. ترمذی ص ۵۱۶/ ج ۵/ کتاب الدعوات، باب فی دعاء النبی صلی اللّٰه علیه و سلم باب ۱۰۲/ حدیث ۳۵۴۷/ طبع بیروت، الحدیث (تفسیر مظهری ص ۱۰۹/ ج ۱/ سورۂ مزمل آیت ۷/ مطبوعه رشیدیه کوئٹه)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہمارے رب ہر رات جب رات کا اخیر تہائی حصہ باقی رہ جاتا ہے سماء دنیا کی طرف خاص توجہ فرماتے ہیں کوئی ہے جو مجھ سے مانگے میں قبول کروں، کوئی ہے جو مجھ سے سوال کرے میں اس کو عطا کروں۔ کوئی مغفرت طلب کرنے والا ہے کہ اس کی مغفرت کروں۔

حدیث ۲: حضرت ابوامامۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا رات کے قیام کو لازم پکڑلو اس لئے کہ یہ تم سے پہلے صالحین کا طریقہ ہے۔

۲؎ ماثبت بالسنة.

منگل اور ہفتہ کے دن اصلاح بنوانا

سوال:- ایک مولوی صاحب نے فرمایا کہ حدیث میں ہے کہ منگل اور ہفتہ کے دن اصلاح نہ بناؤ کیونکہ اس دن اصلاح بنانے سے برص کی بیماری ہوتی ہے کیا یہ حدیث صحیح ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

میں نے کسی حدیث کی کتاب میں یہ چیز نہیں دیکھی [۱] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸۹/۲/۹ھ

آب زمزم کی فضیلت حدیث میں

سوال:- آب زمزم کو دوسرے پانیوں سے کچھ امتیاز حاصل ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

حدیث پاک میں اس کی فضیلت وارد ہے [۲] حضرت اسماعیل علیہ السلام کے پیر

---

۱ **تنبیہ:** حدیث شریف میں منگل اور ہفتہ کے دن حجامت کرانے کی ممانعت ہے اور عربی میں حجامت کے معنی پچھنا لگانا یعنی فاسد خون نکالنا ہے بالوں کی اصلاح کرانا مراد نہیں جس کے لئے اردو میں حجامت بول دیتے ہیں۔ اسی سے بعض کو غلط فہمی ہو جاتی ہے۔

عن الزهري مرسلا عن النبي ﷺ مَنْ اِحْتَجَمَ يَوْمَ الْاِرْبِعَاءِ اَوْيَوْمَ السَّبْتِ فَاَصَابَهٗ وَضَحٌ فَلَا يَلُوْمَنَّ اِلَّا نَفْسَهٗ رواه احمد وابوداؤد (مشکوٰة ص ۳۸۹ / عن كبشة بنت ابي بكرة ان اباها كان ينهى اهله عن الحجامة يوم الثلثاء ويزعم عن رسول الله ﷺ ان يوم الثلثاء يوم الدم وفيه ساعة لا يرقأ رواه ابوداؤد (مشکوٰة ص ۳۸۹/ ج ۲ / کتاب الطب والرقی) طبع یاسر ندیم دیوبند.

۲ خَيْرُ مَاءٍ عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ مَاءُ زَمْزَمَ فِيْهِ طَعَامُ الطُّعْمِ وَشِفَاءُ السُّقْمِ (مجمع الزوائد ج ۳/ ص ۲۲۱ / کتاب الحج، باب فی زمزم، مطبوعه دارالفکر)

ترجمہ: روئے زمین پر سب سے بہتر پانی آب زمزم ہے، اس میں غذائیت بھی ہے اور بیماری سے شفاء بھی ہے۔

رگڑنے کی جگہ سے شدید پیاس کے دفعیہ کے لئے اس کا ظہور ہوا[۱] شق صدر کے وقت قلب مبارک کو اس سے دھویا گیا[۲] اور بھی امتیازات حاصل ہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

جن کا انسانی صورت میں ظاہر ہونا حدیث سے ثابت ہے؟

سوال:- کیا شیطان و جنات دوسری مخلوق بالخصوص انسانوں کی شکل میں ظاہر ہو سکتے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ظاہر ہو سکتے ہیں، حدیث شریف سے ثابت ہے[۳] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند ۶/۶/۱۴۰۱ھ

---

[۱] فی الخبران ابراهیم علیه السلام لما وضع اسماعیل بموضع المکة (الیٰ قوله) ثم سمعت اصوات السباع فخشیت علی ولدها فاسرعت تشتد نحو اسماعیل فوجدته یفحص الماء من عین قد انفجرت من تحت خده وقیل بل من تحت عقبه (معجم البلدان ج۳/ص ۱۴۹ /باب الزاء بیروت)

[۲] اَنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فُرِجَ سَقْفِیْ وَاَنَا بِمکةَ فَنَزَلَ جِبْرِئِیْلُ فَفَرَجَ صَدْرِیْ ثُمَّ غَسَلَهٗ بِمَاءِ زَمْزَمَ (بخاری شریف ج ۱/ص ۲۲۱/کتاب المناسک باب ما جاء فی زمزم، مکتبه اشرفی دیوبند.

ترجمہ: رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ میری چھت کھولدی گئی جبکہ میں مکہ میں تھا، چنانچہ جبرئیل علیہ السلام اترے اور میرا سینہ چاک کیا، پھر اس کو زمزم سے دھویا۔

[۳] عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ وَکَّلَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِحِفْظِ زَکٰوةِ رَمَضَانَ فَاَتَانِیْ اٰتٍ فَجَعَلَ یَحْثُوْ مِنَ الطَّعَامِ فَاَخَذْتُهٗ وَقُلْتُ وَاللّٰهِ لَاَ رْفَعَنَّکَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ (الیٰ قوله) قَالَ ذَاکَ شَیْطَانٌ (بخاری شریف ج ۱/ص ۳۱۰/کتاب الوکالة باب اذا وکل رجلا فترک الوکیل شیئا الخ)مکتبه اشرفی دیوبند.

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھ کو رسول خدا ﷺ نے رمضان کی زکوٰۃ کی حفاظت کا وکیل بنایا تو میرے پاس ایک شخص آیا اور غلہ لینے لگا میں نے اس کو پکڑ لیا اور کہا بخدا میں تجھ کو حضور ﷺ کے پاس لے جاؤں گا (ابوہریرہؓ کے قول تک) حضور ﷺ نے فرمایا کہ وہ شیطان تھا۔

شب قدر کی تعیین ستائیسویں رات کو

سوال:- شب قدر کو رمضان شریف کے اخیر دس دنوں کی طاق راتوں میں تلاش کرنے کا حکم ہے، تو پھر ہمیشہ اور ہر سال رمضان شریف کی ستائیسویں شب کو ہی شب قدر منانا اور اسی شب کو قرآن شریف کا ہر سال ختم کرنا بدعت ہوگا یا نہیں؟ صرف اسی رات کو زیادہ عبادتیں کرنا، تلاوت قرآن شریف اور خصوصا حافظوں کا ختم قرآن کرنا اسلاف اور کسی حدیث سے ثابت ہے کیا؟ اور کیا حکم ہوگا؟

الجواب حامداًومصلیاً

شب قدر کو عشرۂ اخیرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرنے کے لئے فرمایا گیا ہے[۱] مگر بہت سے علماء نے قرآئن سے ستائیس کو ترجیح دی ہے، کہ ظن غالب یہ ہے کہ ستائیسویں شب ہے[۲] لیکن اس پر یقین نہیں اس طرح کہ دوسری راتوں کی نفی کردی جائے، ظن غالب کی بناء پر اگر ستائیس کو ختم قرآن پاک تراویح میں کیا جائے تو یہ افضل ومستحب ہے، کذا فی البحر الرائق[۳]، یقینی طور پر اسی رات کو شب قدر کہنا اور دوسری راتوں کی نفی کردینا غلط ہے، ختم کا بھی اس شب میں التزام نہ کیا جائے، عبادت، تلاوت، نماز وغیرہ کے لئے مساجد میں اسی رات یا کسی اور

---

۱ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰه ﷺ تَحَرُّوْ الَّيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْوِتْرِ مَنْ الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ، مشکوٰۃ شریف ص ۱۸۱ / کتاب الصوم باب لیلة القدر مطبوعه یاسر ندیم دیوبند.

۲ القول الحادی والعشرون انها لیلة سبع وعشرین وهوالجادة من مذهب احمد وروایة عن ابی حنییفة وبه جزم ابی بن کعب و حلف علیه الی قوله استنبط بعضهم ذلک من جهة اخری فقال لیلة القدر تسعة أحرف وقد اعیدت فی السورة ثلاث مرات فذالک سبع وعشرون الخ فتح الباری، ج۳/ص ۲۲۹/ کتاب الصوم باب تحری لیلة القدر فی الوتر من العشر الاواخر مطبوعه یوسفی دیوبند.

۳ ویختم فی اللیلة االسابع والعشرون لکثرة الاخبار انها لیلة القدر البحر الرائق کوئٹه ج۲/ ص۶۸/آخر باب الوتر والنوافل.

رات کو جمع ہونا یا جماعت سے اہتمام کے ساتھ نوافل پڑھنا بدعت ومکروہ ہے، کذا فی مراقی الفلاح[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند ۱۵/۹/۸۵ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند ۱۵/۹/۸۵ھ

گدھا کیوں بولتا ہے؟

سوال: -جب گدھا ڈھینچتا ہے تو اس کی کیا علت ہے، اور کیا پڑھنا چاہئے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جب گدھا بولتا ہے، تو شیطان رجیم سے پناہ مانگنی چاہئے، کیونکہ وہ عامۃً شیطان کو دیکھ کر بولتا ہے۔ کذا فی المشکوۃ ص۲۱۳/[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند

مرغ کیوں بولتا ہے؟

سوال: -مرغ کی آواز سن کر کیا پڑھنا چاہئے، اور اس کے بولنے کی کیا علت ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

مرغ اکثر جب بولتا ہے، تب فرشتہ دیکھ کر بولتا ہے، اس وقت اللہ تعالیٰ سے فضل طلب

---

[1] ویکرہ الاجتماع علی احیاء لیلۃ من ھذہ اللیالی المتقدم ذکرھا فی المساجد وغیرھا لانہ لم یفعلہ النبی ﷺ ولا اصحابہ فانکرہ اکثر العلماء من اھل الحجاز منھم عطاء وابن ابی ملیکۃ وفقھاء اھل المدینۃ واصحاب مالک وغیرھم وقالو اذلک بدعۃ الخ، مراقی الفلاح مع الطحطاوی، ص۳۲۶/فصل فی تحیۃ المسجد وصلوٰۃ الضحی واحیاء اللیالی الخ مطبوعہ مصر.

[2] وَاِذَا سَمِعْتُمْ نَهِيْقَ الْحِمَارِ فَتَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ فَاِنَّهٗ رَاٰى شَيْطَانًا مشکوٰۃ شریف ص۱۳/ج۲/باب الدعوات فی الاوقات، الفصل الاول، مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند ومسلم شریف ص۳۵۱/ج۲/کتاب الذکر، باب استحباب الدعاء عند صیاح الدیک، مطبوعہ سعد دیوبند.

کرنا چاہئے ۔ کذا فی المشکوٰۃ ص ۲۹۳ ر[۱] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند ۶/ ۶/ ۱۴۰۱ھ

قتل الموذی قبل الایذاء حدیث کی تحقیق

سوال:- اگر نماز کی حالت میں کپڑے پر یا بدن پر جوں پھرتی نظر آئے تو اس کا مارنا کیسا ہے؟ جبکہ حدیث کے اندر قتل الموذی قبل الایذاء آیا ہے، تو اس کا مارنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

قتل الموذی قبل الایذاء حدیث شریف کی کس کتاب میں ہے مع حوالہ و باب نقل کریں، تب اصل سوال کا جواب ہو سکے گا[۲] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند ۱۸/ ۷/ ۸۸ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۹/ ۷/ ۸۸ھ

---

[۱] عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ ﷺ اِذَا سَمِعْتُمْ صِیَاحَ الدِّیْکَةِ فَاسْئَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ فَاِنَّهَا رَأَتْ مَلَکًا مشکوۃ شریف ۲۱۳ /باب الدعوات فی الاوقات الفصل الاول مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند.

[۲] حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے آثار میں دورانِ نماز جوں مارنے اور دیگر احادیث مرفوعہ میں سانپ وبچھو جیسے موذی جانور کے قتل کا حکم موجود ہے اور فقہاء نے دوران نماز قتلِ موذی کو غیر مفسدِ صلوۃ قرار دیا ہے۔

کان عمرؓ بن الخطاب یقتل القملة فی الصلوۃ حتی یظهر دمها علی یده ، کنزالعمال ص ۲۱۶ / ج۸/ رقم الحدیث ص ۲۲۶۲۷ /مباحات الصلوۃ، مطبوعه بیروت، عن ابی معاذ بن انسؓ وانس ابن مالکؓ انهم کانوا یقتلون القمل والبراغیث فی الصلوۃ، مراسیل ابوداؤد ص ۶/ کاب الصلوۃ مطبوعه سعد بکڈپو دیوبند.

قال اذا وجد احدکم عقرباً وهو یصلی فلیقتلها بنعله الیسریٰ الحدیث، مراسیل ابواداؤد ص ۷/ کتاب الصلوۃ مطبوعه سعد دیوبند عن ابی هریرةؓ قال امر رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم بقتل الاسودین فی الصلوۃ، نسائی شریف ص ۱۳۴ / ج ۱ /باب قتل الحیة والعقرب ا کتاب الافتتاح مطبوعه اشرفی دیوبند، اعلاء السنن ص ۱۲۲ / ج۵/ کتاب الصلوۃ، باب جواز القمله الخ مطبوعه ادارة القرآن کراچی.

قتل العقرب والحیة فی الصلوۃ لایفسد الصلوۃ ویستوی فیه جمیع انواع الحیّات وانما یباح قتل الحیة والعقرب فی الصلوۃ اذا مر بین یدیه وخاف ان یوذیه عالمگیری مختصراً کوئٹه ص ۱۰۳ / ج ۱ /الباب السابع فیما یفسد الصلوۃ ، شامی کراچی ص ۶۵۲ / ج ۱ /باب مایفسد الصلوۃ ومایکره فیها.

کتاب دین و دنیا کی ایک حدیث کی تحقیق

سوال:- مفتی شوکت علی صاحب فہمی کی ایک کتاب دین و دنیا سے ایک عبارت نقل کر کے احقر نے دارالافتاء میں برائے جواب دیا، اس کا جواب صرف یہ دیا گیا کہ یہ حدیث موضوع غیر معتبر ہے، مگر عوام کے لئے یہ تسلی بخش جواب نہیں ہے، احقر سے بار بار دریافت کرتے ہیں، کہ اگر حدیث ہے تو حضرات علماء دین اس پر عامل کیوں نہیں؟ دلائل عقلیہ ونقلیہ سے جواب دے کر مشکور فرمائیں، ریاض المقاصد میں بحوالہ جامع الفقہ مجموع الروایات سے منقول ہے کہ آنحضرت ﷺ حضرت حمزہؓ کی روح کے لئے تیسرے روز، دسویں روز اور ۲۰/ ویں اور ۴۰/ ویں نیز سالانہ کے روز کھانا پکوایا کرتے تھے، اور صحابہ کا بھی یہی معمول تھا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ بالکل غلط ہے، حدیث شریف کی کتابیں چھپی ہوئی ہیں، بخاری شریف، مسلم شریف، ابوداؤد شریف، ترمذی شریف، نسائی شریف، ابن ماجہ شریف، طحاوی شریف، مشکوٰۃ شریف، دارمی شریف، دارقطنی شریف وغیرہ وغیرہ کسی کتاب میں یہ بات مذکور نہیں، جو شخص اس چیز کے صحیح ہونے کا دعویٰ کرتا ہے، وہ حدیث شریف میں دکھائے، مطالبہ اس سے کیا جائے، ریاض المقاصد ہو یا کوئی اور ہو جب تک حدیث شریف میں نہ دکھایا جائے، حضور اکرم ﷺ کی طرف اس نسبت کو کیسے صحیح مان لیا جائے، اگر حدیث شریف میں یہ واقعہ ہوتا تو علماء دیوبند ضرور اختیار کرتے، جب نہیں ہے تو غلط بات پر کیوں عمل کریں۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند ۱۸/۱۱/۹۵ھ

کوئی کافر امیر ہے کوئی غریب دونوں جہنم میں کیوں

سوال:- کافر غریب دنیا میں بہت ہیں اور اکثر نان شبینہ کو محتاج ہیں، اور مرنے پر

جہنم رسید ہوتے ہیں، اور کافر امراء دنیا میں آرام سے رہتے ہیں، اور کفر میں بھی اشد ہیں، مرنے پر نارِ جہنم ان کو بھی کیا سبب ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ قدرت کے رموز ہیں کون جانے کس کے ساتھ کیا معاملہ کس وجہ سے ہے، اس کے درپے نہیں ہونا چاہئے جب کسی مصیبت زدہ کو دیکھے تو پڑھنا چاہئے، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاکَ بِہٖ[1] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دار العلوم دیوبند ۷/۳/۹۴ھ

مردوں کو جنت میں حور وغلماں ملیں گے عورتوں کو جنت میں کیا ملے گا؟

سوال: -عمل صالح کرنے سے مردوں کو جنت ملے گی، حور وغلماں ملیں گے، مگر عورتوں کو کیا ملے گا؟ جب کہ خاوند بھی اس بات کو برداشت نہیں کرسکتا کہ عورتوں کو ان کے خاوند بھی ملیں اور دوسرے بھی؟

الجواب حامداً ومصلیاً

عورتوں کو ان کے خاوند ملیں گے، جو ان کے لئے انتہائی راحت کا ذریعہ ہونگے، کسی اور طرف ان کی نظر نہیں جائے گی، بلکہ خیال بھی نہیں آئے گا، مشکوٰۃ شریف[2] اور دیگر کتب

---

[1] قال صلی اللہ علیہ وسلم مَامِنْ رَجُلٍ رَاٰی مُبْتَلِیً فَقَالَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاکَ بِہٖ وَفَضَّلَنِیْ عَلٰی کَثِیْرٍ مِمَّنْ خَلَقَ تَفْضِیْلًا اِلَّا لَمْ یُصِبْہُ ذَالِکَ الْبَلَاءَ کَائِنًا مَاکَانَ رواہ الترمذی (مشکوۃ شریف ج ۱/ ۲۱۴/باب الدعوات الفصل الثانی) طبع یاسر ندیم دیوبند.

[2] قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ لِلْمُوْمِنِ فِی الْجَنَّۃِ لَخِیْمَۃً مِنْ لُؤْلُؤَۃٍ وَاحِدَۃٍ مُجَوَّفَۃٍ عَرْضُھَا وفی روایۃ طُوْلُھَا سِتُّوْنَ مِیْلًافِی کُلِّ زَاوِیَۃٍ مِنْھَا اَھْلٌ مَایَرَوْنَ الْاٰخِرِیْنَ (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

احادیث میں موجود ہے۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ، دارالعلوم دیوبند

ایک جنین باتیں کرتا ہے، کیا وہ مہدی ہے؟

سوال:- (۱) انڈونیشیا میں ایک عورت حاملہ ہے اس کے دن پورے ہو چکے ہیں، لیکن ابھی تک ولادت نہیں ہوئی، بلکہ جنین نے یہ خبر دی ہے کہ آنے والے سال میں حج کے دن عرفات کے میدان میں پیدا ہوں گے، دوسرے یہ کہ اندر سے جنین گفتگو کرتا ہے، جس کی باتیں صرف اس کی ماں سمجھتی ہے، اور کوئی نہیں سمجھتا، تیسرے یہ کہ کہنے والے کا بیان ہے کہ آئندہ چل کر اس کی باتیں ماں کے علاوہ اور اشخاص بھی سمجھ سکتے ہیں، چوتھے یہ کہ بچہ حکم کرتا ہے، کہ فلاں جگہ چلو، ماں اس کے حکم کے مطابق دورہ کرتی ہے، پانچویں یہ کہ بچہ مادر کے رحم ہی میں نماز پنجگانہ ادا کرتا ہے۔

(۲) بندہ کے پاس اس کا استفتاء آیا ہے، اس کی خبر تصدیق کرنا چاہئے، یا نہیں؟

(۳) بعض کا خیال ہے کہ امام مہدی یہی ہیں اور قرب قیامات کی علامت شروع ہو گئی ہیں، کیا یہ صحیح ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ کوئی شرعی چیز نہیں، جس کی تصدیق لازم ہو، اگر مخبرہ ثقہ ہو اور ظن غالب اس کی تصدیق پر آمادہ کرے تو تصدیق میں اشکال نہیں، لیکن وہ ملک در ملک دورہ کرتی ہے، اور

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) (مشکوة شریف ص ۴۹۶/باب صفة الجنة و اهلها) طبع یاسر ندیم دیوبند.
ترمذی شریف ص ۸۱/ج ۲/ابواب صفة الجنة باب ماجاء فی سوق الجنة، مطبوعه دیوبند.

ترجمہ: رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ جنت میں مومن کیلئے ایک خالی موتی کا خیمہ ہوگا، جس کا عرض (ایک روایت میں ہے) جس کا طول ساٹھ کوس کا ہوگا، اس کے ہر گوشہ میں اس کی بیویاں وغیرہ ہونگی، جو دوسرے گوشوں والوں کو نہیں دیکھیں گی۔

بظاہر بغیر محرم کے سفر کرتی ہے، وہ تو ثقہ اور قابل تصدیق نہیں[۱] قرب قیامت کا ظن غالب ہے، دماغی مرض کا بھی شبہ ہے، شیطانی اثر بھی ہوسکتا ہے، غرض اس کا قول حجت شرعیہ نہیں۔

(۲) اس کی تصدیق یا تکذیب سے نہ ایمان قوی ہوتا ہے، نہ ضعیف ہوتا ہے، اس کی باتوں کی طرف توجہ لایعنی ہے۔

(۳) یہ خیال بے دلیل بلکہ خلاف دلیل ہے، حضرت مہدی علیہ السلام کے متعلق حدیث شریف[۲] میں موجود ہے کہ ان کا نام حضور اکرم ﷺ کے نام کے موافق ہوگا، اور ان کے والد کا نام حضور اقدس ﷺ کے والد کے نام کے موافق ہوگا، اور وہ حضرت فاطمہؓ کی ذریت سے ہوں گے[۳] اور لوگ ان کو نہیں پہچانیں گے، ان کا حلیہ بھی بتلایا گیا ہے، "اَجْلٰی الْجَبْهَةِ اَقْنَی الْاَنْفَ الخ" ابوداوٴد شریف[۴] میں تفصیل موجود ہے، مشکوٰۃ شریف[۵] اشراط الساعۃ میں بھی

---

[۱] اتفقوا علی ان الاعلان بکبیرة تمنع الشهادة وفی الصغائر ان کان معلناً بنوع فسق مستشنع یسمیه الناس بذالک فاسقاً مطلقاً لاتقبل شهادة فتاوی هندیه کوئٹه ص ۴۶۹/ ج۳/ کتاب الشهادات الباب الرابع ،فصل ثانی فیمن لاتقبل شهادته لفسقه ،شامی کراچی ص۴۷۳/ ج۵/ کتاب الشهادات، باب القبول وعدمه.

[۲] فی حدیث عبدالله حتی یبعث رجلاً منی اومن اهل بیت یواطئی اسمه اسمی واسم ابیه اسم ابی الحدیث ابوداؤدشریف ص۵۸۸/ ج۲/اول کتاب المهدی مطبوعه سعد بکڈپو دیوبند مشکوة شریف ص ۴۷۰/ باب اشراط الساعةالفصل الاول مطبوعه یاسرندیم دیوبند .

[۳] فی حدیث ام سلمةؓ المهدی من عترتی من ولدفاطمةؓ الحدیث ابوداؤدشریف ص۵۸۸/ ج۲/ مطبوعه سعدبکڈپو دیوبند.

[۴] تفصیل ملاحظہ ہو۔ابو دائود شریف ص۵۸۸/ ج ۲/ کتاب الفتن باب المهدی،یاسرندیم دیوبند.

[۵] قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْمَهْدِیُّ مِنِّی اَجْلَی الْجَبْهَةِ اَقْنَی الْاَنْفِ یَمْلَاءُ الْاَرْضَ قِسْطًا وَ عَدْلًا کَمَا مُلِئَتْ ظُلْمًا وَجُوْرًا یَمْلِکُ سَبْعَ سِنِیْنَ (مشکوٰة شریف ص ۴۷۰/باب اشراط الساعة) یاسر ندیم دیوبند.

ترجمہ: رسول خدا ﷺ نے فرمایا مہدی علیہ السلام میری اولاد میں سے ہے روشن وکشادہ پیشانی بلند ناک وہ زمین کو اسی طرح دادوانصاف سے بھر دیگا جس طرح وہ ظلم وستم سے بھری تھی، وہ سات برس تک زمین کا مالک رہے گا۔

یہ روایت موجود ہے، اب تو اس عورت کے متعلق اخبارات میں کچھ اور بھی آ گیا ہے، کہ جب اس کی تفتیش کی گئی تو جنین کیا بولتا وہ خود بھی جنین کی طرح کہیں غائب ہوگئی ہے۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۳/۳/۹۰ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم ۳/۳/۹۰ھ

دھوکہ دینا نقصان پہنچانا

سوال:- اگر کوئی شخص کسی مسلمان کو دھوکہ دے کر مسلمان کے مال کو لے یا کسی بھی طرح مسلمان کو نقصان پہنچائے تو ایسے شخص کے لئے شریعت کی روشنی میں کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

دھوکہ دینا سخت مذموم ہے، مشکوٰۃ شریف میں ہے "مَنْ غَشَّ فَلَيْسَ مِنِّی" (الحدیث[۱]) جو شخص ہم کو دھوکہ دے وہ ہم میں سے نہیں، "لَایَحِلُّ مَالُ اِمْرَأٍ اِلَّا بِطِيْبِ نَفْسٍ مِنْهُ" الحدیث شریف[۲] ص ۲۵۵/ ظلم کا وبال دنیا میں بھی بھگتنا پڑے گا اور آخرت میں بھی عذاب ہوگا، جو شخص کسی مومن کو نقصان پہنچائے، اس سے مکر کرے، اس پر لعنت آئی ہے "مَلْعُوْنٌ مَنْ ضَارَّ مُؤْمِنًا اَوْمَكَرَبِهٖ (الحدیث) مشکوٰۃ شریف[۳] ص ۴۲۸/ آپ کا مال جتنا ناحق لیا گیا ہے، آپ کو اس کے وصول کرنے کا پورا حق ہے۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۲۳/۳/۹۰ھ

---

[۱] مشکوٰۃ شریف ص ۲۴۸ / باب المنهى عنها من البيوع ياسر نديم ديوبند.

[۲] مشکوٰۃ شریف ص ۲۵۵ / باب الغصب والعارية طبع ياسر نديم ديوبند شعب الايمان للبيهقى ص ۲۶۹ / ج ۲ / الباب الثامن والثلاثون فى قبض اليد عن الاموال المحرمة الخ، مطبوعه مكتبه نزار مصطفى البازمكة المكرمة.

ترجمہ: کسی آدمی کا مال اس کی رضامندی کے بغیر حلال نہیں۔

[۳] مشکوٰۃ شریف ص ۴۲۸ / باب ماینهى عنه من التهاجر طبع ياسر نديم ديوبند.

جنات سے حمل

سوال:– جنات کی صحبت سے عورت کو حمل قرار پاسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جنات کی صحبت سے بھی استقرار حمل ہو کر بچہ پیدا ہوسکتا ہے، حدیث شریف میں ہے
''اِنَّ فِیْکُمْ مُغَرِّبِیْنَ قِیْلَ یَارَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ وَمَاالْمُغَرِّبُوْنَ قَالَ الَّذِیْ یَشْرَکُ فِیْھِمُ الْجِنَّ اھ''[1] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۱۷/۱۱/۱۹۱ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۷/۱۱/۹۱ھ

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے چپت مار کر ملک الموت کی آنکھ نکال لی

سوال:– اورنگ آباد کے امیر جماعت نے دوران وعظ ایک واقعہ بیان فرمایا اس کی تصدیق آپ سے چاہتا ہوں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس روح قبض کرنے کے لئے ملک الموت تشریف لائے، تو آپ نے طمانچہ مار دیا وہ چلے گئے، اللہ پاک نے ارشاد فرمایا کہ میرے کلیم سے اجازت کیوں نہیں لی، امیر جماعت سے میں نے پوچھا کہ کیا یہ بات صحیح ہے،

---

[1] ابوداؤد ص ۶۹۶ / ج ۲ / کتاب الادب، باب فی المولود یؤذن فی اذنہ، طبع یاسر ندیم دیوبند، مشکوۃ ص ۳۹۰ / کتاب الطب، والرقیٰ، طبع یاسر ندیم دیوبند، کنز العمال بیروت ج ۱۶ / ص ۳۵۴ / حدیث نمبر ۴۴۹۰۰ / الباب الخامس فی حقوق الزوجین، الفصل الثانی، الفرع الثانی، فی المباشرۃ وآدابھامطبوعہ مؤسسۃ الرسالہ بیروت.

ترجمہ: بلاشبہ تم میں سے مغربین ہیں، عرض کیا گیا مغربون کون ہیں؟ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم، آپ ﷺ نے فرمایا وہ لوگ جن میں جنات شریک ہوتے ہیں۔

انہوں نے جواباً فرمایا کہ میں نے معتمد بزرگوں کی زبان سے سنا ہے اس لئے بیان کر دیا، اس پر میں خاموش ہو گیا، سوال طلب امر یہ ہے کہ مذکورہ بالا واقعہ صحیح ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

بخاری شریف[۱]، مسلم شریف[۲]، نسائی شریف[۳] میں روایت موجود ہے، کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس ملک الموت آئے (بشکل انسانی) جان نکالنے کے لئے انہوں نے طمانچہ مار دیا، جس سے آنکھ نکل پڑی، وہ اللہ پاک کے پاس پہنچے اور کہا آپ نے ایسے انسان کے پاس مجھے بھیج دیا، جو موت نہیں چاہتا، وہاں سے ارشاد ہوا کہ تم جا کر پیام پہنچاؤ کہ بیل کی کمر پر ہاتھ رکھ دو جتنے بال ہاتھ کے نیچے آئیں گے ہر بال کے مقابلہ میں ایک سال کی زندگی مل جائے گی، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دریافت کیا پھر کیا ہوگا؟ جواب ملا کہ پھر موت ہوگی، عرض کیا کہ جب پھر بھی موت ہے، اس سے چھٹکارا نہیں، تو اب ہی سہی مگر بیت المقدس سے مجھے قریب تر کر دیا جائے، یہ حدیث صحیح ہے، اس میں یہ بھی ہے کہ اللہ پاک نے ملک الموت کی آنکھ بھی ٹھیک کر دی تھی۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند ۷/۴/۹۰ھ

---

[۱] بخاری شریف ج ۱/ص ۴۸۴/ کتاب الانبیاء، باب وفاۃ موسیٰ علیہ السلام مکتبہ اشرفی دیوبند.

[۲] قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ جَاءَ مَلَکُ الْمَوْتِ اِلٰی مُوْسیٰ عَلَیْہِ السَّلَامَ فَقَالَ لَہٗ اَجِبْ رَبَّکَ قَالَ فَلَطَمَ مُوْسیٰ عَلَیْہِ السَّلَامَ عَیْنَ مَلَکِ الْمُوْتِ فَفَقَا ھَا قَالَ فَرَجَعَ الْمَلِکُ اِلَی اللّٰہِ تَعَالیٰ فَقَالَ اِنَّکَ اَرْسَلْتَنِیْ اِلٰی عَبْدٍلَکَ لَایُرِیْدُ الْمُوْتَ وَقَدْ فَقَاءَ عَیْنِی قَالَ فَرَدَّ اللّٰہُ اِلَیْہِ عَیْنَہٗ وَقَالَ اِرْجِعْ اِلٰی عَبْدِیْ فَقُلِ الْحَیَاۃَ تُرِیْدُ فَاِنْ کُنْتَ تُرِیْدُ الْحَیَاۃَ فَضَعْ یَدَکَ عَلٰی مَتَنِ ثُوْر فَمَا تَوَارَتْ یَدَکَ مِنْ شَعْرَۃٍ فِاِنَّکَ تَعِیْشُ بِھَا سَنَۃً قَالَ ثُمَّ مَہْ قَالَ ثُمَّ تَمُوْتُ قَالَ فَالَانُ مِنْ قَرِیْبٍ رَبِّ اَمْتِنِیْ مِنَ الْاَرْضِ الْمُقَدَّسَۃِ رَمْیَۃً بِحَجَرٍ (مسلم شریف ج ۲/ص ۲۶۷/ کتاب الفضائل، باب من فضائل موسیٰ علیہ السلام، مکتبہ بلال دیوبند.

[۳] نسائی شریف ج ۱/ص ۲۲۸/ کتاب الجنائز باب فی التعزیۃ، کتبہ فیصل دیوبند.

شیخ سعدیؒ کے ایک شعر کا مطلب

سوال: -مولانا سعدیؒ نے فرمایا:

پرتو نیکاں نگیرد ہر کہ بنیادش بدست
تربیت نااہل را چو گردگاں برگنبدست

بنیاد سے کیا مراد ہے؟ اور نااہل کون ہے؟ ''وَاَمَّا الَّذِيْنَ شَقُوْا فَفِي النَّارِ'' اور حدیث میں شقی سے جو مراد ہے، کیا وہی نااہل ہے یا کچھ اور مطلب ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

حدیث شریف[۱] میں ہے ''وَاضِعُ الْعِلْمِ عِنْدَ غَيْرِ اَهْلِهٖ كَمُقَلِّدِ الْخَنَازِيْرِ الْجَوْهَرَ وَاللُّؤْلُؤَ وَالذَّهَبَ'' نااہل کو علم سکھانا ایسا ہے جیسا کہ خنزیر (سور) کو جواہر موتی سونے کا ہار پہنانا، اس کی شرح میں ملا علی قاری نے لکھا ہے کہ نااہل وہ ہے جو بات صحیح نہ سمجھے یا دینی علم کو دنیا کمانے کے لئے حاصل کرے، یا کسی بھی ایسی غرض کے لئے پڑھے جو خوشنودیٔ خداوندی کے خلاف ہو[۲] شقی کا مصداق بے ایمان اور دوزخی ہے[۳] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

مخلوق کی پیدائش کس ترتیب سے

سوال: -ساری مخلوق کی پیدائش کس ترتیب سے ہوئی؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس سلسلہ میں ایک حدیث پیش کرتا ہوں، اس سے اپنا مطلب حل کریں:

---

[۱] مشکوٰة شریف ص ۳۴/ کتاب العلم، الفصل الثانی، مطبوعه یاسرندیم دیوبند.

[۲] بان یحدثه من لایفهمه اومن یرید منه غرضا دنیویا اومن لایتعلمه للّٰه الخ مرقات شرح مشکوٰة ج ۱/ص ۲۳۳/ کتاب العلم، الفصل الثانی، مطبوعه اصح المطابع بمبئی.

[۳] الشقی الذی وجبت له النار (تفسیر کشاف ص ۲۹۳/ج ۲/دارالفکر، سورهٔ هود آیت ۱۰۵/)

"وعنه ای عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِیَدِیْ فَقَالَ خَلَقَ اللّٰهُ التُرْبَةَ یَوْمَ السَّبْتِ وَخَلَقَ فِیْهَا الْجِبَالَ یَوْمَ الْاَحَدِ وَخَلَقَ الشَّجَرَ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ وَخَلَقَ الْمَكْرُوْهُ یَوْمَ الثُّلَاثَاءِ وَخَلَقَ النُّوْرَ یَوْمَ الْاَرْبِعَاءِ وَبَثَّ فِیْهَا الدَّوَابَّ یَوْمَ الْخَمِیْسِ وَخَلَقَ آدَمَ بَعْدَ الْعَصْرِ مِنْ یَوْمِ الْجُمُعَةِ فِیْ آخِرِ وَآخِرِ سَاعَةِ الْخَلْقِ سَاعَةٍ مِنَ النَّهَارِ فِیْهَا بَیْنَ الْعَصْرِ اِلَی اللَّیْلِ. رواه مسلم مشکوٰة شریف ص ۵۱۰؍"[1]

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۱۶؍۷؍۹۵ھ

شرور العلماء کون ہیں

سوال: -ایسے مولوی صاحبان جو گندم نما جوفروش ہیں ہمیشہ وہ قوم کو لڑا کر فائدہ اٹھاتے ہیں وہ کون ہیں اوران کو کیا کہا جائے مَنْ یُفَرِّقُ فَاقْتُلُوْهُ بِالسَّیْفِ سے کیا مراد ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

جولوگ اپنے نفس واقتدار کی خاطر قوم کو لڑاتے ہیں وہ شَرُّ مَنْ تَحْتَ اَدِیْمِ السَّمَاءِ ہیں ان کا علاج یہ ہے کہ ان کی باتیں نہ سنیں جائیں فَاقْتُلُوْهُ بِالسَّیْفِ کا حکم ہر ایک کیلئے نہیں[2]

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۹؍۳؍۸۸ھ

الجواب صحیح: نظام الدین عفی عنہ ۱۱؍۳؍۸۸ھ

---

[1] مشکوٰة شریف ص ۵۱۰؍باب بدء الخلق وذکر الانبیاء علیهم السلام، الفصل الثالث، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر فرمایا اللہ تعالیٰ نے مٹی (زمین) کو سنیچر کے دن پیدا کیا اور پھر زمین میں پہاڑوں کو اتوار کے روز پیدا کیا، اور درختوں کو پیر کے دن اور بری چیزوں کو منگل کے دن پیدا کیا اور روشنی کو بدھ کے دن پیدا کیا اور جانوروں کو زمین کے اندر جمعرات کے دن پھیلایا اور حضرت آدم علیہ السلام کو جمعہ کے دن عصر کے بعد پیدا کیا۔

[2] ان ولایة اقامة الحدود ثابتة للامام بطریق التعیین، بدائع زکریا ص ۵۲۴؍ج۵؍کتاب الحدود التعزیر.

کون سی راتیں افضل ہیں

سوال:- شب بیداری کے لئے کتنی راتوں کی حدیث میں فضیلت آئی ہے کیا شب معراج بھی اس میں داخل ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

رمضان کے اخیر عشرہ کی راتیں خاص کر لیلۃ القدر عیدین کی راتیں، عشرہ ذی الحجہ کی راتیں، نصف شعبان کی رات مگر ان راتوں میں مسجد میں اجتماعی صورت اختیار نہ کی جائے نورالایضاح[1] مراقی الفلاح[2] وطحطاوی[3] میں فصل فی بیان النوافل کے ذیل میں اس کو بیان کیا گیا ہے۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

دمدار ستارہ

سوال:- آج کل یہاں پر شب کے تین بجے دمدار ستارہ نمودار ہوتا ہے یہ ستارہ پہلے شمال کی جانب نکلتا تھا اب مشرق کی جانب نکلتا ہے اس بارے میں عوام میں بہت سی باتیں مشہور ہورہی ہیں براہ کرم واضح فرمادیں کہ ایسے ستاروں کے بارے میں شرعاً کوئی چیز ثابت ہے یا نہیں؟ اور اس ستارہ کی شرعی پوزیشن کیا ہیں نیز اس بارے میں عوام کے قیاسات پر یقین

---

[1] وندب احیاء لیالی العشر الاخیر من رمضان واحیاء لیلتی العیدین ولیالی عشر ذی الحجۃ ولیلۃ النصف من شعبان ویکرہ الاجتماع علی احیاء لیلۃ من ھذہ اللیالی فی المساجد. نور الایضاح ص۱۱۵ / فصل فی النوافل فصل فی تحیۃ المسجد (مکتبہ امدادیہ دیوبند)

[2] مراقی الفلاح ص۶۳ / کتاب الصلوٰۃ فصل فی تحیۃ المسجد وصلوۃ الضحی واحیاء اللیالی مطبوعۂ عامرہ شرفیہ مصر.

[3] طحطاوی علی المراقی ص۳۲۴ / کتاب الصلوٰۃ فصل فی تحیۃ المسجد الخ (مطبوعہ مصر)

کیا جاسکتا ہے یا نہیں اگر یقین کیا جاسکتا ہے تو کس حد تک براہ کرم بالتفصیل جواب سے مطلع فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

الاشاعة لاشراط الساعة میں ص ۵۷/ پر حضرت ابن عباسؓ کی حدیث بحوالہ ابن مردویہ منقول ہے کہ جب فلاں فلاں کام ہونے لگیں تو دمدار ستارہ طلوع ہوگا[1] اس کا حاصل یہ ہے کہ عبادات میں اخلاص نہ رہے معاصی کی شدت ہوجائے حدود اللہ قائم نہ کی جائیں تو اس وقت اس قسم کی نشانیاں ظاہر ہوتی ہیں جن کا مقصد مخلوق کو خداوند تعالیٰ کی طرف اطاعت کی طرف متوجہ کرنا ہے تاکہ معاصی کم ہوں لوگ اخلاص پیدا کریں اور یہ ظاہر ہے کہ عامۃً ایسی نشانیوں کو آج کل تماشا بنا لیا جاتا ہے فوٹو لئے جاتے ہیں۔ کیمیاوی تحقیق کی جاتی ہے اور عبرت حاصل کرکے اصلاح کی کوشش نہیں کی جاتی ہے۔

قحط، زلزلہ، طوفان، وبا کا اثر، آتش فشاں مختلف قسم کے اسباب کو مسلط کیا جاتا ہے کبھی دور سحر انسانی شکل میں بھی ہوتے ہیں حضرت مجدد الف ثانیؒ اور حضرت شاہ عبدالعزیز دہلویؒ نے دمدار ستارہ کے متعلق کلام کیا ہے[2] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

درخت کے ملے جلے سایہ میں بیٹھنا

سوال:- کچھ دھوپ کچھ سایہ میں بیٹھنے کی ممانعت جو حدیث شریف میں آئی ہے تو

---

[1] عن ابن عباسؓ قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یاسلمان اذاکان حج الملوک تنزها والاغنیاء للتجارة والمساکین للمسئا لة والقراء ریاء وسمعة فعند ذالک یظهر نجم له ذنب رواه ابن مردویه (الاشاعة لاشراط الساعة ص ۱۲۶/ ذکر ظهور کوکب له ذنب وماوردفی ذالک، طبع بیروت)

[2] تفسیرفتح العزیزپارۂ عم ص ۱۳۶/ سورۃ الطارق، مکتبه رحیمیه دیوبند.

بعض مکانوں میں دھوپ اتنی کم آتی ہے کہ جاڑے کے موسم میں پورا بدن دھوپ میں نہیں آسکتا نیز گرمی کے موسم میں درختوں کے سایہ میں دھوپ ملی جلی ہوتی ہے تو بظاہر ضروری ہوا کہ مذکورہ مکانات کی دھوپ اور درختوں کے سایوں سے بچے، کیا یہ صحیح ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ ممانعت اندیشہ مضرت سے ہے مضرت نہ ہو تو ممانعت نہیں[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

گائے کا گوشت تناول فرمانا

سوال: -الجواب المتین میں تحریر ہے کہ حضور ﷺ نے صرف ایک مرتبہ گائے کا گوشت اپنی لونڈی حضرت بریرہؓ کے یہاں استعمال کیا تھا، بعض لوگ کہتے ہیں کہ گوشت کو انگلی میں لپیٹ کر صرف چکھا تھا، حضور ﷺ نے شوربا پیا تھا، یا گوشت کی بوٹی بھی استعمال کی تھی، مشکوٰۃ میں قربانی کے باب میں تحریر ہے کہ حضور ﷺ نے ایک بار گائے کی قربانی اپنی ازواج مطہراتؓ کی طرف سے کی تھی، تو گائے کی قربانی کا گوشت صرف ازواج مطہراتؓ نے استعمال کیا تھا یا حضور ﷺ نے بھی؟

الجواب حامداً ومصلیاً

الجواب المتین میرے پاس نہیں، نہ یہ روایت کسی کتاب میں میری نظر سے گذری، البتہ گائے کی قربانی کی روایت صحیح مسلم اور دیگر کتب حدیث میں موجود ہے[2]۔ شرح سفر السعادۃ

[1] اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ اِذَا کَانَ اَحَدُکُمْ فِی الْفَیْءِ فَقَلَصَ عَنْہُ الظِّلُّ فَصَارَ بَعْضُہٗ فِی الشَّمْسِ وَبَعْضُہٗ فِی الظِّلِّ فَلْیَقُمْ (مشکوٰۃ شریف ص ۴۰۵ باب الجلوس والنوم والمشی طبع یاسر ندیم دیوبند، لان الانسان اذا قعد ذاک المقعد فسد مزاجہ لاختلاف حال البدن من المؤثرین المتضادین (مرقاۃ ص ۵۸۸ ج ۴ مطبوعہ مصر)

[2] ذَبَحَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ عَنْ عَائِشَۃَؓ بَقَرَۃً یَوْمَ النَّحْرِ (مسلم شریف، ج ۱/ص ۴۲۴ کتاب الحج باب جواز الاشتراک فی الھدی واجزاء البدنۃ و البقرۃ کل واحدۃ منھما عن سبعۃ) ابوداؤد ص ۳۸۸/ ج ۲/ کتاب الضحایا، باب البقر والجزور عن کم تجزی، مطبوعہ سعد دیوبند.

ص ۴۴۶ رمیں دیگر لحوم کے تناول فرمانے کا ذکر ہے، لیکن گائے کا ذکر اثباتاً ونفیاً کچھ نہیں ہے، زادالمعاد ج ۲ رص ۱۷۲ میں لحم البقر کے خواص اور طریق اصلاح کو بیان کیا، مگر حضور ﷺ کے تناول فرمانے کا اس میں بھی ذکر نہیں ہے[1] حاکم کی روایت میں لحم بقر کو داء اور سمن ولبن کو دواو شفا فرمایا گیا ہے[2] تذکرۃ الموضوعات میں اس کو خصوصیات پر محمول کیا ہے[3] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مظاہر علوم سہارنپور ۶۱/۶/۲۴ ھ

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہ

صحیح عبداللطیف مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۶۱/۶/۲۵ ھ

کیا مینار دعا کرتے رہتے ہیں

سوال:- کیا کوئی ایسی حدیث موجود ہے کہ مسجد کے دو مینار گویا دو ہاتھ ہیں جو آبادی والوں کے لئے دعا کرتے رہتے ہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

میں نے ایسی حدیث کسی کتاب میں نہیں دیکھی۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

املاہٗ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۱۴۰۰/۸/۲ ھ

---

[1] لحم البقربارديا بس عسر الانهضام بطئى الانحدار يولددماً سوداوياًلايصلح الا لا هل الكد والتعب الشديد ويورث ادمانه الا مراض السوداوية (الى قوله) وهذا المن لم يعتده اولم يدفع ضرره بالفلفل والثوم والدار صينى والزنجبيل ونحوه(زادالمعاد، ج۴/ص ۳۴۳/لحم البقر، مطبوعه موسسة الرسالة بيروت)

[2] عَلَيْكُمْ بِاَلْبَانِ الْبَقَرِوَسُمْنَانِهَا وَاِيَّاكُمْ لُحُومَهَا فَاِنَّ اَلْبَانَهَا وَسُمْنَانَهَا دَوَاءُ وَشِفَاءٌ الحديث مستدرك للحاكم ص ۴۴۸/ج۴/رقم الحديث ص ۸۲۳۲/كتاب الطب،مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت.

[3] عَلَيْكُمْ بِاَلْبَانِ الْبَقَرِ وَسُمْنَانِهَا وَاِيَّاكُمْ وَلُحُوْ مَهَا فَاِنَّ اَلْبَانَهَا وَسُمْنَانَهَا دَوَاءٌ وَشِفَاءٌ وَلُحُوْ مُهَا دَاءٌ لِلْحَاكم مرفوعا ليبس الحجاز ويبوسة لحم البقر ورطوبة لبنها وسمنها فكانه يرى اختصاصه به (تذكرة الموضوعات ص ۱۴۶ باب الادام كاللحم والهريسة الخ المكتبة القيمة بمبئى فيض القدير ص ۳۴۸/ج۴/حديث ۵۵۵۷/حرف العين،مطبوعه دارالفكر بيروت)

جنازۂ نبوی علیہ وسلم ﷺ پر نماز کی کیفیت

سوال:-حضرت ابن مسعودؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے فرمایا جب تم مجھ کو نہلا کر کفناؤ تو چارپائی میرے اس حجرہ میں قبر کے کنارے پر رکھ کر ذرا ایک ساعت کے لئے باہر چلے جانا کہ اول جو مجھ پر نماز پڑھے گا وہ میرا پروردگار جل شانہ ہے کہ وہ اور اس کے فرشتے رحمت بھیجتے رہتے ہیں۔(از مذاق العارفین ترجمہ احیاء العلوم الدین جلد چہارم باب دہم موت کے ذکر میں باب الوفات ۱۰ ارص ۸۷۴/۔۸۷۵/مترجم مولانا محمد احسن صدیقی نانوتوی)

مندرجہ بالا عبارت یہاں مستقل فتنہ کا سبب بنی ہوئی ہے، جس میں صراحۃً مذکور ہے اول جو مجھ پر نماز پڑھے گا وہ میرا پروردگار جل شانہ ہے کیا واقعی معبود حقیقی نے بھی محمد رسول اللہ ﷺ پر نماز پڑھی ہے جبکہ سب بندے بلکہ خود حضرت نبی کریم ﷺ بھی اس کی نماز پڑھتے ہیں اور اب بھی اس کی نماز پڑھی جاتی ہے، نیز اللہ رب العزت اور فرشتوں کی نماز کے لئے سب کا باہر جانا کیوں ضروری ہے، وہ تو غیر محسوس اور غیر مرئی ہیں، صحابۂ کرامؓ کے رہتے ہوئے بھی نماز پڑھ سکتے ہیں، اصل عبارت ملاحظہ فرما کر واضح فرمائیں کہ یہ مترجم کی غلطی ہے یا مصنف کا یہی مطلب ہے، نوازش ہوگی، اگر جواب میں اصل عبارت تحریر فرمائیں کیونکہ ہمارے پاس اصل کتاب نہیں صرف اس کا ترجمہ ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

طبقات ابن سعد میں روایت ہے[1] کہ واقدی راوی ہیں اور ضعیف ہیں، نیز مرسل ہے، علامہ عراقی نے تخریج میں ایسا ہی فرمایا ہے کما فی ہامش احیاء العلوم ج ۴ رص ۴۰۰[2] یہاں

---

[1] طبقات ابن سعد ص ۲۵۷ / ج ۲ / ذکر ما اوصی به رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فی مرضه الذی مات فیه، طبع دار الفکر بیروت.

[2] قال العراقی رواه ابن سعد فی الطبقات عن محمد بن عمر (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

الفاظ یہ ہیں ”اِذَا غَسَلْتُمُوْنِیْ وَ کَفَّنْتُمُوْنِیْ فَضَعُوْنِیْ عَلٰی سَرِیْرِیْ فِیْ بَیْتِیْ ھٰذَا عَلٰی شَفِیْرِ قَبْرِیْ ثُمَّ اُخْرُجُوْا عَنِّی سَاعَةً فَاِنَّ اَوَّلَ مَنْ یُصَلِّی عَلَی اللّٰهُ عَزَّوَ جَلَّ هُوَا لَّذِیْ یُصَلِّی عَلَیْکُمْ وَمَلَائِکَتَهٗ ثُمَّ یَاْذَنُ لِلْمَلَائِکَةِ فِی الصَّلٰوةِ عَلَیَّ فَاَوَّلُ مَنْ یَدْخُلُ عَلَیَّ مِنْ خَلْقِ اللّٰهِ وَیُصَلِّی عَلَیَّ جِبْرِئِیْلُ ثُمَّ مِیْکَائِیْلُ ثُمَّ اِسْرَافِیْلُ ثُمَّ مَلَکُ الْمَوْتِ مَعَ جُنُوْدٍ کَثِیْرَةٍ ثُمَّ الْمَلَائِکَةِ بَاَجْمَعِهَا صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِمْ اَجْمَعِیْنَ ثُمَّ اَنْتُمْ فَادْخُلُوْا عَلَیَّ اَفْوَاجًا فَصَلُّوْا عَلَیَّ اَفْوَاجًا زُمْرَةً زُمْرَةً وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْماً“[1] (احیاء العلوم ج ۴/ ص ۴۰۰/)

عبارت میں لفظ صلوٰۃ ہے، جب صلوٰۃ کو اللہ تعالیٰ کی جانب منسوب کیا جاتا ہے تو اس سے رحمت مراد ہوتی ہے[2] یہی حق تعالیٰ شانہ کے شان کے لائق ہے، یہ مراد نہیں کہ اللہ تعالیٰ رفع یدین کر کے تکبیر کہہ کر ہاتھ باندھیں گے اور سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ بطریق معروف پڑھیں گے، قرآن کریم میں وارد ہے، ”اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِکَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ“[3] غلط فہمی کو رفع کر دیا جائے۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دار العلوم دیوبند

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) هوا الواقدی باسناد ضعیف الی ابن عون عن ابن مسعود وهو مرسل ضعیف کما تقدم (احیاء العلوم ج ۴/ص ۴۰۱/)ص ۴۵۵/ ج ۴/ذکر الموت ومابعده الباب الرابع فی وفاة رسول ﷺ مطبوعه مصر، اتحاف ص ۲۹۰/ ج ۱۰/الباب الرابع فی وفاة رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم، طبع دار الفکر بیروت.

[1] جب تم مجھ کو غسل دیدو اور کفن پہنا دو، تو مجھ کو میرے تخت پر میرے گھر میں میری قبر کے کنارے پر رکھ دینا، پھر کچھ دیر کے لئے میرے پاس سے نکل جانا، اس لئے کہ بیشک سب سے اول مجھ پر اللہ تعالیٰ رحمت بھیجے گا، پھر فرشتوں کو مجھ پر نماز (جنازہ) کی اجازت ہوگی پھر اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے سب سے اول مجھ پر داخل ہونے والے اور نماز پڑھنے والے جبرئیل علیہ السلام ہونگے، پھر میکائیل علیہ السلام، پھر اسرافیل علیہ السلام پھر ملک الموت علیہ السلام بہت سے لشکروں کے ساتھ پھر فرشتے نماز پڑھیں گے، پھر تم مجھ پر فوج درفوج داخل ہونا اور فوج درفوج جماعت در جماعت نماز پڑھنا اور سلام پڑھنا۔

[2] قال البغوی الصلوٰة من اللّٰه الرحمة (تفسیر مظهری ج ۷/ص ۳۷۴/سورۂ احزاب آیت ۵۶/ مطبوعه رشیدیه کوئٹه)

[3] سورۂ احزاب آیت ۵۶/۔ **ترجمہ**: بیشک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں ان پیغمبرؐ پر (بیان القرآن)

معراج نامہ کی ایک موضوع روایت

سوال:- ہمارے یہاں ایک پیر مشائخ ہوکر ایک بزرگ گزرے ہیں یا نہیں، ان کی کتاب معراج نامہ میں لکھا ہے کہ حضور ﷺ کو جب معراج نصیب ہوئی، اس وقت ساتویں آسمان پر دسترخوان بچھایا گیا، تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں تنہا نہیں کھاؤں گا میرے ساتھ کسی اور شخص کا ہونا بھی ضروری ہے، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ آپ کھانا تناول فرمایئے! حضور ﷺ نے عرض کیا اللہ سے، میرا ساتھ دیجئے! اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ میں کھانے وغیرہ سے منزہ ہوں، اس وقت پردہ سے ایک ہاتھ جو نمودار ہوا تھا اس کی انگلی میں ایک انگوٹھی بھی تھی، جب حضور ﷺ تشریف لائے تو حضرت علیؓ کی انگلی میں وہ انگوٹھی دیکھی، جو انگوٹھی ساتویں آسمان پر دیکھی تھی، تو حضور ﷺ نے فرمایا یہ انگوٹھی کس کی ہے؟ اس وقت حضرت علیؓ فرماتے ہیں، یہ انگوٹھی آپ ﷺ کی ہے۔ لکھنے کا مطلب یہ ہے کہ حضرت علیؓ بھی کھانے میں شریک تھے، آیا یہ مطلب صحیح ہے یا نہیں، تو ایک پیر مشائخ جو ایک خداداد بزرگ تھے، ان کے لکھنے کا مطلب کیا ہوسکتا ہے؟ تحقیق مطلوب ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ روایت اردو، فارسی، عربی کی کسی کتاب میں نہیں دیکھی، بے سند بات کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرنا ہرگز جائز نہیں، سخت معصیت ہے، یہ معراج نامہ میں نے نہیں دیکھا، نہ ان بزرگ سے واقف ہوں، اس قصہ کا غلط اور نبوت کے خلاف ہونا ظاہر ہے، بعض آدمی کتاب لکھ کر کسی بزرگ کی طرف منسوب کر دیتے ہیں[1]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۲/۱۰/ ۹۴ھ

---

[1] عن ابنؓ قال قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم اتقوا الحديث عنى الاماعلمتم فمن كذب علىٰ متعمداً فليتبوا مقعده من النار (رواه الترمذى، مشكوة شريف ص ۳۵/ كتاب العلم، الفصل الثانى، مطبوعه ياسر نديم ديوبند.

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے طرف سے حدیث روایت کرنے میں پرہیز کرو مگر جو حدیث تم کو معلوم ہو پس جو شخص مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولے اس کو چاہئے کہ وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔

تم

الجزء السابع

بحمد اللّٰه واحسانه

وتوفيقه تعالىٰ وبمنه وكرمه

ويليه الجزء الثامن اوله كتاب الطهارة

انشاء اللّٰه تعالیٰ ربنا تقبل منا انک انت السميع

العليم وتب علينا انک انت التواب الرحيم بحرمة حبيبک

سيد المرسلين وصلى اللّٰه تعالیٰ عليه وعلى

آله واصحابه اجمعين

الى يوم الدين

محمد فاروق غفرله

جامعه

هٰذا